

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا  
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.znzlibrary.com/>

<https://www.znz.today>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM](mailto:ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں  
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

**WhatsApp Channel Link**

[Channel Join Now](#)

باس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

#### Famous Youtube Novels

[Novel Name : Yaar E Sitamgar](#)

[Jaan E Aziz Novel By Dua Khan](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Teri Rahguzar Novel By Kitab Chehra](#)

[Bismil Novel By Mehrunnisa Shahmeer](#)

[Shiddat E Yaar Novel By Zoya Ali Shah](#)

[Ishq E Maknoon Novel By Maryam Jutt](#)

[Saza E Ishq Novel By Shahzmeen Mehdi](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

#### Novels Categories

[Web Special](#)

[Short Novels](#)

[Long Novels](#)

[Digest Novels](#)

[Romantic Novels](#)

[Facebook Novels](#)

[Ebook Novels PDF](#)

[Youtube Novels PDF](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

مکمل ناول

نفس

ایمن خان



"اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم"

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

"شروع کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان"

"اور نہایت رحم کرنے والا ہے"

"ہر اس نیک روح کے نام جو نفس سے لڑتی ہے"

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](https://www.zubinovelzone.com/) / [✉ 0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

افراح اٹھو بھی کب سے آواز لگا رہا ہوں۔ پھر جب لیٹ ہو گا تو میں "چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ پھر مجھے مت کہنا کہ چھوڑ کر چلا گیا۔ پتا نہیں کونسا نشہ کر کے سوتی ہے یہ لڑکی" انیس سالہ لڑکا تیار ہوتے چیخ رہا تھا۔ کمبل میں دبکا وجود ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔ وہ گہری نیند میں آس پاس سے بیگانہ پڑی تھی۔ اچانک اسے احساس ہوا۔ اس کے کمرے میں بادلوں نے جمع ہو کر بارش کر دی ہو۔

ارے ارے ارے یہ بارش کہاں سے ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ ہڑبڑا کر کمبل سے اچھلی تھی۔ سامنے اپنے بد تمیز بھائی کو دیکھ کر اس کا غصہ اور بڑھا تھا۔ وہ اسے مارنے کو فوراً بڑھی۔۔۔

تم جیسو کو اٹھانے کے لیے مجھ معصوم کو بارش کرنی پڑتی ہے۔"

سمجھیں۔۔۔ ایک تو تمہیں اٹھانے آتا ہوں اور تم مجھ پر چڑھ دوڑتی ہو۔ شرم نہیں آتی بڑے بھائی پر ہاتھ اٹھاتے۔ وہ اس سے دور ہوتا چیخ کر بول رہا تھا۔ اب وہ دونوں بیڈ کے اطراف گھوم کر لڑ رہے تھے۔۔۔

تو کس نے کہا مجھے اٹھانے آؤں۔ اور بڑا بھائی تم جیسا ہو تو بندہ عزت خود ہی بھول جاتا ہے۔۔۔ ہنہ

وہ اب ناراض ہو کر نیچے جا رہا تھا کیونکہ کالج کے لیے لیٹ ہو چکا تھا۔

باقی کی لڑائی وہ آکر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا

افراح نے گہری سانس لی۔ دوبارہ بیڈ پر لیٹ گئی

پتا نہیں کیوں اللہ نے ایک بھائی دیا وہ بھی بد تمیز۔۔۔ ماما بھی بس

میرے سونے کی دشمن ہیں یا اب نیند آتی ہے تو کیا کروں۔ اب ناولز سے عشق ہی اتنا ہے کہ پڑھے بغیر رات کو نیند نہیں آتی اور صبح آنکھ ہی



نہیں کھلتی۔ پر میرے گھر والوں کو کون سمجھائے۔ پڑھائی اتنی بھی ضروری نہیں جتنی سب کو لگتی ہے۔ مجھے تو ویسے بھی بڑی ہو کر سالار سکندر سے شادی کرنی ہے۔۔۔ اور وہ اتنا امیر ہے۔ مجھے پڑھنے کی بھلا کیا ضرورت۔ وہ خود کلامی میں مگن تھی جب اڑتا ہوا ایک چیل اس کی کمر پر لگا وہ ہڑبڑا کر اٹھی "کیا ہے یار ماما کبھی تو سکون لینے دیا کریں۔" تم ابھی تک اٹھ کر تیار نہیں ہوئی۔ افراح میں آخری بار کہہ رہی ہوں "سدھر جاؤ۔ نماز کے لیے بھی نہیں اٹھی نہ تم۔ انہوں نے غصے سے دوسرا چیل بھی اٹھایا۔ وہ فوراً اسپرنگ کی طرح اچھلتی واشروم میں بند ہوئی۔۔۔ چیل دروازے سے لگی وہیں گری اپنی قسمت کو روتی رہی

-----

آہ چھوڑو مجھے، کہاں لے جا رہے ہو کہانا تم لوگوں کی برادری سے نہیں ہوں میں۔۔۔ کرلی براؤن بالوں والا لڑکا سمجھانے والے انداز میں دو

سیاہ فام کو سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ وہ دو سیاہ افریقن اسے کھینچتے ہوئے ایک اندھیری سرنگ میں لے جا رہے تھے۔۔۔ وہ لڑکا اب بھی ان سے کچھ کہہ رہا تھا مگر وہ دونوں اس کی زبان سے لاعلم اسے گھسیٹ رہے تھے۔

اندر موجود بہت سارے جیل میں سے ایک جیل نما سلاخ کا دروازہ کھول کر انہوں نے اسے اندر اوندھے منہ پھینکا۔ اور باقی جیلوں پر ایک نظر ڈالتے واپس پلٹ گئے۔ سرنگ کے اندر جگہ جگہ چھوٹے جیل بنائے ہوئے تھے۔ روشنی کے لیے صرف ایک پیلا بلب جلتا نظر آ رہا تھا۔ رات اور دن کا پتا سرنگ سے آنے والے روشنی سے پتا لگتا جب کوئی اندر داخل ہوتا۔ بلب اتنا ہلکا تھا کہ ہلکے اندھیرے نے ماحول کو پراسرار کیا ہوا تھا۔ تقریباً پچاس کے قریب لڑکے وہاں قید تھے۔ جو یا تو انہیں کہیں پڑے ملتے تھے یا کسی کو تنہا ولا وارث سمجھ کر وہ اغوا کر کے ساتھ

لے آتے۔ گولائی دیواروں پر بلیک پینٹ تھا۔ جگہ جگہ بتوں کی بھیانک تصویریں چسپاں تھیں۔

ہیزل گرین آنکھوں والے لڑکے نے سامنے پڑے لڑکے کو دیکھا جسے ابھی دو دیو ہیکل افریقن آدمی پھینک کر گئے تھے۔ ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ خوبصورت آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا حالانکہ وہ کھلا رہنا چاہتی تھیں۔

ہائے اللہ مار دیا ظالموں نے ایسے کوئی کرتا ہے مہمانوں کے ساتھ۔ "کرلی براؤن بالوں کو ہاتھوں سے پیچھے کرتا وہ زور سے چیخا "جب کسی نے کوئی رسپانس نہیں دیا تو اس نے اوور ایکٹنگ کو سائیڈ پر رکھتے اٹھ بیٹھا

سنو لڑکے "۔۔۔ اس نے سامنے آنکھوں پر بازور کھے لیٹے لڑکے کو"  
 دیکھ کر آواز دی، اس جیل میں وہ وہی موجود تھے۔  
 تم سے بات کر رہا ہوں "۔ اب وہ تھوڑا زور سے بولا تھا "  
 " جواب ندارد "

سنو ہیر و تم سے بات کر رہا ہوں میں "، کرلی براؤن بالوں والے "  
 لڑکے نے اس کا بازو ہلایا۔

وہ اب بھی ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔ البتہ اس کے چھونے پر اسکے  
 ماتھے پر بل نمایا ہوا

کہیں ان آدم خوروں نے تمہارے کان کاٹ کر تو نہیں بیچ دیئے "  
 ۔۔ اوہ اللہ کیا تم سن نہیں سکتے۔ اب تم سے شادی کون کرے گا۔ آہ  
 مجھے تم سے ہمدردی ہے " وہ شاید پہلا لڑکا تھا جو ایسی جگہ بھی اتنا بول رہا  
 تھا

میں تمہارا منہ توڑ دوں گا اب فضول بکواس کی تو میرے سامنے۔۔۔"

ہیزل آنکھوں نے گھورا اور ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔ وہ اب بھی چیت لیٹا تھا۔

ا وہ مطلب تم سن سکتے ہو۔ چلو شکر اللہ کا تمہارے کان سلامت ہیں"

اور شادی کا چانس بھی، ویسے تمہاری آنکھوں کی گارنٹی نہیں زیادہ دن،

کیونکہ یہ لوگ خوبصورت چیزیں بیچ دیتے ہیں۔ کرلی براؤن بالوں والا

لڑکا ابھی بول ہی رہا تھا کہ اچانک وہ اٹھا تھا اور آگے بڑھ کر دو مکے اس

کے ناک پر رسید کئے۔ "اب تم سکون میں ہو آئی تھینک" کیونکہ لاتوں

کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔۔۔ اس نے مسکراتی ہیزل آنکھوں سے

اسے دیکھتے کہا۔

ہادی شاہ کہتے ہیں مجھے، آہ بڑی زور کا مارا ہے کمینے "کرلی براؤن بالوں"  
والے لڑکے نے ناک سے خون صاف کرتے ہوئے بتایا۔ واقع ڈھیٹ  
تھا جو پٹنے کے بعد بھی بول رہا تھا۔

ہممم۔۔۔ ہیزل آنکھیں پھر بند ہو چکی تھیں۔

تمہارا نام کیا ہے اور کب سے یہاں ہو۔ اب تمہارا مکا کھایا ہے تو  
"دوستی کر لو"

میری دوائی کا تم پر اثر نہیں ہوا۔" ہیزل آنکھوں نے گھورا۔"



اف اتنے نخرے تو لڑکیاں نہیں دکھاتی جتنے تم دکھا رہے ہو۔ اور"

نخرے دکھانا تو میرا بنتا ہے کیوں کہ میں تم سے زیادہ ہینڈ سم ہوں۔"

خان کہہ سکتے ہو تم مجھے سب یہی کہتے ہیں "ہیزل آنکھوں میں اب"

خفگی نہیں تھی

خان ہم یہاں سے کیسے نکل سکتے ہیں اور یہ لوگ کون ہیں۔ کچھ سوچا"

ہے؟ شاہ اب سرلیس ہوا تھا۔ اسے یہاں نہیں آنا تھا پر وہ آچکا تھا۔

کرلی براؤن بال جو گردن تک تھے۔ براؤن آنکھیں جو گہرائی لئے

ہوئے تھیں۔ ساری شوخی غائب تھی۔ ڈارک براؤن داڑھی جو سنت

کی وجہ معلوم ہو رہی تھی۔ بلیک شلوار قمیض میں ملبوس ایک

خوبصورت مسلمان لگ رہا تھا۔ خان نے سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیا۔

خان نے کوئی جواب نہیں دیا وہ دوبارہ لیٹ چکا تھا۔ شاہ نے غصے سے اس مغرور آدمی کو گھورا جو اسی کی عمر کا تھا۔ ہیزل آنکھیں پھر چھپ چکی تھیں۔ سفید شرٹ (جو بازو کے پاس سے قدرے سرخ تھی)، گرے جینز میں ملبوس وہ سکون سے لیٹا تھا۔ ہر چیز سے بے پرواہ ہو کر، خوبصورت سلکی بال جو گردن سے نیچے تک تھے۔ ہلکی برڈ جو اس کے چہرے پر سوٹ کر رہی تھی۔ پٹھانی نقوش، وجیہہ چہرہ، کسرتی جسم، عنابی سرخ لب، خوبصورت بولتی ہوئی ہیزل آنکھیں۔۔۔۔۔

یہ بلوچستان کا ایک پوش علاقہ تھا۔ آبادی نہ ہونے کے برابر تھی جہاں وہ موجود تھے۔ ایک دوسرے سے پوچھنے کے باوجود انہوں نے نہیں بتایا تھا کہ وہ یہاں کیسے پہنچے۔ یہ کچھ فیک ڈاکٹر ز اور پیسے والے عملوں کا ایک گینگ تھا۔ جو انسان کے اعضاء اسمگل کرتے تھے۔ لاوارث یا وہ

لوگ جو یتیم اور بے روزگار ہوتے تھے وہ انھیں اپنا مال سمجھتے تھے۔ کچھ لڑکوں کو بیچ چکے تھے۔ کچھ لڑکے اب بھی اپنے کچھ اعضاء دے کر اس قید میں پڑے ہوئے تھے۔ اور کچھ ابھی بالکل سیف تھے۔

-----

سوات کا موسم سرد اور ٹھنڈا تھا۔ وہ چاند پر نظریں جمائے اپنے کمرے کی کھڑکی پر بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔ بھوری آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی، بھورے بال کمر پر لہرا رہے تھے۔ سردی کی وجہ سے رنگ سفید سے سرخ ہو رہا تھا۔

امریش بی بی کھانے پر آجائیں۔ سب انتظار کر رہے ہیں آپ کا۔"

نوری نے دروازے پر آکر اسے اطلاع دی۔ وہ سر ہلاتی اس کے ساتھ ہی نیچے آگئی۔

امریش کیا ہوا ہے۔" مورے (ماں) نے فکر مندی سے استفسار کیا۔

۔ وہ کبھی اداس نہیں ہوتی تھی آج کیوں ہو رہی تھی پھر؟

مورے آپ ہمیں ان کے ساتھ مت منسوب کیا کریں ابھی صرف

بات پکی ہوئی ہے۔ شادی نہیں ہوئی۔ ہمیں اچھا نہیں لگتا کسی نامحرم

کے ساتھ ہمارا نام جوڑا جائے۔" وہ تمیز کے دائرے میں بات کر رہی

تھی۔

امریش وہ آپ کا منگیترا ہے اور سال بعد شادی ہے۔ آپ انھی کی ہیں

تو ناموں سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جب وہ واپس آئیں گے ہم آپ کی شادی

کر دیں گے۔ اور منگ اور منکوحہ ایک ہی بات ہے یہ آپ کیوں نہیں

سمجھتی، یا پھر آپ راضی ہی نہیں ہیں، ہمیں صاف صاف بتائیں۔

مورے پلیز ایسی بات نہیں ہے۔ وہ صرف ہمارے تایا زاد کزن ہیں

۔ جب تک نکاح نہیں ہوتا تب تک ہمیں ان سے مت ملائے اور نہ ہمارا

نام ان کے ساتھ جوڑیں۔ ہمیں نہیں پسند نکاح سے پہلے کچھ بھی سوچیں یا کسی کو سوچنے دیں۔" وہ کھانا کھائے بغیر اٹھ گئی تھی۔

وہ اپنے خاندان کی نرم مزاج اور مزہبی لڑکی تھی، جس کی عمر بیس سال تھی۔ امریش کی منگنی بچپن میں اس کے تایا زاد عرش سے طے ہوئی تھی۔ تایا اور اس کا اپنا باپ کراچی سے سوات آتے ہوئے ایکسپریٹ میں انتقال کر گئے تھے دو سال پہلے، تب وہ اٹھارہ سال کی تھی۔ عرش امریش سے پانچ سال بڑا تھا جو ایک سال پہلے اپنی پڑھائی کے لئے نیویارک گیا تھا اور اب تک واپس نہیں آیا تھا۔ عرش کی مورے بچپن میں ہی انتقال کر گئی تھی ٹی بی سے، امریش کی مورے چل نہیں سکتی تھیں۔ اب اس حویلی میں شیر خان تھا جو حویلی کی دیکھ بھال کرتا تھا اور عرش کو حویلی کی ہر خبر دیتا تھا۔ نوری شیر خان کی بیٹی تھی جس کی عمر



پندرہ سال تھی وہ زیادہ وقت اپنا امریش کے ساتھ گزارتی تھی  
- مورے علاقے کے لوگوں میں مصروف رہتی تھیں۔ ان کی حویلی  
ایک بڑے حصے پر قائم تھی۔ وہاں کے لوگ ایک الگ احترام کرتے  
تھے ان سب کا۔۔۔۔

امریش بی بی کیا آپ چھوٹے خان کو پسند نہیں کرتیں "۔ نوری نے"  
اس کے پیچھے کمرے میں آکر اب اس سے پوچھا تھا۔

ایسا نہیں ہے نوری ہم بس اتنا چاہتے ہیں جب تک وہ ہمارے شوہر "  
نہیں ہو جاتے تب تک ہمیں ان سے نہ جوڑا جائے۔ وہ ابھی ہمارے  
لیے نامحرم ہے اس لیے ان کے لیے پسند یا ناپسند کرنے کا کوئی جواز  
نہیں، ہم جس سے محبت کریں گے وہ ہمارا شوہر ہی ہو گا کوئی منگیتر نہیں



بس اتنی سی بات ہے جو مورے کو سمجھ نہیں آتی۔ وہ اب غصہ ہو رہی تھی۔۔۔ ہم اپنے محرم کی امانت ہیں اور ہم نہیں چاہتے کسی کو سوچ کر "امانت میں خیانت کرے۔"

لیکن وہ ہی تو آپ کے محرم بنیں گے نہ؟" نوری نے اپنی عقل دکھائی۔



نہ تم نے کل دیکھا ہے اور نہ ہم نے کل دیکھا ہے۔" وہ کہہ کر اب اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئی تھی۔ صاف اشارہ تھا وہ سونا چاہتی ہے۔

نوری نے اٹھ کر لائٹ آف کی اور باہر نکل گئی۔۔۔

چھبیس سالہ نوجوان پولیس یونیفرم میں ملک پولیس سے نکل کر اپنی جیب تک جا رہا تھا۔ اس کے یونیفارم میں ایس پی "حیدر ملک" لکھا جگمگا رہا تھا، دفعتاً چلتے چلتے رکا۔ اور برابر والے گھر میں نظر دوڑائی جس کے باہر خان پولیس لکھا تھا۔ اور پارکنگ میں گاڑی نہیں تھی مطلب وہ دونوں کالج جا چکے تھے۔ اب اسے پہلے کالج جانا تھا اور پھر تھانے۔ اپنی سنہری آنکھوں میں سن گلاسز لگا کر وہ گاڑی میں بیٹھا اور زن سے گاڑی بھگائی۔ حیدر ملک اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھا۔ وہ ساری دنیا کو کچھ نہ سمجھنے والا اپنے ماموں کے بچوں پر جان چھڑکتا تھا۔ افراح اور فاخر کے ہر کارنامے میں وہ انھیں سپورٹ کرتا تھا اور بچانے بھی پہنچ جاتا تھا۔ جیسے ابھی کالج جا رہا تھا۔ پرنسپل نے والد کو بلایا تھا۔ مگر وہ جا رہا تھا کیونکہ ہمیشہ وہی جاتا تھا۔ وہ ان کے لیے وہ سب کرتا تھا جو گھر والے نہیں کرتے تھے ہر غلط اور صحیح کام میں ساتھ دیتا تھا۔ افراح اور فاخر جڑواں

تھے فاخر افراح سے کچھ منٹ کا بڑا تھا۔ ان کی فیملی پندرہ سال پہلے سوات سے کراچی شفٹ ہو گئی تھی۔ افراح کے والد اپنے خاندان میں سب سے چھوٹے تھے۔ سب سے بڑی بہن (حیدر کی والدہ) کی شادی کراچی ہوئی تھی جنہوں نے پسند کی شادی کی تھی۔ حیدر ملک ان کی اولاد تھا۔

ماں پہلے ہی چھوڑ گئی تھی اور باپ شادی کے لیے راضی نہیں تھے وہ (اکلوتی بیٹی) حیدر کی والدہ کی شادی سوات میں کرنا چاہتے تھے۔ بیٹی کی شادی کے بعد انہیں ہارٹ اٹیک آیا اور جہاں فانی سے رخصت ہو گئے۔ بہن کے بعد دونوں بھائی (عرش اور امریش کے والد) بھی شادی کر چکے تھے۔ بڑے بھائی کا بیٹا عرش تھا اور چھوٹے بھائی کی بیٹی امریش، حیدر کی والدہ نے سب سے چھوٹے بھائی (افراح کے والد فیروز خان) کی شادی کراچی میں کی۔ مگر وہ سوات چلے گئے تھے۔ چار سال

بعد وہ واپس آگئے کیونکہ ان کی بیوی وہاں کے ماحول میں نہیں رہ پارہی تھیں۔ وہ دیندار تھیں لیکن اتنی نہیں کہ سات پردوں میں حویلی میں قید رہتیں۔ اس لیے وہ کراچی اپنی بہن کے برابر میں شفٹ ہو گئے۔۔۔

ان کی چھتیں آپس میں ملی ہوئی تھی۔۔۔۔ اس طرح دو بھائی کی اولادیں عرش اور ام ریش سوات سے تھے۔ جبکہ بڑی بہن اور چھوٹے کراچی میں مقیم تھیں۔ افراح خان، فاخر خان اور بھائی کی اولادیں حیدر ملک۔۔۔۔

افراح اور حیدر کے والد ڈاکٹر تھے اور وہ ان کا اپنا ہاسپٹل تھا جہاں وہ جاب کرتے تھے۔۔۔

## ضمیمہ رکویا

افراح نے آگے بڑھ کر اسے پکڑا اور گلے سے لگایا۔ "سوری نہیں بولوں گی۔ تمہیں پتا تو ہے میں کسی سے سوری نہیں کرتی اس لیے خود ہی مان جاؤ" گہری سیاہ آنکھوں میں معصومیت ہی معصومیت تھی۔ صنم کو بے اختیار اس پر پیار آیا

اوکے جاناں بٹ نیکسٹ ٹائم تم اتنی لمبی چھٹی نہیں کرو گی مجھے بتاتی " بھی نہیں ہو اور غائب ہو جاتی ہو "۔ وہ اب ناراض نہیں تھی۔

آل رائٹ یار بتا دیا کروں گی۔ ابھی یہ بتاؤ اس دن کے بعد کسی نے میرا " پوچھا تو نہیں "افراح نے تجسس کے عالم میں پوچھا۔

نہیں یار جب سے تم نے اس لڑکی کو مارا ہے وہ لڑکی تب سے نہیں " آئی "۔ اپنے حجاب کو سیٹ کرتے صنم نے جواب دیا۔ وہ عبایا نہیں پہنتی



تھی مگر حجاب کی پابند تھی۔ سرمئی آنکھوں میں کاجل تھا جو وہ ہمیشہ لگائے رکھتی تھی۔

آئی نہیں لیکن شکایت اس چڑیل نے کر دی ہے۔ اس نے اپنے جینز کے جیبوں سے ایئر پورٹ نکال کر سونگ چلایا۔ ساتھ گنگنا بھی رہی تھی۔

ریڈ کرتی، وائٹ جینز میں ملبوس وہ حسین لگ رہی تھی۔ لمبے سیاہ کرلی بال جو پونی ٹیل میں قید تھے۔ میک اپ سے پاک چہرے والے وہ اب سونگ پر جھوم رہی تھی۔ سیاہ پرکشش آنکھیں، چھوٹی سی تیکھی ناک، سرخ پھولے ہوئے رخسار، ہونٹ کے اوپر سیاہ تل جو پرکشش تھا، پٹھانی نقوش۔۔۔ فاخر کے پاس تل نہیں تھا، اور ناک لمبی تھی، باقی وہ



دونوں ایک جیسی شکل کے تھے۔ وہ حسین ہونے کے ساتھ مغرور بھی تھی۔

اس نے شکایت کر دی اور تم اتنی آرام سے بیٹھی ہو۔ تمہیں کالج سے "سپینس کر دیں گے یار، تم نے ایک تھپڑ نہیں مارا ہے، بہن تم نے اسے تین تھپڑ مارے ہیں وہ بھی سب کے سامنے، آخر تمہیں ضرورت کیا تھی یہ سب کرنے کی، اور یہ ایئر پورٹس تو نکالو، تم اس سے اچھا تلاوت سن لو۔ گانا سننا حرام ہے کتنی بار سمجھاؤ۔ صنم نے ایئر پورٹس نکال کر بیگ میں پھینکے۔

اوہ صنم مجھے تمہارا لیکچر نہیں سننا، تمہاری طرح مولانا صاحب نہیں " ہوں میں، اور حیدر آرہا ہے وہ جب تک ہے مجھے کسی کا ڈر نہیں " افراح نے دوبارہ سونگ لگالیا تھا۔

ہاں معلوم ہیں آپ مولانا نہیں ہیں۔ اور نہ میں ہوں۔ مولانا لڑکے " بنتے ہیں بے وقوف، تم پٹھان تو ہونا اس ذات میں پردہ تو کرتے ہیں نہ، پردہ نہ سہی میری طرح حجاب ہی کرلو۔ صنم نے اسے قائل کرنا چاہا۔

افف صنم، جان چھوڑو یا تم اپنا دیکھو اور مجھے اپنا دیکھنے دو۔ مجھے معلوم " ہے مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ آج کے ماڈرن زمانے میں کوئی یہ سب نہیں کرتا۔ مجھے دنیا کو لے کر چلنا ہے میرا اپنا لائف اسٹائل ہے۔ میں اپنے کپڑوں میں کمفرٹیبل ہوں۔ مجھے ان حجاب اور عبایا میں گھٹن

ہوگی اب مجھے بچ مت کرنا۔۔۔ وہ لمحے میں غصے سے سرخ ہوتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔ اس کا کوئی دوست نہیں تھا کیونکہ وہ کسی کو اپنی دوستی کے قابل سمجھتی نہیں تھی، صنم بھی زبردستی اس کی دوست بنی پھرتی تھی۔

ایڈمن آفس میں پرنسپل کے سامنے حیدر ملک براجمان تھا۔ اس کے برابر میں فاخر کالج یونیفرم میں بیٹھا تھا۔ چہرہ اور سیاہ آنکھ خوشی سے چمک رہی تھی۔ وہ دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کی شکایت اور ڈانٹ پر ایسے ہی خوش ہوتے تھے۔ فاخر کو وہاں گواہی کے لیے بٹھایا گیا تھا اور وہ اپنی بہن کے خلاف بولنے والا تھا۔ وہ صبح کی لڑائی کا بدلہ اب لینے والا تھا۔۔۔

مسٹر حیدر آپ کی کزن نے کالج کے سامنے ایک بچی کو مارا ہے اور وجہ " صرف یہ ہے کہ وہ اسے پسند نہیں ہے اور فاخر سے دوستی ہے اس کی پر نسیل نے نہایت نرمی سے بتایا کیونکہ وہ جانتا تھا سامنے کوئی عام بندہ نہیں بیٹھا۔ سامنے حیدر ملک تھا جو لمحے میں سب کو اوقات یاد دلاتا تھا۔ اس سے پہلے حیدر کچھ کہتا افراح اندر داخل ہوئی۔ "اسلام و علیکم ایوری ون، اس نے نہایت معصومیت سے سیاہ پرکشش آنکھیں جھپکا کر کہا۔ جیسے اس سے معصوم کوئی اس دنیا میں نہ ہو

و علیکم سلام افراح خان، کیا آپ بتانا پسند کریں گی آپ نے کس وجہ " سے اپنی سنیر پر ہاتھ اٹھایا؟ پر نسیل نے نرمی سے ہی پوچھا تھا

سر میں بتانا پسند نہیں کروں گی مگر پھر بھی بتا دیتی ہوں۔ وہ دراصل وہ "لڑکی میرے بھائی کو پروپوز کر رہی تھی تو میں نے اسے بتایا ایسا ممکن نہیں کیونکہ اپنے بھائی کا فیصلہ میں کروں گی۔ وہ مانی نہیں تو مجھے غصہ آگیا اور میں نے اس کا دماغ درست کر دیا، سمپل "وہ مسکرا کر کہتی فاخر کو منہ چراگئی تھی۔

فاخر لمحے میں سرخ ہوا۔ اس لڑکی نے تو صرف دوستی کا کہا تھا۔ یہ اسکی بہن جھوٹ کیوں بول رہی تھی۔ "سر ایسا کچھ نہیں ہے میں تو اسے جانتا بھی نہیں ہوں یہ لڑائی ان دونوں کی ہے مجھے بیچ میں لایا جا رہا ہے۔ بلکہ ساری غلطی افراح کی ہے آپ اسے کالج سے نکال دیں "فاخر نے ایک سانس میں سب بول دیا جو سچ بھی تھا

انف فاخر، حیدر نے ٹوکا، وہ بھلا اپنی پرنس کے خلاف کچھ سن سکتا تھا

لسن سر، یہ سارا معاملہ ختم کریں، اس لڑکی نے میرے کزن زکو " تنگ کیا تو اس نے بدلہ لے لیا بات ختم، یہاں پڑھائی ہوتی ہے یا دوستیاں آپ اس لڑکی کے خلاف ایکشن لے ڈیٹس اٹ، وہ لڑکی مجھے اب یونی میں نہیں دکھنی چاہیے حیدر نے فیصلہ سنایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

پرنسپل نے خفگی سے اسے دیکھا۔ اور اتنی خفگی فاخر کی آنکھوں میں بھی تھی۔ مگر دونوں کچھ نہیں کر سکتے تھے، افسوس۔

-----!

کردو کرم مولا



کرد و کرم

ہم پہ کرم

مولا

ہم پہ کرم

کرد و کرم مولا

کرد و کرم

ہم پہ کرم

اللہ

ہم پہ کرم

بکھرے ہوئے شرمسار ہیں ہم

رحمت کے طلبگار ہیں ہم

واسطہ نبی کا مولا رکھ لو بھرم

ہادی شاہ کی سکون دینے والی خوبصورت آواز سلاخوں کے اندر موجود ہر  
لڑکے کو زندگی دے رہی تھی۔ جو سرجری کے بعد تکلیف میں تھے وہ  
بھی تکلیف تھوڑی دیر کے لیے ہی پر غائب ہو گئی تھی۔ شاہ تیز آواز میں  
اب بھی پڑھ رہا تھا۔



دینے والا تو بڑا ہے  
ہم تجھی سے مانگتے ہیں  
کرتا ہے تو ہی عطا  
ہاں مشکلوں کی کر کشائی  
غم سے دے ہمیں رہائی  
اتنی سی ہے التجا

بکھرے ہوئے شرمسار ہیں ہم

رحمت کے طلبگار ہیں ہم

واسطہ نبی کا مولا رکھ لو بھرم

کرد و کرم

مولا

کرد و کرم

ہم پہ کرم

اللہ

ہم پہ کرم



وہ خاموش ہوا تو سب نے سلاخوں سے جھانک کر اسے ایسے دیکھا جیسے  
جن دیکھا ہو۔

تم خاموش کیوں ہو گئے پڑھتے رہو پلیز۔ یہ پہلی چیز یہاں ہوئی ہے جو " سکون دے رہی تھی، تمہارے خاموش ہونے سے زخم دوبارہ درد دے رہا ہے " ایک لڑکے نے اس سے منت کرتے کہا۔

مجھے نماز پڑھنی ہے باقی کا بعد میں پڑھوں گا انشاء اللہ "، شاہ نے جواباً کہا۔

یہ کونسی نماز کا وقت ہے کچھ پتا بھی ہے تمہیں "؟ خان نے طنز یہ کہا۔ " وہ ہیزل آنکھوں والا لڑکا اب بیٹھ کر اپنے لمبے بالوں پر پیچھے سے ربڑ بینڈ باندھ رہا تھا۔ آج شاہ کو یہاں آئے تیسرا دن تھا۔ خان نے ان تین

دنوں میں اس سے کوئی بات نہیں کی تھی سوائے اسے مارنے کے۔ مگر ہادی نے اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا وہ اس سے دوستی کرنا چاہتا تھا۔  
ہاں معلوم ہے عشاء کا وقت ہے۔ عشاء کی نماز پڑھوں گا۔ شاہ نے"  
اعتماد سے جواب دی۔

اوہ ریلی اور یہ تمہیں کیسے پتا، یہاں آذان کی آواز نہیں آتی اور نہ"  
روشنی، صرف یہ منحوس لائٹ ہے جو جلتی رہتی ہے۔ خان اسے غلط  
ثابت کرنا چاہ رہا تھا۔

ہاں آذان کی آواز نہیں آتی لیکن باقی اور بہت آوازیں آتی ہیں۔ انسانو،  
جانوروں اور پرندوں کی۔ اس وقت جانوروں کی عجیب آوازیں آرہی  
ہیں اور جانوروں کی آوازیں اتنی ہی زیادہ، ابھی اگر ہم سو جائیں

توپرندوں کی آواز سے نیند کھولتی ہے۔ پرندے ہی صرف صبح سویرے  
 ذکر کرتے ہیں اور رزق کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ تو وہ فجر کا وقت ہوتا ہے  
 ، پھر آہستہ آہستہ پرندوں کا شور ختم ہوتا ہے۔ اور دن کے وقت انسانوں  
 کا شور محسوس ہوتا ہے۔ وہ ظہر کا وقت ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر عصر  
 اور پھر جب خاموشی ہو جاتی ہے تو وہ وقت مغرب کا ہوتا ہے۔ اگر  
 تمہیں ان سب چیزوں پر یقین نہ آئے تو ایک اور بات بتا دیتا ہوں۔ یہ  
 لوگ صبح ناشتے میں پراٹھا دیتے ہیں۔ دن میں چاول ہوتے ہیں اور رات  
 میں مغرب کے بعد روٹی دیتے ہیں۔ پھر کافی وقت گزر جاتا ہے کچھ  
 پھر بھی کچھ نہیں آتا۔ اب جو عقل مند ہے اسے سمجھ آئے گا۔ اور اگر  
 غلطی ہو جاتی ہے تو میرا اللہ بہت مہربان ہے اور معاف کرنے والا ہے۔  
 شاہ کہتے ہی واشروم میں بند ہو گیا۔ ہر سلاخ کے ساتھ ایک واشروم تھا  
 ۔ جو گندا تھا پر گزارے لائق تھا۔ پانی صاف ہوتا تھا۔ وہ ایسے ہی فرش پر



سوتے تھے، عام سافر ش تھا جو ٹھنڈا ہوتا تھا۔ وہ لوگ کھانا پینا اس لیے بھی سہی دیتے تھے۔ تاکہ آر گنز سہی رہے اور انہیں اچھے پیسے ملیں۔ ایک ایک آر گنز کروڑوں میں بکتا تھا۔ جو لڑکے زیادہ خوبصورت ہوتے تھے وہ انہیں بھی بیچ دیتے تھے پھر ان کا مالک ان کے ساتھ جو بھی کرے۔ شاہ واپس آیا تو خان اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ داڑھی سے ننھی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ اب وہ سوچ رہا تھا جائے نماز کہاں سے لائے۔ اس نے سب پر ایک نظر ڈالی۔ وہ سوچ رہا تھا سب کو اپنی امامت میں نماز پڑھا دے لیکن پھر ان میں سے کچھ پڑھنا نہیں چاہتے اور کچھ کی۔ آدھے لڑکوں کی حالت نیم حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ پڑھ پاتے مردہ سی تھی۔ جو لوگ ان کے ساتھ جانے سے انکار کرتے تھے۔ اسے وہ لوگ وہیں سب کے سامنے کوڑے مارتے تھے جب تک وہ بے ہوش نہ ہو جائے۔ اس لئے بھی تاکہ پھر کوئی ان کے سامنے نہ بولے

اور ان کی مان لے۔ شاہ نے ایک لمبی سانس لی وہ اب تک بچا ہوا تھا۔ اور خان پتا نہیں یہاں کب سے موجود تھا۔ اور بچا ہوا تھا بھی یا نہیں۔

میرے پاس ایک رومال ہے یہ لے لو۔ اور میں یہ صرف نماز کے لیے " دے رہا ہوں۔ نماز پڑھ کر مجھے واپس کر دینا "۔ ہیزل گرین آنکھوں والے لڑکے نے گھور کر کہا۔

اتنا گھورتے کیوں ہو مجھے۔ مانا میں پیارا ہوں پر اسکا مطلب یہ نہیں کہ " تم مجھے ایسے گھورو "۔ شاہ نے ہنستے ہوئے کہا

خان نے اس ڈھیٹ کو دل ہی میں کو سا اور اپنا کھانا کھانے لگا۔ شاہ نماز سے فارغ ہوا تو اپنا کھانا اٹھا کر سائیڈ پر رکھنے لگا۔ خان کا رومال اپنے

پاکٹ میں ڈال کر لیٹ گیا۔ خان نے اسے لیٹتے دیکھا پھر اسکے برابر میں خود بھی لیٹ گیا۔ اسے پتا تھا وہ اسے رومال واپس نہیں کرے گا۔

یہ لائٹ میری آنکھوں میں چبھتی ہے روز، خانزادہ اسے بند کرواؤ۔"  
اب تم اپنے دوست کے لیے اتنا تو کر سکتے ہو۔"۔ شاہ نے مسکا لگاتے ہوئے کہا۔ اسے ڈر بھی تھا وہ مار نہ دے۔ پہلے ہی ناک اور آنکھ زخمی تھی۔  
خان نے ہاتھ بڑھا کر سلاخ کے کونے سے ایک چھوٹا پتھر اٹھایا اور زور سے لائٹ پر ماری جو چھانا کے سے ٹوٹ گئی۔

تم نے سچ میں کر دیا "ہادی نے حیران ہوتے کہا ہر جگہ گھپ اندھیرا چھا"  
گیا تھا اب وہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ سب لڑکے ایک پل کو حیران ہوئے اگلے پل پر سکون وہ سب یہ اندھیرا چاہتے تھے

۔ جو ہو کے نہیں دیتا تھا۔ سب کو آنسو بہانے کا موقع مل گیا تھا جو کب سے روکے ہوئے تھے۔ یہ اندھیرا نعمت تھا ان کے لیے۔

تم نے کھانا کیوں نہیں کھایا؟ خان نے پہلی بار اسے کھانا چھوڑتے " دیکھا تھا۔ وہ عام لڑکوں کی طرح اداس یا غمگین نہیں تھا۔ بلکہ اتنا پٹنے کے بعد بھی خود کو اس کا دوست سمجھ رہا تھا۔

بس کیا بتاؤں یا مجھے اپنے بیوی بچے یاد آ رہے ہیں "۔ شاہ نے نادیدہ " آنسو صاف کرتے کہا۔

تمہارے بچے بھی ہیں۔ مجھے لگا تھا تم کنوارے ہو "۔ خان نے حیرانگی سے کہا، ہیزل گرین آنکھیں اب بند تھیں۔

کنوارا ہی ہوں یار۔ وہ تو گھر پر بھی یاد آتے تھے۔ پچیس سال ہو گئے۔  
ہیں۔ میں ان سے ملا نہیں۔ وہ بھی مجھے مس کرتے ہونگے۔ میں انہیں  
ڈھونڈ لوں گا ایک دن انشاء اللہ۔" شاہ نے افسردگی سے بتایا۔ براؤن  
آنکھیں بھی بند تھیں

یہاں سے نکلو گے تو ڈھونڈو گے نا، اور میری دعا ہے، وہ تمہیں پانچ  
سال بعد ملے، آمین "ہیزل آنکھوں نے ہنستے ہوئے کہا تھا

استغفر اللہ کیسی بددعا دے رہے ہو مجھے،"  
تمہارے جیسے دوست سے اچھے تو دشمن ہوتے ہیں، ان وحشیوں نے  
اب تک مجھے ہاتھ نہیں لگایا۔ اور تم نے دوست ہو کر میرے

خوبصورت چہرے پر ہاتھ صاف کیا۔ گن گن کر بدلہ لوں گا تم سے یاد رکھنا۔" ہادی نے اور ایکٹنگ کی حد کر دی تھی۔

کھانا کیوں نہیں کھا رہے تم؟" ہیزل آنکھیں پر پوچھ رہی تھیں۔"

سحری کروں گا یار، اب یہ لوگ آدھی رات کو سحری کے لیے تو کچھ " دینے سے رہے " میں یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں اور دعا روزہ رکھنے سے بہت جلدی قبول ہوتی ہے۔ دعا کروں گا تو نکلوں گا نا

تمہارے پاس یقیناً سب کچھ ہو گا تبھی تم اتنا اللہ اللہ کرتے ہو۔" خان " نے ہیزل آنکھوں کو کھول کر کہا۔ اسے رشک آنے لگا تھا شاہ پر، وہ وہاں واحد تھا جس نے کوئی نماز قضا نہیں کی تھی اور اب روزہ بھی رکھ رہا تھا۔



تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے میرے پاس سب کچھ ہے میں اس لیے اللہ کی عبادت کرتا ہوں؟ شاہ کو اس کی یہ بات اچھی نہیں لگی تھی۔

ظاہر ہے جس کے پاس سب کچھ ہو وہی اتنا خوش اور مطمئن رہتا ہے " جیسے تم " وہ یکدم اجنبی ہو گیا تھا۔ سرد اور ٹھنڈا لہجہ۔۔۔

جس کے پاس سب کچھ ہو وہ خوش اور مطمئن نہیں رہتا، جس کے " پاس اللہ ہو اور اللہ پر یقین ہو وہ خوش اور مطمئن رہتا ہے، میں اللہ سے ملتار ہتا ہوں۔ باتیں کرتا رہتا ہوں۔ میرا اپنے رب سے تعلق دوستانہ ہے میں اس سے وہ سب کچھ کہتا ہوں جو میں کسی سے نہیں کہہ سکتا۔ میں نے اللہ سے دوستی کی ہے۔ تبھی میں مطمئن ہوں اور غمگین نہیں۔

مجھے یقین ہے اللہ مجھے یہاں سے نکال دے گا۔ اور اگر میری موت میرے رب نے یہاں لکھی ہے تو یہاں مروں گا۔ اور مجھے خوشی ہوگی تب بھی، مروں گا تو عزت سے مروں گا۔ "رب العالمین میرا دوست ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے سو وہی مجھے رستہ دکھاتا ہے اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے"۔ شاہ نے آیت پڑھ کر وضاحت کی تھی

اللہ بھی دوست ہوتا ہے "؟ خان نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ اب بالکل سیریس تھا، دوست والی بات اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔

ہاں اللہ ہی تو دوست ہوتا ہے جو کبھی نہیں چھوڑتا انسان تو چھوڑ جاتے ہیں۔ ماں ہو یا باپ ہو یا بہن یا بھائی، ہر رشتہ چھوڑ دیتا ہے موت کے بعد



آنکھوں میں آئی سرخی کور وکنا چاہا۔ آج وہ سب اس سے کہہ رہا تھا جو اس نے کسی سے نہیں کہا تھا۔ وہ بہت تلخ ہو رہا تھا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ سال کے تھے جب والدہ انتقال کر گئی۔ اور والد پیدائش سے پہلے انتقال کر گئے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دادا سے بہت پیار کرتے تھے مگر وہ بھی کچھ عرصے بعد انتقال کر گئے، جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دینا شروع کی تو لوگوں نے اتنے پتھر مارے کہ ان کے جوتے خون سے بھر گئے، بھوک سے انہوں نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے۔ جتنی تکلیف انہوں نے سہی۔ کسی اور نے کبھی نہیں سہی اس دنیا میں، اللہ کو ان سے زیادہ محبوب کوئی نہیں، پھر بتاؤ تم کس تکلیف اور غم کی بات کرتے ہو خان، اللہ جن سے محبت کرتا ہے ان سے امتحان بھی لیتا ہے۔ تکلیفیں

جھیلنی پڑتی ہیں، یہ دنیا ہم مومنوں کا گھر نہیں، یہاں خوشی اور سکون  
 مت تلاش کرو۔ اللہ کو راضی کرو کیونکہ یہی کرنے یہاں آئے ہیں"  
 شاہ نے گہری سانس لی۔ "اور تم نے کہا کہ میرے پاس سب کچھ ہے۔  
 تم سہی کہتے ہو میرے ساتھ اللہ ہے تو ہاں سب کچھ ہے میرے پاس  
 الحمد للہ،،،

اللہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے شاہ، میں نے دو سال سے نماز نہیں"  
 پڑھیں میرا دل کافر ہو گیا ہے، میں سونا چاہتا ہوں "ہیزل گرین  
 آنکھوں پر بازو رکھے وہ آنکھیں موند گیا تھا، شاہ نے مسکراتی آنکھوں  
 سے اسے دیکھا۔ خان کی آنکھوں سے نمکین پانی گر کر اس کے کنپٹی  
 سے ہوتے ہوئے زمین میں بے مول ہو رہا تھا۔

.....



وہ چھت پر اپنے جھولے پر بیٹھی تھی، بلیک شال اوڑھے اداس مجسمہ لگ رہی تھی۔ آج کالج سے آنے کے بعد سے فاخر اس سے ناراض تھا۔ ہاں اس نے جھوٹ بولا تھا۔ وہ اپنا بھائی نہیں شئیر کر سکتی تھی۔ اس کا بھائی صرف اس کا تھا۔ وہ کبھی بھی اپنے سے جڑے لوگ شئیر کرنا نہیں پسند کرتی تھی۔ مطلب کہ جو اس کا ہے وہ صرف اسی کا ہے۔ تھوڑا سا بھی کسی اور کا نہ ہو۔ جیسے حیدر صرف اس کا تھا، حیدر اس کا کنفرٹ زون تھا۔ اس کے اچھے برے میں ساتھ دینے والا، کوئی بھی اس کے لیے حیدر ملک نہیں بن سکتا تھا۔ وہ انسان ہو یا کوئی چیز کسی سے شئیر نہیں کر سکتی تھی۔ جو اس کا تھا وہ صرف اس کا ہی تھا۔ ہاں وہ ضدی تھی اور یہ ضد اسے وراثت میں ملی تھی۔



ہیلومائی پر نس یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو، وہ اچانک اپنے گھر کی "چھت سے جمپ کر کے اس کے پاس آ بیٹھا تھا، سنہری آنکھوں میں اپنی پر نس کے لئے صرف محبت تھی۔۔۔

نہیں بس ایسے ہی بیٹھی تھی۔ اسے تھینکس کرنا چاہیے تھا حیدر کا۔ مگر وہ تھینکس اور سوری نہیں بولتی تھی۔ اس نے زندگی میں یہ دو ورڈز کبھی نہیں بولے تھے۔ سوری وہ اس لیے نہیں بولتی تھی کیونکہ اسے لگتا تھا وہ ہمیشہ صحیح ہوتی ہے۔ اور تھینکس اس لیے نہیں بولتی تھی کیونکہ وہ کسی سے مدد نہیں مانگتی تھی۔

چلو آؤ گھر چلتے ہیں اتنے دنوں سے تم آئی نہیں۔ تمہاری پھوپھو "تمہیں مس کر رہی ہیں۔ بلیک ٹراؤزر اور بلیک ٹی شرٹ میں ملبوس وہ

اسے اپنی سنہری آنکھوں سے اس کے سرخ گال دیکھنے میں مصروف تھا

نہیں حیدر ابھی تھکی ہوئی ہوں کل آوگی امریش آپ کی کال بھی آئی " تھی۔ ان سے بات کرنی ہے۔ میں چلتی ہوں " افراح نے چاند پر نظریں جمائے کہا۔ اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

تمھاری امریش سے اب بھی بات ہوتی ہے " وہ نہیں چاہتا تھا امریش " اور عرش سے اس کی پرسنس بات کرے، حیدر چونکا تھا، وہ لوگ تقریباً پانچ سال پہلے ملے تھے جب امریش کراچی آئی تھی۔ اس کے بعد سے نہ کوئی سوات سے کراچی آیا تھا اور نہ افراح کی فیملی میں سے کوئی سوات گیا تھا۔

ہاں کبھی کبھی بات ہوتی ہے۔" افراح نے شال کندھے پر سیٹ " کرتے ہوئے جواب دیا۔

ڈیڈ ہمارے حوالے سے ماموں سے بات کر چکے ہیں۔" حیدر نے " اسے آگے بڑھتے دیکھ روائگی سے کہا۔

کیسی بات "؟، وہ اس کی طرف پلٹ کر پوچھنے لگی۔"

اگلے ہفتے ہماری منگنی ہو رہی ہے اس حوالے سے "حیدر نے سکون " سے اس کے سر پر بم پھوڑا۔

کس کی منگنی "افراح کو لگا اس نے غلط سنا ہے"

ہماری "ایک لفظی جواب دے کر وہ اس کے قریب آیا اور اس کے " دونوں ہاتھ تھام لیے۔

اوہ اچھا! اب وہ قدرے سمجھل گئی تھی۔ " اگر میں انکار کر دوں تو "؟ افراح نے اپنے ہاتھ آزاد کرواتے کہا۔

کوئی حیدر ملک کو انکار نہیں کر سکتا۔ افراح خان بھی نہیں "، حیدر نے " مغرور انداز میں کہا۔

اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں آپ کو انکار نہیں کر سکتی۔ اپنی "سیاہ لٹوں کو پیچھے کرتے کہا۔ اسے پہلی بار حیدر کا یہ غرور اچھا نہیں لگا تھا۔ سنہری آنکھوں سے کوفت ہو رہی تھی۔

کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئی تمہیں چاہ نہیں سکتا۔ اپنی سنہری آنکھوں میں محبت لئے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ بغیر کوئی جواب دیئے نیچے جاتی سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ حیدر "ملک اسے جاتا دیکھتا رہا۔ وہ ہمیشہ ایسے ہی چلی جایا کرتی تھی۔ اور سنہری آنکھیں تنہا رہ جاتی تھی۔

بابا آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔" افراح، فیروز خان کا دروازہ ہکلیتے " ہوئے اندر داخل ہوئی۔ سامنے بیڈ پر فیروز خان بیٹھے کچھ مریضوں کی فائلز ریڈ کر رہے تھے۔ فاریہ خان بیڈ کے دائیں طرف نیچے نماز پڑھ رہی تھیں۔

کیا ہوا ہے بچے، آپ کی ممانماز پڑھ رہی ہیں آہستہ بولیں۔" انہوں نے نرمی سے کہا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی جب فاریہ خان نماز سے فارغ ہوئیں۔

بابا آپ حیدر سے میری شادی کیوں کر وارہے ہیں "وہ منہ بنا کر بولی تھی۔



نہیں ابھی تو شادی نہیں ہو رہی بچہ"، انہوں نے شفقت سے کہا تھا۔

وہ کہہ رہے ہیں اس سنڈے کو منگنی ہے۔"۔ افراح نے پھر بتایا۔

ہاں صرف اناؤس کر رہے ہیں۔ شادی تو دو چار سال بعد ہو گی بچے"

"آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں

مگر مجھے نہیں کرنی ان سے شادی، وہ تو میرے کزن ہیں یا بابا" وہ"

لاڈلی تھی۔ ہر بات بے جھجک بول دیتی تھی۔ اور اپنے باپ سے محبت

ساری دنیا میں سب سے زیادہ تھی۔

آپ کسی اور کو پسند کرتی ہیں؟ یا حیدر میں کوئی برائی ہے تو بتائیں منع"  
کر دیتے ہیں۔ کوئی زبردستی نہیں ہے افراح خان۔" اب وہ فائلز رکھ کر  
اس کی طرف متوجہ ہوئے

نہیں میں تو کسی کو پسند نہیں کرتی۔ اور حیدر میں کوئی برائی تو نہیں۔ وہ"  
بہت اچھے ہیں۔" افراح اب تھوڑا کنفیوز ہوئی۔

تمہیں وہ اچھا نہیں لگتا؟" اب فاریہ بیگم نے پوچھا تھا۔

مما وہ اچھے ہیں۔ مگر ویسے نہیں میرا مطلب شادی کے لئے نہیں "وہ"  
سمجھ نہیں پار ہی تھی کیا بولنا ہے۔

افراح صاف صاف بولو۔ اگر کوئی مسئلہ نہیں ہے تو یہاں بیٹھ کر دماغ  
مت کھاؤ۔" فاریہ خان نے غصے سے جھڑکا۔

ہاں ٹھیک ہے کرلوں گی شادی مگر میری ایک شرط ہے مجھے سوات  
جانا ہے۔ امریش اور عرش سے ملنے وہ میرے کزن ہیں۔ کافی عرصہ ہو  
گیا ہم وہاں نہیں گئے۔ اور میں تو کبھی نہیں گئی۔ آپ ہمیشہ فاخر کو لے  
کر گئے ہیں اور وہاں سے بھی صرف امریش آپ آتی تھیں اب تو وہ بھی  
نہیں آتی۔ افراح نے افسوس سے کہا۔ وہ تھوڑا گھومنا چاہتی تھی اور  
وہاں اس کے اپنے تھے اسے وہاں جانا تھا۔ رہی بات منگنی کی تو ہو جائے  
اسے کیا منگنی سے۔۔۔۔

ٹھیک ہے میرا بچہ چلی جانا۔ فیروز خان نے بیٹی کو پیار کرتے کہا۔

وہ اپنے روم میں آئی تو اس کا روم، سٹور روم بنا ہوا تھا۔ پہلے اسے لگا وہ اسٹور روم آگئی ہے غلطی سے، پر نہیں اس کی تصویریں اس بات کا ثبوت تھی وہ اس کا روم ہے۔ جگہ جگہ چپس کے خالی پیکٹ، فروٹ کے چھلکے، سائیڈ ٹیبل اور سنگل صوفہ نیچے الٹا پڑا تھا۔ بیڈ پر جوس گرا تھا، الماری کے سارے ڈریسز زمین کو سلامی پیش کر رہے تھے۔ اور وہ خود بالکونی کی کھڑکی پر بیٹھا بریانی کھا رہا تھا۔ افراح کی شکل ایسی تھی جیسے ابھی رو دے گی۔

اسے زیادہ غم بریانی کا تھا۔ کیونکہ حیدر اس کے لئے لایا تھا۔ اور یقیناً فاخر ساری کھا چکا تھا۔ روم تو پھر بھی ٹھیک ہو جاتا پر بریانی،،، فاخر جانتا تھا وہ روم کو اتنا سیریس نہیں لے گی اس لیے اس کی بریانی پر اٹیک کیا تھا۔

"بقول افراح کے "جان جائے بریانی نہ جائے"

فاخر کے بچے "وہ اتنی زور سے چیخی تھی کہ چھت پر بیٹھے حیدر تک " آواز گئی تھی۔ فاخر کھڑکی سے گرتے گرتے بچا، فاریہ خان روم سے بھاگتی ہوئی آئی تھیں۔

افراح نے فاخر کے بالوں کو اپنے دونوں مٹھیوں میں دبوچا ہوا تھا۔ ساتھ ساتھ رو بھی رہی تھی۔ فاخر خود کو بچانے کی کوشش میں ماما چیخ رہا تھا۔ اور بس پھر جوا سپیکر شروع ہوا۔ وہ ایک گھنٹے بعد بند ہوا۔ جب فیروز خان نے بریانی منگوا کر افراح کے حوالے کی۔ اور فاخر کو سزا کے طور پر روم صاف کرنے کا حکم دیا۔ اگلے دن افراح خان کی فاریہ خان سے جو بے عزتی ہوئی وہ ناقابل برداشت تھی۔ کیونکہ وہ اب بھی

بچوں کی طرح چیخ چیخ کر روتی تھی اور اپنی بات منواتی تھی۔ ضد اور غصہ  
اسے وراثت میں ملا تھا۔

فاخر کو دلی اطمینان ہوا کہ چلو تھوڑی صفائی کے بعد پسندیدہ شو (افراح  
کی بے عزتی) بھی تو دیکھنے کو ملی۔

.....

رات کے اندھیرے میں بلیک ہوڈی پہنے، ہاتھوں پر بلیک گلووز، بلیک  
ماسک لگائے وہ آس پاس کا تیز نظروں سے جائزہ لیتا۔ سامنے کھڑی  
بلڈنگ کے پائپ پر چڑھ رہا تھا۔ نیچے دو چوکیدار اپنی زندگی کی آخری  
سانس لے رہے تھے۔



مطلوبہ کمرے میں پہنچتے اسنے بیڈ میں سوئے وجود پر نگاہ ڈالی۔ اپنی بلیک ہوڈی کے پاکٹ سے چھوٹی سی شیشی نکالی، سوئی ہوئی لڑکی کے پاس بیٹھ کر اس کے منہ میں وہ شیشی اندیلنے لگا۔ لڑکی کو ایک جھٹکا لگا مگر پھر وہ پرسکون ہو کر سو گئی۔ اپنا کام اطمینان سے کرنے کے بعد اس نے سارے کمرے میں اپنی مطلوبہ چیز ڈھونڈی جو اسے نہیں ملی۔ وہ واپس پلٹا اور بیڈ تک آیا۔

گڈ بائے سوئیٹی"، لڑکی کے کان میں سرگوشی کی اور جیسے آیا تھا ویسے " لکھا جگمگا رہا تھا۔ ALPHA ہی نکلتا چلا گیا۔ اس کی پشت پر

-----

یو باسٹرڈ نظر نہیں آتا تمہیں، تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے ڈریس " کو خراب کرنے کی، بلڈی وومین گیٹ لاسٹ، دفعہ ہو جاؤ میری

نظروں سے، "وہ اپنی سنہری آنکھوں میں دہشت لیے سامنے کھڑی ملازمہ کو زلیل کر رہی تھی اس محل نمابنگلے میں اپنے باپ کے علاؤہ ہر انسان کو وہ اپنے پاؤں کی جوتی سمجھتی تھی۔ وہ جیارانا تھی۔ امیر باپ کی بگڑی اولاد، کندھوں تک آتے سنہرے بال، مناسب قد، تیز نقوش، وہ خوبصورت تھی مگر صرف دکھنے کی حد تک۔۔۔۔

میم میں دوسرا ڈریس پریس کر دیتی ہوں۔ آپ نے بلا لیا تھا اس لیے " انجانے میں ڈریس جل گیا " وہ درمیانے عمر کی خاتون ڈر کر اپنا دفاع کر رہی تھی

چٹاخ،، زوردار تھپڑ کی آواز کمرے میں گونجی۔ وہ عورت زمین پر گر چکی تھی۔

تم یہ کہہ رہی ہو غلطی میری ہے۔ تم ہوتی کون ہو مجھے میری غلطی " بتانے والی۔ تم جیسوں کو سیدھا کرنا اچھے سے آتا ہے مجھے "،،، یو لٹل بچ پیٹر، پیٹر کہاں مر گئے ہو۔ اب وہ چیخ کر اپنے گارڈ کو بلارہی تھی۔

یس میم "وہ دوڑتا ہوا آیا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔"

اس گند کو اٹھاؤ اور اسٹور روم میں بند کرو۔ دو دن تک کھانا پینا مت دینا "۔ اور اگر کسی نے میرا حکم نامانا تو میں اس بندے کو جہنم واصل کروں گی سمجھے "۔ جیہ چیخ کر کہتی اس خاتون کو ٹھوکر مار کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

-----

یہ منظر ملک امپائر کا ہے۔ جہاں وہ اپنے آفس میں بیٹھا سنہری آنکھوں سے اپنے سامنے بیٹھی سنہری آنکھوں والی لڑکی کو سن رہا تھا۔ یہ حیدر ملک کا اپنا بزنس تھا۔ جو اس نے اپنی محنت سے کھڑا کیا تھا۔ پولیس کی جاب اس نے جہانزیب ملک کے اصرار پر جوئن کی تھی۔ جہاں وہ ایس پی کی پوسٹ پر تھا۔ کبھی کبھی تھانے چکر لگا لیتا تھا۔ پر زیادہ وقت اپنے آفس میں ہوتا تھا۔

تمہارے لئے سرپرائز ہے سویٹی، ڈونٹ وری تمہیں پسند آئے گا" بس تم جلدی آجانا"۔ حیدر نے سیاہ کوٹ اتار کر اپنی چیئر پر لٹکاتے ہوئے کہا۔

میں ضرور آونگی۔ حیدر ملک بلائے اور جیاراناہ آئے ایسا ہو ہی نہیں " سکتا۔ اگر تم جہنم میں بھی ساتھ لے جاؤ تو آنکھیں بند کر کے تمہارے ساتھ چل دوں گی۔" سنہری آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

ویری فنی سوئی "، وہ آگے بڑھ کر اس کی چٹیر پر جھکتے ہوئے بولا۔ " سنہری آنکھیں سنہری آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔

میں سیریس ہوں حیدر، جیا کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔ وہ اس کے قریب تھا۔

اوہ تم میری واحد دوست ہو۔ بھلا تمہیں میں جہنم کیوں لے جانے " لگا۔ حیدر ہنستے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔ جہانزیب ملک اور رانا ملک جگری

دوست تھے۔ اور اسی وجہ سے جیا اور حیدر میں بچپن سے دوستی تھی۔  
وہ دونوں ہم عمر تھے۔ ساتھ اسٹڈی کمپلیٹ کی تھی۔ جیار انا کو اگر کسی  
سے نفرت تھی تو بس افراح خان سے وہ اس سے ایک دو بار ہی ملی تھی۔  
اور حیدر کا اسے جیا سے زیادہ اہمیت دینا پاگل کر گیا تھا۔

چلو لہجہ کرتے ہیں پھر تمہیں گھر ڈراپ کر دوں گا۔ اس کے بعد مجھے "  
اور بھی کام ہیں کل فنکشن ہے تم ٹائم پر آ جانا"۔۔۔۔ حیدر کہتے  
ہوئے باہر نکل گیا تھا

میں شاپنگ کرنا چاہتی ہوں کل کے لیے حیدر "جیا اس کے پیچھے چلتے"  
ہوئے کہہ رہی تھی۔



جیاتم کسی اور کے ساتھ چلی جانا شاپنگ پر مجھے افراح کو پک کرنا ہے"  
اکیڈمی سے"۔ حیدر اسے پلٹ کر کہنے لگا۔

جیا کو شدت سے احساس ہوا تھا کہ وہ اس پر افراح کو فوقیت دے رہا تھا۔  
پل میں اس کا موڈ غارت ہوا تھا۔ مگر وہ حیدر سے لڑ نہیں سکتی تھی۔ وہ  
حیدر کے سامنے بری نہیں بن سکتی تھی۔

ٹھیک ہے،، مگر ایک بات کہوں۔ تم اسے اکیڈمی کیوں جانے دیتے ہو"  
۔ اس نے کراٹے سیکھ کر کون سی جنگ کرنی ہے"۔ جیا نے گاڑی میں  
بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ پرسکس کا شوق ہے، اور ویسے بھی شادی کے بعد یہ سب وہ چھوڑ "ہی دے گی"۔ حیدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اوہ مطلب اس کی شادی ہو جائیگی امیزنگ، اور حیدر مجھے کل پروپوز کرے گا یقیناً ہی سرپرائز ہوگا۔ وہ سوچ کر بے ساختہ مسکرائی۔

اے یار چھوڑ اسے، اس کی جان لے گا کیا۔ یونی کے لڑکوں نے اسے پکڑ کر پیچھے دھکیلا۔ وہ کسی کے قابو میں نہیں آ رہا تھا۔ بس سامنے زمین میں پڑے لڑکے کو مارے جا رہا تھا۔

تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کے بارے میں بولنے کی جان سے مار دوں گا۔ وہ اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ لڑکے خود بخود دو قدم پیچھے ہٹے تھے۔ اب وہ اس لڑکے کے اوپر بیٹھ کر اس کے منہ پر مار رہا تھا۔ لڑکے کا

چہرا خون سے بھر گیا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں غصہ تھا۔ اس کا خود کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ پر وہ پیچھے نہیں ہٹ رہا تھا۔ دوپرو فیسر نے آکر فاخر کو اس لڑکے کے اوپر سے اٹھایا تھا۔ فاخر پرو فیسر کو دیکھ کر تھوڑا نارمل ہوا تھا پر وہ اب بھی سامنے پڑے لڑکے کو گھور رہا تھا۔ وہ اسے اچھا خاصا زخمی کر چکا تھا۔ وہ پٹھان تھا اسکے غصے سے تو سب ڈرتے تھے، وہ خود بھی۔۔۔۔۔ اس لڑکے کو ہاسپٹل لے جا چکے تھے۔ فاخر کو پرو فیسر نے پرنسپل آفس بلا لیا تھا۔ آج افراح یونی نہیں آئی تھی۔ وہ سوتی رہی تھی تو فاخر اسے چھوڑ کر آگیا تھا۔ فاخر پرنسپل آفس میں بیٹھا زمین کو گھور رہا تھا۔ چہرے پر کوئی شرمندگی نہیں تھی۔ آنکھیں قدرے سرخ ہو گئی تھیں۔ دوپرو فیسر اور پرنسپل سامنے بیٹھے تھے۔

فاخر خان آپ اپنے گھر سے کسی کو بلانا چاہیں گے۔" پروفیسر نے غصے سے پوچھا تھا۔

نہیں "وہ جانتا تھا اگر اس کا باپ آیا تو سب کے سامنے زلیل ہو گا۔ اور " اگر حیدر آیا تو ایک تھپڑ ضرور مارے گا۔ حیدر افراح کو کچھ نہیں کہتا تھا مگر فاخر کو وہ ضرور پنش کرتا اس سے بہتر تھا فاخر خود ہی ہینڈل کر لے۔

تم اس لڑکے کو مارنے کی وجہ بتاؤ گے "؟ پرنسپل نے پوچھا تھا۔ وہ " جانتے تھے کہ یہ ایک برائٹ سٹوڈنٹ ہے اگر کسی کو اس طرح مارا ہے تو کوئی خاص وجہ ہو گی۔

نو کوئی وجہ نہیں "۔ فاخر نے نظریں اٹھا کر کہا تھا۔

تم اس سے معافی مانگو گے اور ایک ہفتے کے لیے سسپینڈ ہو۔" پر نسیل  
نے فیصلہ سنایا

میں معافی نہیں مانگوں گا۔ آپ کو جتنے دن کے لیے نکالنا ہے نکال  
دیں۔" وہ اب مسکرا کر کہہ رہا تھا۔ اسے جو کرنا تھا کر چکا تھا۔ اب یونی  
والے اس کے ساتھ کچھ بھی کریں اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔۔۔  
فاخر خان آپ پندرہ دن تک یونی میں نظر مت آئیے گا اور پچاس ہزار  
"فائن دیں گے، انڈر سٹینڈ

یس سر۔" وہ کہتے ہی باہر نکل گیا تھا۔ چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو  
چکی تھی۔ سیاہ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

کبھی بہن بھائی کے لئے مار پیٹ کرتی ہے اور کبھی بھائی بہن کے لئے " مار رہا ہوتا ہے۔ عجیب ہیں دونوں بھائی بہن "، وہ یونی سے گزر کر گھر جا رہا تھا جب نسوانی آواز کانوں میں پڑی۔ وہ پلٹ کر اس لڑکی تک گیا۔ وہ لڑکی اسے اپنے تک آتے دیکھ کچھ گھبرائی۔ اسے تو لگا تھا فافا خرنے نہیں سنا ہو گا۔

شکر کرو اس عجیب بہن کے عجیب بھائی سے تمہارا واسطہ نہیں پڑا۔ " اپنی سیاہ آنکھوں سے اس لڑکی کو گھورتے ایک ایک لفظ چبا کر سختی سے بولا تھا۔

-----



آہسہ ممّا "وہ دھکا لگنے پر منہ کے بل زمین پر گری تھی۔ حیدر اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ اٹھ کر اس لڑکے کو سبق سیکھاتی وہ لڑکا بھاگ گیا تھا۔ حیدر جیا کو ڈراپ کرنے کے بعد افراح کو لے کر شاپنگ پر آیا تھا۔ اور اب وہ لوگ واپس گاڑی تک جا رہے تھے کہ راستے میں افراح کو کسی لڑکے نے دھکا مارا تھا۔

اٹھوپر نس ٹھیک ہو، لگی تو نہیں، کون تھا وہ"۔۔ حیدر نے اسے اٹھاتے پوچھا

نہیں لگی میں ٹھیک ہوں۔ پتا نہیں کون تھا شاید غلطی سے لگ گیا ہو" اور وہ جلدی میں ہو گا"۔ وہ بمشکل کھڑی ہوتی کہہ رہی تھی۔

اوہ نوپرس تمہارے پیر سے خون نکل رہا ہے " وہ اسے گود میں " اٹھانے کے لیے جھکا پر اس سے پہلے ہی وہ کھڑی ہو گئی تھی۔

میں ٹھیک ہوں حیدر گھر چلتے ہیں "۔ اس کی وائٹ جینز گٹھنے کے پاس " سے سرخ ہو گئی تھی۔ مگر وہ برداشت کرتے گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔ وہ دونوں گھر پہنچے تو فاخر گھر آچکا تھا اور اپنے روم میں بند تھا۔ فیروز خان نے افراح کو فرسٹ ایڈ دے دیا تھا اب وہ آرام سے لیٹی تھی۔ فاخر اب بھی روم میں بند تھا اور حیدر کسی کام سے جاچکا تھا۔ فاریہ بیگم افراح کے پاس بیٹھی اسے ڈانٹ رہی تھی۔

نہیں تمہیں کیا ضرورت تھی ابھی شاپنگ پر جانے کی جب تمہارا " سوٹ پہلے حیدر بھیج چکا تھا

یار ممدوہ مجھے پسند نہیں آیا تھا۔ اب میں اپنی سنگنی پر بھی اپنی پسند کا "ڈریس نہ لوں۔ اور حیدر نے کہا تھا وہ مجھے میری پسند کا دلا دیں گے تو میں چلی گئی۔ افراح نے روہانسی ہو کر کہا

مما فخر روم میں کیوں ہے؟"

جب سے آیا ہے دروازہ نہیں کھولا اس نے۔ تم دونوں بہن بھائیوں "سے بہت تنگ ہوں میں، پتا نہیں آگے جا کر کیا کرو گے تم لوگ زرا جو میری کسی بات کو سیریس لے لو"۔ فاریہ خان نے زبردست جھاڑ پلائی تھی۔

اور میرا بچہ کدھر ہے اس نے کھانا کھایا؟" اب افراح کو اپنے بچے کی فکر ہو رہی تھی

تمہارا بچہ تمہیں دیکھے بغیر کبھی کھانا کھاتا ہے جواب کھائے گا۔ کھانا دیا تھا مگر نہیں کھایا۔" فاریہ خان کہتے ہی اٹھ کر چلی گئی تھی، وہ اپنا پیر پکڑ کر کھڑی ہوتی گارڈن کی طرف چل دی تھی۔ جو گھر کے پیچھے تھا۔ جس طرح چھتیں ملی ہوئیں تھی دونوں گھروں کی ویسے ہی گارڈن والا حصہ بھی ساتھ تھا۔ اسے درد تھا مگر وہ اپنے بچے کو بھوکا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ ویسے بھی وہ کرائے چیمپین تھی، تھوڑی بہت چوٹ اسے برداشت کرنی آتی تھی۔

میرا کیوٹو گاگا کہاں ہے۔" افراح نے اسے آواز لگائی تھی۔ وہ اسکی آواز سن کر فوراً اپنے گھر سے باہر آ گیا تھا۔

میرا پیارا بچہ ابھی تک بھوکا ہے۔ کتنی گندی بات ہے یہ کوئی ایسے تنگ کرتا ہے بھلا،" افراح اس کے پاس گھاس پر ہی بیٹھ کر اسے پیار کرتے ہوئے کھانا کھلا رہی تھی۔ "وہ تین مہینے کا بکری کا بچہ تھا جسے افراح ڈھائی مہینہ پہلے لے کر آئی تھی۔ سرخ سفید بالوں والا کیوٹ سا بچہ، ابھی وہ چھوٹا تھا۔ بہت شرارتی تھا۔ فاخر سے وہ بہت تنگ تھا کیونکہ فاخر اس چھوٹے سے بچے کو سکون نہیں لینے دیتا تھا۔ اب وہ جیسے جیسے بڑا ہو رہا تھا اپنے چھوٹے چھوٹے سینگوں سے فاخر سے لڑتا تھا۔ مگر فاخر کو اس کے سنگ سے گدگدی ہوتی تھی۔ وہ افراح کو غصہ دلانے کے لئے اس کے بچے کو تنگ کرتا تھا۔ وہ چھوٹا سا بکری کا بچہ اتنا اٹیچڈ ہو گیا تھا کہ افراح کے ہتھیلی پر سر رکھ کر سوتا تھا۔ اور جب وہ اس کے پاس نہیں ہوتی تھی وہ کھانا چھوڑ دیتا تھا اسے عادت تھی افراح کی، افراح خود اپنے



بچے کے لئے بہت ٹچی تھی۔ اس نے خود اسکا گھر تیار کروایا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے لئے کپڑے بھی منگوائے تھے۔ اس کے گھر میں اس کا بستر تک لگایا تھا۔ جو خود افراح کا اپنے بچپن کا بلینکیٹ تھا۔ اگر فارہ خان کو پتا چلتا تو یقیناً افراح کا آخری دن ہوتا اس گھر میں، انہیں یہی پتا تھا کہ گارڈن میں ایک بکری کا بچہ ہے۔ انہوں نے رکھنے سے بہت منع کیا تھا کہ ایک چھوٹا بچہ پالنا مشکل کام تھا پھر وہ انسان کا بچہ ہو یا جانور کا، وہ اپنے بچے کو کھانا کھلا کر فاخر کے روم میں آئی تو روم اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ اور فاخر بیڈ پر اوندھے منہ سو رہا تھا۔

اوہ میرے بھائی کم، جن زیادہ کب سے سو رہے ہوا اٹھو بھی، میرے "پیر پر چوٹ ہے پھر بھی میں تمہارے پاس آئی ہوں اور تم سے یہ نہ ہوا بہن کو جا کر دیکھ لیں"۔ افراح اس کے سرہانے بیٹھ کر اس کے کان میں چسپی تھی۔



میں سو نہیں رہا یار یہاں سے جاؤ ابھی دماغ مت خراب کرو۔" فاخر نے اپنے کان پر تکیہ رکھ کر اسے سختی سے جواب دیا۔ افراح حیران ہوئی تھی، ضرور کوئی بات تھی ورنہ وہ ایسے کبھی نہیں کرتا تھا۔ ابھی وہ نارمل ہوتا تو اس کے گرجانے پر مزاق اڑاتا۔

اوکے میں جارہی ہوں۔" وہ نم آواز میں بولی تھی۔ اسے سخت لہجے کی عادت نہیں تھی۔ ایسے لہجوں پر اسے رونا آتا تھا۔

فاخر اس کی نم آواز سن کر فوراً سے اٹھ کر بیٹھا۔ وہ جانتا تھا یہاں سے جا کر اپنے کمرے میں چھپ کر روتی۔ "کہاں چوٹ لگی ہے دکھاؤ ذرا

۔۔۔ وہ پلٹ کر اس کے پاس آ کر بیٹھی اور اس کی سیاہ آنکھوں میں  
دیکھا۔ جو سرخ تھیں

تم روئے ہو فاخر۔۔۔۔۔ افراح نے اسے گھور کر پوچھا، ان دونوں کی  
آنکھیں سرخ تب ہی ہوتی تھیں جب وہ غصے میں ہو یا روتے تھے۔

پاگل ہو گئی ہو میں کیوں روؤں گا۔ اور پیر میں زیادہ درد تو نہیں ہے۔۔۔  
۔ فاخر اسے کہہ کر اب اس کا پیر دیکھ رہا تھا۔ وہ بھی اس کی ٹوئن تھی سمجھ  
گئی تھی وہ بات بدل رہا ہے

یا تو تم کسی سے پیٹے ہو یا پھر تم نے کسی کو پیٹا ہے جلدی بتاؤ ہوا کیا ہے "  
۔ وہ اب اس کا ہاتھ دیکھ رہی تھی۔ انگلی کی پشت زخمی تھی اور ہلکا ہلکا  
خون بھی لگا تھا۔

کچھ نہیں ہوا اور نکلو کمرے سے، بلکہ تم یہی رکو میں جا رہا ہوں۔" وہ "اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ وہ اس سے کیوں ناراض ہو رہا تھا۔ وہ پہلے بھی لڑ کر آتا تھا تو ساری اسٹوری بتاتا تھا پھر اب کیوں نہیں بتا رہا تھا۔ افراح سوچ میں پڑ گئی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ اب اس سے لاکھ پوچھے وہ نہیں بتائے گا۔۔۔



شبلی کیا تمہارے ہاتھوں میں جان نہیں۔ حیدر ملک نے گرج کر کہا تھا۔ وہ اس وقت اپنے تھانے کے ایک جیل میں تھے جہاں ایک لڑکے کو شبلی (حیدر کارائنٹ ہینڈ) بری طرح مار رہا تھا۔ وہ لڑکا مرنے کے قریب ہو گیا تھا۔ وہ وہی لڑکا تھا جس نے افراح کو دھکا دیا تھا۔ "پیچھے ہٹو"، حیدر اب خود آگے بڑھ کر اس لڑکے کا سر پکڑ کر دیوار میں مار رہا تھا۔ اس لڑکے

کی چیخیں گونج رہی تھی۔ مگر پرواہ کسے تھی۔ سر سے خون بہہ رہا تھا  
حیدر کا ہاتھ خون سے لت پت تھا۔ "وہ میری ہے۔ میں ہوا کو بھی اسے  
نقصان نہ پہنچانے دوں تو نے کیسے اسے ہرٹ کیا" جب وہ بالکل نڈھال  
ہو کر بے ہوش ہو گیا تو حیدر نے اسے چھوڑ دیا۔ اسے یہی رکھو اور پانی  
کے علاوہ کچھ مت دینا۔



رانا سرنے کہا ہے ہمیں یہاں سے شفٹ ہونا ہے۔ ہم زیادہ دن یہاں  
نہیں رک سکتے۔ پولیس کسی بھی وقت چھاپہ مار سکتی ہے انہیں شک  
ہو گیا ہے اور ایچینسی والے بھی پیچھے پڑے ہیں۔ "ہا مان اپنے سامنے  
کھڑے آدمیوں پر نظر ڈالے ان سے کہہ رہا تھا۔ وہ اردو زبان سے نا  
واقف تھے۔ وہ سب پڑھے لکھے افریقن تھے۔ انگریزی میں ایک

دوسرے سے مخاطب ہوتے تھے۔ رانا کے حکم کے غلام تھے۔ اور ایلفا ان کا ماسٹر ماسنڈ تھا جس کی بات رانا کو بھی ماننی ہوتی تھی۔

سر آدھے سے زیادہ لڑکوں کی ڈیل طے ہے اور باقی کو قرقرم شفٹ " کر دیں گے۔" پیٹر نے مشورہ دیا۔

او کے تم ایسا کرو جلد سے جلد انہیں روانہ کرو۔ ہم دو دن بعد یہاں " سے نکلیں گے۔" ہامان کہتے ہی اپنی گن نکال کر سامنے شوٹ کی پریکٹس کرنے لگا اور وہ سب اس تہہ خانے سے باہر نکل گئے۔ دو سیاہ فارم اس سرنگ میں داخل ہوئے جہاں سارے لڑکے قید تھے۔ وہ اندر آتے حیران ہوئے۔ گھپ اندھیرا تھا۔ اور لڑکوں کی سرگوشی کی آواز آرہی تھیں۔ ان کے اندر آتے ہی وہ سب خاموش ہو گئے تھے۔

یہ لائٹ کس نے توڑی ہے۔" پیٹر نے ان سب سے غصے سے پوچھا۔  
اور دوسرے آدمی نے آگے بڑھ کر دوسری لائٹ لگادی جس سے وہ  
سلاخیں یکدم روشن ہوئیں۔

میں نے توڑی ہیں "خان نے پرسکون اور نڈر ہو کر جواب دیا۔ وہ"  
سب ابھی سو کر اٹھے تھے۔ شاہ فجر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ سارے لڑکے  
یکدم خوفزدہ ہوئے تھے۔ وہ سب جانتے تھے اب یقیناً خان کی خیر  
نہیں تھی۔

تم یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ تمہیں نہیں معلوم "سامنے والی سلاخ سے"  
ایک لڑکے نے خان کو غصے سے کہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ خان ان کے  
عتاب کا شکار ہو۔ پیٹر آگے بڑھا سلاخ کا تالا کھول کر خان کو گھسیٹ کر



باہر لایا۔ وہ سب آدمی دیو ہیکل لمبے چوڑے جسامت کے تھے۔ خان جیسا کسرتی جسم والا بھی ان کے سامنے کمزور لگ رہا تھا۔ دوسرا آدمی بھی اندر گیا اور شاہ کی کمر میں زور سے لات ماری۔ شاہ نماز پڑھ چکا تھا وہ ابھی اٹھنے ہی لگا تھا کہ دوبار اسجدے میں چلا گیا۔ شاہ نے سر اٹھا کر غصے سے دیکھا تھا۔ اس آدمی نے اپنے مضبوط بازوؤں میں شاہ کو جکڑا۔ پیٹر سلاخوں سے باہر خان کو زمین پر اوندھے منہ گرا کر اس کی کمر پر کوڑے مارنے لگا۔ خان نے زرا سی آواز بھی نہیں نکالی تھی۔ نہ کوئی مزاحمت کی تھی۔ شاہ نے غصے سے چلا کر روکنا چاہا تھا۔

آئینہ اگر کوئی ہوشیاری کی توجان سے جاؤ گے۔ پیٹر نے بیس " کوڑے مارنے کے بعد ہاتھ روکا تھا۔ خان کی وائٹ شرٹ کمر سے خون

سے سرخ ہو گئی تھی۔ اب وہ اسے ویسے ہی چھوڑ کر شاہ کی طرف بڑھا تھا۔

یہ کیا کر رہے تھے۔ یہ سب یہاں نہیں کر سکتے تم سمجھے۔ "پیٹر نے" انگریزی میں اسے نماز نہ پڑھنے سے وارن کیا

میں نماز پڑھوں گا اور تمہارا باپ بھی مجھے نہیں روک سکتا "شاہ نے" بھی اسے انگریزی میں کہا۔ اور اپنا آپ دوسرے آدمی کی گرفت سے آزاد کروایا۔ پیٹر نے اس کی بات سن کر اس کی ناک پر مکارا اور گالی دینے لگا۔ اب وہ اسے بھی کوڑے مار رہا تھا۔

اللہ۔۔۔" پہلے ہی وار سے ہادی کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔ وہ اپنے "خاندان کالا ڈلہ تھا کب ایسی تکلیفیں سہی تھی اس نے، وہ آسائشوں کا عادی تھا۔ پہلے ہی مشکل سے یہاں رہ رہا تھا اور اب یہ ازیت،،، پیٹر ابھی اسے اور مارتا کہ پیچھے سے کسی نے اسے پکڑ کر زمین میں پٹخا تھا۔

اسے ہاتھ لگایا تو یہی گاڑ دوں گا۔" پیٹر کا گریبان پکڑ کر کھڑا کرتے "خان زور سے دھاڑا تھا۔ وہ اپنی تکلیف پر آہ بھی نہ کرنے والا دوسرے کی تکلیف پر تڑپ اٹھا تھا، پیٹر نے اسے دھکا دیا اور اسے غصے سے گھورنے لگا "تم اس کا حساب دو گے" پیٹر دھمکی دینے والے انداز میں کہہ کر وہاں سے نکل کر سلاخ کو تالا لگا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ ہاں وہ ڈر گیا تھا۔ یہ لڑکا کچھ عجیب تھا۔ اتنا مار کھانے کے بعد بھی دھمکی دے رہا تھا۔ ان کے جانے کے بعد خان اوندھے منہ لیٹ گیا تھا۔ کیونکہ اس

کی کمر ساری زخمی تھی۔ سیدھا لیٹنے پر اسے تکلیف ہوتی۔ شاہ نے اسے نم آنکھوں سے دیکھا۔ "تم اپنے وقت کیوں نہیں بولے انہوں نے کتنی بے رحمی دکھائی ہے۔" براؤن آنکھوں میں تکلیف سی ابھری تھی۔ خان کچھ بھی نہیں بولا تھا۔ وہ کوئی جواب دیتا ہی کب تھا۔ ہیزل زیادہ بند رکھتا تھا آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ (اچھا تھا وہ اپنی آنکھیں ورنہ نظر لگ جانے کا خدشہ تھا) شاہ فوراً اسے اسکار و مال گیلہ کر کے لایا تھا اور اس کی پشت سے خون صاف کرنے لگا تھا۔ وہ اب ویسے ہی پڑا تھا۔

خان دوسروں کو تکلیف پہنچا کر انہیں کیا ملتا ہے؟۔"

نفس کی تسکین۔۔۔۔۔" وہ اتنا ہلکا بولا تھا کہ بمشکل شاہ سن پایا تھا۔"

کسی کو تکلیف دینا نفس کی تسکین کیسے ہو سکتا ہے۔"

ہر انسان کے نفس کی چاہت الگ ہوتی ہیں۔ پر مقصد ایک ہی ہوتا ہے "۔  
 اللہ سے دوری اور بس اللہ سے دوری، جو اپنے نفس سے لڑ کر اللہ کی  
 مانتا ہے وہ جیت جاتا ہے اور جو نفس کی مانتا ہے وہ ہارتا ہے۔ گنہگار انسان  
 نفس سے ہار کر بھی مطمئن رہتا ہے۔ جبکہ جو مومن ہوتا ہے اگر وہ نفس  
 "سے ہار جائے تو بے چین ہو جاتا ہے۔"

کیا تم نے نہیں پڑھا "بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو  
 پاک کر لیا اور بے شک وہ برباد ہو گا جس نے اسے آلودہ کر دیا۔" سورہ  
 شمس آیت 9،

یہ سب اپنے نفس کے غلام ہیں "یہ سب برباد ہو رہے ہیں مگر انہیں"  
 لگتا ہے کہ یہ آباد ہیں۔ خان اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی کمربری طرح  
 درد کر رہی تھی۔ مگر وہ ایسی تکلیفوں کا عادی تھا۔



اور نفس کس کا غلام ہوتا ہے۔" شاہ اب اس کے برابر میں دیوار سے "ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔

شیطان کا۔۔۔۔۔" جب ہم اپنے نفس کو کنٹرول نہیں کرتے تو "شیطان اسے کنٹرول کرنے لگتا ہے۔ ہمیں نفس کو نوکھنا سیکھنا چاہیے مگر ہم اسے ہمیشہ پس کہتے ہیں۔ نو تو ہم نماز کو کہتے ہیں۔ جو کام اللہ نے کرنے کے لیے کہے ہم ہر اس کام کو نو کہتے ہیں۔ اور میں خود بھی ان جیسے انسانوں میں سے ہوں۔ خان نے ہیزل آنکھوں کو کھولا اور اٹھ کر واشروم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سب کے سامنے روشنی میں نہیں رو سکتا تھا۔۔۔ آہہ کاش لڑکوں کے آنسو کسی کو نظر نہ آتے۔ کیونکہ ان کا رونا بھی دنیا کے سامنے گناہ ہے۔ رات ہو چکی تھی وہ اب بھی اونڈھے منہ



لیٹا تھا۔ شاہ اس کے برابر میں بیٹھا اپنی افطاری کر رہا تھا۔ اس نے صبح کا  
اور دن کا کھانا بچا یا ہوا تھا جواب وہ کھا رہا تھا۔

تم جب میرے لیے ان سے لڑ سکتے ہو تو اپنے لیے کیوں نہیں لڑے ""  
۔ شاہ اب افطاری کر چکا تھا وہ اس کے برابر میں لیٹ گیا۔ براؤن  
آنکھیں خان کی کمر پر جمی تھی جو شدید زخمی تھی۔

تم سے مطلب، اپنے کام سے کام رکھو "خان نے سیدھے ہو کر ہیزل "  
گرین آنکھوں سے اسے گھورا۔۔۔

تم نے امانت میں خیانت کی "۔ شاہ نے اس کے بالوں کو چھوتے کہا۔

میرے بال چھوڑو۔" خان اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

نہیں تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری زلفوں سے کھیلنے لگا ہوں، میں تو چیک کر رہا تھا کہ تم نے ویک تو نہیں لگائی۔ اتنے پیارے اور لمبے بال لڑکوں کے نہیں ہوتے "شاہ ہنستے ہوئے خود بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

اتنی بکواس کرنے کے تمہیں پیسے ملنے لگیں تو بہت امیر ہو جاؤ تم۔" ہیزل آنکھوں میں بیزاری تھی

وہ تو میں پہلے ہی ہوں آخر وکیل ہوں۔ میں تو خاندانی امیر ہوں۔ اور " اکلوتا بھی ہوں۔ جائیداد بھی ساری مجھے ہی ملنی ہے۔ وہ اب اپنے کرلی

براؤن بالوں کو ہاتھ سے سیٹ کر رہا تھا، تم نے بتایا نہیں تم کیا کرتے ہو  
۔ اور کہاں رہتے ہو۔

اور ضرور کچھ الگ کرتے ہو گے اتنی اچھی باڈی بنائی ہوئی ہے تم نے۔  
آخر تم ہو کون؟ ہادی اسے جانچنے والی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔ اور میں نے کسی کی امانت میں کوئی "  
خیانت نہیں کی سمجھے۔" ہیزل آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

یہ جسم اور روح اللہ کی امانت ہے۔ تم خود کو بچا سکتے تھے۔ پھر بھی تم "  
نے نہیں بچایا تو امانت میں خیانت ہی ہوئی نہ "شاہ اب اس سے بحث  
کرنا چاہ رہا تھا۔

شاہ مجھ سے دور رہو۔ تمہیں نہ بچایا ہوتا تو اچھا ہوتا کم از کم تم اپنی "زبان تو بند رکھتے" وہ اسے گلے سے دبوچ کر دیوار سے لگا گیا تھا وہ جتنا اس سے دور رہنا چاہ رہا تھا شاہ اتنا اسے زچ کر رہا تھا۔ وہ اپنے مقصد سے آیا تھا وہاں، دوستیاں نبھانے نہیں۔۔۔۔۔

اوکے نہیں پوچھتا کچھ، بس آخری بات تم ہمیں یہاں سے کب نکالو گے۔ اور مجھے کیا کرنا ہوگا "شاہ نے اپنی مسکراتی براؤن آنکھیں اس کی ہیزل آنکھوں میں گاریں، وہ اتنا تو جان گیا تھا وہ سب سے الگ ہے اور وہ سب کو یہاں سے نکلوا سکتا تھا۔

دو دن بعد۔۔۔ "وہ کہہ کر دوبار لیٹ گیا۔ خان سمجھ گیا تھا وہ اسے "تھوڑا بہت جان گیا ہے اسی لیے بتا دیا تھا اور جان چھڑائی۔ شاہ اب بھی

اسے جانچنے والی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ آخر کون تھا وہ یہاں کیسے آیا تھا

کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ اب۔" خان نے اٹھتے اس کی ناک پر تیج " مارا۔ وہ مار کر پیچھے ہٹا تھا کہ ہامان اور اس کے آدمی ان کی جیل میں داخل ہوئے۔" لے کر چلو دونوں کو "ہامان نے کہتے ہی باہر قدم بڑھائے۔

کہاں لے کر جا رہے ہو ہمیں "خان نے ہامان کو مخاطب کیا تھا۔"

ٹارچر سیل "ہامان ایک لفظی جواب دے کر سرنگ سے قدم باہر " نکالے۔ خان چہرہ نیچے جھکائے مسکرا دیا تھا۔ اسے دو دن بعد بھی نکلنا تھا۔ اچھا تھا وہ پہلے ہی نکل گیا تھا۔

سرنگ ان کی زمین کے نیچے تھی جبکہ ٹارچر سیل اوپر تھا۔ وہیں ہامان کا شوٹ روم بھی تھا۔ اور اسی پورشن سے باہر جانے کا راستہ بھی تھا۔ خان یہ تیسری مرتبہ ٹارچر سیل جا رہا تھا۔ جو لڑکے آرگنز کی سرجری نہیں کرواتے تھے۔ یا ان کی بات سے انکار کرتے تھے اسے ٹارچر سیل بند کیا جاتا تھا۔ خان نے اب تک اپنی کوئی سرجری نہیں ہونے دی تھی۔ یہاں ان کا کھانا بند ہوتا تھا۔ جب ان کا دل چاہتا تھا وہ آکر مارتے تھے۔ وہ ان دونوں کو اندر پھینک کر لاک کرنے لگے تھے کہ پیٹر آگے بڑھا تھا۔ اور ایک زور کا بیچ خان کے منہ پر مارا تھا۔ اس نے اپنا بدلہ نکالا تھا صبح کا

---



اتنا ہی مار جتنی بعد میں تو کھا سکے "خان نے مسکرا کر اسے جواب دیا"

-----

پیٹر اسے غصے سے دیکھتے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

-----

کراچی کے سب سے مہنگے بینکیوٹ میں گہما گہمی تھی۔ آج حیدر ملک کی منگنی تھی۔ پیسہ پانی کی طرح بہایا تھا اس نے، سارے مہمان خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ایلٹ کلاس کے سارے امیر کبیر لوگ وہاں جمع تھے۔ انجمنینٹس اور ڈیکوریشن قابل دید تھی۔ حویلی میں بھی انہوں نے انویٹیشن بھیجا تھا۔ مگر وہاں سے کوئی نہیں آیا تھا۔ امریش نے مبارک باد دی تھی کال پر افراح کو۔۔۔ حیدر ملک مہرون کلر (مہرون کلر افراح کافیورٹ کلر تھا) کے ڈنر سوٹ میں ملبوس تھا۔ وہ نظر

لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔ چہرے سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی۔ جیسا اس کے برابر کھڑی بلیک ساڑی میں قیامت ڈھا رہی تھی۔ اچانک ساری لائٹس آف ہوئیں تھیں۔ اور افراح خان سیڑھیوں سے نیچے اتری تھی۔ وہ ریڈ کلر کی سلیو لیس میکسی پہنے ہوئے تھی۔ لائٹ سے میک اپ میں لمبے سیاہ کرلی بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑے آہستگی سے سیڑھیوں پر قدم رکھتے وہ نیچے آرہی تھی۔ حیدر کو اس کا ہر قدم اپنے دل پر محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے آتے ہی روشنی پھیل گئی تھی۔ وہ جیا کی طرح حسین نہیں پیاری اور کیوٹ دکھ رہی تھی۔ اس کا فیس کٹ ایسا تھا کہ دیکھنے والے کو اس پر پیار آجائے۔ سرخ پھر لے ہوئے گال ہلکے سے میک اپ کے بعد اور خوبصورت نظر آرہے تھے۔ وہ نیچے آ چکی تھی۔ فیروز خان نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ حیدر اسے دیکھنے میں مگن تھا اسے ہوش ہی نہیں تھا اس پاس کا۔

میرا پیارا بچہ ماشاء اللہ بہت پیارا لگ رہا ہے "فیروز خان نے اس کے سر پر پیار کرتے کہا تھا۔

پھر وہ ایک ایک کر کے سب سے ملی تھی۔ جیہ پر آکر وہ رک گئی تھی۔

بیوٹیفل مائی پرنسس"، حیدر ملک اسے دیوانہ وار تکتے جذب کے عالم "میں کہا تھا۔

تم تو ایسے تیار ہوئی ہو جیسے تمہاری شادی ہو۔" جیہ نے اس کے خوبصورت ڈریس پر طنزیہ کہا وہ اسے دکھ اندر تک جل گئی تھی۔ حیدر نے اس کی نہیں افراح کی تعریف کی تھی یہ بات اس سے برداشت نہیں ہوئی تھی۔

اور آپ ایسے تیار ہوئیں ہیں جیسے میرے اور حیدر کے ویسے پر آئی ہو"

"- افراح نے اس کے منہ پر جواب دیا تھا۔

اس سے پہلے جیا غصے میں کوئی جواب دیتی حیدر افراح کا ہاتھ تھام کر اسٹیج پر چلا گیا تھا۔ جیا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

لیڈر زاینڈ جینٹل مین، آئی ایم ویری تھینک فل ٹویور کمنگ مائی موسٹ اسپیشل نائٹ۔۔۔۔۔ وہ اب مانگ پر اور بھی کچھ بول رہا تھا۔ افراح اپنا ہاتھ اس سے آزاد کروا کر فاخر کو ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا وہ اپنے بھائی کے بغیر کیسے منگنی کرتی۔ جیا کی تو مانو دنیا ہی ہل کر رہ گئی تھی۔ تو وہ اپنی منگنی کا سر پرانز جیا کو دے رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے

بے اختیار آنسو ٹپکا تھا۔ وہ وہاں سے بھاگتی چلی گئی تھی۔ وہ اور برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ جہاں اس کی جگہ تھی وہاں وہ لڑکی کھڑی تھی جس سے اسے شدید نفرت تھی۔

حیدر نے اسکا ہاتھ تھام کر رنگ پہنائی تھی۔ ان دونوں کے اوپر سرخ پھولوں کی بارش ہو رہی تھی۔

افراح بچے اب آپ پہناؤ "فیروز خان نے اسے رنگ تھماتے کہا۔ وہ "اپنا بھائی ڈھونڈ رہی تھی۔ اچانک فاخرا سٹیج پر چڑھتا دکھائی دیا۔ وہ بلیک کلر کے فورپیس سوٹ میں شہزادہ لگ رہا تھا۔ افراح اسے دیکھتے بے اختیار مسکرا دی۔

ان کی منگنی ہو چکی تھی اور لوگ اب کھانے میں مشغول تھے۔ افراح اسٹیج پر بیٹھی پکچر کلک کر رہی تھی۔ اور بہت سارے لوگ آس پاس کھڑے اس کی تعریف کر رہے تھے۔

میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔" جہانزیب ملک فیروز خان سے کہہ کر " باہر نکل گئے تھے۔

ٹھیک ہے مگر جلدی آئیے گا پھر ہمیں گھر کے لیے بھی نکلنا ہے۔" فیروز خان نے اجلت میں کہا۔

یہاں کیوں بلارہے ہو اندر ہی بات کر لیتے "جہانزیب ملک نے باہر " آکر رانا کو جھرکا جہانزیب ملک کو رانا ملک کا باہر بلانا صحیح نہ لگا تھا۔



یار ایک خوش خبری ہے۔ اندر سونگ چل رہے ہیں بات نہیں ہو پاتی  
اسلئے یہاں بلایا ہے۔ رانا ملک کے انگ انگ سے خوشی جھلک رہی تھی  
۔ حیدر اپنی گاڑی کے پاس کھڑا جیا کو کال ملا رہا تھا۔ پر وہ اٹھا نہیں رہی  
تھی۔ پتا نہیں کہاں چلی گئی تھی۔

جب بہت دیر ہو گئی اور جہانزیب ملک واپس نہیں آئے تو فیروز خان  
خود ان کے پیچھے آئے۔ وہ اپنے دوست کے پاس کھڑے تھے اس سے  
پہلے فیروز خان انہیں آواز دیتے ان کے کانوں میں عجیب راز پڑا تھا وہ  
وہیں کھڑے رہ گئے تھے

ہمیں پورے بیس کروڑ کا پرافٹ ہوا ہے۔ اب بس تھوڑے لڑکے "  
باقی ہیں انہیں میں دوسری جگہ شفٹ کر رہا ہوں۔ ہامان سب کچھ  
سنمبھال رہا ہے تم بس ایلفا کو کنٹرول میں رکھنا۔ سمجھ گئے۔ میں آدھے

پیسے تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا رہا ہوں۔" رانا نے ایک ایک بات سمجھائی تھی جہاں زیب ملک کو،

تم مجھے آدھے پیسے کس حساب سے دے رہے ہو رانا۔ وہ سارے " لڑکے میں نے تمہیں اربنچ کر کے دیئے ہیں۔ ڈاکٹر ہو کر ان لڑکوں کی فیملی سے جھوٹ بولا ہے کہ وہ مر چکے ہیں۔ جھوٹ بولنا آسان نہیں ہوتا وہ سب بچ سکتے تھے ان کی فیملی جانتی تھی۔ کیونکہ چھوٹے موٹے ایکسیڈنٹ سے کوئی نہیں مرتا۔ میں نے ان کا منہ بند کر دیا ہے۔ وہ بیس کڑوڑ تمہیں میرے حوالے کرنے چاہیں۔" جہاں زیب ملک کو غصہ آرہا تھا اب رانا پر۔ وہ دونوں پیسوں پر بحث کر رہے تھے۔ اس بات سے انجان کہ کوئی انہیں سب رہا ہے۔ اس سے پہلے وہ اور کسی راز سے پردہ

اٹھاتے فیروز خان نے آگے بڑھ کر زوردار تھپڑ جہانزیب ملک کے منہ پر مارا تھا۔

میں آپ کو اپنا بڑا بھائی سمجھتا تھا۔ لیکن آپ ایک گھٹیا انسان ہے یہ " مجھے آج معلوم ہوا ہے۔ اپنے ہی پیشے سے کون غداری کرتا ہے۔ کسی انسان کی جان سے کھیلنے والے آپ ہوتے کون ہیں۔ میں آپ کو پھانسی کرواؤں گا۔ پھر بھلے میری بہن کا گھر برباد ہو جائے "۔ فیروز خان سخت آبدیدہ ہوئے تھے۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا ان کا بہنوئی ایسا کر سکتا ہے۔

تم کسی سے کچھ نہیں کہوں گے فیروز، ہم تمہیں بھی اپنے ساتھ ملا " سکتے ہیں۔ ہم بہت امیر ہو جائیں گے اور ہمارے بچے عیش کریں گے۔

تم جتنے پیسے بولو گے میں تمہیں دینے کو تیار ہوں۔" جہانزیب ملک نے سمجھایا۔ جبکہ رانا پریشان کھڑا تھا۔ کیونکہ جہانزیب ملک کے ساتھ ساتھ وہ بھی پھنستا۔

آپ کو لگتا ہے میں آپ کی طرح بکاؤ، لالچی اور مفاد پرست ہوں۔ اور "مجھے اپنے بچوں کو عیش نہیں کروانا۔ اللہ نے انہیں ہاتھ پیر دیئے ہیں اپنا کما کر کھا سکتے ہیں میرے بچے۔ اور اگر حیدر بھی ان سب میں شامل ہیں تو میں اپنی بیٹی کا رشتہ بھی ختم کرتا ہوں" وہ کہہ کر جانے لگے تھے کہ جہانزیب ملک نے نیچے پڑا ایک لوہے کا راڈ اٹھا کر ان کے سر پر مارا تھا۔ اور وہ ایک بار میں نہیں رکے تھے۔ لگاتار وار کرتے رہے تھے۔ اور لوگ صحیح کہتے ہیں کہ جب شیطان حاوی ہوتا ہے تو انسان اپنے نفس کی

غلامی میں ہر حد پار کر جاتا ہے۔ حیدر شور کی آواز سن کر ان کی جانب آیا تھا۔

ڈیڈ چھوڑیں یہ کیا کیا آپ نے۔ اس نے راڈ چھین کر دور پھینکی تھی۔ " اور فیروز خان کو بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی کی طرف بھاگا تھا۔ " ان کا فنکشن ختم ہو چکا تھا۔ افراح اور باقی ساری فیملی باہر آگئی تھی۔ کہ رات کے دو بج گئے تھے۔ وہ سب بہت تھک گئے تھے۔

بابا ااااا۔۔۔۔۔ "وہ اتنی زور سے چیخی تھی کہ سب اس کی جانب " متوجہ ہوئے اور اس کے سیاہ آنکھوں کی تعاقب میں دیکھا۔ حیدر فیروز خان کو گاڑی میں لٹا رہا تھا۔ ساری سڑک خون سے بھر گئی تھا افراح بھاگ کر گاڑی میں بیٹھی تھی۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔ وہ ہو اسپتال پہنچ چکے تھے۔ حیدر خود پولیس میں تھا۔ اس لئے کوئی مسئلہ



نہیں ہوا تھا ورنہ یہ پولیس کیس تھا۔ فیروز خان آپریشن تھیر میں تھے۔ ان کی حالت بہت سیریس تھی بہت مشکل تھا کہ بچ پاتے۔ ڈاکٹرز نے دیکھتے ہی جواب دے دیا تھا۔ وہ اضطراری کیفیت میں آپریشن تھیر کے باہر چکر کاٹ رہا تھا۔ افراح ہاسپٹل کے فرش پر بیٹھی بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ اسے نیچے سے اٹھایا بھی تھا حیدر نے پر وہ نہیں اٹھی۔ ضدی جو ٹھہری۔ فاخر فار یہ بیگم کوچپ کروا رہا تھا۔ جو سسکیاں لے رہی تھی کو تسلی۔ وہ خود بھی بے آواز رو رہا تھا۔ جہانزیب ملک بھی مسرملک دے رہے تھے۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو زندگی اور موت سے لڑتا دیکھ تڑپ گئی تھی۔ جہانزیب ملک اتنے مطمئن تھے جیسے کچھ دیر پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ ان کی یہی چاہ تھی کہ فیروز خان مر جائے تاکہ ان کے بیٹے کی شادی آرام سے ہو سکے۔ اور ان کے لئے گلے کی ہڈی نہ بنیں۔ فیروز خان کا زندہ بچ جانا ان کے لئے عذاب کے مترادف تھا۔ کیونکہ وہ اب



کسی حال میں افراح کی شادی حیدر سے نہ کرتے اور اگر حیدر کی شادی نہیں ہوتی تو حیدر انہیں سکون سے جینے نہیں دیتا۔

اللہ پلیر یار بابا کو ٹھیک کر دیں۔ آپ کی ہر بات مانوں گی۔ پکا نماز بھی " پڑھوں گی۔ کسی سے بد تمیزی نہیں کروں گی۔ اور صنم جیسے حجاب بھی کر لوں گی۔ ماما کی ہر بات مانوں گی۔ فاخر کو تنگ نہیں کروں گی۔"

افراح سرگوشی میں اللہ سے دعا کر رہی تھی۔ کیونکہ ڈاکٹر نے کہا تھا اب دعا ہی بچا سکتی ہے۔ ورنہ بہت مشکل ہے۔ ان کے سر پر گہری چوٹ لگی تھی۔ وہ اب بھی ٹھنڈے فرش پر میکسی میں ہی بیٹھی تھی۔ رونا اس کا ایک پل کے لیے نہ رکا تھا۔ اس کا رونا بنتا تھا۔ بیٹیوں کی پہلی محبت ان کا باپ ہوتا ہے اس کی بھی پہلی محبت اس کے بابا تھے۔

اٹھو نیچے سے "فاخر نے اسے پکڑ کر کھڑا کیا تھا۔ وہ حیدر کے اٹھانے پر " نہیں اٹھی تھی اپنے بھائی کے بولنے پر اس کے کندھے سے لگ کر آواز سے رونا شروع کر دیا تھا۔ فاخر نے اپنا کوٹ اتار کر اسے پہنایا۔ اب اس کے آنسو صاف کر رہا تھا۔ آنکھیں رورو کر سو ج گئی تھیں۔ صبح کے پانچ بج گئے تھے۔ آپریشن ہو گیا تھا۔ مگر ہوش نہیں آیا تھا۔ ڈاکٹر زنا امید تھے۔ جہانزیب ملک، مسز ملک اور فاریہ بیگم گھر جا چکے تھے۔ فاریہ خان بے ہوش ہو گئی تھی ان کی طبیعت خرابی کی وجہ سے وہ چلی گئی تھیں۔ اب صرف حیدر اور افراح و فاخر وہاں موجود تھے۔۔۔ "افراح اٹھو گھر چلتے ہیں تم تھوڑا فریش ہو جانا اور چینیج کر لینا"۔ حیدر نے نرمی سے اس سے کہا تھا وہ اب بھی رورہی تھی۔

مجھے کہیں نہیں جانا بابا کو چھوڑ کر۔ اور آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں آپ "

پتا کیوں نہیں لگاتے بابا کو کس نے مارا ہے۔ آپ کو تو اب تک پتا لگالینا چاہیے تھا۔ جائیں اور اس انسان کو جان سے مار دیں، جس نے میرے بابا کی یہ حالت کی ہے، کیسے پولیس والے ہیں آپ " وہ سیاہ آنکھوں سے سنہری آنکھوں میں دیکھتے افسوس سے چیخ کر بولی تھی۔

میں تمہیں یہاں چھوڑ کر تو نہیں جاسکتا۔ اور پتا لگانے کے لیے ماموں کا "

ہوش میں آنا ضروری ہے وہ بتائیں گے تو پتا لگاؤ گا "۔ حیدر نے اس سے نظریں چرا کر کہا۔ وہ جانتا تھا وہ اس سے یہ کہے گی پر اتنی جلدی کہے گی یہ نہیں جانتا تھا۔ وہ اٹھ گیا تھا گھر جانے کے لیے اسے اپنے باپ سے بات کرنی تھی۔۔۔ وہ گھر پہنچا تو ہر طرف ہوکا عالم تھا۔ شاید اس کے ماں باپ بھی افراح کے گھر پر فار یہ بیگم کے پاس تھے۔

شبلی ڈیڈ کو بلا کر لاؤ۔ حیدر نے اسے حکم دیا اور خود فریش ہونے چل دیا۔  
اسے فیروز خان کے مرنے پر کوئی غم نہ ہوتا۔ مگر اسکی محبت تکلیف میں  
تھی تو وہ بھی تکلیف میں تھا۔ وہ فریش ہو کر نیچے آیا تو جہانزیب ملک  
صوفے پر بیٹھے تھے۔

آپنے نے ایسا کیوں کیا ڈیڈ۔" وہ اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ ایک پل کو  
جہانزیب ملک گھبرائے۔

لمٹ میں رہو حیدر میں تمہارا باپ ہوں تم میرے باپ نہیں ہو۔"  
جہانزیب ملک کو بھی غصہ آیا تھا اس کی بد تمیزی پر۔

ہاں میں لمٹ میں رہوں اور آپ لمٹ کر اس کرتے رہیں۔ آخر کیوں"  
کیا اپنے یہ، وہ چاہتی ہے اس کے سامنے اس کا مجرم کھڑا کروں بتائیں  
آپ کو لے جا کر کھڑا کر دوں۔" وہ اب بھی چیخا تھا۔

اس کے باپ نے ساری باتیں سنی ہماری، تو بتاؤ نہ مارتا تو کیا خود بدنام"  
ہو جاتا۔ اسے میرے کام کا پتا چل گیا تھا۔ وہ مجھے پھانسی تک لے کر  
جانے کی دھمکی دے رہا تھا۔ اسے میں نے منایا پر وہ صدا کا بزدل آدمی  
نہیں مانا۔" اب وہ بھی چیخے تھے۔

ڈیڈ آپ چوری کریں یا ڈاکہ ڈالیں اس سے میرا تعلق نہیں ہے۔ جب"  
آپ برا کام کرنا جانتے ہیں تو چھپانا بھی آپ کو آنا چاہیے تھا۔ مگر آپ کی  
وجہ سے میری محبت تکلیف میں ہے میں کیا کروں" حیدر نے صوفے



کے سامنے پڑے شیشے پر زور سے ہاتھ مارا۔ شیشہ ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا تھا۔ جہانزیب ملک فوراً کھڑے ہوئے ورنہ ان کے منہ پر شیشے کے زرات چبھ جاتے۔ وہ اس کا جنون دیکھ کر فوراً سیدھے ہوئے۔ اس سے پہلے کچھ بولتے حیدر کا موبائل بجا۔

بولو فاخر سب ٹھیک ہے۔" حیدر نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔"

حیدر بھائی بابا کو مہ میں چلے گئے۔ افراح بہت رو رہی ہے وہ میرے سمجھال میں نہیں آرہی۔" فاخر روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میں آرہا ہوں۔ اس کے پاس رہو۔" حیدر نے کہہ کر کال کاٹ دی۔"



کیا ہوا۔" جہانزیب ملک نے بے چینی کے عالم میں پوچھا۔

ماموں کو مہ میں ہے۔" حیدر اب انہیں دیکھ رہا تھا "واؤ سارا مسئلہ" سولو۔ اب تم شادی بھی کر سکتے ہو اور مجھ پر بھی کوئی خطرہ نہیں۔ اور رہی بات افراح کے سوالات کی تو اسے کہہ دینا کسی گنڈے کا کام ہے۔ ویسے بھی کراچی میں یہ سب عام بات ہے۔" جہانزیب ملک نے سکون دہ سانس لی ان کے گلے کی ہڈی نکل گئی تھی۔ "او کے میں اب جارہا ہوں انہیں لے کر آتا ہوں۔" حیدر اب تھوڑا پر سکون ہوا تھا۔

-----

وہ اپنے خوبصورت روم کا حشر نشربگاڑ چکی تھی۔ اس کا غم بڑا تھا وہ اپنی پہلی چاہت کھو چکی تھی۔ اب بھی سیاہ ساڑی میں ماتم کناہ تھی۔ حیدر اس کا تھا پھر کیسے چھین گیا تھا۔

الکو حل کی بوتل منہ سے لگائے کبھی رونے لگتی اور کبھی زور سے ہنسنے لگتی۔ اچانک روم کا دروازہ کھولا اور رانا ملک اندر آئے۔ "میں نے تمہیں اس لئے اتنا بڑا کیا ہے کہ کچھ نہ ملنے پر رونے لگو"۔ رانا ملک نے بیٹ کے آنسو دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا۔

ڈیڈ وہ میرا تھا"۔ جیاب بھی افسردہ تھی

وہ اب بھی تمہارا ہے۔ شادی نہیں ہوئی ہے اس کی، تم اب بھی اسے حاصل کر سکتی ہو"۔

مگر کیسے ڈیڈ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا۔"

جب راستے پر کوئی کانٹا آئے تو اس کانٹے پر پیر رکھ کر خود کوز خمی نہیں کرتے۔ بلکہ اس کانٹے کو راستے سے ہٹاتے ہیں۔ اور تم نے ہٹانے کے بجائے خود کوز خمی کر لیا ہے۔" رانا ملک کہہ کر جا چکے تھے۔ وہ جانتے تھے ان کی بیٹی سمجھدار تھی

افراح خان تمہیں جہنم واصل نہیں کیا تو میرا نام بھی جیارانا نہیں۔" وہ سوچ چکی تھی اب وہ اس افراح نامی کانٹے کو راستے سے ہٹائے گی۔

-----

حیدر ہاسپٹل پہنچا تو افراح رو رو کو اپنی طبیعت خراب کر چکی تھی۔ اور اب بے ہوش ہو گئی تھی۔ فاخر ابھی چھوٹا تھا۔ اس کی سمجھ نہیں آرہا تھا اپنی ماں کے لیے پریشان ہو یا اپنے باپ کے کومہ میں جانے پر روئے یا افراح کو سمجھالے۔

ڈاکٹر اب وہ کیسی ہے۔ حیدر ڈاکٹر سے پوچھ رہا تھا۔ فاخر افراح کے پاس بیٹھا چپ چاپ آنسو بہا رہا تھا اس کا سارا خاندان برباد ہو کر رہ گیا تھا۔

دیکھیں مسٹر حیدر انہیں سنبھالیں۔ بہت زیادہ رونے اور ڈپریشن کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہے۔ اگر اسی طرح رہا تو ان کے دماغ کی نس پھٹ سکتی ہے۔

اور ماموں، وہ کب تک ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ کیا کوئی چانس ہیں ان کے " بچنے کا۔ "۔ حیدر نے خوفزدہ ہو کر پوچھا۔

ان کے بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ ان کے سر پر گہری چوٹ لگی " تھی۔ ان کا دماغ کام کرنا بند کر چکا ہے۔ اب کوئی معجزہ ہو سکتا ہے کہ وہ بچ سکیں۔ وہ ایسے ہی کومہ کی حالت میں مر سکتے ہیں۔ یا یہ بھی ممکن ہے وہ ہوش میں آجائیں۔ مگر ممکن ہے ہوش میں آنے کے بعد وہ سب بھول جائیں اور ان کی میموری لاس ہو جائے، وہ اپنی کوئی حس ضرور کھو " دیں گے۔

اور ہوش کب تک آسکتا ہے "۔ وہ ساری تفصیل لے رہا تھا۔

آج بھی ہوش آسکتا ہے اور دس سال بعد بھی۔ میں نے آپ سے کہانا"  
اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا"۔ ڈاکٹر کہہ کر آگے بڑھ چکا تھا۔

فاخر اٹھو ہمیں گھر چلنا ہے۔ میرا آدمی یہاں ماموں کے ساتھ ہے۔"  
افراح ٹھیک نہیں ہے ہمیں گھر چلنا چاہیے۔" وہ آگے بڑھ کر افراح کو  
اٹھانا چاہ رہا تھا۔ مگر پہلے ہی فاخر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھائے کمرے  
سے نکل گیا تھا۔

حیدر نے غصے سے اس کی پشت کو گھورا۔  
وہ گھر آچکے تو جیا کی کال آئی۔ حیدر نے یس کرتے موبائل کان سے لگایا  
۔"ہاں بولو اور تم کل کہاں غائب ہو گئی تھی"۔



وہ حیدر گھبراہٹ ہو رہی تھی اس لیے گھبرا گئی۔ تم بتاؤ سب خیریت تو ہے نہ اور تم ٹھیک ہو۔ سیڈ لگ رہے ہو۔ جیامیٹھے لہجے میں اس سے بات کر رہی تھی۔

نہیں کچھ ٹھیک نہیں۔ تمہیں تمہارے باپ نے نہیں بتایا۔ کل کیا کیا ہوا۔ اور نہیں بتایا تو پتا کر لو تمہارے لیے کون سا مشکل ہے۔ اسے غصہ آ رہا تھا سب پر، وہ سب اپنی مرضی کر رہے تھے۔ وہ ابھی سب کو سیدھا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آج ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ سب کچھ ویسے کا ویسا تھا۔ افراح صبح سے رات ہو اسپتال میں گزار دیتی تھی۔ فاریہ بیگم گم سم رہتی تھیں۔۔۔ اور فاخر گلیوں میں آوارہ گھومنے لگتا تھا وہ صبح سویرے نکلتا تھا۔ اور سڑک کی خاک چھان کر آدھی رات کو واپس آتا۔

ایلفا سر میری غلطی نہیں ہے۔ رانا سر نے کہا تھا آپ کو نہ بتاؤ اور یہاں سے شفٹ کرنے کو۔ ہامان رو کر اپنی جان کی بھیک مانگ رہا تھا۔

وہ سب اپنی جگہ یہاں سے شفٹ کرنے والے تھے مگر ایلفا وہاں آگیا تھا اور اس نے سب کو اچھا سبق سیکھایا تھا کہ اس کے خلاف جانے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ہامان کی دونوں کلائی کاٹ دی تھی اس نے۔ اور ہامان نیچے اس کے پیروں میں بیٹھ کر گڑ گڑا رہا تھا۔ پر سامنے جو کھڑا تھا وہ بھیڑیا تھا اور بھیڑیے سمجھوتہ نہیں کرتے۔ اسے ترس نہیں آتا تھا۔ "رانا ہوتا کون ہے تم لوگوں کو یہاں سے نکالنے والا"۔ وہ نہایت نرمی سے بول رہا تھا۔ نہایت نرمی سے تڑپا کر مارتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خنجر نما کوئی چیز تھی جس کے پکڑنے والے حصے پر بہت خوبصورت

سی سیاہ آنکھیں بنی تھی۔ وہ اب بھی بلیک ہڈی پہنے ہوئے تھا صرف سرخ ہونٹ اور مغرور ناک دکھ رہی تھی۔

سر آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ آپ جو کہیں گے میں وہ کروں گا۔ مجھے "معاف کر دیں"۔ ہامان کی آخری سانسیں چل رہی تھی۔

کیوں نہیں ہامان جاؤ معاف کیا۔ پیٹر اس کی پٹی کرواؤ۔ اور پندرہ دن "بعد تم لوگ یہاں سے جگہ چینیج کرو گے۔ رانا کو میں خود دیکھ لوں گا"۔ وہ کہتے ہی باہر نکل گیا تھا۔

رات کا وقت تھا وہ ہاسپٹل سے ابھی واپس آئی تھی۔ گارڈن میں اپنے بچے کے ساتھ تھی وہ اس کے آگے پیچھے گھوم رہا تھا۔ مگر افراح کو اس پاس کا ہوش ہی کہاں تھا۔ ریڈ شال اوڑھے چاند پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ وہ اس پر توجہ بھی نہیں دے رہی تھی۔ دو تین دن سے فاخر اس کے کھانے کا خیال رکھ رہا تھا۔ وہ بس اسے پیار کرتی اور گھنٹوں ایسے گم سم بیٹھی رہتی زندگی جیسے رک سی گئی تھی۔ اچانک اس کا بچہ زمین پر گر گیا تھا۔ وہ پریشان ہو کر اسے اٹھا رہی تھی۔ اور فاخر کو آوازیں دے رہی تھی۔ "فاخر ادھر آؤ دیکھو میرا بچہ اٹھ نہیں رہا۔ شاید اسے کہیں درد ہے۔" افراح کے آنسو نے فوراً سیاہ آنکھوں میں جگہ بنائی۔ اسے رونے کا ویسے بھی بہانا چاہیے تھا۔ اب وہ بات بات پر رونے لگتی تھی۔ فاخر آج معمول سے ہٹ کر گھر پر تھا۔ اس کے بلانے پر آ گیا تھا۔ اور اس بکری کے سرخ سفید بچے کو اٹھا کر بھاگا تھا۔ وہ خود بھی دیکھ رہا تھا اس

بچے کا پیٹ قدرے پھولا ہوا تھا۔ وہ دونوں بہن بھائی اسے کلینک لے آئے تھے۔ اسے انجیکشن لگے تھے۔

یہ ٹھیک تو ہو جائے گا نا کیا ہوا ہے اسے۔" فاخر نے بے تابی سے پوچھا۔  
۔ کیونکہ وہ اسکا اچھے سے خیال رکھ رہا تھا۔ پھر وہ کیسے بیمار ہو گیا۔

دیکھیں فل حال انجیکشن لگا دیا ہے درد کا۔ اور میڈیسن دے رہا ہوں۔  
۔ مگر مجھے نہیں لگتا سروائیو کر سکے گا۔ آپ لوگوں نے اسے روٹی کھلائی  
ہے، جو یہ ڈائجسٹ نہیں کر سکا۔ اور یہ تو بچہ ہے اس کنڈیشن میں بڑے  
بکرے مر جاتے ہیں۔" آپ لوگ لے جائیں۔۔۔ ڈاکٹر نے کہہ کر  
اپنے قدم باہر کہ طرف بڑھا دیئے افراح نے وہیں ڈاکٹر کی بات سن کر  
زار و قطار رونا شروع کر دیا تھا۔ اسکا بچہ مرنے والا تھا۔ آخر یہ کیوں ہو



رہا تھا اسکے ساتھ۔ سارے جان سے عزیز اس سے کیوں دور ہو رہے  
تھے۔ وہ گھر آچکے تھے۔ افراح وہیں گھاس پر بیٹھی رہی تھی۔ فاخر اسکے  
برابر میں بیٹھ گیا

مجھے نہیں پتا تھا پراٹھا کھلانے سے وہ مر جائے گا۔ وہ ضد کر رہا تھا"  
کھانے کی میں نے کھلا دیا مجھے نہیں معلوم تھا اسے صرف اسکا کھانا کھلانا  
ہوتا ہے۔" فاخر نے نم آنکھوں سے کہا۔

نہیں تمھاری غلطی نہیں ساری غلطی میری ہے میں اسکا خیال نہیں"  
رکھ سکی۔ مجھے اپنے بچے کے کھانے کا خود خیال رکھنا تھا فاخر وہ میری  
وجہ سے مر جائے گا۔ وہ میری وجہ سے مر رہا ہے۔" وہ فوراً سے اٹھی  
تھی۔ اس نے ہاسپٹل میں اللہ سے کچھ وعدے کیے تھے۔ جو وہ ان



دنوں میں پورا نہیں کر سکی تھی۔ اس نے اپنے باپ کی زندگی مانگی تھی۔ اور اللہ نے زندگی تو دے دی تھی۔ وہ مرے تو نہیں تھے۔ زندہ تھے۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ اس نے جلدی سے وضو کیا تھا۔ اسے اللہ کو منانا تھا۔ معافی مانگی تھی۔ تہجد کی نماز کے دوران وہ ایک لمحہ چپ نہیں ہوئی تھی۔ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی تھی۔ اللہ پلیر۔۔۔ اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔ گلے میں آنسو اٹک رہے تھے۔ سینے اور گردن میں تکلیف ہو رہی تھی۔ وہ سجدے کی حالت میں پڑی تھی۔

سوری اللہ جی پلیر سوری۔ میرے بچے کو ٹھیک کر دیں۔ پلیر مجھے "میرے بابا لوٹا دیں اللہ۔ معاف کر دیں۔ میں اسے مرتا نہیں دیکھ سکتی۔ وہ میرا بچہ ہے اللہ۔ اسکی کوئی غلطی نہیں وہ تو معصوم ہے۔ میں ظالم ہوں، بے شک تو رحمان ہے رحیم ہے۔ میرے بچے کو زندگی دے

دے۔" وہ روتے ہوئے بہت ہلکی آواز میں بول رہی تھی۔ "اے میرے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے" سورہ اعراف آیت 23۔۔۔۔۔ یہ آیت اچانک اس کے ذہن میں آئی تھی جو امریش نے اسے فون پر سنائی تھی۔ اور اس نے بتایا تھا کہ یہ آدم علیہ السلام کی دعا ہے جو انہوں نے جنت میں اللہ سے مانگی تھی۔ اور آج آدم کی اولاد بھی وہی دعا دہرا رہی تھی۔ آج اسے لگ رہا تھا۔ یہ آیت اسی کے لئے اللہ نے آدم کو سیکھائیں ہوگی۔ وہ سجدے کی حالت میں ہی آنکھیں بند کیے آنسو بہاتی رہی۔ اس کی آنکھ فجر کی آذان پر کھلی تھی وہ فوراً سے اٹھ بیٹھی وہ جائے نماز پر ہی سو گئی تھی۔ وہ جلدی سے نیچے بھاگی تھی۔ اس کا بچہ۔" وہ ٹھیک تھا اللہ نے اسکی سن لی تھی۔ وہ فاخر کے برابر" میں بیٹھا تھا اسے دیکھتے ہی کھڑا ہو کر اس کے پاس آگیا۔ فاخر برابر میں

گھاس پر سو رہا تھا۔ شاید وہ ساری رات اس کے پاس ہی رہا تھا۔ افراح کو بے اختیار اپنے اللہ پر پیار آیا تھا۔ وہ اتنی گنہگار تھی پھر بھی اس کا رب اسے اتنا چاہتا تھا۔ اگر جو نیک ہوتے ہوئے انہیں کتنا چاہتا ہو گا۔

اللہ تیرا شکر ہے۔" وہ آسمان کی طرف منہ کیے مسکرا دی تھی۔ اللہ " نے اسکی مسکراہٹ کا جواب اپنی رحمت برسا کر دیا تھا۔ ایک ننھی بوند اس کے پھولے ہوئے رخسار پر گرے۔ اسکا بچہ بارش سے بچنے کے لیے اپنے گھر کی طرف دوڑ گیا۔ اچانک اس کے زہن میں ایک آیت گونجی۔ "میں تو تمہارے پاس ہی ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ تو ان کو چاہیے میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ نیک راستہ پائیں۔" سورہ البقرہ۔۔۔۔۔

امریش سے وہ روز بات کرتی تھی۔ اور وہ روز ایک آیت اسے ضرور سناتی تھی۔ یہ آیت بھی اسی نے سنائی تھی۔ وہ خوش ہو کر اٹھی تھی۔ کیونکہ اسے ہو اسپتال جانا تھا اپنے بابا کو دیکھنے۔ ڈاکٹر نے کہا تھا وہ سن سکتے ہیں۔ اس لیے وہ روز جا کر بہت ساری باتیں کرتی تھیں۔ وہ جب تیار ہو کر واپس نیچے آئی تو سب جاگ گئے تھے۔ فار یہ بیگم اب اسے کسی بات پر روک ٹوک نہیں کرتی۔ وہ بالکل خاموش ہو کر رہ گئی تھی۔

مما میں بابا کے پاس جا رہی ہوں شام تک آ جاؤ گی۔ "بلیک جینز اور" بلیک کرتی جو گھٹنوں سے اوپر تھی، سردی کی وجہ سے اوپر سے بلیک جیکٹ پہن رکھا تھا۔ سیاہ کرلی بال کیچر میں قید تھے۔ جو اس کی کمر سے کافی نیچے تک آتے تھے۔

افراح نماز کا وقت ہے نماز پڑھ کر جاؤ۔" فاریہ بیگم نے اس کے حلیے کو نظر انداز کر کے نصیحت کی تھی۔

مما بعد میں پڑھ لوں گی۔ ابھی جارہی ہوں۔" وہ کہتے ہی میں گیٹ عبور کر گئی۔



اللہ فرماتا ہے۔ جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا، بیٹھا اور کھڑا ہر حال میں ہمیں پکارتا ہے۔ اور جب ہم وہ تکلیف دور کر دیتے ہیں تو خود سر ہو جاتا ہے۔"

واقع انسان صدا کے مطلبی اور خود غرض ہوتے ہیں۔ کل رات وہ کیسے اللہ کے آگے روتی رہی تھی اور جب اللہ نے اس کی قبول کر لی تھی۔ تو



دوبارہ اغافل ہو گئی تھی۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ نماز نہیں پڑھے گی۔ اس نے کہا تھا بعد میں پڑھ لے گی۔ شیطان کیسے ہمارے ساتھ کھیلتا ہے۔ شیطان ہمارے نفس کو ایسے قابو کرتا ہے کہ پھر ہم اپنے نفس کے اشاروں پر چلتے جاتے ہیں۔ ہمارا نفس ہم سے یہ نہیں کہتا کہ نماز مت پڑھو۔ وہ کہتا ہے۔ بعد میں پڑھ لینا۔ ابھی تو بہت وقت ہے۔ ابھی تو آذان ہوئی ہے۔ اور وہ وقت ختم ہوتا جاتا ہے ہمیں فرصت نہیں ملتی۔ جب ایک نماز رہ جاتی ہے۔ تو وہ ہمیں کہتا ہے کہ کل سے دوبارہ شروع کرنا اب تو فجر چھوٹ گئی۔ باقی چار پڑھ کر کیا کرنا ہے۔ کل سے فجر سے پڑھنا۔ اور پھر وہ کل کبھی نہیں آتا ہم بھٹکتے چلے جاتے ہیں۔ اور سکون کا کہ دلوں کا اطمینان اور سکون تو اللہ رونا روتے ہیں۔ کیا ہم نہیں جانتے کی یاد میں ہے۔



یہ سب کچھ آپ کی لاپرواہی کی وجہ سے ہوا ہے ڈیڈ۔ اگر آپ اس دن " وہ سب نہ کرتے تو وہ مجھ سے ایسے ناراض نہیں ہوتی۔ " حیدر اپنے آفس میں بیٹھا تھا، افراح نے اس سے بات چیت بند کی ہوئی تھی اور سامنے جہانزیب ملک بیٹھے تھے۔ اس کی فضول کی عاشقی سن کر ان کا پاراہائی ہو رہا تھا۔ ایک چھوٹی سی لڑکی ان کے بیٹے کو پاگل کر رہی تھی۔

تمھاری اس سے شادی کر دیتے ہیں ویسے بھی اگر فیروز کو ہوش آگیا تو " تمھاری شادی خوابوں میں ہی ہو سکتی ہے۔ میں اور تمھاری ماں فاریہ خان سے بات کرتے ہیں۔ اور تم فاخر کو منالینا۔ جب سب مان جائیں گے تو افراح کو ماننا ہی پڑے گا۔ اور امید ہے شادی کے بعد تم اس لڑکی کو کنٹرول کر لو گے "۔ جہانزیب ملک نے اسے سمجھایا۔

اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ ماموں کے کومہ میں ہونے کے باوجود "  
وہ لوگ پرنس کی شادی کریں گے۔ اور پرنس اپنے باپ کی غیر  
موجودگی میں مجھ سے شادی کر ہی نہ لیں۔ ڈیڈ آپ بلکل ہی آؤٹ آف  
مانڈ ہو چکے ہیں۔"

انہیں منانا میرا کام ہے تم سے جو کہہ رہا ہوں تم وہ کرو۔ سب ٹھیک ہو "  
جائے گا۔" جہاں زیب ملک کھڑے ہو گئے تھے جانے کے لیے۔۔۔

اور اگر کچھ گڑ بڑ ہوئی تو اس کا جواب میں آپ سے لوں گا۔" حیدر کو "  
یہ پلان بلکل صحیح نہیں لگ رہا تھا۔

خان تم پاگل ہو یا مجھے بنارہے ہو۔ تم نے کہا تھا ہم یہاں سے دو دن بعد نکل جائیں گے آج تقریباً دس دن ہو گئے ہوں گے ہم یہی ہیں۔ شاہ کو لگ رہا تھا خان نے اس سے جھوٹ بولا ہے۔

مجھے خود نہیں معلوم ضرور کچھ گڑبڑ ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے اپنا "پلان" چینج کر لیا ہو گا۔ اب بس انتظار کر سکتے ہیں کہ وہ کب یہاں سے شفٹ ہوتے ہیں۔" وہ خود بھی یہاں سے نکل سکتا تھا مگر ہر دروازے پر پاسور ڈلاک تھا۔ اور پاسور ڈاسے معلوم نہیں تھا۔ وہ خود اب نکلنا چاہتا تھا۔ اسکا کام ہو چکا تھا۔ اب اسے یہاں نہیں رہنا تھا۔

کب تک انتظار کریں۔ ایک مہینہ ہونے کو ہے انتظار ہی کر رہا ہوں۔"

تھک گیا ہوں۔"۔ براؤن آنکھیں چھلک گئی تھیں۔

میں یہاں سے نکل کر ہی کچھ کر سکتا ہوں۔ جب تک یہاں ہیں ہم"

انتظار کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اور اب میرا دماغ مت کھاؤ۔"۔ خان

اپنا وائٹ رومال جس پر خون بھی لگا تھا اپنے چہرے پر ڈال کر چیت لیٹ گیا۔

ایک تو اتنی وحشت ہے اس جگہ اوپر سے تم جیسا بورنگ انسان یہاں"

ہے جو کوئی گپ شپ بھی نہیں کرتا۔ کہ انسان کا دل ہی لگ جائے۔"

وہ اس کی برابر میں لیٹ کر دکھ سے بولا

چوبیس گھنٹے تو تمھاری بک بک بند نہیں ہوتی پھر بھی تم بور ہو جاتے " ہو "۔ خان نے اسے ایسے دیکھا جیسے کچا چبا جائے گا۔ اسکا زندگی میں بہت لوگوں سے واسطہ پڑا تھا۔ پر یہ میر ہادی شاہ کوئی توپ چیز تھی جو اس کے گلے پڑ گئی تھی۔

مجھ سے کم حسین لڑکے یہ بتاؤ تمھاری دوستی کہاں تک پہنچی یا پھر ابھی " تک ناراضگی چل رہی ہے "۔ ہادی نے کہنی کے بل اونچا ہو کر اس کی طرف رخ کیا۔

میری اتنی اوقات نہیں ہے کہ میں اللہ سے ناراض ہوں۔ اور میں " دوستی کر بھی لوں گا تو تمھیں کیوں بتاؤں گا۔ یہ میرا اور میرے اللہ کا معاملہ ہے "۔

ہاں تو میں کب بچ میں آ رہا ہوں۔ میں تو مدد کر رہا ہوں تمہاری آخر "  
میرے دوست جو ہو۔ اور اچھا دوست تو وہی ہوتا ہے نہ جو اچھی باتیں  
بتائے۔ اور بری باتوں سے منع کرے۔" شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
اور اس کے منہ پر پڑا رومال اٹھا کر اپنا پسینہ صاف کیا

میں نے کب تمہیں دوست بنایا۔ تمہیں دوست بنانے سے بہتر ہے "  
بندہ ڈوب مرے۔" ہیزل گرین آنکھوں والے لڑکے نے غصے سے  
کہتے اپنا رومال چھینا۔۔۔۔۔



تو تم ڈوب مرو خانزادہ"۔ وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سے بولا۔  
 براؤن آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔ خان نے آنکھیں گھمائی وہ  
 اب اس کی بکواس سننے کا عادی ہو چکا تھا۔

اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری  
 پیروی کرو۔ اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف  
 کر دے گا اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔ کہہ دو کہ اللہ اور اس کے  
 رسول کا حکم مانو پس اگر وہ نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں  
 رکھتا" سورہ آل عمران آیت 31-32  
 ہادی نے اسے سنایا اور آنکھیں موند لیں۔

کافر لفظ پر اس کی روح کانپ گئی تھی۔ وہ کافر تو نہیں تھا۔ اس نے کہیں  
 پڑھا تھا مسلمان اور کافر میں فرق نماز کا ہے۔ نہیں وہ کافر نہیں تھا۔ اور  
 اللہ خود فرما رہا تھا کہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ اس کا دل یکدم بے چین

ہو گیا تھا۔ سارا سکون شاہ نے برباد کر دیا تھا۔ اس کی سانسیں اٹکنے لگی تھیں۔ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ اب اسے سکون ایسے بیٹھے ہی نہیں ملنے والا تھا وہ اس ٹارچر سیل کے ساتھ بنے چھوٹے سے باتھ روم میں گھس گیا۔ اچھے سے خود کو صاف کیا۔ ہیزل آنکھوں سے گرم سیال بہہ رہا تھا، اس کی کمرز خمی تھی پھر بھی وہ خود کو رگڑ رہا تھا۔ جیسے سارے گناہ اپنے جسم سے دور کر کے اللہ کے سامنے جانا چاہتا ہو۔ اور وہ ایک لمحہ ہوتا ہے جب دل پلٹ دیتا ہے اللہ۔۔۔۔۔ یہ ہدایت پانے کا لمحہ تھا، یہ لمحہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے اور جنہیں نصیب ہو وہ خوش آیا تو سر پر اپنا گیلار و مال باندھ رکھا تھا۔ شاید نصیب ہوتے ہیں۔ وہ باہر اس نے رومال بھی دھویا تھا کیونکہ اس پر خون نظر نہیں آرہے تھے۔ شاہ کی آنکھیں بند تھیں پتا نہیں وہ جاگ رہا تھا یا سو رہا تھا۔ خان نے وہاں قدم بڑھائے تھے جہاں شاہ روز نماز پڑھتا تھا۔ وہ اس جگہ جا کر خاموشی

سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا اسے اب آگے کیا کرنا ہے۔  
 کوئی نماز پڑھنی ہے اور کیا بولنا ہے۔ سب کچھ زہن سے محو ہو گیا تھا۔  
 پھر وہ غیر ارادی طور پر نماز پڑھتا گیا۔ اور آنکھوں سے انمول موتی  
 گرتے رہے، ہاں وہ انمول تھے کیونکہ وہ اللہ کے آگے گر رہے تھے۔  
 سلام پھیر کر اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ سارے الفاظ جیسے کھو  
 گئے تھے۔ وہ کافی دیر ایسے ہی بے آواز روتا رہا پھر اس نے لب کھولے۔  
 اس نے دعا پڑھیں جو قرآن سے اس نے بچپن میں یاد کی تھی۔ "تیرے سوا  
 ظالموں میں سے کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو پاک ہے اور یقیناً میں  
 ہوں" سورہ انبیاء آیت 87۔۔۔۔۔ اسے یاد تھا یہ دعا حضرت یونس علیہ  
 السلام نے مچھلی کے پیٹ میں قید اندھیروں سے گھبرا کر اللہ کو پکارا تھا۔  
 آج وہ بھی تو اندھیروں میں قید تھا۔ ہاں اسے اللہ چاہیے تھا وہ تھک گیا

تھا خود سے لڑتے لڑتے۔ نفس سے ہارتے ہارتے، بے شک اللہ جسے  
چاہے ہدایت دے۔

اے میرے پروردگار مجھ کو توفیق دے کہ میں نماز پڑھتا رہوں اور "  
میری اولاد کو (بھی)، اور اے ہمارے پروردگار میری دعا قبول  
فرما۔ اے ہمارے پروردگار جس دن (اعمال) کا حساب ہونے لگے۔ مجھ  
کو اور میرے ماں باپ کو اور (سب) ایمان والوں کو بخش دینا"۔ سورہ  
ابراہیم آیت 20-21  
دعا پڑھ کر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ بس اتنی سی بات تھی اسکا  
سارا وجود پر سکون ہو گیا تھا۔

افراح گھر آئی تو شام ہو چکی تھی۔ لاونچ سے باتوں کی آواز آرہی تھی۔ وہ اسی طرف بڑھ گئی۔ اسکا بچہ اب ٹھیک تھا اور دوائی کھا کر سو رہا تھا۔ یقیناً فاخر اسے سلا کر اندر گیا تھا۔

اسلام و علیکم ایوری ون، کیا جس نے بابا پر حملہ کیا تھا اس کا پتا چل گیا۔" ہے جو سب یہاں جمع ہے۔" افراح نے اندر داخل ہوتے سب پر نظر ڈالی اور حیدر کے پاس رک کر سوال کیا۔ حیدر پہلے ہی اسے بتا چکا تھا کہ یہ کسی عام سے گنڈے نے پیسوں کے لیے ان پر حملہ کیا۔ پر وہ اتنی بھی بے وقوف نہیں تھی کہ یقین کر لیتی۔ جتنی بے رحمی سے مارا گیا تھا وہ کسی دشمن کا کام تھا۔ اور گلی کے گنڈے کسی چیز سے کیوں مارنے لگے۔ وہ تو گن سے شوٹ کرتے ہیں۔

نہیں ابھی پتا نہیں چلا پر میں کوشش کر رہا ہوں اگر کسی دشمن کا کام " ہے تو میں جلد ڈھونڈ لوں گا، پر نس تم ان سب میں مت پڑو۔ یہ



سب میں اکیلے ہینڈل کر سکتا ہوں۔" حیدر نے بہت پیار سے مسکرا کر اسے جواب دیا۔ "میں چاہتا ہوں ہم شادی کر لیں کیونکہ اب میں ڈر گیا ہوں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔ اگر واقعی کوئی دشمن ہمارے پیچھے ہے تو ہمیں ایک ہو کر اس مشکل وقت سے لڑنا چاہیے۔"

پہلی بات آپ کو شش نہیں کر رہے۔ بابا کے مجرم کو ڈھونڈنے کی۔" اگر آپ کو شش کر رہے ہوتے تو وہ انسان اب تک زندہ نہیں ہوتا۔ دوسری بات میرا باپ موت اور زندگی سے لڑ رہا ہے۔ تو یہ معاملہ میرا ہے اور میں اس میں پڑوں گی۔ اور تیسری بات جب تک بابا ٹھیک نہیں ہو جاتے شادی نہیں کروں گی۔" افراح ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولتی چلی گئی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ حیدر ایسا کیوں کر رہا تھا اس کے ساتھ۔ وہ تو اس کی ہر بات مانتا تھا پھر اب کیوں اس کے باپ



کے مجرموں کو نہیں ڈھونڈ رہا تھا۔ "تم ابھی چھوٹی ہو ان سب باتوں کو نہیں سمجھ سکتی۔ ہم سب نے فیصلہ کیا ہے تین دن بعد تم دونوں کا نکاح کر دیں گے۔ رخصتی فیروز کے ٹھیک ہونے کے بعد کر لیں گے" جہانزیب ملک نے رعب دار آواز میں کہا۔

آپ ہوتے کون ہیں میری زندگی کا فیصلہ کرنے والے، میں کسی کے فیصلے کو نہیں مانتی "افراح چیختی تھی۔

افراح تمیز میں رہو۔" فاریہ بیگم نے ڈپٹا۔

اس نے شکوہ بھری نظروں سے اپنی ماں اور بھائی کو دیکھا۔ وہ کیسے راضی ہو گئے تھے۔ آج اس کا باپ یہاں ہوتا تو ایسا کوئی اسکے ساتھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ روتی ہوئی اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی تھی۔

کوئی بات نہیں جانے دواسے وہ اپنے باپ سے بہت اٹیچ تھی اس لیے " حساس ہو رہی ہے نکاح ہو جائے گا تو ٹھیک ہو جائے گی "۔ مسز جہانزیب نے فاریہ خان کو دلا سہ دیا۔

آپ سب ٹھیک کہتے ہیں میری بچی بہت معصوم ہے۔ اگر آج مجھے " کچھ ہو جاتا ہے تو اسے کس کے سہارے چھوڑوں گی۔ فاخر تو لڑکا ہے میرا بچہ سمجھل جائے گا۔ مگر افراح نہیں سمجھل سکتی میں خود چاہتی ہوں اسے کسی مضبوط ہاتھوں میں سونپ دوں تاکہ وہ محفوظ رہے۔ اور حیدر سے بہتر اسے نہیں مل سکتا۔ آپ لوگ فکر نہ کریں میں اسے منا لوں گی "۔ فاریہ خان نے کہہ کر اپنے آنسو رگڑے۔ فاخر اسکے روم میں آیا تھا۔ وہ بیڈ کے سرہانے پر بیٹھی سر گھٹنوں میں دیئے رو رہی تھی۔

بریانی کھاؤ گی؟" فاخر اسکا چہرا تھام کر پوچھ رہا تھا۔ رونے سے ناک اور "پھولے ہوئے رخسار سرخ ہو رہے تھے۔ فاخر کو اپنی بہن پر پیار بھی آ رہا تھا اور ترس بھی۔ اسکی بہن نازک تھی بہت یہ کیسی آزمائشوں نے آگھیرا تھا۔

کچھ نہیں کھانا۔ تم بھی یہاں سے چلے جاؤ۔ سب نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ تم سب برے ہو۔ میں نہیں کروں گی شادی اور حیدر سے تو بالکل بھی نہیں کروں گی۔ بابا کو روزا اٹھانے جاتی ہوں وہ نہیں اٹھتے۔ اب وہ اٹھیں گے بھی تو ان سے بات نہیں کروں گی۔ ماما مجھے بوجھ سمجھنے لگی ہیں جسے دور کرنا چاہتی ہو۔ اور تم سب سے گندے بھائی ہو۔ میرے

لیے کیوں نہیں بولے۔ کیوں راضی ہوئے ہو میری شادی کے لیے  
 ----- "وہ روتے ہوئے ہچکی لے رہی تھی۔"

اچھا سہی ہے میں گندابھائی ہوں اب ادھر آؤ "وہ اسے سینے سے"  
 لگائے چپ کر وارہا تھا۔ وہ روتی رہی۔ اور اب میری بات سنو میں حیدر  
 بھائی سے نہیں لڑ سکتا۔ وہ تمہیں چاہتے بھی ہیں اور صرف نکاح ہی ہو  
 رہا ہے ابھی تم ہمیں چھوڑ کر نہیں جا رہی ہو۔ ماما تمہارے لیے بہت  
 پریشان ہیں۔ لیکن پھر بھی اگر نکاح نہیں کرنا اور دل راضی نہیں ہے تو  
 مت کرو۔ بھاگ جاؤ "وہ شاید دنیا کا پہلا ایسا بھائی تھا جو اپنی بہن کو شادی  
 سے بھاگنے کا کہہ رہا تھا۔ افراح نے اس کی بات سن کر سر اٹھا کر حیرانی  
 سے دیکھا تھا۔

کیا کہا۔۔۔۔۔ "؟"

میں کہہ رہا ہوں شادی نہیں کرنی تو بھاگ جاؤ میں سب سمجھا لوں"

گا۔" فاخر اس کے لمبے بالوں کو سنوارتے ہوئے بولا

کس کے ساتھ بھاگوں گی اور تم سب کو چھوڑ کر کیسے جاسکتی ہوں۔"

اسے لگ رہا تھا فاخر اس کے ساتھ مزاق کر رہا ہے۔

کسی کے بھی ساتھ نہیں اکیلے بھاگوں گی اور فکر مت کرو میں ماما بابا کا"

خیال رکھ سکتا ہوں۔ اب اتنا بھی چھوٹا نہیں ہوں میں، اپنی فیملی کو

پر وٹیکٹ کر سکتا ہوں۔ مگر تم ایک وعدہ کرو گی مجھ سے بولو منظور ہے"

فاخر نے اپنا ہاتھ اس کے آگے کیا

"کیسا وعدہ فاخر۔۔۔۔۔"

تمہیں جیسا باکرہ دار اور پاک بھیج رہا ہوں ویسے ہی تمہاری واپسی چاہتا ہوں، اپنی ذمہ داری پر بھیج رہا ہوں۔" وہ غیرت مند مشرقی مرد تھا۔

وعدہ۔۔۔۔۔" وہ اپنا چھوٹا سا ملائم ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھوں میں رکھ گئی تھی۔ "مگر میں کہاں بھاگ کر جاؤں گی اور اگر حیدر نے ڈھونڈ لیا"

وہ جب تک ڈھونڈیں گے نکاح کا وقت گزر چکا ہو گا۔ اور تم حویلی چلی جاؤ سوات والے گھرا مریش آپی کے پاس، وہاں محفوظ بھی رہوں گی اور میں بھی اطمینان میں رہوں گا۔" اپنے بھائی کی اس بات پر اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ اسے ویسے بھی سوات جانا تھا۔ اب اسکی یہ خواہش اسکا بھائی پوری کر رہا تھا۔



پھر میں اپنی پیکنگ کر لوں۔" - افراح نے اس سے پوچھا۔"

نہیں ابھی نہیں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے۔ جس دن نکاح ہے اسی " دن تم نکل جانا۔ میں ساتھ چلتا چھوڑنے۔ مگر پھر ان سب کو کون سمجھالے گا، اور یہاں کی فکر مت کرنا ہم روز بات کریں گے، بابا کا بھی " خیال رکھوں گا

اوکے جیسے تم کہو اور مجھے روز کال کرنا ٹھیک ہے۔ میں وہاں کچھ دن رہ " کرواپس آ جاؤں گی۔ اور فاخر جس نے بابا کو مارا ہے میں جب تک اس انسان کو اس کے انجام تک نہ دیکھ لوں مجھے چین نہیں آئے گا۔"

مجھے نہیں لگتا حیدر بھائی کوئی مدد کریں گے۔ ہمیں خود ہی ڈھونڈنا ہو گا۔"

تم وہاں چلی جاؤ میں یہاں پتا لگانے کی کوشش کروں گا۔ بس ایک بات یاد رکھنا۔ میں اپنی ذمہ داری پر بھیج رہا ہوں۔ اللہ نہ کرے اگر کوئی بھی مسئلہ ہوا تو جان دے دینا پر عزت پر حرف مت آنے دینا۔" فاخر اسے سمجھا رہا تھا۔

فکر مت کرو میرے بھائی میں خود کی حفاظت کر سکتی ہوں۔ اب جاؤ۔"

"مجھے سونے دو۔ صبح بابا کے پاس بھی جانا ہے مجھے۔۔۔۔۔"

اوکے گڈنائٹ۔ اور رونا مت جب روتی ہو تو چڑیل لگتی ہو۔ اور میں"

معصوم تمہیں دیکھ کر ڈر جاتا ہوں۔ وہ اس کے بال کھینچ کر کمرے سے

"بھاگا تھا۔"

اہسہ فاخر کے بچے۔۔۔" وہ اسے چڑیل کہہ کر گیا تھا۔"

وہ صبح اٹھ کر اپنے بچے کے پاس چلی آئی تھی اور اس کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ اسے یہاں سے چلے جانا تھا تو جتنا اسے پیار کر سکتی تھی کر کے جانا چاہتی تھی۔ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا تھا۔ اب وہ اٹھ کر اپنی ماما کے روم میں آگئی تھی۔ فاریہ خان فجر پڑھ کر اب تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ وہ جا کر ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔

نماز پڑھی ہے۔" فاریہ خان نے اسکا ماتھا چوم کر پوچھا۔

ابھی پڑھ لوں گی" وہ آنکھیں بند کر گئی تھی۔ نفس بہانے بہت جانتا"

ہے، وہ کبھی نہ نہیں کرتا ہے۔

"حیدر اچھا ہے افراح۔ تمہیں چاہتا بھی ہے۔"

"جانتی ہوں ممّا۔۔۔۔۔"

فاخر بڑا ہوتا تو کبھی تمہاری شادی نہیں کرتی۔ مگر وہ اتنا بڑا نہیں وہ کیا" کیا سمجھالے گا۔ دن میں مجھے سمجھال رہا ہے ساری رات ہاسپٹل میں گزارتا ہے۔ وہ تو خود کو بھول گیا ہے۔ اسکے قہقے سننے کے لیے ترس گئی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کم از کم تمہارے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں "تاکہ اگر مر بھی گئی تو یہ اطمینان تو رہے گا کہ تم اکیلی نہیں ہو۔۔۔۔۔"

اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم سب پہلے کی " طرح رہیں گے۔ بابا گھر آ جائیں گے۔ اور پھر آپ ویسے ہی صبح صبح ہمارے پیچھے ناشتے کے لیے دوڑیں گی۔ اور بابا آپ کو دیکھ کر مسکرا دیں گے۔ "

انشاء اللہ۔ "فار یہ خان کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ "گھر پر ہی سادگی" سے نکاح ہو گا۔ میری بیٹی کو کچھ چاہیے تو بتائے۔ "انہوں نے اس کے بال سہلاتے پوچھا

آپ یہ شادی روک دیں ماما اور کچھ نہیں چاہیے۔ وہ یہ کہنا چاہتی تھی پر کہہ نہ سکی۔ "کچھ نہیں چاہیے ماما بس تھوڑا سکون سے سونا چاہتی ہوں آپ کی گود میں پھر پتا نہیں یہ نیند کب نصیب ہو"-----

پیٹر تمھیں ایک لڑکی کی پکچر سینڈ کی ہے۔ اور لوکیشن بھی اس پر نظر رکھو جیسے ہی موقع ملے مار دینا وہ زندہ نہیں بچنی چاہیے سمجھ گئے۔ جیا نے کال پر اپنے گارڈ سے کہا۔ پیٹر ایلفا کا آدمی تھا۔ مگر ایلفا نے اسے جیا کا بھی گارڈ بنا دیا تھا۔ کیونکہ ان کے دشمن بہت تھے۔ انہیں اپنی سیفٹی کے لیے گارڈز کی ضرورت پڑتی تھی۔

اوکے میم آپ کا کام ہو جائے گا۔ مگر ایلفا سر سے اجازت لینی ہوگی۔" انہیں کوئی بھی بات بعد میں پتا چلتی ہے تو وہ غصہ ہوتے ہیں۔"

بکو اس بند کرو۔ ایلفا کو بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیے۔ ورنہ ایلفا تو بعد میں تمھارا کچھ کرے گا میں پہلے ہی تمھارا اوپر کا ٹکٹ کاٹ دوں گی سمجھے۔ یہ "ہمارے راز کی بات ہے۔ ایلفا کو شک بھی نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔۔"



او کے میم ڈونٹ وری میں ان سے بچ کر آپ کا کام کر دوں گا۔"

وہ کال کٹ کر چکی تھی۔ وہ اسے ابھی نہیں مارتی مگر حیدر اس سے شادی کر رہا تھا۔ اسے تین دن کے اندر اس لڑکی کا صفایا کروانا تھا۔ اور افراح کے بعد حیدر کے پاس اس کے علاوہ کوئی آپشن نہیں بچتا۔ پھر حیدر ملک ہر طرح سے جیار انا کا ہونا تھا۔

وہ اپنے بابا سے مل کر اب ہو اسپتال کے کیفے میں بیٹھی تھی۔ امریش کی کال آرہی تھی۔

ہیلو آپ کیسی ہیں آپ۔۔۔" افراح نے بہت پیار سے پوچھا تھا۔

ہم ٹھیک ہیں آپ بتائیے اب چاچو کی طبیعت کیسی ہے۔ ہم ضرور آتے مگر مورے بیمار ہیں اسی لیے نہیں آسکے۔ اور آپ کی منگنی کی بہت خوشی ہوئی۔ آپ ٹھیک تو ہیں نہ" امریش اسے اپنی چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کرتی تھی۔ وہ امریش سے دو سال چھوٹی تھی۔

بابا کی وہی حالت ہے۔ اور میں ٹھیک نہیں ہوں۔ امریش آپی میں "تین دن بعد آپ کے پاس آرہی ہوں کچھ دن رہنے کے لیے۔ آپ کو "کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔



آپ یہاں کیوں آئیں ہیں۔" افراح کو شدید غصہ چڑھا تھا۔

اپنی ہونے والی بیوی کے کمرے میں آیا ہوں، کیوں نہیں آسکتا کیا۔"

حیدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ سنہری آنکھیں اسکا جائزہ لینے میں  
مصرف تھیں

ہاں نہیں آسکتے۔" افراح نے دو ٹوک کہا۔

اب بھی ناراض ہو۔ میں سچ میں نہیں جانتا پرس، ماموں کو کس  
نے مارا ہے۔" سنہری آنکھوں میں اس کے لئے صرف محبت تھی۔

میں نے آپ سے یہ تو کہا ہی نہیں کہ آپ جانتے ہیں۔ میں نے تو " صرف آپ کو ڈھونڈنے کا کہا تھا۔ مگر آپ ہر بار کہتے ہیں آپ نہیں جانتے۔ اب مجھے لگنے لگا ہے کہ واقع آپ جانتے ہیں اور ہمیں بتانا نہیں چاہتے۔ " سیاہ آنکھوں نے سنہری آنکھوں کو جانچنے کی کوشش کی۔ مگر سنہری آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔

پرنس تم مجھ پر شک کر رہی ہو۔ " حیدر نے حیرانگی سے کہا۔ "

حیدر مجھے کوئی بات نہیں کرنی آپ سے۔ جب آپ بابا کے مجرم کو " ڈھونڈ دیں گے تب ناراضگی ختم کر دو گی۔ دروازہ اس طرف ہے۔ " اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ صاف صاف وہ اسے نکلنے کو کہہ رہی تھی۔

وہ اسے ایک نظر دیکھ کر باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔  
وہ کسی کی ایک نہ سننے والا اس کے اشاروں پر چلتا تھا۔۔۔۔۔

-----

رانا تم ہوتے کون ہو میرے کام میں بولنے والے اور مجھ سے پوچھے "  
بغیر انہیں کہیں اور شفٹ کرنے والے۔ وہ بیس کڑوڑ مجھے ابھی چاہیے  
اب وہ تم خود کو بیچو یا اپنی بیٹی کو یا کسی کو بھی مجھے میرا پیسا چاہیے۔" ایلفا  
اس کے سامنے صوفے پر اپنے مخصوص ہوڈی میں پیر پھیلا کر بیٹھا تھا  
۔ سامنے کھڑا رانا اس سے تیس سال بڑا ہو گا مگر وہ سامنے والے کو  
عزت نہیں دے رہا تھا۔



تم نے خود کہا تھا کہ میں ان لوگوں کو ہینڈل کر لوں تم بڑی تھے "  
دوسرے کاموں میں۔ اور پیسے میں دے دوں گا۔ مگر مجھے میرا حصہ  
جلدی چاہیے۔" رانا دل پر پتھر رکھ کر پیسے واپس کرنے پر راضی ہو گیا  
تھا۔ کیونکہ نہ دیتا تو جان سے جاتا۔

میں نے کہا تھا تم مجھ سے پوچھ کر ہر کام کرو گے۔ اور پیسے تمہیں نہیں "  
ملے گے کیونکہ تم نے غلطی کی ہے تو سزا تو ملے گی نہ اس لیے پیسے بھول  
جاؤ۔"

میں اب تم سے پوچھ کر کروں گا "رانا کا بس نہیں چل رہا تھا سامنے "  
لیٹے انسان کو مار دے

تمہارے لیے یہ بہتر رہے گا۔ اب جا سکتے ہو۔" مطلب وہ اسے واقعہ "پیسے نہیں دینے والا تھا۔

ایلفا مجھے۔۔۔ رانا بھی بول ہی رہا تھا کہ ایلفا نے ٹوکا۔۔۔ "رانا میرا بھیڑیا " بہت بھوکا ہے۔ کیا تمہیں اس کے پاس جانا ہے نہیں میں چلتا ہوں۔ مجھے اب گھر جانا ہے " وہ جانتا تھا اس کا بھیڑیا " بہت بڑا اور جنگلی تھا۔ وہ ایلفا کے علاوہ سب پر حملہ کر سکتا تھا۔ رانا کے جانے کے بعد اس نے اپنا خنجر نکالا تھا۔ اور ان سیاہ آنکھوں پر اپنی انگلی پھیرنے لگا۔ "میری سیاہ آنکھوں والی شہزادی"، ہوڈی سے نیچے سرخ ہونٹ مسکرا دیے تھے۔

خان کیا پتا یہ لوگ یہاں سے شفٹ نہ ہوں اور اگر ایسا ہوا تو ہم باہر کیسے نکلیں گے۔ وہ دونوں ابھی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ خان اپنے بالوں پر پیچھے سے ربڑ بینڈ باندھ رہا تھا۔

انہیں یہ جگہ چھوڑنی ہے کسی بھی حال میں کیونکہ پولیس اور آرمی ان سب کے پیچھے ہے۔"

اور یہ بات تم کیسے جانتے ہو؟" شاہ نے شکی نگاہوں سے دیکھا۔

ان لوگوں کے منہ سے سنی تھی میں نے یہ بات بھی۔ میں تم سے پہلے " سے یہاں یوں شاید تم بھول رہے ہو

"پتا نہیں کیوں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے تم وہ نہیں ہو جو تم بننے ہو۔"

اپنا فضول دماغ کم چلاؤ ہادی شاہ "خان نے دیوار سے ٹیک لگاتے کہا۔"

اصل بات بتاؤں خان، تمہیں میری قدر نہیں ہے۔ ورنہ میں بہت عقل مند ہوں۔ اگر تم چاہو تو میری عقل سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔"

تم عقل مند نہیں عقل بند ہو۔ خان نے جلانے والی مسکراہٹ سے "کہا۔"

تم میرے حسن سے جلتے ہو آئی نوبٹ اس میں تمھاری غلطی نہیں ہے۔  
- کیونکہ اچھے اچھے فیل ہیں میرے سامنے۔ "... ابھی وہ اور کوئی بکو اس  
کرتا اس سے پہلے ہی خان بول پڑا تھا۔

شاہ آج کے دن کا تمھاری بکو اس کا کوٹاپورا ہو چکا ہے۔ میرے کان "  
" دکھ گئے ہیں۔ اب سو جاؤ اور سونے دو

خان تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں یہاں سے نکل کر کیا کرنا ہے۔ " شاہ نے "  
پہلی کام کی بات کی تھی۔

تمھیں گن چلائی آتی ہے نہ۔ " خان نے پوچھا۔ "

" ہاں آتی ہے کیا ہم انہیں مارنے والے ہیں۔ "

ظاہر ہے وہ ہمیں ماریں گے تو کیا ہم منہ دیکھے گے۔ ہم بھی ماریں گے "

-

مگر کیا مارنا ٹھیک رہے گا۔ اس نے آج تک کوئی قتل نہیں کیا تھا۔ اس لیے وہ تھوڑا گھبرار ہا تھا۔ گن بھی اس وجہ سے چلائی آتی تھی کیونکہ وہ وکیل تھا۔ اپنی حفاظت کے لیے اس نے سیکھی تھی۔ "

اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم و زیادتی ہو تو مناسب طریقے سے " بدلہ بھی لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ تو اسی طرح کی برائی ہے۔ مگر جو درگزر کر دے اور معاملے کو درست کر دے تو اس کا بدلہ اللہ کے



ز مے ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ اللہ ظلم کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا اور جس پر ظلم ہوا ہو اگر اس کے بعد وہ انتقام لے لیں تو ایسے لوگوں پر کچھ الزام نہیں۔ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو مومنوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہیں "تکلیف دینے والا عذاب ہوگا"۔ سورہ الشوریٰ آیت 39-42 جن سے ہمیں لڑنا ہے وہ کافر ہے یہ یاد رکھو۔ اور یہ ہی لوگ ہمارے ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں۔ تو ہمارے لڑنے میں کچھ گناہ نہیں۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو اللہ سے امید ہے ہم یہاں سے نکل جائیں گے " اور باقی سب کو بھی بچالیں گے۔ اور تم ایک اچھے انسان ہو خان۔ " شاہ کو اسکا آیت کے زریعے سمجھانا پسند آیا تھا۔

مجھے افسوس ہے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم بھی ایک اچھے انسان ہو۔"  
اور میں جانتا ہوں تم میری تعریف بھی اس لیے کر رہے ہو تاکہ میں  
بھی تمہاری تعریف کروں۔ پر میں ایسا نہیں کروں گا۔" خان نے اچھا  
خاصہ تپا دیا تھا۔

ایک وقت آئے گا جب تم مجھ سے کہو گے کہ میں تم سے بات کر لوں"  
اور تب میں تمہیں لفٹ نہیں کرواؤں گا۔" شاہ نے منہ بسورا۔

"ہاں تمہارے خوابوں میں آئے گا وہ وقت۔۔۔۔۔"

-----

آج اسکا نکاح تھا۔ صبح کے پانچ بج رہے تھے۔ جب وہ اپنے گھر کی دہلیز پار کر رہی تھی۔ اسکا بھائی اسکے ساتھ تھا۔ دونوں گھروں کے مکیں گہری نیند سو رہے تھے۔

ساری باتیں سمجھ گئی ہونہ "فاخر ہر ایک بات اسے دس بار بول چکا تھا"۔ وہ اسے اکیلے بھیجنے پر پریشان بھی تھا۔ وہ اسے ڈرائیور کے ساتھ نہیں بھیج سکتا تھا۔ کیونکہ ڈرائیور حیدر کو لازمی بتا دیتا۔

ہاں سب سمجھ گئی ہوں فکر مت کرو۔ وہاں پہنچتے ہی تمہیں کال کروں" گی۔ تم بس اپنا اور ماما بابا کا خیال رکھنا۔ میرے لیے پریشان نہیں ہو" وہ چلی گئی تھی۔ فاخر کا دل گھبرا رہا تھا۔

وہ واپس آکر اپنے روم میں بند ہو گیا تھا۔ ابھی وہ بیٹھنے ہی لگا تھا۔ جب افراح کا موبائل بجا۔ وہ اپنا موبائل بھی فاخر کو دے کر گئی تھی۔ اور وہاں امریش کے موبائل سے بات کر لیتی۔

کیونکہ حیدر اسے موبائل کے ذریعے جلدی ڈھونڈ لیتا۔ اس لئے وہ موبائل چھوڑ گئی تھی۔



"ہیلو کون۔۔۔۔"

"میں صنم بول رہی ہوں۔ افراح سے بات ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔"

وہ تو سو رہی ہے۔ کیا بات کرنی ہے تمہیں۔۔۔۔۔ فاخر جانتا تھا وہ اس کی دوست تھی۔ اور آج نکاح پر بھی اس کی فیملی انوائٹ تھی۔

نہیں بس ایسے ہی بات کرنی تھی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ اللہ حافظ "

۔۔۔" وہ کہہ کر کال کاٹ گئی تھی وقت گزرتا چلا گیا اور کب شام ہوئی، گھر مہمانوں سے بھرا فاخر کو خبر نہیں ہوئی۔ وہ تب ہوش میں آیا جب اس کے روم کے دروازے پر کسی نے دستک دی۔ اس نے دروازہ کھولا تھا سامنے حجاب میں سرمئی آنکھوں والی لڑکی کھڑی تھی۔ بمشکل سترہ سال کی ہوگی۔

وہ اس کی سرخ سیاہ آنکھیں دیکھ کر ڈر گئی تھی۔ اس کے گھورنے پر نظریں جھکا گئی۔ وہ بھول گئی تھی وہ کیا کہنے آئی ہے۔

کون ہو اور یہاں کیا کر رہی ہو۔" فاخر نے اسے ڈرتے دیکھ نرم آواز "میں پوچھا۔

وہ وہ میں لیلہ ہوں صنم کی بہن اور صنم افراح آپ کی دوست ہیں۔ اور "ہم ان کی شادی میں آئے ہیں۔" وہ اس کے ڈر سے جلدی جلدی بولتی چلی گئی تھی فاخر اس کے جواب پر ہنسا تھا۔ وہ اسے ہنستے دیکھ کنفیوز ہوئی۔ اس نے تو کچھ غلط نہیں بولا تھا سب سہی بولا تھا۔

تو تم میرے روم میں کیا کرنے آئی ہو۔ کیا یہاں شادی منانی ہے۔ " فاخر نے اس کی سرمئی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا۔



نہیں میں آپ کے روم میں کیوں شادی مناؤ گی۔ آپ کی ممانے کہا"  
تھا آپ کو بلا دوں۔ تاکہ آپ افراح آپنی کو بلائیں۔ کیونکہ وہ اپنے روم کا  
دروازا نہیں کھول رہی۔" وہ اس کی نظروں سے کنفیوز ہو کر نظریں جھکا  
کر بولی۔

فاخر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا وہ بے وقوف اسکی بات نہیں سمجھی  
تھی۔ "اچھا تو لیلہ تمہارا مجنو کہاں ہے؟" وہ اب اسے تنگ کر رہا تھا  
اور وہ تنگ ہو رہی تھی۔

کون مجنو۔۔۔ میں تو کسی مجنو کو نہیں جانتی۔ "وہ واقع نہیں جانتی تھی"

تو مجھے جان لو۔۔۔" وہ جلد بازی میں کہہ گیا

کیا مطلب۔۔۔" سرمئی آنکھیں پریشان ہو گئی تھی

کوئی مطلب نہیں تم جاؤ میں آتا ہوں" وہ مسکراتا ہوا فریش ہونے " چل دیا۔ جب وہ نیچے آیا تو حیدر کے علاؤہ سب اسی کے منتظر تھے۔ وہ سب کو دیکھ تھوڑا گھبرا یا تھا۔ یقیناً ان کی بہت بے عزتی ہونے والی تھی۔ پر اسے یہ بے عزتی منظور تھی اپنی بہن کے آنسو نہیں، اس سے پہلے وہ کچھ کہتا حیدر اندر داخل ہوا تھا۔ بلیک شیر وانی میں وہ کوئی شہزادہ لگ رہا تھا

افراح کہاں ہے" حیدر ملک فاریہ خان کے پاس آکر پوچھنے لگا۔

بیٹا اوپر اپنے روم میں ہوگی۔ میرے پیروں میں تو جان نہیں اس لیے " میں سیڑھی نہیں چڑھ سکتی تم ایسا کرو فاخر کے ساتھ جا کر اسے لے آؤ۔ " فاریہ خان نے اس کے سر پر پیار کرتے کہا۔

وہ فوراً سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔ فاخر بھی اس کے پیچھے ہی بھاگا تھا۔ وہ گیٹ انلاک کر کے اندر بڑھ گئے تھے۔ سارا روم خالی تھا وہ ہوتی تو دکھتی نہ۔ فاخر ایک جگہ کھڑا تھا۔ اور حیدر سارا کمر اچھان رہا تھا۔ وہ واشر روم بھی چیک کر چکا تھا۔ فاخر کے ماتھے پر بل آئے تھے۔ وہ اسکی بہن کا واشر روم کس حق سے چیک کر رہا تھا۔

فاخر پرسنس کہاں ہے۔ " وہ جان گیا تھا وہ یہاں نہیں ہے۔ "

مجھے نہیں معلوم حیدر بھائی۔ وہ اطمینان سے بولا تھا۔

چٹاخ۔۔۔ "حیدر نے ایک زوردار تھپڑ مارا تھا فاخر کو، غصے سے اسکی رگیں تن گئی تھیں،

تمہیں کیا پاگل نظر آ رہا ہوں وہ تمہیں بتائے بغیر سانس نہ لے اور تم" کہہ رہے ہو تمہیں نہیں معلوم وہ کہاں ہے۔ وہ یہاں موجود نہیں ہے اور تم اتنے آرام سے میرے سامنے کھڑے ہو۔ فاخر میں آخری بار پوچھ رہا ہوں پر نس کہاں ہے اور میں سچ سننا چاہتا ہوں" وہ شخص اسے غصے میں بھی پر نس کہتا تھا۔ ایسے چاہنے والے کم ہی ملا کرتے ہیں۔۔۔۔

پہلے مجھے لگا تھا کہ وہ بھاگ کر سہی نہیں کر رہی مگر اب مجھے لگ رہا ہے " اس نے سہی کیا "۔ وہ اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے سخت لہجے میں بولا --- "میں نہیں بتاؤ گا وہ کہاں ہے آپ پتا لگا سکتے ہیں تو لگالیں "۔ وہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔ وہ حیدر سے ڈرتا نہیں تھا بس اپنی تربیت کی وجہ سے اس سے اپنا بدلہ نہیں لے سکا۔ وہ ایک تھپڑ کے بدلے اسے دو مار سکتا تھا۔ حیدر کا دل چاہ رہا تھا سب کچھ تہس نہس کر دے۔ وہ جانتا تھا وہ ضدی لڑکی ہے۔ اگر نہیں مان رہی تھی تو اسے شادی نہیں کرنی تھی۔ مگر اس کے باپ نے سب خراب کر دیا تھا۔ اب وہ افراح اور فاخر دونوں کی نظر میں برا بن گیا تھا۔ اس نے اپنا موبائل نکال کر کال ملائی تھی۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا تھا وہ اسے ڈھونڈ سکتا تھا۔ "شبلی مجھے پتا کر کے بتاؤ افراح کہاں ہے میں اس کا اور اسکی کار کا نمبر سینڈ کر رہا ہوں " ہے اور مجھے وہ چاہیے سمجھ گئے۔ ہوں۔ تمہارے پاس ایک گھنٹہ





فارہ خان جانتی تھی حیدر نے جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ صبح تو وہ ٹھیک تھی۔ پھر اب کیا ہو گیا تھا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد فاخر نیچے آیا تھا۔  
 فاخر ہوا کیا ہے بتاؤ گے۔ فارہ خان نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔  
 حیدر اب تک واپس نہیں آیا تھا "مما وہ حویلی چلی گئی ہے۔ اسے شادی نہیں کرنی تھی۔ اب تو وہ وہاں پہنچ گئی ہو گی"۔ اس نے سب کو بتا دیا تھا  
 کیونکہ جانتا تھا اب نکاح تو ہونے سے رہا۔

تمھاری آوارہ بہن بھاگ گئی ہے کسی کے ساتھ اور تم یہاں بغیرت "  
 بن کر صفائیاں دے رہے ہو"۔ جہانزیب ملک چیخے تھے۔ ان کی  
 عزت خراب ہوئی تھی۔ وہ لڑکی ان کے بیٹے کو چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔  
 اور اب حیدر انہیں سکون کی سانس نہیں لینے دیتا۔

اپنی زبان سمجھال کر بات کریں۔ میں آپ کا لحاظ نہیں کروں گا۔"  
میری بہن بھاگی نہیں ہے۔ وہ حویلی گئی ہے اور اب تک وہاں پہنچ چکی ہو  
گی۔" فاخران سے زیادہ زور سے دھاڑا تھا۔ فاریہ خان نے رونا شروع  
کر دیا تھا۔ آج جتنی ذلالت ہوئی تھی ان کی پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

تمھاری بہن بھاگ گئی ہے فاخر تمھیں بے وقوف بنا کر، کیونکہ اس کی  
گاڑی راستے میں ملی ہے میرے آدمیوں کو۔ مگر میں اسے ایسے نہیں  
چھوڑوں گا وہ میری ہے اور اسے میرے پاس ہی آنا ہے۔" حیدر اندر  
داخل ہو کر فاخر کا گریبان پکڑ کر کہا، وہ پہلی بار اس کے معاملے میں  
آپے سے باہر ہوا تھا۔

آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ میری بہن ایسی نہیں ہے وہ وہاں پہنچ کر " کال کرنے والی تھی۔"

اوہ اچھا تو ٹھیک ہے پھر ام ریش کو کال کر کے پوچھو کہ وہ وہاں ہے یا " نہیں۔ "حیدر نے اسے پیچھے دھکیلا۔ وہ بمشکل خود کو سمجھالے کال ملانے لگا۔ بیل جا رہی تھی۔

ہیلو ہیلو ام ریش آپ کی افرا ح آگئی ہے "فاخر کی سانس سینے میں اٹک " گئی تھی۔

ڈفر تم نے تین دن سے تو کچھ کیا نہیں۔ اب موقع ہے وہ گھر سے " بھاگ گئی ہے۔ اسے کہیں غائب کرو "۔ اگر حیدر یا اسکے آدمی میں سے

کسی نے بھی دیکھا تو سب کچھ دھراکا دھرا رہ جانا تھا۔ جیسا کہ بس نہیں چل رہا تھا وہ موبائل سے ہی نکل کر پیٹر کا حشر کر دیتی۔

سوری جیامیم۔ وہ ہم یہاں سے کل شفٹ ہونے والے ہیں تو میں ایلفا " سر کے کام میں پھنسا تھا۔ آپ فکر مت کریں میں اس لڑکی کو راستے سے اٹھالوں گا۔ پھر بھی اگر وہ بیچ گئی تو ہمارے اور بندے ہیں وہ ضرور اسے دیکھتے ہی مار دیں گے۔ پیٹر نے اس کی تصویر سب کو دکھادی تھی، اب کوئی بھی اسے دیکھتا تو مار دیتا۔

تم اسے آج نہیں مارنا۔ اس کی لاش کو ٹھکانہ لگانا مشکل ہو گا اور حیدر " اسے ڈھونڈ رہا ہے تو ہم مشکل میں پڑ سکتے ہیں۔ تم ایسا کرو اسے اٹھا کر





گاڑی روکنے سے منع کیا تھا۔ پر وہ بھی کیا کرتی اسے بھوک لگی تھی۔  
 "انکل بات سننے آپ کے پاس بسکٹس ہیں"۔ وہ اس چھوٹے سے ہوٹل  
 کے اندر موجود بوڑھے سے آدمی سے پوچھ رہی تھی۔

ہاں ہیں یہ لیں بیٹا"۔ وہ انہیں پیسے دے کر بسکٹ لے کر گاڑی میں  
 بیٹھ گئی تھی۔ اور یہ کھا کر اسنے دوبارہ سفر کرنا تھا۔ ابھی اس نے گاڑی  
 میں بیٹھ کر پہلا بسکٹ منہ میں رکھا تھا کہ کسی نے گاڑی کا دروازہ کھول  
 کر اسے بازو سے پکڑ کر باہر کھینچا۔ بسکٹ کا پیکٹ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے  
 گر گیا تھا۔

چھوڑو پاگل انسان"۔ اس نے اپنا ہاتھ آزاد کروا کر مقابل کی ناک پر  
 تیج مارا۔ وہ کوئی بزدل نہیں تھی کہ اس سے ڈر کر ساتھ چل دیتی۔  
 نازک ہاتھوں کا تیج بہت زور کا لگا تھا پیٹر کو، وہ اس حملے کی توقع نہیں کر  
 رہا تھا۔ یقیناً وہ لڑکی لڑنا جانتی تھی۔ ورنہ اس کی گرفت سے آزاد ہونا



کسی عام لڑکی کی بس کی بات نہیں تھی۔ افراح اسے مار کر بھاگ گئی تھی۔  
 - ورنہ وہ سیاہ افریقن اسے کچا چبا جاتا۔ گاڑی کہیں پیچھے رہ گئی تھی۔ وہ  
 بھاگ رہی تھی ایک بار بھی نہیں رکی تھی۔ اچانک اس کا پیر پتھر سے  
 ٹکرایا تھا۔ وہ اوندھے منہ کھر در ری زمین پر گری۔ گردن اور بازو پر  
 خراش آگئی تھی اور خون نکل رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ اٹھ کر بھاگتی اس  
 وحشی نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹا تھا اور اپنی گاڑی میں دھکا دیا۔ وہ  
 بالکل درد سے بے حال ہو گئی تھی۔ بھوکے ہونے کی وجہ سے جسم میں  
 جان باقی نہیں رہی تھی۔ پھر بھی اسے آگے بڑھ کر پیٹر کا منہ نوچا۔ پیٹر  
 نے اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا۔ تھپڑ اتنا جاندار تھا کہ افراح کی  
 ساری دنیا اس کی آنکھوں میں گھوم گئی۔ وہ لہرا کر سیٹ پر گری۔ وہ اب  
 اور نہیں لڑ سکتی تھی۔ نیم مردہ سی ہو گئی تھی۔ پیٹر نے ڈرائیونگ سیٹ  
 پر آکر گاڑی اپنی منزل کی جانب بڑھائی۔

چھوڑو جاہل انسان چھوڑو مجھے۔" یہ آدمی اسے کس دنیا میں لے آیا تھا۔  
اور کیوں لایا تھا اس نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ پیٹر اس کا بازو پکڑ کر اسے  
گھسٹتے ہوئے لے کر جا رہا تھا۔

اندر جاؤ اور دونوں لڑکوں کو باندھو۔ اسے بھی وہی رکھیں گے ابھی اور "  
کوئی جگہ نہیں ہمارے پاس" پیٹر نے اپنے سامنے کھڑے چار ساتھیوں  
سے کہا وہ فوراً چار سیل کی طرف بڑھ گئے۔

خان نے کسی لڑکی کی آواز سن کر اپنا رومال اٹھا کر چہرے پر اس طرح  
باندھا کہ اب صرف اس کی ہیزل گرین آنکھیں واضح تھیں خان اور شاہ  
کسی لڑکی کی چیخ ابھی سن ہی رہے تھے کہ وہ چاروں آدمی اندر آئے اور

ان دونوں کو قابو کر کے ان کے ہاتھوں پر کانٹے لگے تاروں کو لپیٹنے لگے۔  
 ان تاروں پر ایسے کانٹے لگے تھے۔ جیسے تھوہر کے درخت پر کانٹے  
 لگے ہوتے ہیں۔

آہ چھوڑو یہ کیوں باندھ رہے ہو "ہمیں شاہ چیخا تھا ان کانٹوں سے اس"  
 کے ہاتھ کی کلائی زخمی ہو رہی تھی۔ خان نے اف بھئی نہیں کی تھی۔ وہ  
 چار دیوہیکل باہر نکلے تھے کہ پیٹر نے افراح کو لاکر زمین میں پھینکا تھا۔  
 اور روم باہر سے لاک کیا۔ وہ لڑکی اس کا منہ نوچ چکی تھی۔ پتا نہیں  
 کیسی جنگلی لڑکی تھی۔ پیٹر کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ کوئی لڑکی اس کا حشر بگاڑ  
 سکتی ہے۔ اس کا تھپڑ کھا کر کوئی آدمی دوبارہ کھڑا نہ ہو اور یہ نازک لڑکی  
 لڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اتنی خوبصورت اور معصوم ہے یہ۔  
 افراح کو دیکھ کر شاہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ خان نے اس کی بات  
 سن کر اسے گھورا۔ شاہ فوراً سنبھلا

میرا مطلب ہے کہ میری طرح خوبصورت اور معصوم ہے۔ کہیں "میری بہن تو نہیں جو بچپن میں میلے میں کھو گئی تھی۔ ان درندوں کے ہاتھ کیسے لگ گئی"۔ شاہ کو اتنے سیریس لمحے میں بھی بکواس کرنی تھی۔

کتے، کمینے، جاہل انسان مجھے باہر نکالو۔ میں تمہیں جان سے مار دوں "گی۔ میرا منگیترو پولیس میں ہے وہ تمہیں چھوڑے گا نہیں۔ مجھے نکالو یہاں سے۔ وہ دوبارہ کھڑی ہو کر دروازے کو پٹ کر چیخنے لگی۔ افراح نے ابھی تک شاہ اور اس ہیزل آنکھوں والے لڑکے کو نہیں دیکھا تھا۔ کھولو کوئی ہے پلیز مجھے باہر نکالو۔ اللہ تم لوگوں کو مار دے۔ تم سب ڈوب کر مر جاؤ۔ کھولو پلیز۔ یار میں تو بہت امیر بھی نہیں ہوں۔ ہاں

حیدر بہت امیر ہے تم اسے اٹھالاتے بہت پیسے ملتے تم لوگوں کو۔ مجھے جانے دو۔" چیخ چیخ کر اس کی آواز بیٹھ گئی تھی۔

تمہارے چیخنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لیے خود کو مت تھکاؤ۔ "شاہ" نے مفت کا مشورہ دیا۔

افراح اپنے پیچھے سے آنے والی آواز پر ڈر کر پیچھے پلٹی۔ بس اس کا پلٹنا تھا کہ ہیزل آنکھیں اسکی آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔ وہ اس کی روئی روئی سیاہ آنکھوں میں ڈوب رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ ڈوب کر مر جاتا اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ "آپ لوگ کون ہیں"۔ وہ وہیں دروازے سے چپک کر کھڑی ہوتی پوچھنے لگی۔ پھر اس کی نظر ان کے ہاتھوں پر پڑی جو پیچھے کی جانب کسی چیز سے بندھے تھے۔ وہ تھوڑی پر سکون ہوئی۔ وہ لڑکی تھی۔ وہ کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتی تھی۔



مجھے ہادی شاہ کہتے ہیں۔ پیاری لڑکی تم مجھے ہادی بھائی کہہ سکتی ہو۔"

ویسے تو میں کسی لڑکی کو بہن نہیں بناتا مگر تم بالکل میری طرح ہو اور ہمارے بال بھی ایک جیسے ہیں اور سب سے اچھی بات تم بھی میری طرح بہت کام کا بولتی ہو تو میری بہن ہوئی نہ۔" شاہ اس سے بے تکلف ہو کر اس کا ڈر ختم کر رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا وہ ڈر رہی ہے ان سے۔۔۔۔ جبکہ خان ویسے ہی آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔

افراح، شاہ کی بات سن کر تھوڑا سمجھلی۔ اسے چکر آرہے تھے۔ وہ وہیں بیٹھتی چلی گئی۔ یہ کیا ہو گیا تھا۔ وہ اب کیسے نکلے گی اس جہنم سے۔ اور فاخر کو وہ کیا جواب دے گی۔ اسے تو کوئی بچانے بھی نہیں آئے گا اتنی دور۔ فاخر اس کی کال کے انتظار میں ہو گا۔ وہ بری طرح پھنس گئی تھی۔ اس سے تو بہتر تھا وہ حیدر سے نکاح کر لیتی۔ اسے گردن اور بازوؤں پر جلن ہو رہی تھی۔ خون نکل کر وہیں جم گیا تھا۔ پھولے ہوئے



رخساروں پر پیٹر کے انگلیوں کے نشان تھے۔ وائیٹ فرائاک اور جینز پر مٹی لگی تھی۔ وہ گھٹنوں میں سر دیئے سسکنے لگی۔

اس طرح رونے سے کچھ نہیں ہوگا۔ ہمت سے کام لو۔ تم تو بہت " بہادر ہو۔ ہم یہاں سے نکل جائیں گے اور اس پیٹر کے لیے تو تم اکیلے ہی کافی ہو۔ " شاہ ایک بار پھر اسے نار مل کر ناچا رہا تھا۔ ایسے روتا دیکھ اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ دیکھ چکا تھا پیٹر کا اس نے کیسے منہ نوچا تھا۔ اگر اس کی اپنی کوئی بہن ہوتی تو ایسی ہی ہوتی۔ وہ اس کی بات سن کر آنسو صاف کر کے اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

ہادی بھائی پلیز مجھے یہاں سے نکال دیں۔ مجھے گھر جانا ہے۔ میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ مجھے بابا کے پاس جانا ہے۔ وہ اب بھی رورہی تھی۔ وہ اپنے دشمنوں کے آگے نہیں روتی تھی۔ مگر جہاں وہ کفر ٹیبل ہوتی تھی

کوئی اپنا ہوتا تھا، تب وہ روتی تھی۔ اور ہادی اسے اچھا لگا تھا۔ وہ اسے اپنوں کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔

فکر مت کرو بچے۔ تم جلدی گھر چلی جاؤ گی اور ہم یہاں سے نکلنے والے ہیں۔ تھوڑا انتظار کرنا ہو گا۔" شاہ نے بہت نرمی سے اسے سمجھایا تھا وہ اسے روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اب وہ اس لڑکی کے لیے مر سکتا تھا پر اسے باحفاظت گھر پہنچاتا۔ وہ صرف بہن بول نہیں رہا تھا مان بھی رہا تھا۔

میں افراح خانزادہ ہوں۔ میرا ایک ٹوئن بھی ہے۔ میں اسے بتا کر ہی "اپنے دوسرے گھر جا رہی تھی مگر پھر وہ جنگلی انسان مجھے یہاں لے آیا۔ ان لوگوں نے آپ کو باندھا کیوں ہے۔ میں کھول دیتی ہوں"۔ اس

نے پیچھے آکر تار کو چھوا ہی تھا کہ اس کی انگلی میں کانٹا گھس گیا تھا "آہہ  
اللہ۔۔۔" اس نے کانٹا نکالا تو خون نکلنے لگا۔ اس پر تو کانٹے لگے ہیں بھائی  
---

ہاں اسے مت ہاتھ لگاؤ تم سے نہیں ہوگا۔ "ہادی نے اسے دوبارہ ہاتھ  
لگانے سے روکا۔ ہیزل آنکھیں اب بھی بند تھیں۔ مگر وہ جاگ رہا تھا ان  
کی ایک ایک بات سن رہا تھا۔۔۔۔۔ اس روم کی لمبائی بہت اونچی تھی  
جگہ جگہ پر انا سامان اور کچھ باکس پڑے تھے، ایک جگہ فانوس لگا تھا۔  
جس سے روم میں روشنی آرہی تھی۔ ایک کونے پر دو بڑے ٹینک رکھے  
تھے۔ شاید اس میں پانی تھا۔ افراح نے سارے روم کا سیاہ آنکھوں سے  
جائزہ لیا۔ کچھ بھی ایسا نہیں تھا جس سے اس کی کچھ مدد ہوتی۔

ہادی بھائی یہ لوگ ہمیں یہاں کیوں لائے ہیں۔ آخر کیا چاہتے ہیں یہ " لوگ۔ "افراح اب کافی بہتر ہو گئی تھی کیونکہ ہادی نے کہا تھا وہ یہاں سے نکل جائے گی۔ اور وہ خود بھی لڑنا جانتی تھی۔ پیٹر کو تو وہ اکیلے ہینڈل کر لیتی۔ ایسا ہادی کہہ رہا تھا

جب ایسے کپڑوں میں سڑکوں پر اکیلی پھرو گی تو درندے پیچھے تو پڑیں " گے نہ "۔ ابھی ہادی کوئی جواب دیتا اس سے پہلے ہی خان نے ہیزل آنکھیں کھول کر اسے دیکھتے طنزیہ کہا

خان چپ ہو جاؤ "۔ شاہ نے خان کی بات پر اسے گھورا "

میرے کپڑوں میں کیا خرابی ہے اور کیا میری طرح آپ بھی اپنے " کپڑوں کی وجہ سے یہاں موجود ہیں "۔ افراح نے غصے سے سرخ ہو کر ہیزل آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔

میں یہاں خود آیا ہوں اپنی مرضی سے ان کی اتنی اوقات نہیں کہ " مجھے یہاں لاسکیں۔ اور تمہارے کپڑوں میں کیا خرابی ہے تمہیں اچھے سے پتا ہے " "مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ جب باہر نکلا کریں تو چہروں پر چادر لٹکالیا کریں۔ اس طرح وہ پہچان لی جائیں گی اور کوئی انہیں ایذا (تکلیف) نہ دے گا " اگر اللہ کی مانتی تو آج یہاں نہیں ہوتی۔ اپنی خود کی وجہ سے یہاں ہو "۔ ہیزل آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

.... وہ جتنی معصوم تھی اتنی ہی بد تمیز بھی

انف خان بس کرو کیا ہو گیا ہے۔ یہ سب بات بعد میں ہو سکتی ہیں۔"

شاہ نے پھر مداخلت کی۔

میں اپنے کپڑوں میں کفر ٹیبل ہوں" (جب پیٹر اسے باہر پکڑے)

کھڑا تھا وہ کفر ٹیبل نہیں تھی اس کے سارے آدمی اسے گھور رہے تھے

اس کا تب دل چاہ رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے

اور یہ میں خود طے کروں گی مجھے کیا پہننا ہے اور کیا نہیں" (اس کا

نفس سر چڑھ کر بول رہا تھا)

یہ تم طے نہیں کرو گے گرین آنکھوں والے بلے۔۔۔۔۔" اس کی

آنکھوں پر چوٹ کرتی وہ سختی سے بولی تھی۔



تم نے سہی کہا میں طے نہیں کروں گا تم نے کیا پہننا ہے مگر یہ تم خود " بھی طے نہیں کرو گی۔ بلکہ اللہ طے کرے گا۔ تمہیں اللہ نے بنایا ہے اور اللہ بتا چکا ہے کہ تم کیا پہنو گی اور کیا نہیں لمبے بالوں والی ڈائن "۔ وہ خاموش ہو جب وہ بدلے میں کچھ نہیں بولی تو دوبارہ سمجھانے لگا۔ " چلو تمہاری عقل کے حساب سے ایک مثال دیتا ہوں۔ جب ہم ڈرائنگ یا کوئی پینٹنگ بناتے ہیں تو ہم خود ڈیسا ئیڈ کرتے ہیں کہ اس ڈرائنگ پر کونسا کلر اچھا لگے گا۔ اس ڈرائنگ سے نہیں پوچھتے کہ تم کونسا کلر چاہتی ہو اپنے لیے۔ وہ ڈرائنگ اگر بولنا جانتی بھی ہو تب بھی وہ خود کے لیے اتنا اچھا کلر نہیں پسند کر سکتی جتنا اس ڈرائنگ کو بنانے والا کر سکتا ہے "۔ اسی طرح اللہ بہتر جانتا ہے کہ انسان کے لیے کیا پہننا سہی ہے اور کیا نہیں۔ اور عقل مند کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے۔ ہیزل آنکھیں اب۔ کیونکہ وہ رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ اسے نہیں دیکھ رہی تھی

ٹھیک ہے غلطی ہو جاتی ہے وہ ابھی چھوٹی ہے تم اسے ڈانٹ کیوں "  
رہے ہو۔" - افراح کو روتے دیکھ شاہ نے غصے سے خان کو جھاڑا۔

افراح تم رونا تو بند کرو یا میرا بچہ۔۔۔۔۔ شاہ نے اسے پچکارا۔ شاہ کا "  
اتنا بولنا تھا کہ اب وہ بچوں کی طرح آواز نکال کر رونا شروع ہو گئی تھی۔  
اسے اپنا بچہ تو اسکا باپ بولتا تھا۔ یہ دو لفظ سننے کے لئے ترس گئی تھی وہ۔  
لوگ سہی کہتے ہیں سیٹیاں اپنے باپ کی موجودگی میں راج کرتی ہیں اور  
جب باپ ساتھ نہ ہو تو دنیا اپنے پیروں تلے روند دیتی ہے۔ آج اس کے  
ساتھ یہی ہو رہا تھا۔ اسے پھولے ہوئے گال حد سے زیادہ سرخ ہو گئے  
تھے۔ اور تھپڑ کی وجہ سے سوج بھی گئے تھے۔ وہ حیران ہوئے تھے کہ  
وہ اچانک کیوں رونے لگ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ چپ ہو گئی تھی۔

-----

نہیں فاخر وہ تو اب تک نہیں پہنچی ہم اسی کا انتظار کر رہے ہیں۔"

امریش کی آواز موبائل سے گونجی۔ اور اس کی آواز کا سننا تھا۔ فاخر کی روح پرواز کر گئی تھی۔ اس کی بہن غائب تھی۔ وہ کہاں گئی تھی یا کوئی اسے لے گیا تھا۔ اسے اتنا تو یقین تھا وہ کسی کے ساتھ بھاگی نہیں ہے۔ بھاگنے کا آئیڈیا تو خود فاخر کا تھا۔ وہ ضرور کسی مصیبت میں تھی۔ وہ اب کیسے ڈھونڈے گا اسے وہ کیا جواب دے گا سب کو۔۔۔

بات سنو امریش وہ جیسے ہی حویلی آئے۔ تم مجھے کال کر کے انفارم کرو گی۔" حیدر نے فاخر سے موبائل چھین کر امریش سے کہا اور فون اٹھا کر دیوار پر مارا۔

اب تم بولو کیا جواب ہے تمہارے پاس۔ وہ وہاں نہیں ہے تو کہاں " ہے۔ " حیدر دھاڑا تھا، اسکا دل تکلیف میں تھا اسکی پرسنس غائب تھی وہ کیسے سکرین کی سانس لیتا۔۔۔

حیدر بھائی پلیز اسے ڈھونڈیں مجھے معاف کر دیں پلیز مجھے میری بہن " لادیں "۔ وہ اسکے پیروں میں بیٹھ گیا تھا۔ کیونکہ اب حیدر کے علاوہ کوئی اسے نہیں ڈھونڈ سکتا تھا۔

کہاں سے ڈھونڈوں بے وقوف، اس کا موبائل تو اسے دے دیتے۔ " تمہیں بہت شوق ہے نہ اپنی بہن کو بھگانے کا۔ اب مجھے میری پرسنس

لا کر دو اور نہ لاسکے تو اپنی شکل مجھے مت دکھانا "حیدر نے اسے گریباں سے پکڑ کے باہر کی جانب دھکا دیا تھا۔ وہ منہ کے بل باہر زمین پر گرا۔ فاریہ خان نیچے گرتی چلی گئی تھی۔ ان کی بیٹی پتا نہیں کہاں تھی۔ اور اسے بھگانے والا ان کی اولاد ہی تھا۔ حیدر آگے بڑھا تھا۔ فاریہ خان کو بازوؤں میں اٹھائے وہ اپنے گھر کی طرف بڑھا۔



شبلی فاخر پر نظر رکھو۔ اور جہاں افراح کی گاڑی ملی ہے اسے وہاں " ڈھونڈو مجھے کسی بھی حال میں وہ سہی سلامت چاہیے اگر وہ نہیں ملی تو تمہیں جان سے مار دوں گا "۔ حیدر اپنے روم میں آکر اسے حکم دے رہا تھا



سر سارا پو لیس اسٹاف انہیں ڈھونڈ رہا ہے۔ مگر ابھی تک کچھ پتا نہیں " چلا۔ میں کوشش کر رہا ہوں ڈھونڈنے کی "۔ شبلی نے ڈرتے ڈرتے کہا

ساری گاڑیاں چیک کرو۔ ہر ایک کو چیک کرو وہ سارا علاقہ گھیر لو۔ " وہاں کے ہر گھر کی تلاشی لو اور جس پر شک گزرے وہیں ٹھوک دینا اس (گالی) کو۔۔۔۔۔ " حیدر کا بس نہیں چل رہا تھا اپنے باپ کو گولی مار دے کیونکہ یہ سب کچھ شروع اس کے باپ کی ایک غلطی کی وجہ سے ہوا تھا وہ جہانزیب ملک کے روم میں آیا تھا۔ جہانزیب ملک کسی سے بات کر رہے تھے فون پر۔ حیدر کو دیکھ کر کال کٹ کر دی۔

اگر آپ میرے ڈیڈ نہیں ہوتے تو آج آپ یہ سانسیں نہیں لے " رہے ہوتے۔ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا۔ وہ مجھ سے آپ کی وجہ



سے دور ہوئی ہے اور اگر اسے کچھ ہوا تو میں بھول جاؤ گا ڈیڈ کہ آپ  
میرے کچھ لگتے ہیں۔ "وہ دھاڑا تھا۔ وہ کسی کو نہیں بتا سکتا تھا وہ کس  
حال میں ہے اس وقت۔۔۔۔

حیدر تم ایک بھاگی ہوئی لڑکی کے لیے اپنے باپ سے ایسے بات کر  
رہے ہو۔ "مسز جہانزیب نے کہا

مومی آپ کچھ نہیں جانتی تو آپ مت بولیں۔ اور پرنس کے لیے  
کوئی لفظ نہیں سنوں گا۔ مجھے کچھ بولنے سے بہتر ہے آپ اپنے شوہر کو  
"سنجھالیں۔

کالم ڈاؤن حیدر میں پتا کروارہا ہوں وہ مل جائیگی۔ جیسے سب کچھ " خراب ہوا ہے ویسے ہی سب ٹھیک کر دوں گا۔ تم بس اپنے آپ کو قابو میں رکھو۔" جہانزیب ملک نے اسے دلا سہ دیا۔

سب کچھ خراب آپ نے کیا اور سب سہی میں خود کروں گا۔ اور آپ " اب کچھ نہیں کریں گے " وہ چیخ کر کہتا روم سے نکل گیا۔ کون سے سر خواب کے پر لگے ہیں اس لڑکی میں، جو تمہارا بیٹا اس کے " پیچھے پاگل ہو رہا ہے۔ اس لڑکی سے لاکھ بہتر جیا ہے۔ مگر تمہارے دیوانے بیٹے کو کچھ دکھے تب نہ "۔۔۔۔ جہانزیب ملک نے مسر جہانزیب کو سنایا

میں خود نہیں جانتی کیا جادو کیا ہے اس لڑکی نے میرے بچے پر۔ اب تو " وہ بھاگ بھی گئی ہے عزت ہی کیا بچی ہے۔ میں اب ہر گز نہیں چاہتی وہ

افراح سے شادی کرے۔ پہلے کی بات اور تھی۔ مگر اب ایک بھاگی ہوئی لڑکی کو اپنی بہو نہیں بناؤں گی۔ مسز جہانزیب نے نفرت سے کہا۔

-----

ہادی بھائی اس جنگلی انسان نے میرا بسکٹ بھی گرا دیا۔ میں نے ایک ہی بسکٹ کھایا تھا۔ اور اتنی زور سے مارا ہے گال میں درد ہو رہا ہے۔" وہ اب ہادی سے بے تکلف ہو گئی تھی۔ افراح نے خان کو ایسے نظر انداز کیا ہوا تھا جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔

ب "چے ڈونٹ وری مجھے وہ ملے گا نا ایسا سبق سیکھاؤں گا کہ یاد رکھے گا۔ میری بہن کو ہاتھ کیسے لگایا اس جاہل انسان نے۔" ہادی نے جوش میں کہا۔ خان ان دو پانگلوں کی باتوں سے پک چکا تھا۔ دنیا جہاں کی فضول

باتیں کر رہے تھے وہ دونوں، ایسا لگ رہا تھا جیسے واقعہ بچپن میں  
بچھڑے بہن بھائی ہو۔ خان ان دونوں کو بیزاری سے دیکھ ہی رہا تھا  
کہ پیٹر اندر آیا۔ اس نے آتے ہی افراح کو بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ وہ  
نازک جان اس کی وحشی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی۔

چھوڑو جاہل انسان مجھے۔ آخر چاہتے کیا ہو تم۔" افراح اپنے بال آزاد  
کروانے کی کوشش کرتے چیخی۔ درد سے آنکھوں میں آنسو آگئے تھے

اسٹے اوے فرام ہیئر یو باسٹرڈ۔" شاہدھاڑا تھا اس نے اپنے ہاتھ آزاد  
کروانے کی کوشش میں اپنی کلائیوں کو ان کانٹوں سے زخمی کر لیا تھا۔

مگر پھر بھی ہاتھ آزاد نہیں ہوا۔ ان ظالموں نے بہت سختی سے باندھا تھا۔  
خان نے کوئی رسیپونس نہیں دیا وہ ویسے ہی خاموشی سے بیٹھا رہا۔

بے بی تمھاری ساری اکڑ نہ نکال دی تو کہنا "۔ پیٹر اسے ویسے ہی"  
جکڑے آگے بڑھا۔ مگر اس سے پہلے ہی افراح نے اس کی گردن کو  
اپنے ناخنوں سے نوچا۔ ابھی وہ اور کچھ کرتی کہ پیٹر اسے لئے ٹارچر سیل  
کے دیوار کے پاس رکھے ٹینک کے پاس لایا۔ اور پوری قوت سے اس کا  
سر پانی میں ڈبو دیا۔ بالوں پر گرفت اتنی سخت تھی کہ افراح کو لگ رہا تھا  
اس کے سارے بال ٹوٹ گئے ہیں۔ سانسیں پانی میں بند ہو رہی تھیں۔  
وہ مزاحمت کر رہی تھی۔ مگر مقابل کی گرفت مضبوط تھی۔ شاہ زور  
سے چیخ رہا تھا۔ وہ منتیں کر رہا تھا۔ اس کی کلائی خون سے بھر گئی تھی مگر



وہ تاریں نہیں ٹوٹ رہی تھی۔ وہ پیٹر کو اب گالیاں دینے لگا تھا کہ اس کی بہن کو چھوڑ دے۔

وہ مر رہی تھی۔ انیس سالہ خوبصورت زندگی زہن کے پردے پر لہرائی۔ وہ کتنی خوش رہتی تھی۔ یہ کونسا عذاب تھا جس نے اسے گھیر لیا تھا۔ ابھی تو اس نے توبہ بھی نہیں کی تھی۔ اللہ کو منایا بھی نہیں تھا۔ اسے تھوڑی سی مہلت تو مل جاتی کاش، بس آخری بار، بس ایک بار وہ بچ جاتی، بس ایک موقع وہ اللہ کو منالیتی خود کو اللہ کے لئے بدل لیتی۔ جسم تکلیف میں تھا اور اندر موجود پاکیزہ روح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اچانک اس نے مزاحمت چھوڑ دی۔ کیا روح نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ کیا روح اتنی بے وفا ہوتی ہے۔ کہ جسم کی تکلیف پر اسے تنہا کر کے جدا ہو جائے۔ اسے کوئی مزاحمت نہ کرتے دیکھ پیٹر نے اس کا سر باہر نکالا۔ اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کیا۔



ابھی وہ اپنے نفس کی خواہش پر کوئی عمل کرتا اس سے پہلے کسی نے اسے پیچھے سے پکڑ کر افراح سے دور دھکیلا۔ افراح بے دم سی ہو کر زمین پر گرتی چلی گئی وہ کوئی حرکت نہیں کر رہی تھی۔ وہ سانس نہیں لے رہی تھی۔ کیا وہ مر گئی تھی۔ خون سے بھری کلائیوں نے پیٹر کے بالوں کو ویسے ہی وحشی انداز میں پیچھے سے پکڑتے دیوار پر زور سے مارا وہ رکا نہیں تھا۔ وہ مارتا جا رہا تھا۔ دیوار پر خون لگ گیا تھا۔ پیٹر کا سر پھٹ چکا تھا۔ خون اس کے چہرے سے ہوتے گردن تک آپہنچا تھا، وہ اپنا آپ آزاد کروا رہا تھا مگر مقابل پر جنون سوار تھا۔ وہ اسے مارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

پلیز افراح کو دیکھو وہ سانس نہیں لے رہی اسے بعد میں مار لینا۔ "شاہ" اب بھی آزاد نہیں ہوا تھا۔ اس کی کلائی سے خون ٹپک رہا تھا۔ خان نے ان تاروں کو کھول لیا تھا۔ شاید وہ پہلے بھی کھول چکا ہوگا۔ تبھی وہ کھول

سکا تھا۔ کیونکہ وہ تاریں ٹوٹ نہیں سکتی تھی صرف کھل سکتی تھیں۔ اور شاہ توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شاہ کی بات پر خان نے اسے نیچے پھینکا۔ پیٹر ڈر کر اپنا خون سے بھرا ماتھا تھام کر باہر بھاگا۔ اسے اپنی جان بہت پیاری تھی۔ خان سے وہ ویسے ہی ڈرنے لگا تھا۔ باہر سے ان تینوں کو لاک کرنا نہیں بھولا تھا۔

اٹھو افراح پلیز واک اپ۔ اس نے اسکی ناک کے پاس انگلیاں لے " جاتے سانسیں چیک کی۔ وہ سانس نہیں لے رہی تھی۔

شاہ وہ مر گئی ہے۔ خان نے پلٹ کر شاہ کو دیکھتے کہا۔ وہ خود ڈر گیا تھا " اس کے ہوتے ہوئے کوئی کیسے مر سکتا تھا۔ وہ تو محافظ تھا۔ ہیزل آنکھیں پریشان نظر آرہی تھی۔

ایسا نہیں ہو سکتا تم کچھ کرو پلینز یا اسے اٹھاؤ "شاہ نے گڑ گڑاتے"  
ہوئے کہا وہ اب بھی اپنے ہاتھوں کو زخمی کر رہا تھا۔

وہ کیا کرتا وہ کیا کر سکتا تھا۔ وہ کیسے اس کی سانسیں واپس لاتا۔ سامنے  
کوئی لڑکا پڑا ہوتا تو وہ اسے اپنی سانسیں دیتا۔ مگر سامنے نا محرم تھی۔  
"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" "تم میں سے کسی شخص  
کے لیے یہ بہتر ہے کہ اس کے سر میں لوہے کی کیل ٹھوک دی جائے۔  
بجائے اس کے کہ وہ کسی نا محرم کو چھوئے" یہ بات اسے معلوم تھی۔  
مگر کچھ تو کرنا تھا۔ اسے مرتا کیسے چھوڑ دیتا۔ خان نے اپنا رومال چہرے  
سے ہٹا کر ہاتھ پر اس طرح باندھا کہ اب کلائیوں تک اس کے ہاتھ

چھپ گئے تھے رومال میں۔ پھر اپنا وہی ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھ کر دبایا۔  
کچھ بھی نہ ہوا وہ ویسے ہی ساکت پڑی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ پلینز، "اس نے ایک بار پھر زور سے کیا۔"  
اگلے لمحے افراح نے اس کے منہ پر سارا پانی الٹ دیا۔ وہ اس کے سانس  
لیتے ہی پیچھے ہٹ کر رومال واپس چہرے پر باندھ چکا تھا۔ افراح زمین پر  
سر جھکائے الٹی کر رہی تھی۔ سارا پانی اس کے منہ سے نکل گیا تھا۔ وہ  
گہرے سانس لے رہی تھی۔ آنکھیں اب بھی بند تھیں۔ سیاہ بال پونی  
سے آزاد ہو کر اس کے سارے وجود کو ڈھانپ گئے تھے۔ پلکیں اب  
بھی بھیگی ہوئیں تھیں۔ سر شدت سے درد کر رہا تھا۔

اللہ کا شکر ہے۔" اسے سانس لیتا دیکھ ہادی کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔

خان اب ہادی کے ہاتھ کھول رہا تھا۔ صبح ہونے میں کچھ گھنٹے باقی تھے۔

خان جانتا تھا۔ صبح ہوتے ہی ہامان اپنے بندوں کے ساتھ اسے کوڑے مارے گا۔ اس نے پیٹر کا جو حشر کیا تھا۔ اس کے بعد اسے پچاس کوڑے تو پڑنے تھے۔ افراح اب دیوار سے ٹیک لگائے گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھ گئی تھی۔ اس کے سارے بال ایک طرف کو اس طرح گرے تھے۔

کہ شاہ اور خان کو اسکے بالوں کے سوا کچھ نہیں دکھ رہا تھا۔ اسے خود سے بھی شرم آرہی تھی۔ وہ چھپ جانا چاہتی تھی سب سے۔ آج اسے اپنے لمبے بال نعمت لگ رہے تھے۔ جس نے اس کا سارا وجود چھپا لیا تھا۔ شاہ اور خان نے اسے کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ لوگ جانتے تھے اگر ایک لفظ بھی اور بولا گیا تو وہ رونا شروع کر دے گی۔ اس لڑکی کی ہمت تھی۔ موت کے منہ سے واپس آئی تھی وہ۔۔۔۔



آااااا۔۔۔ ابھی کچھ گھنٹے گزری تھی جب وہ ڈر کر ہلکی آواز میں چیخی۔

کیا ہوا ہے۔ خان نے اس کی چیخ پر ہیزل آنکھوں کو بمشکل کھول کر پوچھا۔  
جبکہ ہادی شاہ ویسے ہی دیوار سے ٹیک لگائے نیند میں تھا۔

وہ وہ وہاں پر بہت بڑا چوہا ہے گرین آنکھوں والے بلے۔ "افراح نے"  
اسکی طرف رخ کیے کہا وہ اب کھڑی ہو گئی تھی۔ وہ شیر سے اتنا نہیں  
ڈرتی تھی جتنا چوہے سے ڈرتی تھی۔ خان نے اسکی بات پر بمشکل خود کو  
کچھ غلط کہنے سے روکا۔ بھلا یہ کوئی بات تھی۔ چوہے سے کون ڈرتا ہے  
۔ وہ خود تو ساری رات جاگی تھی۔ اور اب اپنی چیخوں سے اسے بھی جگا



دیا تھا۔ اور شاہ شائد مردوں سے شرط لگا کر سویا تھا۔ کیونکہ وہ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔

وہ خود بھاگ جائے گا۔ تم اس سے بہت بڑی ہو وہ تمہیں کھائے گا " نہیں بے وقوف "۔ خان نے بہت صبر سے اسے جواب دیا۔

نہیں وہ مجھے کاٹ لے گا پلیر اسے مار دو۔ وہ بہت بڑا ہے اور مجھے ہی " دیکھ رہا ہے "۔ افراح اس کو نے پر بیٹھے چوہے پر نظریں جمائے بولی۔ اسے لگ رہا تھا اگر وہ زرا سا بھی نظر ہٹائے گی تو وہ اسے کاٹ لے گا۔ خان نے اس کے تعاقب میں دیکھا وہاں ایک بڑا چوہا تھا۔ مگر اسے کیسے مارتا کوئی چیز تھی نہیں ایسی جس سے کسی کو مارا جاسکے۔

افراح پلیز میرا دماغ مت خراب کرو اور اب تمھاری آواز آئی تو اس "چوہے کے پاس چھوڑ کر آؤں گا تمھیں"۔ خان نے اسے کہہ کر آنکھیں دوبار بند کر لیں۔ افراح نے نظریں گھما کر اس ظالم کو دیکھا۔ جسے وہ اب تک نہیں دیکھ سکی تھی۔ صرف خوبصورت آنکھیں دکھ رہی تھی۔ اور اب وہ بھی بند تھیں۔ اس نے سارا وقت ویسے ہی اس چوہے کو گھورتے گزار دیا۔ اور وہ چوہا بھی ایک لمحے کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ کچھ گھنٹے اور گزرے۔ سورج نکل آیا تھا۔ ایک بار پھر دروازہ کھلا۔ ہامان اور اس کے چار آدمی اندر آئے۔ دو آدمیوں نے خان کو اور دو نے شاہ کو دبوچا۔ وہ دونوں ہی جاگ رہے تھے۔ بس آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ وہ ان دونوں کو گھسیٹ کر باہر لے جانے لگے۔

کہاں لے کر جا رہے ہو چھوڑو"۔ شاہ کو اپنی فکر نہیں ہو رہی تھی۔ "افراح کی فکر تھی۔ وہ ایک جگہ سم سی بیٹھی تھی۔ اپنی جگہ سے زرا

نہیں ہلی تھی۔ ہامان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سب باہر نکلتے چلے گئے۔ افراح اکیلی اس کمرے میں رہ گئی تھی۔ خان کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ سب باہر آئے تو سارے لڑکوں کے ہاتھ انھی تاروں سے بندھے تھے۔ کچھ تو باقاعدہ تکلیف سے رو رہے تھے۔ وہ شاہ کو باندھ چکے تھے۔ اب خان کی طرف بڑھے تھے۔

مجھے واشروم جانا ہے۔" خان نے اس آدمی کو روکتے کہا۔ اس آدمی نے گالی دی اور پھر ساتھ لے جانے لگا۔ جاتے ہوئے خان، شاہ کو اشارہ کرنا نہیں بھولا تھا۔ وہ سب کچھ شاہ کو افراح کے آنے سے پہلے سمجھا چکا تھا۔ اگر افراح نہ ہوتی تو اسے یہ بہانے نہیں کرنے پڑتے وہ ان کے ساتھ ہی جاتا۔ مگر اب وہ اسے یہاں چھوڑ کر نہیں جاسکتا تھا۔ وہ سب آج شفٹ ہونے والے تھے۔ اس جگہ آرمی ریٹ مارنے والی تھی۔ اگر پولیس کی بات ہوتی تو وہ کبھی جگہ چینج نہیں کرتے مگر آرمی والوں سے

انہیں کسی بھی حال میں بچ کر رہنا تھا۔ وہ سب لڑکوں کو گاڑی میں بٹھا چکے تھے۔ اور ہامان سمیت دس لوگ بھی اسی گاڑی میں تھے۔ پیٹر اور باقی کے پانچ لوگ دوسری گاڑی میں آنے والے تھے۔ ان کی گاڑی بلوچستان کے حدود سے نکل کر پنجاب میں داخل ہو چکی تھی۔ ابھی وہ یہ آدھے راستے پر تھے کہ ان کی گاڑی پر فائرنگ اسٹارٹ ہو گئی تھی۔ آرمی یہاں کہاں سے آگئی۔ باہر نکلو سب مقابلہ کرو ہم ان کے ہاتھ نہیں آسکتے وہ لوگ گھیر رہے ہیں۔ ہامان چیخا تھا۔ اگر وہ وقت پر نہ پہنچا تو ایلفا سے زندہ دفنا دیتا۔ وہ سب اتر کر اب مقابلہ کر رہے تھے۔ گاڑی میں موجود شاہ فوراً آلرٹ ہوا تھا۔ اس نے اپنے بندھے ہاتھوں کے ساتھ اپنے کندھے کو گاڑی کے دروازے پر مارا۔ اسے کسی بھی طرح سب کو باہر نکالنا تھا۔ شاہ کو ایسے کرتا دیکھ باقی لڑکوں نے بھی گاڑی کے دروازے پر دھک مارنا شروع کیا۔ خان اسے پہلے ہی کہہ چکا تھا۔ کہ آرمی

ان کی مدد کو آئیگی۔ اسے صرف اتنا کرنا تھا کہ وہ باہر سب کو لے کر نکل جاتا۔ آرمی انہیں سیف کر لیتی۔ اب وہ قریب آچکے تھے۔ مقابلہ دونوں طرف سے ہو رہا تھا۔ ہامان کے آدھے لوگ ڈھیر ہو چکے تھے۔ آرمی والے زیادہ تھے۔ ہامان سب کو چھوڑ کر بھاگا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا۔ جب تک آرمی ان کی گاڑی تک پہنچی شاہ تھا وہ اگر اور لڑتا تو مر جاتا۔ دروازہ توڑ چکا تھا۔ وہ سب باہر آگئے تھے۔ ان کے تین آدمیوں کو آرمی پکڑ چکی تھی۔ باقی مر گئے تھے۔

افراح نے ان کے جانے کے بعد دوبارہ دروازے کے کھلنے پر نظریں اٹھائی۔ وہ بیڑ ہی تھا سر پر پٹی بندھی تھی۔ وہ آگے بڑھا۔



مجھے ہاتھ مت لگانا۔ جہاں کہو گے چلنے کو تیار ہوں۔" - افراح کھڑے  
 ہوتے دو قدم پیچھے ہٹی "میں سچ کہہ رہی ہوں" - افراح اس کی  
 آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر بولی۔

چلو۔۔۔" پیٹر نے ہاتھ سے باہر کا اشارہ کیا۔

خان واشر و م تک آیا تو وہ آدمی بھی اس کے ساتھ اندر آیا۔ جو کرنا ہے  
 جلدی کرو۔ اس آدمی نے قہقہہ لگاتے کہا خان نے اسے غصے سے گھورا  
 پھر مسکرا کر اس کے قریب آیا اور اس کی گردن پکڑ کر اچانک موڑ دی  
 - کڑک کی آواز کے ساتھ ایک ظالم جہنم واصل ہو گیا تھا۔ پھر وہ اسے  
 وہیں پھینک کر ٹارچر سیل تک گیا۔ دروازہ کھلا تھا۔ مگر وہ وہاں نہیں تھی  
 - اتنے سے وقت میں وہ کہاں چلی گئی تھی۔

اوہ شٹ۔ "وہ فوراً سے باہر بھاگا۔ اتنا تو سمجھ گیا تھا۔ پیٹر اسے کہیں لے  
 گیا ہے۔



وہ باہر آیا تو دو گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ایک میں یقیناً افراح تھی جواب اسٹارٹ بھی ہو گئی تھی۔ اور دوسری اس سے پہلے اسٹارٹ ہوتی۔ خان آگے بڑھا بہت آرام سے اسنے ڈگی کھولی اور اندر بیٹھ گیا۔ وہ ڈگی میں بہت مشکل سے بیٹھا تھا۔ ابھی ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ نیچے راستے میں گاڑی رک گئی تھی۔ خان ان سب کے اترنے سے پہلے نیچے اترا۔ اسکی خوش نصیبی تھی کہ اسے گاڑی کی ڈگی سے دو گنزل گئی تھی۔ شاید ان لوگوں نے اپنے بچاؤ کے لیے چھپا کر رکھی تھی۔ وہ ابھی پہاڑی کے راستے پر تھے۔ پہاڑ سے نیچے گہری کھائی تھی۔ وہ ان کے نکلنے سے پہلے جھاڑیوں میں چھپ گیا وہ بالکل ایسے ان جھاڑیوں پر منہ کے بل لیٹا تھا جیسے آرمی اپنی ٹریننگ اور جنگ کے دوران لیٹتے ہیں۔ وہ انہیں دیکھ سکتا تھا مگر وہ لوگ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ سب باہر نکل گئے تھے۔ پیٹر نے افراح کا بازو پکڑا اور اسے لے کر آگے بڑھا۔

باقی پانچ اس کے پیچھے تھے۔ خان نے سب سے پیچھے والی آدمی پر فائر کیا وہ گرتا چلا گیا۔ گن میں سائلنسر لگا تھا تبھی آواز نہیں آئی تھی۔ وہ ایسے ہی ان کے تین آدمی مار چکا تھا۔ چوتھے کو مارنے لگا تھا کہ وہ تینوں اچانک پلٹے اور جھاڑیوں پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ خان فوراً رینگنے لگا تھا۔ صد شکر اسے ایک بھی گولی نہیں لگی تھی۔ وہ دو آدمی اسی کے طرف آرہے تھے۔ ان کے پاس آتے ہی خان کھڑا ہوا اور دونوں کے سر کے بیچ گولی ماری۔ پیٹر نے اسے یہاں دیکھ کر افراح کو نیچے دھکا دیا اور خان پر گولیوں کی برسات کر دی۔ اس نے ایک ساتھ دو کام کیے تھے۔ پہلا خان کو مارنا اور دوسرا جیسا کا حکم افراح کو کھائی میں گرانا تھا۔ وہ پاس کھڑا تھا۔ خان ان گولیوں سے بچنے کے باوجود بالکل کھائی کے ایک گولی سے نہیں بچ پایا تھا۔ جو اسکے کندھے کو زرا سا چھو کر گزر گئی تھی۔ پیٹر کا نشانہ اتنا اچھا نہیں تھا تبھی وہ بچ گیا تھا۔ اس نے بغیر دیر کئے

آگے بڑھ کر پیٹر پر گولی چلا دی۔ جو بالکل اس کے سینے پر لگی تھی۔ پھر اس نے اپنی ساری گن اس پر خالی کر دی تھی۔ وہ سیاہ آنکھوں کے آنسو بھلا نہیں تھا۔ اس کے چہرے کی معصومیت ہیزل آنکھوں میں ٹھیر گئی تھی۔

بچاؤ کوئی ہے۔" وہ چیخ رہی تھی۔ وہ گری نہیں تھی۔ اس نے ایک " بڑے پتھر کو پکڑ رکھا تھا۔ جو پہاڑ سے تھوڑا آگے کی طرف نکلا ہوا تھا۔ وہ اس کی آواز پر پہاڑ کے اوپر لیٹ کر اسے دیکھتے ہاتھ بڑھا گیا۔ اوپر آنے کی کوشش کرو وہ زیادہ دور نہیں تھی۔ وہ تھوڑا کوشش کرتی تو اس کا ہاتھ تھام سکتی تھی۔

افراح نے اس پتھر پر زور دیا تھا۔ مگر نہیں کر پار ہی تھی۔ وہ کل سے بھوکی تھی۔ جسم میں کوئی جان باقی نہیں رہی تھی۔ کیا تم گھر نہیں جانا چاہتی۔ پلیز تھوڑی ہمت کرو تم کر سکتی ہو۔ خان آدھا سے زیادہ نیچے کی طرف گر چکا تھا۔ وہ بس تھوڑی ہمت کرتی تو اس کا ہاتھ تھام سکتی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کیں۔ اللہ سے کیا اپنا عہد یاد آیا۔ ماما، بابا، فاخر اور اس کا بچہ وہ سب اسے یاد کر رہے ہو گے۔ وہ اپنی آنکھیں کھول گئی اور اگلے لمحے وہ اس ہیزل گرین آنکھوں والے بلے کا ہاتھ تھام چکی تھی۔

یہ کس گمان میں پکڑ لیا آپ نے ہاتھ ہمارا  
! چھوڑ دیجیے، آپ چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔۔

وہ اسے بچا چکا تھا اور اب پیٹر کی گاڑی میں بیٹھا ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اپنے چہرے پر اب تک رومال باندھ رکھا تھا۔ ابھی وہ تھوڑا دور چلے تھے کہ ان کی گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔ ہیزل آنکھیں فوراً لڑٹ ہوئی تھی وہ افراح کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے باہر نکل کر جنگل کی طرف بھاگا تھا۔ وہ اکیلا ہوتا تو ان سے لڑ لیتا مگر ساتھ ایک اور جان تھی اور وہ اسے خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔ وہ بھاگتے کافی دور آگئے تھے۔ آس پاس سبزہ، جھاڑیاں اور بڑے درخت تھے۔

میں نہیں بھاگ سکتی، چھوڑو مجھے، مجھ میں بھاگنے کی ہمت نہیں ہے، افراح بولتے ہی ایک درخت کے سہارے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔ اس کی جیکٹ اور کپڑے بالکل گندے ہو چکے تھے۔ ہاتھ اور پیروں پر چوٹ بھی لگ گئی تھی۔ لمبے سیاہ بال سمجھل نہیں رہے تھے۔ وہ تھک چکی



تھی۔ ہیزل آنکھوں نے آس پاس کا جائزہ لیا پھر خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

وہ لوگ کافی دور آگئے تھے۔ وہ اب اسے دیکھ رہا تھا جو اپنے بالوں کو باندھنے کہ کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔ وہ لمبے ہونے کی وجہ سے سمجھل نہیں رہے تھے۔ اسے دیکھ کر لگ رہا تھا وہ کسی بھی وقت رونا شروع کر دے گی مگر خان ابھی اس کا رونا فورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے بالوں سے ربڑ بینڈ نکالا اور سیاہ آنکھوں والی کی طرف بڑھایا۔

افراح نے ایک نظر اسے دیکھا پھر وہ بینڈ لیتے اپنے بالوں کی اونچی پونی ٹیل بنانے لگی۔ ہیزل آنکھیں اس کے بالوں سے ہوتے ہوئے اس کے گردن تک آئی، پھر وہ جلدی سے نظریں پھیر گیا، خود کو سو بار لعنت بھیجی۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔



جلدی کرو ہم یہاں نہیں رک سکتے وہ لوگ کسی بھی وقت آ سکتے ہیں۔" ہیزل آنکھوں میں اب غصہ در آیا تھا۔

میں اب نہیں بھاگوں گی، تمہیں جانا ہے تو جاؤ، میں اور نہیں چل سکتی" میرے پھر ٹوٹ جائیں گے "وہ سیاہ آنکھوں میں نمی لئے چیخی تھی۔ اسے در رہ رہا تھا۔ اور سامنے کھڑا ظالم انسان سمجھ نہیں رہا تھا۔

یہ کوئی وقت نہیں ہے ضد کرنے کا، جلدی اٹھو ورنہ ہم دونوں مریں گے، میرے پاس کوئی پسٹل نہیں ہے ان سارے پہلوانوں سے لڑنے کے لئے "اسے بھی درد ہو رہا تھا وہ کس کو کہتا۔

مجھے نہیں پتا میں اور نہیں چل سکتی "وہ اب بھی اپنی ضد پر قائم تھی۔"

کاش تمہیں نہ بچایا ہوتا، ٹھیک ہے یہاں بیٹھی رہو میں جا رہا ہوں،"

جب وہ لوگ آکر تمہیں گولیوں سے چھلنی کریں گے تب پتا چلے گا،

میری بلا سے بھاڑ میں جاؤ" وہ غصے سے کہتا آگے بڑھا تھا ابھی وہ ایک

قدم ہی چلا تھا کہ اسے ان کے قدموں کی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں،

وہ پلٹا تھا فراح کو زبردستی کھڑا کرتے وہ ایک بڑے درخت کے پار چھپا،

وہاں تین سے چار درخت ساتھ تھے۔ وہ فراح کو ایک درخت سے

لگائے کھڑا تھا۔ کہ اگر وہ لوگ اسے دیکھ بھی لیتے تو فراح کو نہیں دیکھ

سکتے تھے۔ وہ بالکل اسکے پیچھے چھپ چکی تھی۔ فراح نے گھور کر اسے

دیکھا تھا مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ ہیزل آنکھیں۔ اب ان آدمیوں کو

دیکھ سکتی تھی وہ پانچ لوگ تھے، اور سب کے ہاتھوں میں پسٹل تھی، اور

وہ جانتا تھا یہ پیٹر کے ہی لوگ تھے۔ سب کچھ بول رہے تھے۔

وہ لڑکی یہیں کہیں ہے ڈھونڈو اسے، اسے مارنا ضروری ہے "ان میں"  
 سے ایک بولا تھا۔ ہیزل آنکھوں نے سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا، مطلب  
 وہ سب اسے مارنا چاہتے تھے۔ افراح کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ اسے تو لگا تھا  
 یہ خان کے دشمن ہیں۔ مگر وہ تو اسے ڈھونڈ رہے تھے۔

سر بہت خوبصورت ہے وہ، ہمیں مل گئی تو مزہ آ جائیگا، ویسے بھی جنگل  
 میں کون اسے بچانے آئے گا، اور مرنا تو اسے ہے ہی "وہ دوسرا آدمی  
 بولا تھا۔ افراد اسکی گھٹیا بات سمجھتے گرتے گرتے بچی تھی۔ ہیزل  
 آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔ وہ اب درخت پر چڑھ رہا تھا اگر وہ نیچے  
 کھڑے رہتے تو یقیناً وہ لوگ پکڑ لیتے انہیں، وہ خود آدھا چڑھ چکا تھا اور  
 اب افراح کا ہاتھ تھامے اسے چڑھنے میں مدد کر رہا تھا، وہ اس بار

خاموشی سے اسکی مانتے اوپر چڑھ گئی تھیں، کیونکہ وہ اپنی جان کے لیے نہ سہی عزت کے لئے ضرور بھاگ سکتی تھی۔ اپنے بھائی سے کیا وعدہ نہیں توڑ سکتی تھی۔ وہ دونوں اوپر چڑھ کر بیٹھ چکے تھے، اور وہ اتنا اوپر چڑھ گئے تھے کہ اب نیچے کھڑا بندہ بھی اوپر دیکھتا تو انہیں دیکھ نہیں سے سکتا تھا۔ وہ ایک ٹہنی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس سے زرا فاصلے پر خان بیٹھا جب افراح نے اسکا بازو ہلایا۔ تھا وہ کسی گہری سوچ میں تھا،

وہ دیکھو وہاں کسی کا بچہ ہے چھوٹا سا"، وہ خوشی اور حیرانگی سے بولی تھی "ہیزل انگھد۔ نے اسکی سیاہ آنکھوں کے تعاقب میں دیکھا وہاں دوسرے ٹہنی پر دو تین گلہری کے بچے تھے وہ ابھی بہت چھوٹے تھے۔ تبھی وہ سمجھ نہیں سکی تھی کہ یہ کس کے بچے ہیں۔

بچے چھوٹے ہی ہوتے ہیں "ہیزل آنکھوں والے لڑکے نے افسوس سے سر ہلایا۔ یہاں اتنی ٹینشن والی سچویشن تھی اور اسے بچے کی پڑی تھی

میں انہیں یہاں لے آتی ہوں "وہ ابھی چھونے لگی تھی کہ خان نے "اسکا ہاتھ تھاما۔

تم پاگل ہو وہ ان کا گھر ہے اور انہیں ہاتھ مت لگاؤ وہ ابھی چھوٹے ہیں " "اس کے نرم ہاتھوں کا لمس محسوس ہوتے وہ فوراً ہاتھ چھوڑ گیا تھا۔

میں انہیں اپنے ساتھ گھر لے کر جاؤ گی، یہاں وہ اکیلے کیسے رہیں گے " "خان نے اسکی بات پر سر پیٹا تھا۔



وہ اکیلے نہیں ہیں، ان کے ماں باپ ہونگے، اور ان کا گھریہ ہی ہے، تم " انہیں کیوں لے کر جاؤ گی، پاگل ہو کیا؟ مطلب عجیب۔۔۔۔۔

تم ہوتے کون ہو مجھے منع کرنے والے، اور تم نے ان کے ماں باپ " کو دیکھا ہے جو بول رہے ہو، کیا پتا وہ اکیلے ہو "افراح اب بھی انہیں دیکھنے میں مشغول تھی۔

اللہ کہاں پھنس گیا ہوں میں، مجھے اس لڑکی کو برداشت کرنے کی " توفیق دے " وہ ہلکی آواز میں بڑ بڑایا تھا۔

کیا بول رہے ہو، زور سے بولو "افراح نے اسے گھورتے کہا۔"



میں بول رہا تھا کہ تم ان کی ماں بن کر یہی رہ جاؤ، تاکہ وہ اکیلے نہ ہو، اور "تم بھی یہاں اچھے سے ایڈ جسٹ ہو سکتی ہو" وہ سیریس ہو کر بولا تھا۔

تم مجھے جانور بولنا چاہ رہے ہو، کیونکہ جانور ہی جنگل میں ایڈ جسٹ ہو "سکتے ہیں" وہ سیاہ پرکشش آنکھوں کو گھماتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔  
سامنے بیٹھا لڑکا اس کی ادا پر ایک لمحے کو فریز ہوا تھا۔ مگر پھر وہ نگاہیں پھیر گیا۔

تم تو سمجھدار بھی ہو "ہیزل آنکھیں مسکرائی تھی۔"

وہ تو میں ہوں "وہ بغیر مطلب سمجھے بول گئی تھی۔ اور ہیزل آنکھوں "والے لڑکے نے قہقہہ لگایا تھا۔ "ان بچوں کو دیکھ کر مجھے اپنا بچہ یاد آ رہا ہے، پتا نہیں وہ کیسا ہو گا مجھے مس کر رہا ہو گا "افراح کی سیاہ آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

بچہ "، وہ حیرانگی سے بولا تھا "

ہاں میرا بچہ وہ ابھی چھوٹا ہے، بڑا ہوتا تو اتنی پریشانی نہیں ہوتی "وہ "بالکل ایک ماں والے انداز میں بول رہی تھی۔

مگر تم نے تو کہا تھا تم صرف انگیڈ ہو، ابھی شادی نہیں ہوئی "ہیزل "آنکھیں بے یقین تھی۔

ہاں تو ابھی میری شادی نہیں ہوئی "افراح نے مطمئن انداز میں کہا۔"  
"وہ دیکھو وہ پھول کتنا خوبصورت ہے" وہ ہاتھ کے اشارے سے ایک  
سرخ پھول کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

ہاں خوبصورت تو بہت ہے "ہیزل آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی تھیں،"  
مگر میرا نہیں ہے "وہ ہلکا سا بڑبڑایا تھا۔ جو افراح سن بھی نہ سکی تھی۔

تھوڑے دیر بعد وہ نیچے اتر آئے تھے۔ نیچے کوئی بھی موجود نہیں تھا،  
اب وہ اسی راستے پر چل رہے تھے جہاں سے آئے تھے۔ مگر اس سے  
پہلے گاڑی تک پہنچتے وہی تین آدمی ان پر پستل تان کر کھڑے ہو گئے

تھے۔ ہیزل آنکھیں الرٹ ہوئیں تھیں۔ سیاہ آنکھوں میں غصہ اٹھ آیا تھا۔

لڑکی ہمارے حوالے کر دو، تمہیں زندہ جانے دیں گے "ان میں " سے ایک بولا تھا۔ اس آدمی کی بات پر سیاہ آنکھوں نے ہیزل آنکھوں میں دیکھا تھا، اسے اتنا تو یقین تھا وہ اسے چھوڑ کر نہیں جائے گا۔

ٹھیک ہے مجھے جانے دو " وہ سر دلہجے میں بولا تھا۔ ان آدمیوں نے " اس پر سے گن ہٹا دی تھی، ہیزل آنکھوں والا لڑکا آگے بڑھ رہا تھا۔ افراح نے بے یقینی سے اسے دیکھا، وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا، وہ اکیلے سب سے نہیں لڑ سکتی تھی پھر بھی وہ اسے چھوڑ کر جا رہا تھا۔ بے اختیار سیاہ آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ مگر اس نے روکا نہیں تھا، وہ کبھی مدد نہیں مانگتی تھی کسی سے، اب بھی نہیں مانگنے والی تھی۔ وہ سب آدمی پسٹل نیچے کر

چکے تھے، ایک آدمی نے آگے بڑھ کر افراح کا بازو پکڑنا چاہا تھا مگر وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی۔ خان چار قدم ہی چلا تھا، پھر وہ تیزی سے پلٹا آگے بڑھ کر ایک آدمی کی کمر پر لات ماری اس آدمی سے تیزی سے پسٹل چھین کر اسے اندھا دھند ان لوگوں پر فائرنگ شروع کر دی تھی۔ لمحو کا کھیل تھا۔ وہ تینوں مردہ حالت میں پڑے تھے۔ خان نے آگے اسے لے کر آگے بڑھا کیونکہ ان کے باقی بڑھ کر افراح کا ہاتھ تھا ماما اور آدمی بھی یہاں ہو سکتے تھے، جتنی جلدی وہ بھاگ سکتا تھا وہ بھاگ رہا تھا۔

چھوڑو مجھے تم بہت گھٹیا انسان ہو، مجھے چھوڑ کر جا رہے تھے نہ، نہیں " جانا مجھے تمہارے ساتھ، آئی ہیٹ یو، ہیزل آنکھوں والے بلے، میں نے کہا مجھے چھوڑو "، وہ چلا رہی تھی اور دوسرے ہاتھ سے اسے مار بھی

رہی تھی۔ مگر وہ اسے مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا اور پھر گاڑی میں بٹھا کر اسے چھوڑا تھا۔ پھر وہ خود بھی بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی، وہ جلد یہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔ اور پھر سوات پہنچ کر اسے گاڑی روک دی تھی۔ افراح کا غصے سے منہ مزید پھول چکا تھا، وہ ایک ناراض بچہ معلوم ہو رہی تھی، خان نے اس سے ایڈریس پوچھنے کے بعد کوئی بات نہیں کی تھی۔ جب تھوڑی دیر گزری تو افراح نے اسے مخاطب کیا۔

گرین آنکھوں والے بلے یہ تم نے اپنا چہرہ کیوں چھپایا ہے۔ کیا کچھ ہوا؟" ہے چہرے پر۔" افراح نے اسے دیکھتے پوچھا وہ اسے عجیب لگ رہا تھا اپنا نام بھی نہیں بتایا تھا اور چہرہ بھی نہیں دکھا رہا تھا۔ اسے تجسس تھا کہ وہ ایک بار تو اسے دیکھ سکتی۔



کیا ضروری ہے جب چہرے پر کچھ ہوا ہو تب ہی چھپایا جائے۔ خان نے اسے بغیر دیکھے کہا، وہ بالکل سرد اور سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ وہ کے پی کے پہنچ چکے تھے۔

اسلام و علیکم چاچا آپ کے پاس فون ہو گا۔ ہمیں ایک کال کرنی تھی۔  
"خان نے باہر نکل کر ایک سفید داڑھی والے آدمی سے پوچھا۔

ہاں ہے یہ لو مگر بیٹا زیادہ بیلنس نہیں ہے۔ تھوڑی بہت بات ہو سکے۔  
گی۔ "اس بوڑھے آدمی نے اپنے کرتے کی جیب سے بٹن والا موبائل نکال کر خان کو پکڑا دیا۔

بہت شکریہ۔ "وہ موبائل لے کر گاڑی میں آیا۔"

یہ لو اپنے گھر کال کرو اور کہو تمہیں یہاں سے لے جائے۔ کیونکہ "مجھے کہی اور جانا ہے میں تمہیں گھر نہیں چھوڑ سکتا"۔ اس کا کندھا بہت درد کر رہا تھا۔ مگر وہ افراح کو کسی محفوظ ہاتھ میں دے کر اپنا علاج کروا سکتا تھا۔

ہم پہلے ہاسپٹل چل لیتے ہیں۔ تمہارا خون نکل رہا ہے۔ پھر میں گھر "چلی جاؤ گی۔" افراح نے اسے نرمی سے کہا اب وہ ناراض نہیں تھی۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں میں اپنے گھر جاؤ گا، اور تم اپنے، اب "جلدی کال کرو وقت نہیں ہے میرے پاس زیادہ" وہ اب بھی سرد لہجے

میں بولا تھا۔ افراح نے امریش کو کال کی مگر وہ نہیں اٹھا رہی تھی۔ پھر اس نے حویلی کے لینڈ لائن پر کال کی۔ اب کوئی اٹھا چکا تھا۔

کون بول رہا ہے۔" امریش کی مورے کی آواز اسپیکر سے ابھری۔ "خان کے گلابی لب رومال کے اندر مسکرا دیئے۔

ہیلو میں افراح بات کر رہی ہوں۔ مورے آپ کسی کو مجھے لینے بھیج سکتی ہیں۔" افراح نے ایڈریس بتایا جہاں وہ موجود تھے۔ خان نے ہی اسے بتایا تھا کہ وہ یہ جگہ بتائے۔

افراح پتر تو کہاں تھی۔ ام شیر خان کو بھیجتا ہے۔ تو ٹھیک تو اے "نہ۔۔۔" ابھی مورے اور کچھ بول رہی تھیں کہ اس سے پہلے رابطہ

منقطع ہو گیا۔ افراح نے وہ موبائل دوبارہ خان کو پکڑا یا۔ اب اسے انتظار کرنا تھا۔ "تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ میرے گھر سے کوئی آئے گا تو میں چلی جاؤ گی تب تک میں باہر کھڑی ہو کر انتظار کر لیتی ہوں"۔ وہ اس کی شرٹ کو کندھے کے پاس سرخ ہوتا دیکھ بولی

چپ سے بیٹھی رہو "خان اسے جواب دے کر موبائل واپس کرنے" گیا۔ تھوڑے دیر بعد واپس آیا تو اس کے کندھے پر کوئی کپڑا بندھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پانی کی بوتل، دو چپس اور دو کیک کے پیکٹ تھے۔ خان نے ایک چپس اور ایک کیک افراح کو دیا۔ اور باقی خود کھانے لگا۔ تمہارے پاس پیسے کہاں سے آئے۔ یہ کیسے لے کر آئے ہو۔ کیا چوری کر کے لائے ہو۔ افراح نے اسے گھورتے پوچھا۔

ہاں چوری کر کے لایا ہوں نہیں کھانا تو مت کھاؤ۔" خان نے اسکی سیاہ " معصوم آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔ وہ بالکل ہادی کی طرح زچ کرنے والی باتیں کرتی تھی۔ وہ اسے ہادی کا پہلے ہی بتا چکا تھا کہ وہ گھر جا چکا ہے۔ اب اسے یقین ہونے لگا تھا کہ واقعہ دونوں بہن بھائی میلے میں بچھڑ گئے ہو گے۔

مجھے بھوک لگی ہے۔ سچ بتادو چوری تو نہیں کی۔ "افراح نے اسے " رومال کے اندر سے کھاتا دیکھ پھر پوچھا۔

افف اللہ کہاں پھنس گیا ہوں میں۔ نہیں کی میں نے چوری، ادھار پر " لیا ہے دے دوں گا اسے بعد میں پیسے۔ اور گر تم ادھار کا نہیں کھا سکتی تو

مت کھاؤ۔ تم امیروں کے بہت نخرے ہوتے ہیں " وہ بیزاری کے عالم میں بولا تھا پتا نہیں وہ اتنا غصہ کیوں کر رہا تھا۔

نہیں میں ان امیروں میں سے نہیں ہوں۔ میں ادھار کا کھا لیتی ہوں ""  
۔ وہ اسے جواب دے کر کیک کا پیکٹ کھول کر کھانے لگی۔ بھوک سے  
برا حال تھا۔ ایک گھنٹہ گزرا تھا جب شیر خان وہاں پہنچا۔ افراح اس کے  
ساتھ بیٹھ کر جا چکی تھی۔ اور خان وہاں سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا  
تھا۔

فاخر نے ساری رات سڑکوں کی خاک چھاننے میں گزار دی تھی۔ پھر  
جب وہ کہیں نہ ملی تو اپنے ہو اسپتال آ گیا۔ جہاں فیروز خان ایڈمٹ تھے



۔ فیروز خان اور جہانزیب ملک اس ہاسپٹل کے برابر کے اونر تھے۔ اور اب وہ فیروز خان کے ہاتھ کی پشت پر سر رکھے رو رہا تھا۔

بابا پلینز آئی نیڈیو۔ میں کچھ نہیں سمجھاں سکتا۔ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ " پلینز اٹھ جائیں یا۔ مجھے نہیں معلوم تھا وہ گم ہو جائیگی۔ اسے کچھ ہوا میں تو مر جاؤں گا بابا۔ پلینز اٹھ جائیں بابا۔ مجھے میری بہن لادیں پلینز " وہ ابھی رونے میں مصروف تھا جب اس کے جینز کے پاکٹ میں موجود افراح کا موبائل رنگ ہوا۔ فاخر نے سیاہ آنکھوں کو رگڑا۔ اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکلا۔ اس کے جاتے ہی فیروز خان کی بند آنکھوں سے آنسو ٹپکا اور انگلیوں میں زرا سی حرکت ہوئی۔

ہیلو ام ریش آپی بولیں "۔ فاخر نے بے چینی سے پوچھا۔ "

فاخر افراح گھر آگئی ہے۔ اور آتے ساتھ روم میں بند ہو گئی ہے۔ ہم"

نے سوچا تمہیں بتادیں تاکہ تم اس سے بات کر لو ہمیں وہ ٹھیک نہیں

"لگ رہی

امریش آپنی میں وہاں آتا ہوں آپ اس کا خیال رکھیں۔" اسی خوشی کا"

کوئی ٹھکانہ، نہ رہا تھا۔ اس کی بہن مل گئی تھی۔ فاخر بھی امریش کو آپنی

کہتا تھا کیونکہ امریش ان سے دو سال بڑی تھی۔ اور ان دونوں کو

چھوٹے بہن بھائیوں کی طرح ٹریٹ کرتی تھی۔ وہ دونوں ہمیشہ سے

امریش سے قریب رہے تھے۔

او کے بچے آپ آ جاؤ ہم انتظار کر رہیں ہیں "امریش نے کہہ کر کال " کاٹ دی۔ فاخر فوراً گھر گیا تھا۔ اپنی ماں کو بتا کر وہ ہیوی بانیک لے کر نکل گیا تھا۔ اسے رات تک پہنچنا تھا اپنی بہن کے پاس، جب تک اسے سہی سلامت نہ دیکھ لیتا فاخر کو سکون نہیں آنا تھا۔

ہیزل گرین آنکھوں والا وہ شہزادہ اپنے چھوٹے سے خوبصورت گھر میں اپنے کیچن میں کھڑا ہو کر اپنی کندھے پر پٹی کر رہا تھا۔ یہ سوات سے تھوڑا دور خوبصورت سالکڑی سے بنا کاسٹج تھا۔ گھر کے باہر سبزہ اور خوبصورت پہاڑ اور نہر تھے۔ ایک خوبصورت اور پرسکون جگہ۔ ابھی وہ فریش ہو کر لیٹا تھا کہ اس کے بیڈ پر پڑا موبائل چیخا۔

اسلام وعلیم سر "ہیزل گرین آنکھوں والے لڑکے نے سو لجرز کے"  
انداز میں سلام کیا۔

وعلیم سلام میجر آریو اوکے؟ "دوسری جانب سے ایک بھاری اور"  
رعب دار آواز سنائی دی۔

یس سر، سر کوئی بچا تو نہیں "خان نے تشویش سے پوچھا۔"

ہامان بھاگ چکا ہے وہ ہمارے ہاتھ نہیں آیا۔ اور آپ وہاں کیوں"  
موجود نہیں تھے میجر "آواز میں سختی تھی۔

سوری سر۔۔۔ "خان نے یک لفظی جواب دیا۔"

ایک دن کے ریست کے بعد آپ کو آگے کا مشن اسٹارٹ کرنا ہے۔"

آپ اس مشن کے لیڈر ہیں آپ سے کسی غلطی کی توقع نہیں کی تھی

میں نے، آپ اپنے گیٹ اپ چینج کیے بغیر ان کی قید میں گئے۔ آپ کی

جان کو خطرہ ہو سکتا تھا۔ اور وہ آپ کو پہچان سکتے تھے۔ ان کے بہت

سے آدمی آپ کو دیکھ چکے ہیں اس چیز کا احساس ہے آپ کو۔۔۔۔۔"

دوسری طرف سے فجر مند آواز ابھری تھی۔

سوری سراب ایسا نہیں ہو گا۔ اور جنہوں نے مجھے دیکھا ہے وہ سب مر

چکے ہیں صرف ہامان بچا ہے اسے یقیناً ایلفا مارچکا ہو گا کیونکہ وہ بھاگنے

" والوں کو اپنے ساتھ نہیں رکھتا

دشمن کی تعریف کر رہے ہو میجر "دوسری طرف کوئی مسکرایا تھا۔"

"جب دشمن اس جیسا ہو تو تعریف بنتی ہے سر"

او کے تم آرام کرو۔ اور اب تم ایک جاہل پٹھان بنو گے جس کا پڑھائی "  
"سے کوئی واسطہ نہیں سمجھ گئے۔

یہ آپ غلط کر رہے ہیں میرے ساتھ "وہ خفگی سے بولا تھا۔"

یہ تمھاری سزا ہے۔ میری بات نہ ماننے کی، اینڈ دا آرڈرز آر آرڈرز۔"  
"انڈرسٹینڈ



راجر سر-----"وہ کہہ کر آنکھیں موند گیا، چھن سے سیاہ آنکھیں"

زہن کے پردے پر لہرائی، تھوڑے دیر آرام کے بعد اسے اور بہت کام

تھے، وہ محافظ تھا،

-----

دن کا وقت تھا۔ موسم سرما کی وجہ سے سورج آسمان کے بادلوں میں

چھپا کھیل رہا تھا۔ جب اس نے حویلی میں قدم رکھا۔ وہ مورے اور

امریش سے مل کر امریش کے ہی کمرے میں بند ہو گئی تھی۔ ابھی وہ

صرف اللہ سے ملاقات چاہتی تھی اسے تنہائی چاہیے تھی اور کوئی نہیں۔

اس نے اندر داخل ہو کر امریش کی ووڈروب سے ایک سادہ سا سوٹ

نکالا جس کے ساتھ بڑا سادو پٹہ بھی تھا۔ (ان دونوں کا سائز ایک ہی تھا

۔ لمبا قد، جسم نہ زیادہ موٹا اور نہ زیادہ پتلا) وہ پٹھان تھی۔ وہ واشروم میں

بند ہو گئی۔ روم میں ایک ڈبل بیڈ تھا۔ سائیڈ ٹیبل پر کچھ کتابیں تھیں۔

و وڈروب سے زرافا صلی پر جائے نماز رکھا تھا۔ اور وہیں برابر میں ایک اونچی سی ٹیبل پر قرآن پاک رکھا تھا۔ شاید امریش ڈیلی قرآن پڑھنے کی پابند تھی۔ روم میں پریل تھیم کا پیٹ تھا۔ وہ ایک سادہ مگر خوبصورت کھڑکی تھی۔ جو حویلی کے روم تھا۔ بیڈ کی دائیں طرف دیکھنے پر ایک باغ کی طرف کھلتی تھی۔ وہ غسل کر کے باہر آئی تو سر پر وہی بڑا سادو پیٹہ نماز کے اسٹائل میں باندھ رکھا تھا۔ چہرے پر ایک الگ ہی سکون تھا۔ جو پہلے کبھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ وہ جائے نماز اٹھانے کے لیے آگے بڑھی۔ ساتھ رکھے قرآن پر نظر پڑھی اس نے آگے بڑھ کر بہت نرمی سے قرآن پاک اٹھایا اور پھر اپنے لبوں سے لگایا۔ بے اختیار ایک آنسو پھسل کر قرآن کے غلاف میں جذب ہوا۔ پھر اس نے ویسے ہی نرمی سے اسی جگہ رکھ دیا۔ جائے نماز اٹھا کر زمین پر بچھایا، شکرانے کے نفل ادا کیے۔ ظہر کی نماز پڑھی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اسے یاد نہیں تھا کہ اس

نے لاسٹ ٹائم ظہر کی نماز کب پڑھی تھی۔ شاید دو ہفتے پہلے یا پھر اس سے بھی پہلے، وہ بھی فاریہ خان کے زبردستی کرنے پر، بے آواز انمول موتی ہاتھوں پر گرتے رہے۔ اپنے لبوں کو بمشکل حرکت دی۔

”استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحی القیوم والتوب الیہ“ وہ دعا پڑھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ یہ اشک تشکر کے آنسو تھے۔ اللہ سے محبت کے آنسو تھے۔ دل بدل جانے کے انمول موتی تھے۔ وہ ہدایت کی روشنی پا چکی تھی۔ نفس سے اعلان جنگ کا دعویٰ کر چکی تھی۔ وہ پڑھتی جا رہی تھی۔ ایک لمحے کو نہ رکی تھی۔ ہر دفعہ وعدہ ٹوٹ جاتا تھا۔ ہر دفعہ نافرمانی کر جاتی تھی۔ ہر دفعہ گناہ ہو جاتا تھا۔ ہر دفعہ نمازیں رہ جاتی تھی۔ اور ہر دفعہ نفس سے ہار جاتی تھی۔ پھر بھی اس کا رب معاف کر دیتا تھا۔ تھام لیتا تھا۔ محبت کرتا تھا۔ سن لیتا تھا۔ رزق دیتا تھا۔ نعمتیں دیتا تھا اور سب کچھ وہی تو دیتا تھا۔ ہم انسان صدا کے ناشکرے شکوے کرتے رہ

جاتے ہیں۔ سارا چہرہ آنسو سے بھیک گیا تھا۔ "اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما یقیناً تو ہی بڑی عطا دینے والا ہے" سورہ آل عمران آیت نمبر ۸۔۔۔ سیاہ آنکھوں والی شہزادی نے ہاتھ چہرے پر پھیرا اور سر سجدے میں رکھا۔ "اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہماری گرفت نہ فرما، اے ہمارے پروردگار! اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے پروردگار! اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جسے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اور ہمارے (گناہوں) سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ پس ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما" (البقرہ)

۔۔۔ دعا پڑھ کر اس نے ویسے ہی سر سجدے میں رکھے جائے نماز کو لبوں سے چھوا۔ لبوں پر پُر سکون مسکراہٹ تھی۔ روح اتنی خوش کبھی

نہیں ہوئی تھی جتنی اس لمحے تھی۔ سارا خوف سارا غم جیسے بہت دور ہو گیا تھا۔ دل ہدایت پانے پر خوشی سے سرشار تھا۔ اور بے شک ہدایت تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے " وہی پاتے ہیں جو ہدایت چاہتے ہیں۔ ہدایت بخشا ہے۔ اور اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔ "سورہ الانعام آیت 125۔۔۔۔۔

وہ اب بھی سر سجدے میں رکھے بیٹھی تھی۔ میرے پیارے اللہ تیرا شکریہ ہے۔ مجھے ہدایت والی زندگی دینے کا شکریہ، گمراہی سے نکالنے کا شکریہ، ظالموں سے بچانے کا شکریہ، گناہ پر پردہ ڈالنے کا شکریہ، توبہ کی توفیق دینے کا شکریہ، میری ہر پکار سننے کا شکریہ، میری عزت بچانے کا شکریہ، درندوں سے میری حفاظت کرنے کا شکریہ، میرے پیارے رب، میں ساری زندگی سجدے میں پڑے رہ کر بھی تیرا شکر کروں تب بھی تیرا شکر ادا نہیں کر سکوں گی۔ اسے اللہ



سے باتیں کرتے عصر ہو چکی تھی۔ آذان کی آواز پر اس نے خاموشی اختیار کی۔ پھر کھڑی ہو کر گھڑی کی جانب دیکھا۔ جو دو سے اب پانچ بج رہی تھی۔ وہ حیران تھی اسے وقت کا پتا نہیں چل سکا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے آج ہی اس کی آنکھ کھلی ہو اور اس سے پہلے ساری زندگی سوتی رہی تھی۔ ہاں وہ آج ہی جاگی تھی۔ آج ہی ہوش آیا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں چمک تھی۔ چہرے پر نور تھا۔ اس نے عصر کی نماز کی نیت کی۔ ابھی نماز سے فارغ ہوئی تھی۔ جب دروازہ اناک ہوا۔ امریش اس کے باہر آنے کے انتظار میں تھک گئی تھی۔ اس لیے خود اوپر آگئی۔ افراح نے جائے نماز تہہ کر کے رکھا اور دروازہ کھول دیا۔ پھر امریش کے گلے لگی رہی۔ کافی دیر بعد الگ ہوئی۔ "کیا ہوا ہے ہماری جان کو، سب ٹھیک ہے نہ"۔ امریش نے افراح کا چہرہ اتھام کر بہت پیار سے پوچھا۔



اب سب ٹھیک ہے امریش آپی، ابھی ہی تو سب ٹھیک ہوا ہے۔" وہ  
مسکرا کر بولی

فاخر آرہا ہے۔ اور حیدر کی کال آچکی ہے بہت بار تم بات کر لیتی تو اچھا  
ہوتا۔" امریش نے اندر آ کر اسے بیڈ پر بٹھاتے کہا۔

مما سے بات کرنی ہے۔" افراح نے امریش سے موبائل لے کر کال  
ملائی۔

اوکے تم بات کرو جب تک ہم تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتے  
ہیں۔" امریش کہہ کر باہر نکل گئی تھی۔

اسلام و علیکم ممما۔" افراح نے یس ہوتے جلدی سے کہا۔ اسے پتا تھا  
اس کی ماں بہت ناراض ہوگی اس کے بھاگنے پر، دوسری طرف خاموشی  
تھی۔ گہری خاموشی۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہچکیوں کی آواز آنا شروع  
ہوئیں۔

یار پلیز ایسے تو مت روئیں۔ آپ میری وجہ سے روئیں گی تو اللہ " ناراض ہو جائیگا۔ پلیز نہ روئیں اب اتنی دور سے آپکے آنسو بھی صاف نہیں کر سکتی "۔ افراح نے مسکرا کر کہا۔ اسے جتنا رونا تھا اللہ کے آگے روچکی تھیں۔ اب اسے اپنی فیملی کو سنبھالنا تھا۔

افراح کیوں آخر کیوں کیا۔ اگر خدا نخواستہ کچھ ہو جاتا تو تمہارے باپ " کو کیا جواب دیتی۔ میں تو تکلیف سے ہی مر جاتی۔ تمہیں زرا احساس نہیں ایسا کیسے کر سکتی ہو۔ کیا یہ تربیت کی تھی کہ شادی سے بھاگ جاؤ۔ کیا اس لیے بڑا کیا تھا۔ کہ جوان ہو کر رسوا کرو لوگوں کے آگے۔ کیسے بتاؤ کتنی تکلیف ہوتی ہے جب کوئی کہے آپ کی بیٹی بھاگ گئی۔ جب لوگ ہنسیں اور مزاق اڑائیں۔ عزت کی دھجیاں اڑائیں "۔ فاریہ خان روتے ہوئے کہتی چلی گئیں۔

معاف کر دیں ماما، اپنی بری بیٹی کی آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دیں۔" - افراح نے نم آواز میں کہا

گھر آؤ افراح، میرے پاس آؤ، اپنی نظروں سے دور نہیں دیکھ سکتی" ہوں۔ میری ایک ہی بیٹی ہو کچھ رحم کرو۔ مجھے مت ستاؤ"۔ فاریہ خان اب بھی رو رہی تھیں۔

مما میں آ جاؤ گی، بس کچھ وقت دیں۔ صرف کچھ دن سکون کے، پھر" مجھے وہیں آنا ہے، وہیں رہنا ہے آپ کے پاس، بس تھوڑے دن پلیز مجھے یہاں رکنے دیں"۔ افراح نے التجا کی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے۔ مگر اپنا خیال رکھنا اور وہاں سے کہیں جانے کی " ضرورت نہیں ہے۔ روز مجھ سے بات کرو گی۔ سمجھ گئی "۔ فاریہ خان اب نہیں رو رہی تھیں۔ ان کی اولاد سلامت تھی ان کا دل مطمئن ہو گیا تھا۔ وہ ابھی بات ہی کر رہی تھی۔ جب حیدر کی مسلسل کال آنے لگی۔ ماما آپ سے رات میں بات کرو گی۔ حیدر کی کال آرہی ہے۔ اللہ " حافظ، فی امان اللہ " افراح نے کہہ کر کال کاٹ دی۔ ابھی موبائل دیکھ ہی رہی تھیں کہ حیدر لالہ کالنگ لکھا نظر آیا۔

اسلام و علیکم، اس نے یس کرتے سلام کیا۔

اوہ تھینک گاڈ پر نس تم نے کال ریسیو کی، پر نس تم ٹھیک ہو "؟ کہاں چلی گئی تھی؟ ایک بار بتایا ہوتا شادی نہیں کرنی میں زبردستی

نہیں کرتا؟ تم بھاگ کیسے سکتی ہو؟ اور کہاں پر تھی؟" حیدر نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔ سلام کا جواب تک دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ وہ اسے ہر جگہ ڈھونڈ چکا تھا۔ وہ اسے نہیں ملی تھی۔ اپنے پولیس اسٹاف کے لوگوں کا انکاؤنٹر کر چکا تھا۔ غصہ حد سے سوا تھا۔ جہاں افراح کی گاڑی ملی تھی۔ وہاں کے بے قصور لوگوں کو شوٹ کر چکا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ اس کی پرنس کو نہیں پہچان رہے تھے جو اس کی پرنس کو ڈھونڈ نہیں سکے تھے اسی وجہ سے وہ سسپینڈ ہو چکا تھا۔ اور اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔

میں ٹھیک ہوں حیدر"، افراح نے بس اتنا کہا۔"

میں حویلی آرہا ہوں تمہیں لینے "وہ اس کی تھی وہ قید کرنا چاہتا تھا"  
اپنے پاس اپنی پرنسس کو، جیسے شہزادیاں بیسٹ کی قید میں رہتی ہیں  
بلکل ویسے۔۔۔ تب ہی تو وہ اسے اپنی پرنسس کہتا تھا۔

نہیں حیدر میں ابھی کچھ دن یہاں رہوں گی پھر آ جاؤ گی۔ آپ یہاں "  
مت آئے۔"

Zubi Novels Zone

نہیں میں ناراض نہیں ہوں۔ بس تھوڑے دن یہاں گھومنا چاہتی "  
ہوں۔ خود کو پُر سکون کرنا چاہتی ہوں۔ پھر آ جاؤ گی۔ ویسے بھی مجھے



وہیں آنا ہے۔ آپ وہاں بابا کا اور میری فیملی کا خیال رکھے بس اتنا کافی ہو گا میرے لیے۔" افراح نے اپنے سر پر باندھا دوپٹا کھولتے کہا۔

اوکے فائن پرنس، میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم خوش رہو۔ اور "تمہاری فیملی میری فیملی ہے۔ جن کا میں بہت اچھے سے خیال رکھتا ہوں۔" ابھی حیدر بول ہی رہا تھا کہ افراح نے مداخلت کی، "اوکے اللہ حافظ، میں بہت تھکی ہوئی ہوں آرام کرنا چاہتی ہوں۔" وہ کہتے ہی کال ڈسکنیکٹ کر گئی۔

آرمی والے وہاں کیسے پہنچے بلڈی مین، ایلفا اپنے مطمئن انداز میں بیٹھا تھا۔ ہوڈی میں چہرہ اچھپاتا تھا۔ سفید خوبصورت ہاتھوں میں خنجر تھا۔ جس پر

سیاہ آنکھیں چمک رہی تھیں۔ ہامان اس کے سامنے کھڑا تھا۔ ڈر سے  
ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ سارے آدمی مارے گئے تھے۔ اور لڑکے بھی  
ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اس کا کروڑوں کا نقصان ہوا تھا۔

سر مجھے نہیں معلوم ہم تو وقت سے بہت پہلے نکل گئے تھے۔ پھر بھی "  
وہاں وہ آگئے۔ میری کوئی غلطی نہیں ہے سر"۔ ہامان گڑ گڑایا تھا۔

تم میں کوئی ایسا غدار موجود تھا۔ جس نے انہیں خبر کی۔ اور وہ کون تھا "  
یہ تم بتاؤ گے"۔ وہ نہایت نرمی سے بولا۔ خنجر انگلیوں پر گھوما رہا تھا

سر ایسا کوئی نہیں تھا سب وفادار آدمی تھے۔ ورنہ ہمیں شک ضرور "  
ہوتا"۔ ہامان نے کہا۔

سب کی ڈیٹیل بتاؤ ہامان، جو قید تھے ان کی بھی "ہوڈی والا وجود" اوندھے منہ صوفے پر لیٹ گیا تھا۔ آنکھیں موندے۔ اس کی پشت پر ایلفا لکھا جگمگا رہا تھا۔ وہ اپنے اتنے بڑے نقصان پر بھی مطمئن تھا۔

سر بس یہی لوگ تھے "ہامان نے ساری ڈیٹیل دی۔" ہامان کیا اب بھی کچھ ایسا ہے جس کا مجھے نہیں معلوم "، وہ ویسے ہی لیٹا " پوچھ رہا تھا۔

ہاں سر وہ، وہ پیٹر ایک لڑکی لایا تھا۔ ایک دن پہلے، اور جب ہم شفٹنگ کے لیے نکلے تو وہ بھی ہمارے پیچھے تھا۔ مگر شاید اسے بھی آرمی والے

پکڑ چکے ہوں گے"۔ ہامان نے ایک ہی سانس میں کہہ دیا۔ اب اسے یقین تھا۔ ایلفا اسے نہیں مارے گا۔

کون لڑکی"۔ وہ فقط ایک لفظ بولا تھا۔

سر لمبے بال تھا، بہت خوبصورت تھی، کسی امیر گھر کی لگ رہی تھی ""  
ہامان اب کافی سمجھل گیا تھا، اور تفصیل سے سوچ کر بتانے لگا۔ ایلفا  
ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا تھا اور اپنا خنجر ہامان کے کندھے کا نشانہ باندھ کر  
پھینکا۔ پھر اٹھ کر اسکے قریب آیا۔ اسے گردن سے پکڑ کر دیوار سے لگایا  
۔ ہامان کے پیر زمین سے اٹھ گئے تھے۔ وہ ڈر سے کانپ گیا تھا۔ کندھے  
پر اب بھی خنجر لگا تھا جہاں سے خون بہہ رہا تھا۔

میں، میں نے کچھ نہیں کیا۔ اسے پیٹر لایا تھا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔"

مجھے چھوڑ دیں۔" وہ درد سے منت کر رہا تھا۔ جان کی بھیک مانگ رہا تھا

اس لڑکی کی آنکھیں سیاہ تھیں؟" ایلفا نے ضبط سے پوچھا۔ وہ چاہتا تھا"

! ہا مان کہہ دے، کہ نہیں

ہاں ہاں سیاہ آنکھیں تھیں چمکتی ہوئی، جیسے سیاہ موتی ہوتے ہیں۔" وہ"

اپنی جان کی خاطر سچ بول رہا تھا۔

وہ کہاں ہے۔" اب کی بار وہ غرایا تھا ہامان کے منہ پر، ہامان بے حد "خوفزدہ ہو گیا تھا۔ وہ کبھی تیز آواز سے بھی نہیں بولتا تھا۔ پھر اب ایسا کیوں۔۔

میں نہیں جانتا، پیٹر اسے لے گیا تھا۔ شاید آرمی والوں نے بچا لیا ہوگا۔" ہامان کو اتنا پتا چل گیا تھا کہ وہ اس لڑکی کے لیے کچھ برانہ بولے ورنہ بہت بری موت مرتا۔ ایلفا نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا۔ اور اپنا خنجر اس کے کندھے سے نکالا، پھر ایک مخصوص سیٹی بجائی۔ ہامان اسے کے سیٹی بجانے پر اس کے پیروں میں بیٹھ کر رونے لگا۔

یو نو واٹ ہامان میں ایک ہی چانس دیتا ہوں جو تم لے چکے۔ میں نے کہا "تھا مجھے ہر بات سے آگاہ رکھو جب پیٹر کوئی لڑکی لایا تم نے نہیں بتایا تو



اب بھگتو۔۔۔۔۔" دھاڑ زور دار دھاڑ وہ کوئی پانچ فٹ کا بھڑیا تھا نہایت خوبصورت اسکاٹی بیلو اور سفید رنگ کا، جتنا خوبصورت اتنا خطرناک، اسے ایلفا کسی اور ملک سے لایا تھا۔ وہ بھڑیا غلام نہیں تھا ایلفا کا، فقط وفادار تھا۔ ایلفا کے ایک اشارے پر اس نے ہامان کے چھترے اڑا دیئے تھے۔ ہامان تڑپ تڑپ کر مرا تھا۔ وہ بھڑیا جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا تھا۔ وہ آزاد تھا۔ ایلفا کے گھر کے پیچھے ایک جنگل تھا جہاں وہ رہتا تھا، وہاں وہ اور بھی بہت سے جانور کا کر پلتا تھا۔ دور دور تک آبادی کا نام و نشان نہیں تھا۔ بھڑیا کبھی مردار نہیں کھاتا، (بھڑیا ایک ایسا جانور ہے جسے ابن البار (نیک بیٹا) کہا جاتا ہے، بھڑیا واحد ایسا جانور ہے جو اپنی آزادی پر سمجھوتہ نہیں کرتا۔ اور کسی کا غلام نہیں بنتا۔ جبکہ شیر سمیت ہر جانور کو غلام بنایا جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی بھڑیا کبھی محرم مونث پر جھانکتا ہے یعنی باقی جانوروں سے بالکل مختلف، بھڑیا اپنی شریک

حیات سے اتنا وفادار ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور مونث سے تعلق قائم نہیں کرتا اسی طرح بھیڑیا مونث بھی بھیڑیا سے وفاداری کرتی ہے۔ بھیڑیا اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں کیونکہ ان کے ماں اور باپ ایک ہی ہوتے ہیں۔ بھیڑیے کو ابن البار (نیک بیٹا) اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ جب اس کے والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں، تو یہ ان کے لیے شکار کرتا (ہے) اور خیال رکھتا ہے

مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد اب وہ امریش کو بتا رہی تھیں کہ کیسے وہ یہاں تک پہنچی۔ ابھی وہ دونوں اپنی باتوں میں مصروف تھی کہ نوری نے اکر بتایا کہ نیچے فاخر بھائی آئے ہیں۔ افراح تم یہیں بیٹھو ہم فاخر کو اوپر ہی بھیج دیتے ہیں۔ امریش نے کہہ کر اسے کے سر پر پیار کیا اور نیچے چلی گئی۔ تقریباً دس منٹ بعد فاخر اندر داخل ہوا۔ افراح دوپٹے کو

کندھے پر پھیلائے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ فاخر کے آتے ہی وہ کھڑی ہو کر اس سے لگی تھی۔ وہ روئی نہیں تھی۔ فاخر اسے دیکھتے رو دیا تھا۔ مجھے لگا تھا اپنی ٹوئن کو کھو چکا ہوں۔ اس ظالم دنیا نے تمہیں مجھ سے " جدا کر دیا ہے۔ جب امریش آپی نے کہا تم یہاں نہیں ہو۔ افراح میرا دل بند ہو گیا تھا۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ افراح اس سے الگ ہو کر واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔ فاخر اس کے پیروں میں بیٹھ کر اس کی گود میں سر رکھ کر رو رہا تھا۔ فیروز خان کے ایکسیڈنٹ سے پہلے والا فاخر آج باہر آ گیا تھا۔ وہ اندر ہی اندر گھٹ رہا تھا۔ آج اپنی بہن کی گود میں سارے غموں کے آنسو ساتھ نکل رہے تھے۔ وہ پریشان ہو چکا تھا۔ تھک چکا تھا۔ اسے اب تک کوئی کندھا رونے کو نہیں ملا تھا۔ جب آج مل رہا تھا تو وہ کیونکر یہ موقع ضائع کرتا۔ افراح کی آنکھ سے ایک موتی گر کے فاخر کے بالوں میں گم ہو گیا۔ "افراح مجھے لگتا تھا تم اس دنیا میں میری سب سے

بڑی دشمن ہو۔ لیکن جب نہیں تھی تب احساس ہوا۔ تم تو میرا دل ہویا رات بغیر دل کے زندہ رہنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ ایک دن اور ایک اس چیز کا احساس ہوا۔ ہم دونوں تو دنیا میں آنے سے پہلے بھی ساتھ تھے۔ پھر کیسے الگ ہو سکتے تھے۔ افراح میں تو مر جاتا اگر تمہیں کچھ ہوتا۔ میں تو زندہ نہیں رہ پاتا۔ کہ اپنی بہن کو بھگانے والا بھی میں خود ہی تھا۔ میں بہت بڑا فیل ایئر ہوں جو کچھ نہیں کر سکا۔ بابا کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ ایسے کیسے چھوڑ کر گہری نیند سو سکتے ہیں۔ وہ ہمیشہ کہیں جاتے تھے تو بتاتے تھے کہ مجھے سب کیسے سنبھالنا ہے، اس بار انہوں نے نہیں بتایا، انہوں نے کچھ نہیں بتایا، میں کیسے سب سنبھالتا یا۔ آئی ایم سوری"، وہ روتا جا رہا تھا۔ افراح خاموش بیٹھی تھی۔ وہ چاہتی تھی اس کے بھائی کا دل ہلکا ہو جائے۔ کسی کا غم سن لینا بہت بڑی نیکی ہوتی ہے۔ آج وہ اپنے بھائی کو سمجھا رہی تھی۔ اب اسے ہی سمجھالنا تھا، اور خود

اسے سنبھالنے کے لیے اللہ کافی تھا۔ وہ ہدایت کا چراغ پا چکی تھی۔ اب ہر غم اور مصیبت سے اسے اللہ بچا لیتا۔ فاخر اچھے سے روچکا تو خاموشی سے کھڑے ہو کر افراح کے برابر میں بیٹھ گیا۔ اب وہ کافی بہتر محسوس کر رہا تھا۔ دل کا سارا غبار نکل گیا تھا۔ فاخر نے افراح کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما اور نرمی سے پوچھا۔

میری بہن ٹھیک ہے؟" دو سیاہ آنکھیں اب غمگیں نہیں تھیں مطمئن " تھی۔ چمکدار تھیں۔ اس کی بہن سہی سلامت تھی، اس کے پاس تھی۔ میں ٹھیک ہو گئی ہوں۔ اللہ نے ٹھیک کر دیا ہے۔ تم جانتے ہو میں " یہاں تک خود نہیں آئی۔ مجھے یہاں تک اللہ لایا ہے۔ میرا دل بدل چکا ہے۔ مجھے وہ ساری تکلیفیں بہت پیاری ہیں جنہوں نے مجھے اللہ سے ملا دیا۔ فاخر جس بہن کو تم نے دہلیز پار کروائی تھی وہ مر گئی اور مجھے اس کا



مرجانا زندہ کر گیا۔ وہ واقع مر گئی تھی فاخر پھر اسے اللہ نے ہدایت والی زندگی عطا کر دی۔" وہ فاخر کی ہتھیلی پر چہرہ اچھپائے رو دی۔ پھر وہ فاخر کو اب تک ساری داستان سنا چکی تھی۔ وہ اپنی بہن کی تکلیف پر سسکا اٹھا تھا۔

ان لوگوں نے بتایا نہیں کہ تمہیں کیوں لے کر گئے تھے۔" فاخر اب "پر سوچ نظروں سے اس کا چہرہ اتکتا کہنے لگا۔ وہ شاید مجھے مارنا چاہتا تھا۔ فاخر کوئی ہے جو ہمارا دشمن ہے۔ مجھے لگتا "ہے جس نے بابا کو مارا اسی نے مجھے کڈنیپ بھی کروایا ہے۔ لیکن ایسا کوئی کیوں کر رہا ہے۔" افراح نے تجسس میں کہا۔ یہ تو بابا اٹھ کر بتا سکتے ہیں کہ وہ کون ہے۔ پھر میں اس کا وہ حشر کروں "گا کہ تڑپ تڑپ کر مرے گا۔ جس کسی نے میرا خاندان برباد کرنے کی کوشش کی ہے میں بھی اس کا خاندان برباد کر دوں گا۔" فاخر کی



آنکھیں سرخ ہو گئی تھی۔ "کالم ڈاؤن میرے چھوٹے ڈون۔ بابا انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے اور تب میں بھی واپس آ جاؤ گی تم بس ماما کا خیال رکھنا اور پڑھائی پر فوکس کرو۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اللہ ہمارے ساتھ ہے وہ سب ٹھیک کر دے گا۔"

ہمارے کمرے میں تم لوگوں نے آنسو کی برسات کی ہے کیا؟"

امریش نے اندر آتے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں امریش آپي وہ یہ چڑیل بہت رورہی تھی میں تو بس اسے چپ کروا رہا تھا۔" فاخر نے افراح کے سر پر چیت لگاتے کہا۔ افراح نے اسے گھورا تھا۔

اچھا چلو بس کرو ہم کھانا لائیں ہیں۔ کھانا کھا لو تم دونوں بہت تھکے سے " لگ رہے ہو۔ پھر آرام کرنا۔"

-----

کبھی یہ دعا وہ میرا ہے فقط  
کبھی یہ ڈر کہ وہ مجھ سے جدا تو نہیں  
کبھی یہ دعا کہ اسے مل جائیں  
سارے جہاں کی خوشیاں  
کبھی یہ ڈر کہ وہ خوش میرے بنا تو نہیں  
کبھی یہ تمنا کہ بس جاؤ اس کی نگاہوں میں  
کبھی یہ ڈر کہ

اس کی نگاہوں کو کسی نے دیکھا تو نہیں  
کبھی یہ خواہش کہ زمانہ ہو منتظر اسکا  
کبھی یہ وہم کہ وہ کسی سے ملا تو نہیں  
کبھی یہ آرزو کہ وہ جو مانگیں مل جائے اسے  
کبھی یہ وسوسہ کہ

اس نے میرے سوا کچھ مانگا تو نہیں

وہ چھت پر بیٹھا سنہری آنکھوں کو چاند پر ٹکائے گنگنا رہا تھا۔ آج وہ اس  
سے کتنی دور ہو گئی تھی کاش وہ شادی کا نہ کہتا تو آج وہ اس کے پاس ہوتی  
۔ مگر وہ خوش تھا کہ وہ اس سے ناراض نہیں تھی۔ اور واپس بھی آجائیگی  
کچھ دنوں تک، وہ اب اسے وقت دینا چاہتا تھا۔ وہ ابھی اپنے خیالوں میں  
گم تھا جب جیا کی کال آنے لگی۔ اس نے یس کرتے کان سے لگایا۔

، "ہیلو حیدر ملک اسپیکنگ"

حیدر میں جیا بات کر رہی ہوں۔ پاپا بتا رہے تھے افراح گھر سے بھاگ گئی ہے۔ کیا ایسا سچ میں ہوا ہے۔ تم ٹھیک تو ہونا؟" وہ اپنے لہجے میں شہد ڈبو کر پوچھ رہی تھی۔

پرنس بھاگی نہیں ہے۔ ہماری حویلی میں ہے۔ کچھ دن بعد آجائگی۔ اور تم کب سے جھوٹے لوگوں کی باتوں پر یقین کرنے لگی۔ حیدر نے اس کے باپ کو اس کے منہ پر جھوٹا بول دیا تھا۔

جیا کو غصہ تو آیا مگر وہ ضبط کر گئی۔ تم سہی کہہ رہے ہو مجھے سنی سنائی۔ باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔ اور کیا شادی کینسل ہو گئی ہے۔ جیا کو جاننا تھا کہ حیدر اب بھی شادی کر رہا تھا یا نہیں۔۔۔

شادی کیوں کینسل ہوگی۔ جب وہ آئی گی تو ہم ایک بڑا فنکشن کریں " گے اور شادی کر لیں گے ڈیٹس اٹ " حیدر نے خوشی سے کہا۔  
 نہیں اصل میں وہ بھاگ گئی تھی تو "۔۔۔، ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ " حیدر غرایا تھا۔

جسٹ شٹ اپ جیار انا، میں بتا چکا ہوں پر نس بھاگی نہیں ہے تو " تمہیں سمجھ نہیں آرہی ایک بات۔۔۔۔۔ " وہ کہتے ہی موبائل زمین پر مار چکا تھا۔ وہ سائیکو کیس تھا۔ لمحے میں اس کا موڈ بدلتا تھا۔ کبھی بہت اچھا اور کبھی بہت برا، اور ایسے لوگوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے

یس۔۔۔ "رانا ایلفا کے محل میں اس کے روم کے باہر کھڑا تھا جب " ایلفا نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

ایلفا کہف آیا ہے جسے تم نے دبئی سے بلوایا تھا۔ رانا نے اسے ہوڈی پہنتے دیکھ کہا۔ رانا کے علاوہ اسکا چہرہ کسی اور بندے نے نہیں دیکھا تھا۔ اسے ایک گھنٹہ انتظار کرواؤ پھر میں آتا ہوں۔ ایلفا نے مصروف انداز میں اسے چلتا کیا۔ رانا نیچے آیا تو کہف پیر کے اوپر پیر رکھے بیٹھا تھا۔ گورا رنگ، سیاہ آنکھیں میں وحشت، بڑی بڑی داڑھی اور مونچھیں، لگ بھگ چھبیس سے ستائیس سال عمر، وہ دبئی میں ایلفا کے لئے کام کرتا تھا مگر ہامان کے مرنے کے بعد ایلفا نے اسے یہاں بلا لیا تھا۔ ایلفا اپنے غیر ملکی کام کرنے والوں سے آج تک نہیں ملا تھا۔ اس لئے وہ کہف کو آج پہلی بار دیکھ رہے تھے۔ خاصہ پٹھانوں والا لہجہ، "وہ کہہ رہا ہے تم ایک گھنٹہ انتظار کرو گے اسکا"، رانا اسی کے برابر میں بیٹھ گیا۔ اور خفگی سے بولا جب سے ایلفا نے اس کے پیسے لئے تھے تب سے رانا کا دماغ خراب تھا



رانا تم کو نہیں لگتا تم ایلفا سے زیادہ ہوشیار ہو اور اس سے بہتر طریقے " سے امارا کام سمجھا ل سکتے ہو۔ ایلفا کے پاس پیسے کی طاقت زیادہ ہے ورنہ تم کو لیڈر ہونا چاہیے تھا۔ اور ام بھی تمہارا وفاداری کرتا۔ " کہف نے ابھی خاصی چاپلوسی کی تھی۔

تم سہی کہتے ہو۔ مگر اس نے لوگوں میں اپنا ڈر بنایا ہوا ہے۔ اگر اس کا " ڈر اور پیسہ ختم ہو جائے تو وہ کچھ نہیں۔ میں یہ سب اکیلے بھی اچھے سے ہینڈل کر سکتا ہوں۔ مگر کوئی نہیں وہ وقت دور نہیں جب ساری حکومت میری ہوگی۔ اور ایلفا کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ بس تم میرا ساتھ دینا، پھر میں تمہیں بھی مال مال کر دوں گا " رانا نے سنہرے خواب سنائے۔ کہف نے خوشی سے سر ہلایا اسے تو ویسے بھی پیسے سے مطلب تھا۔ وہ دونوں باتیں کم اور ایلفا کی برائی زیادہ کرتے رہے۔ کب ایک گھنٹہ گزرا پتہ نہیں چلا، ہوڈی میں موجود شخص سیڑھیوں سے

اتر تادیکھائی دیا۔ اور آس پاس ایسی خاموشی چھائی جیسے وہاں کوئی زی روح سرے سے موجود نہ ہو۔ آدھا چہرہ اب بھی ہوڈی میں چھپا تھا۔ دائیں ہاتھ میں خنجر تھا۔ وہ آکر ان دونوں کے سامنے پھیل کر صوفے پر براجمان ہوا۔ کہف کی نظر سب سے پہلے ایلفا کے ہاتھ میں موجود خنجر پر پڑی وہ ان خوبصورت چمکتی آنکھوں کو دیکھے گیا۔ اس نے شاید ہی پہلے کبھی اتنی پرکشش آنکھیں دیکھی ہو۔ (وہ بھی ایک خنجر پر)۔۔۔۔

کہف تم ہامان کا سارا کام سنبھالو گے۔ جو کام رکے ہوئے اور مال ڈیلیور نہیں ہوا وہ سب مجھے آج کلیر چاہیے۔ اور جن لوگوں نے پیمنٹ نہیں کی وہ تم مجھے لا کر دو گے کیسے لانا ہے یہ تمہیں اچھے سے پتا ہے۔ بزدل لوگ مجھے پسند نہیں تو بھاگنے کی کوشش مت کرنا اور غداری میں معاف نہیں کرتا۔" ایلفا سب ایک ہی بار میں کہہ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

سرام بھاگنے والوں میں سے فی ہے۔ نڈر اور بہادری امارے خون میں " ہے۔ آپ کا سارا کام ہو جائیگا " کہف نے کھڑے ہوتے پر اعتمادی سے کہا۔ ایلفادو بار اوپر جا چکا تھا۔ رانا اور کہف محل کی حدود سے نکلتے چلے گئے۔ "دھاڑ۔۔۔" یہ کیسی آواز ہے " کہف نے بھیڑیے کی آواز پر ساتھ چلتے رانا سے پوچھا " یہ ایلفا کا جنگلی اور وحشی بھیڑیا ہے۔ اور بھی بہت سے خونخوار جانور اس نے جمع کر رکھے ہیں۔ بس ایک یہی وجہ ہے کہ میں اس سے ڈر جاتا ہوں ورنہ ایلفا کو مارنا میرے لیے مشکل نہیں "۔ اب یہ تم زیادہ بول گیا ہے "۔ کہف نے اسے چوراہوتے دیکھ قہقہہ لگایا "۔ رانا نے جواباً غصے سے گھورا۔ "اچا ایک بات بتاؤ اس کے خنجر پر وہ سیاہ آنکھیں کسی کی ہیں "؟۔ کہف کو تجسس ہوا "اس کی کوئی محبوبہ ہے۔ جس کا جنون اس کے سر چڑھ کر بولتا ہے "۔ رانا کہتے ہی گاڑی میں سوار ہو گیا اور گاڑی فرائے بھرتی آنکھوں سے دور ہوتی گئی۔

فاخر بات سنیں، وہ مجھے پوچھنا تھا کہ افراح یونی نہیں آرہی۔ "فاخر" نے پلٹ کر صنم کی آواز پر قدم روکے۔ وہ سوات سے آنے کے بعد آج یونی آیا تھا۔

ہاں وہ سوات گئی ہے۔ کچھ دن بعد آجائیگی۔ "فاخر نے اجلت میں" جواب دیا صنم نے اس کا جواب سن کر جانے کے لیے قدم بڑھائے۔

صنم سنو، اس دن میں نے جس لڑکے کو مارا تھا تم اسے جانتی ہو۔ "نہیں میں تو نہیں جانتی مگر افراح کی اس سے دوستی تھی۔ میں نے" اسے منع بھی کیا تھا مگر آپ جانتے ہیں وہ کتنی ضدی ہے۔ "صنم نے افسردگی سے کہا۔

ہم ٹھیک ہے۔" فاخر نے سر جھٹکا اور آگے بڑھ گیا۔ صنم گھر آئی تو "کچھ مہمان ان کے صحن میں براجمان تھے۔ وہ ان سب کو سلام کیے بغیر اندر بڑھ گئی۔ یہ تین کمروں کا ایک گھر تھا۔ وہ دو ہی بہنیں تھیں ایک صنم اور اس سے دو سال چھوٹی لیلہ، ان دونوں کا نام ان کی اکلوتی پھوپھو نے رکھا تھا۔ وہ فلموں اور ڈراموں کی شوقین تھیں تبھی ایسے نام رکھے تھے۔ صنم کی اپنی پھوپھو سے بہت بنتی تھی۔ وہ اپنے پھوپھو کی کاربن کاپی تھی۔ جبکہ لیلہ اپنی ماں پر گئی تھی صرف سرمئی آنکھیں اس نے اپنی بہن کی لیں تھیں۔ وہ مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک چھوٹا اور خوشحال گھرانہ۔۔۔" یہ کیا بد تمیزی ہے صنم باہر مہمانوں کو سلام کیے بغیر اندر آکر بیٹھ گئی ہو۔" ملائکہ بیگم نے غصے سے اسے جھاڑا۔



کیوں کروں سلام، جب آپ کو منع کر چکی ہوں کسی غریب گھر میں " شادی نہیں کروں گی تو پھر کیوں ہر روز کسی نہ کسی کو بلا لیتی ہیں آپ، امی میں بتا چکی ہوں میں لو میرج کروں گی۔ میری جان چھوڑیں یار، ہر چیز پر آپ نے پابندی لگا دی ہے۔ آپ نے کہا حجاب کروں وہ بھی کر لیا، آپ نے کہا صنم نماز پڑھو وہ بھی پڑھ لیا، آپ نے کہا صنم سونگ مت سنا کرو وہ بھی کر لیا۔ آپ نے توقید کر دیا ہے یار، ہر چیز پر پابندی، کم از کم شادی مجھے اپنی مرضی سے کر لینے دیں۔ "

صنم بکواس مت کرو، اور پیسہ سب کچھ نہیں ہوتا۔ بہت اچھا رشتہ ہے " دیندار بچہ ہے۔ خوش رہو گی اسکے ساتھ "۔ ملائکہ بیگم نے اسے نرمی سے سمجھانا چاہا۔

امی اتنا اچھا ہے تو لیلہ کی کروادیں مجھے بخش دیں۔ اس دوڑ میں پیسہ ہی " سب ہوتا ہے۔ میں کسی امیر لڑکے سے شادی کروں گی۔ اور اس کے



ساتھ عیش والی زندگی گزاروں گی۔ آپ میری فکر مت کریں میں اپنا اچھا برا سمجھتی ہوں۔" وہ بد تمیزی سے کہہ کر پیر پٹکتی اپنے روم میں چلی گئی۔ وہ روم میں آئی تو لیلہ اس کا موبائل لیے بیڈ پر لیٹی تھی۔ صنم آگے بڑھی اور جھٹ سے اس کے ہاتھ سے موبائل چھینا۔ یہ کس سے پوچھ کر تم گھسی ہو موبائل میں "صنم اس کے منہ پر چیخنی" تھی۔

یہ صرف آپ کا موبائل نہیں ہے۔ ابو نے یہ ہم دونوں کو دلایا ہے "آپی۔۔۔" لیلہ نے جواباً کہا۔

جب میں تمہیں دوں گی تب یوز کرنا، مجھ سے پوچھے بغیر میرے "موبائل کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہے"۔ صنم کو سخت غصہ آرہا تھا۔

آپ نے کسی لڑکے کو افراح آپ کی پک کیوں سینڈ کی ہوئی ہے۔ اور "

آپ لڑکوں سے بات کرتی ہیں۔ یہ بات میں امی کو بتاؤ گی۔" لیلہ نے اسے دھمکی دی۔

جاؤ بتاؤ ڈرتی نہیں ہوں کسی سے، امی کو میں بتا چکی ہوں پسند کی شادی "

کروں گی۔ اور پسند کی شادی کرنے کے لئے کسی سے بات کرنی ہوتی ہے۔ اور آئندہ تم نے موبائل کو ہاتھ لگایا تو ہاتھ توڑ دوں گی تمہارا، اب نکلو کمرے سے " صنم نے اسکا بازو بے دردی سے پکڑ کر باہر نکالا۔

لیلہ نے ملائکہ بیگم کو ایک ایک بات بتائی۔ وہ اس کے کمرے میں آئیں تو صنم اب بھی موبائل سے چپکی تھی۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اس سے موبائل چھینا۔ یہ تم کیا کرتی پھر رہی ہو ہاں، صنم تم پاگل ہو گئی ہو اور یہ افراح کی پک کیوں سینڈ کی ہیں کسی کو تم نے، بالکل ہی شیطان حاوی ہو گیا ہے تم پر۔۔۔ انہوں نے سختی سے ڈانٹا تھا۔

امی وہ میں نے غلطی سے کردی تھی۔ میرا موبائل واپس کریں۔ اور"

رہی بات کسی سے بات کرنے کی تو میں اس لڑکے کو بلا کر چکی ہوں

۔ وہ لڑکا ہاسپٹل میں ہے اسے فخر نے بہت مارا تھا۔ اور آپ مجھے کوئی

امیر لڑکا نہیں ڈھونڈ سکتی تو میں خود ڈھونڈ رہی ہو بس اتنی سی بات ہے۔

اس میں کوئی برائی نہیں ہے" وہ ہٹ دھرمی سے کہہ رہی تھی۔

تمہارے باپ کو آنے دو سب بتاؤ گی۔ یہ جو تم کر رہی ہو نہ بہت غلط"

کر رہی ہو۔ صنم اس سے پہلے میری برداشت جواب دے۔ سمجھل جاؤ

ورنہ بہت برا ہوگا"۔ ملائکہ بیگم کہتی اس کا موبائل اپنے ساتھ ہی لے

گئیں۔۔۔۔

لیلہ تم مر جاؤ۔۔۔۔ "صنم چیختی تھی۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوات کی خوبصورت وادی میں اس سیاہ آنکھوں والی شہزادی کو آئے  
 آج تیسرا دن تھا۔ ان تین دنوں میں وہ پانچ وقت پابندی سے نماز  
 پڑھتی رہی تھی یہاں تک کہ تہجد بھی پڑھ رہی تھی۔ ابھی فجر کی آذان  
 میں کچھ منٹ تھے۔ امریش افراح سے پہلے ہی اٹھ کر وضو کرنے چلی  
 گئی تھی۔ جبکہ افراح گہری نیند میں تھی۔ وہ دونوں ایک ہی روم شیئر کر  
 رہی تھیں۔ وہ روز وڈیو کال پر گھر والوں سے باتیں کرتی تھیں۔ حیدر  
 سے بھی اس نے بات کر لی تھی۔ اس خوبصورت کمرے کی کھڑکی سے  
 باہر اندھیرا چھایا تھا۔

اللہ اکبر اللہ اکبر۔"

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے

موزن بلند آواز میں نماز سے غافل لوگوں کو جگارتا تھا۔ آذان کی آواز پر  
افراح کا دل اور دماغ جاگ اٹھا تھا۔ مگر سیاہ آنکھیں اب بھی نیند میں  
تھیں۔

اب اٹھ بھی جاؤ "دل نے پکارا تھا، وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی"  
ابھی تو آذان ہو رہی ہے تھوڑا اور سو جاؤ "نفس نے دل کو ڈپٹا۔"  
"اللہ اکبر اللہ اکبر"

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے  
افراح اٹھ جاؤ۔ وضو کرنے میں بھی تو ٹائم لگے گا۔ ہدایت پانے والا  
دل ایک بار پھر بولا

ابھی بہت وقت ہے تھوڑا سا سولینے میں کوئی حرج نہیں۔ "نفس"  
برابر جواب دے رہا تھا  
"اشھدان لا الہ الا اللہ"

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں  
 موزن کی آواز بلند ہو کر اس کے کانوں میں آنے لگی  
 ایک بار پھر وعدہ ٹوٹ جائے گا پلیراٹھ جاؤ۔" دل چیخا تھا اسے سوتا  
 دیکھ۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا وہ وعدہ نہیں توڑ رہی تھوڑے دیر بعد اٹھ کر پڑھ لے گی  
 "نفس بھی چیخا تھا اس کے اندر ایک جنگ چل رہی تھی۔  
 "اشھدان لا الہ الا اللہ"

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں  
 آواز بلند ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

اللہ ناراض ہو گا۔" دل نے آخری کوشش کی  
 پانچ منٹ بعد اٹھ کر پڑھ لے گی وہ، ابھی تو بہت وقت ہے۔ تھوڑا سا  
 سونے سے کچھ نہیں ہوتا۔" نفس نے بھی آخری پتہ پھینکا۔



" اشھدان محمد رسول اللہ "

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں  
آواز بلند ہوئی تو اس نے کروٹ بدل لی وہ نفس کی مان چکی تھی تھوڑا سا  
سونے میں کوئی حرج نہیں تھا۔

" اشھدان محمد رسول اللہ "

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں  
دل خاموشی اختیار کر چکا تھا۔ کیا اتنی جلدی ہار گیا تھا۔ نفس اپنی جیت پر  
جھوم اٹھا

" حی علی الصلاة "

آؤ نماز کی طرف

" حی علی الصلاة "

آؤ نماز کی طرف

"حی علی الفلاح"

آؤ کامیابی کی طرف

"حی علی الفلاح"

آؤ کامیابی کی طرف

اسے آوازیں آرہی تھیں۔ مگر وہ اب بھی سوتی رہی۔

"الصلاة خير من النوم"

نماز نیند سے بہتر ہے۔

"الصلاة خير من النوم"

نماز نیند سے بہتر ہے۔

اور یہ سننا تھا، وہ ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول گئی۔ کمرے میں نیم

اندھیرا تھا۔

"اللہ اکبر اللہ اکبر"

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے  
 مجھے نماز پڑھنی ہے۔ اپنے نفس کو ڈپٹا اور بلیںکیٹ خود سے ہٹا کر اٹھ  
 بیٹھی۔ نفس چیخا تھا مگر اس نے اکنور کرتے سائیڈ ٹیبل کے اوپر لگا سوئچ  
 آن کیا۔ کمرہ روشنی سے جگمگایا۔  
 " لا الہ الا اللہ "

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں  
 وہ جب تک وضو کر کے باہر آئی امر لیش نماز پڑھ چکی تھی۔ اور اب  
 قرآن پاک کے سامنے بیٹھی سورہ یسین کی تلاوت کر رہی تھی۔  
 افراح نے نیت باندھی اور فجر کی نماز ادا کی۔ پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے  
 ۔ وہ بے اختیار رودی۔ "میرے پیارے اللہ مجھے معاف کر دے اور  
 میرے گناہ بخش دے۔ مجھے پھر گمراہوں میں سے نہ ہونے دے۔ مجھے  
 بچالیں اللہ پلیز مجھے برائی سے بچالیں۔ مجھے خود سے دور نہ کریں، مجھ پر

رحم کریں۔ مجھے غافلوں میں سے نہ کرنا۔ میں اپنے نفس سے تیری پناہ چاہتی ہوں میرے رب مجھے نیک ہدایت دے میرے اللہ اور پھر اس پر قائم رکھ "پھر وہ کافی دیر ایسے ہی بیٹھ کر روتی رہی۔ جب سارا وجود پر سکون ہو گیا تو وہ اپنے والدین کے لیے تندرستی کی دعا کرتے اٹھی اور امریش کے برابر جا کر بیٹھ گئی۔ پرپل شلوار قمیض اور بڑا سادو پٹہ سر پر باندھے، چہرے پر نور لئے وہ امریش کی تلاوت سن رہی تھی۔ پھر جب وہ پڑھ چکی تو امریش نے قرآن پاک غلاف میں لپیٹ کر لبوں سے لگا کر احترام سے اوپر رکھ دیا۔

امریش آپنی میں ڈر رہی ہوں کہ پھر وعدہ نہ ٹوٹ جائے۔ میں ایسا " نہیں چاہتی مگر شیطان مجھے تنگ کر رہا ہے۔ میں ناکام اور تنہا ہو جاؤں گی۔ دو جہانوں کے مالک سے وعدہ خلافی کر کے میں تو برباد ہو جاؤں گی۔"۔ افراح امریش کی گود میں سر رکھے آہستگی سے کہتے رو دی تھی۔ وہ بہت

حساس ہو رہی تھی وہ پہلے تو ایسی نہیں تھی۔ اب اتنا رونے لگی تھی کہ شاید ہی کبھی ساری زندگی میں اتنا روئی ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ ہدایت پر آنے کے بعد شیطان مزید حملہ آور ہوتا ہے۔ مگر حل صرف ایک ہی ہے توبہ اور بس توبہ۔ جب تم کھلا کھلا شیطان کو چیلنج کرو گی تو وہ تنگ تو کرے گا نہ میرا بچہ، جو لڑکی اس کی مان کر جمعہ جمعہ نماز پڑھتی تھی۔ اب اگر پانچ وقت کی پابندی سے نماز پڑھے گی تو اسے غصہ تو آئے گا۔ بس تمہیں ثابت قدم رہنا ہے پیچھے مت ہٹنا اپنے نفس سے لڑنا۔ ہدایت مل جانے کا مطلب یہ نہیں کہ تم سے کوئی غلطی اور گناہ نہیں ہو گا۔ جو گناہ نہیں کرتے وہ فرشتے ہوتے ہیں۔ اور جو گناہ کر کے اڑ جاتا ہے توبہ نہیں کرتا وہ شیطان کے راستے پر ہے۔ اور جو گناہ کر کے توبہ کر لے وہ آدم کی اولاد ہیں۔ مومن ہیں۔ اللہ کے نیک بندے ہیں" امریش نے کہتے اس کے آنسو صاف کئیے



آپی کیا اللہ شیطان کو مجھ سے دور نہیں کر سکتا تا کہ میں کوئی برا کام نہ " کروں "۔ افراح اب بھوری آنکھوں کو معصومیت سے تکتے پوچھ رہی تھی۔

اگر شیطان دور ہو جائے گا تو پھر تو سب نیک ہو جائیں گے کوئی برا کام " نہیں کرے گا۔ پھر کیسے پتا چلے گا کون ایمان والا ہے کون کتنا نیک ہے اور کون کتنا سچا ہے۔ شیطان تو ہم سب (آدم کی اولاد) کو تنگ کرتا ہے۔ مگر جو ایمان والے ہیں اللہ سے محبت کرتے ہیں وہ شیطان کے وسوسے میں نہیں آتے اور اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھتے ہیں۔ پھر وہی نیک لوگ اللہ کو پاتے ہیں اور انہی لوگوں کے لیے جنت ہے "۔ امریش نے مسکراتے ہوئے سمجھایا "افراح یہ ہی تو آزمائش ہوتی ہے۔ اللہ جنہیں چن لیتا ہے اور جن سے محبت کرتا ہے۔ پھر انہیں آزماتا بھی ہے۔ جب وہ گرتے ہیں تو سمجھال لیتا ہے۔ جب روتے ہیں تو قرآن



کے ذریعے ہمیں دلا سے دیتا ہے۔ وہ پھر ہمیں موسیٰ کی طرح لاڈلہ رکھتا ہے۔ اور ہر طرح سے ہمارے لیے راستے بناتا ہے اور مدد کرتا ہے اور وہی تو بہترین مددگار ہے۔"

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ اب میں اپنے نفس کو بتاؤ گی کہ میں کمزور" نہیں میں اس سے لڑ سکتی ہوں میں اسکی نہیں سنوں گی۔ میں اب صرف اللہ کی مانوں گی انشاء اللہ۔" - افراح اب اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اپنا دوپٹہ کھولنے لگی۔ اسے اتنے دیر دوپٹہ باندھنے کی عادت نہیں تھی۔ انشاء اللہ "امریش بھی کہتے اٹھ کھڑی ہوئی۔"

امریش آپ اب آگے کیا کروں کہ اللہ مجھ سے خوش ہو جائے۔ اور " ہدایت کا باقی سفر کیسے پتا کروں۔" - افراح اسے جاتا دیکھ جلدی سے پوچھ بیٹھی۔

افراح قرآن پاک ہماری ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا ہے۔ اس پاک کتاب میں ہدایت کا سارا راستہ موجود ہے۔ اس پر عمل کرو گی تو اللہ خوش ہو جائے گا۔"

"آپی مجھے شرعی پردہ کرنا ہے، کیسے کروں"

افراح نے امر لیش کا ہاتھ تھامتے پوچھا تھا۔ امر لیش دوبارہ اس کے پاس بیٹھ گئی تھی۔

اے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ "اپنی نظر بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں، بجز اس کے کہ جو خود ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہے اور اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے، شوہر، باپ شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل

جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ مرد جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہو اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوئے ہو، وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے، اے مومنوں تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فلاں پاؤں گے "سورہ النور آیت 31، اب اس آیت کے بعد بھی اگر کوئی عورت پردہ نہ کرے تو وہ نافرمان ہے، گناہ گار ہے، افراح ہم مسلمان عورتیں ہیں، اور جو مسلمان ہوتی ہیں وہ کافروں والا لباس نہیں پہنتی، ہم عام عورتیں نہیں ہیں ہم خاص ہیں تبھی تو ہمیں پردے کا حکم ہے، جو عام ہوتی ہیں انہیں کوئی بھی دیکھ سکتا ہے مگر جو مسلمان ہوتی، مومن ہوتی ہیں، خاص ہوتی ہیں انہیں صرف محرم دیکھ سکتے ہیں، سمجھ رہی ہو۔" اے نبی، اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کے پلو لٹکالیا

کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائیں  
جائیں، اللہ تعالیٰ

غفور و رحیم ہے "سورہ احزاب آیت 59۔ اس آیت میں یہ بات واضح  
ہے کہ پردے کی وجہ سے ہم پہچان لی جائیں گی کہ مومن عورتیں ہیں  
پھر کوئی ہمیں تکلیف نہ دے گا، پردہ ہماری پہچان ہے مطلب جو پردہ  
کرتی ہے وہ فوراً پہچان لی جاتی ہیں کہ وہ اچھی اور مومن عورت ہے اور  
جو پردہ نہیں کرتی کوئی انہیں نہیں پہچان سکتا کہ وہ مومن ہے یا نہیں،  
بلکہ پھر تو یہ بھی نہیں پہچان سکتے کہ وہ مسلمان بھی ہے یا نہیں، کیونکہ  
پردہ مسلمان عورتوں کی پہچان ہے، جب ہم یہ سوچ لیں کہ اللہ کی ماننی  
ہے تو پھر پردہ کرنا یا پھر اللہ کی کوئی بھی بات ماننا مشکل نہیں لگتا، اور  
جب ہم یہ سوچیں کہ "لوگ کیا کہیں گے" تو پھر ہم کچھ نہیں مان سکتے  
، ہم اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور لوگوں کا سوچتے ہیں، یہ جن لوگوں کی

وجہ سے ہم پردہ نہیں کرتی وہ لوگ نہ دنیا میں کام آتے ہیں اور نہ آخرت میں، حشر والے دن ایک ماں بھی اپنے بچے کو نہیں پہچانے گی، تب کیا ہم اللہ سے یہ کہیں گی کہ لوگوں کی وجہ سے پردہ نہ کر سکی اور تب وہ لوگ تمہیں پہچاننے سے انکار کر دیں گے۔ ہم اس دنیا میں بہت کم وقت کے لیے آئے ہیں اور اس کم وقت میں ہمیں اللہ کو راضی کرنے کا سوچنا چاہیے نہ کہ یہ سوچیں کہ لوگ کیا کہیں گے، جو لوگ جو کہتے ہیں کہنے دیں، ان کی باتوں سے ہمیں فرق نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ وہ ہماری قبر میں جواب دینے نہیں آئیں گے۔ وہ ہمیں جہنم کی آگ سے بچانے نہیں آئے گے۔ ہماری پہلی ترجیح اللہ کی ماننا ہے، نہ کہ لوگوں کی، اور پھر ان لوگوں میں ہمارے ماں باپ بھی شامل کیوں نہ ہو، جہاں ہم صحیح ہو وہاں ہمیں لڑنا چاہیے۔ اپنے پردے کے لئے مرنا ہو تو مر جانا چاہیے۔



آپی مگر پھر سب کہیں گے کہ پہلے تم ایسی تھی اور اب پردہ کرنے لگ گئی "افراح نے دل کی بات بتائی۔

کہنے دو افراح، "ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے"، مگر جانتی ہو اللہ کہے گا "کہ "وہ میری بندی ہے جس نے میری محبت میں پردہ شروع کر دیا اب بتاؤ تمہاری لئے کس کی بات اہم ہے؟ تمہیں اللہ نے کیوں پیدا کیا ہے؟، کیا مقصد ہے تمہارا اس دنیا میں آنے کا؟ بتاؤ تمہیں اللہ نے کیوں بنایا؟ کیا مقصد ہے تمہاری زندگی کا؟"

اللہ کی عبادت کرنے کے لئے پیدا ہوئی ہوں، اپنے رب کو راضی کرنا "میرا مقصد ہے، اور میرا لئے اللہ کی ماننا اہم ہے لوگوں کی باتیں نہیں،



اور میں اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوگی، میں آج اللہ سے وعدہ کرتی ہوں میں پردہ کروں گی اور اب مجھے کوئی نا محرم نہیں دیکھ سکے گا انشاء اللہ "وہ ایک عزم سے بولی تھی۔ سیاہ آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی۔ امریش اسکی بات پر اسکا ماتھا چوم گئی تھی۔

ایلین وہ کہاں موجود ہے ابھی اس وقت "ایلفا نے نرمی سے کال پر " دوسرے سے پوچھا

ایلفا، میم اپنی حویلی میں ہے۔ اب تک کہی پر نہیں گئی ہیں۔ جیسے ہی " میم باہر آئیں گی میں آپ کو اطلاع کر دوں گا۔ میں ان پر نظر رکھ رہا ہوں "۔ ایلین نے اپنے انگریزی لبوں لہجے میں جواب دیا۔

اس کی نظروں میں مت آنا وہ جہاں جائے اس کی سیفٹی کا خیال رکھو"  
گے اب اسے کچھ ہوا تو تمھاری نسل اس دنیا سے ختم کر دوں گا۔" ایلفا  
اب بھی نرمی سے بولا تھا۔

سریوڈونٹ وری ائل کیتر اباوٹ ہر، ایلین نے تھوک نگلا"

اپنے چار لوگوں سے کہو کہف کے ساتھ کام کرے اور اس کی پل پل  
کی خبر چاہیے مجھے۔ باقی جتنے بھی آدمی ابھی دوسرے ملک سے آئے ہیں  
سب کی ڈیٹیل سینڈ کرو مجھے۔ تمھارے پاس دو گھنٹے ہیں، ناؤ ہری اپ  
----" ایلفانے کہہ کر کال کٹ کر دی

ایلین اس خوبصورت حویلی پر نظر ڈالتا اپنے قدم اپنے چھوٹے سے " گھر کی طرف بڑھا گیا "۔ اسے اپنے کام کر کے واپس حویلی پر نظر رکھنی تھی۔ حویلی کے اندر موجود وہ سیاہ آنکھوں والی شہزادی کیچن میں امریش کے ساتھ کھڑی مدد کم اور کام زیادہ بگاڑ رہی تھی۔

افو وہ امریش آپی مجھے دیں میں کٹ کرتی ہوں آپ اکیلے کتنا کام کریں " گی "۔ افراح نے امریش سے سلا د کے پتے لیتے کہا۔ وہ یہاں فارغ تھی۔ اسے فارغ بیٹھے رہنے کی عادت نہیں تھی۔

اچھا ٹھیک ہے کرو مگر خیال سے ہاتھ مت کاٹ لینا۔ " امریش نے " اس کے سیاہ گیلے بال پیچھے سے کیچر میں قید کرتے کہا۔ " ماشاء اللہ تمہارے بال بہت پیارے ہیں۔ ایسے بال ہمارے خاندان میں کسی کے

بھی نہیں ہیں۔ تمہارے بال نہ زیادہ کرل ہیں اور نہ سیدھے۔ افراح تمہارے بال بس نیچے سے کرل ہوتے ہیں۔ بس اللہ نظرے بد سے بچائے۔ بالوں کو چھپا کر رکھا کرو سمجھ گئی۔" امریش اب اسے نصیحتیں کر رہی تھی۔ اس کے خود کے بال کمر تک تھے۔ مگر افراح کے کمر سے بہت نیچے تک تھے۔

اچھا امریش آپی آج کوئی خاص بات ہے کیا۔ اتنی تیاری کیوں ہو رہی ہے؟  
ہیں حویلی میں "افراح کو تجسس ہو رہا تھا۔" آج جمعرات ہے اور آج کے دن مورے ساری عورتوں اور بچوں کو بلا کر دعوت کرتی ہیں۔ پہلے مردوں کے لیے بھی ہوتا تھا مگر جب سے بابا سائیں کا انتقال ہوا ہے تب سے نہیں ہوتا مگر جب عرش آتے ہیں تو وہ کروا تے ہیں۔ اب تو دیگ بھی آنے والے ہوں گے۔ ہم بھی بس یہ سب کرنے کے بعد تیار ہو کر

انہی کے پاس بیٹھے گے۔ اچھا ہے تم بھی سب سے مل لو گی بہت اچھا وقت گزرتا ہے۔" امریش محبت سے کہہ رہی تھی۔

اچھا پھر تو واقعی مزا آتا ہو گا۔ عرش واپس کب آئے گے۔ آپ کی " شادی بھی تو ہونی ہے نہ، میں چاہتی ہوں مجھ سے پہلے آپ کی شادی ہو جائے تاکہ میں بہت سارا انجوائے کر سکوں، کتنا مزا آتا میں اپنی بہن کی شادی میں سب کچھ خود کرتی "۔ افراح بہت ہی ایکسائٹڈ ہو گئی تھی۔ "کیوں نہیں میرا بچہ، تم ضرور سب کرنا آخر ہماری ایک ہی تو بہن ہے۔ اور عرش کا کچھ پتا نہیں ہوتا جب انہیں چھٹی ملتی ہے آ جاتے ہیں۔" امریش اب ایک ایک ڈشیز سیٹ کر رہی تھی۔ ان کا تقریباً کام ہو چکا تھا۔ اور مہمانوں کے آنے میں تھوڑا وقت تھا۔ اب انہیں تیار بھی ہونا تھا۔ "اچھا چلیں سب ہو گیا ہے۔ ہم تیار ہو جاتے ہیں۔ ورنہ مورے آپ







آج تھوڑا بخار تھا اس لئے یونی نہیں گئی، کیا آپ مجھے مس کر رہے تھے؟

۔۔ صنم کی دلکش آواز ابھری "اگر کہوں ہاں مس کر رہا تھا تو مان لو گی

۔۔ "فاخر بھی مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ ان کی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ اور

افراح کے ہی موبائل سے وہ صنم سے بات کرتا تھا۔ کیا دن اور کیارات

بس جب فارغ ہوتا اس سے باتیں کرتا رہتا اور وہ خود بھی ایسا ہی چاہتی

تھی۔ اب فاخر آزاد تھا وہ اکیلا ہو گیا تھا اس لئے صنم سے دوستی کر لی تھی

۔۔ اسے روکنے ٹوکنے والی ماں بیمار تھی۔ ہر وقت سر پر سوار رہنے والی

بہن سوات چلی گئی تھی۔ اور باپ ویسے ہی اسے بے خبر سو رہا تھا۔ تو وہ

کیونکر ان سب چکروں میں نہ پڑتا۔ اب کوئی نظر رکھنے والا نہیں تھا وہ

آزاد تھا۔ باتیں کرتے صبح ہو جاتی تھی۔ اور پھر تھوڑے دیر سونے کے

بعد یونی چلے جاتا تھا۔ خان پبلس سے تھوڑا دور ہی وہ اپنے سرمی آنکھوں

سے باتوں میں مگن تھی۔ وہ خوش تھی۔ وہ اپنا کو بمشکل کھولے فاخر

موبائل لڑ جھگڑ کر اپنی ماں سے لے چکی تھی۔ اسے فاخر مل گیا تھا جو امیر بھی تھا۔ اور اس کا دوست کا بھائی بھی۔ افراح تو پہلے ہی بہت معصوم تھی۔ افراح کو بے وقوف بنانا صنم کے لیے پہلے بھی مشکل نہیں تھا۔ وہ آرام سے فاخر کے پیلس اور جائیداد پر راج کر سکتی تھی۔ بس فاخر کو اپنے ہاتھ میں لینا تھا۔ ان چلاک سرمی آنکھوں کے ساتھ برابر میں لیٹی ایک اور معصوم سرمی آنکھیں جاگ رہی تھی۔ وہ لیلہ تھی صنم کی بہن، وہ ایک ہفتے سے نوٹ کر رہی تھی صنم سوتی نہیں ہے۔ اور اب وہ ارادہ کر چکی تھیں اپنی ماں کو بتائی گی۔ صنم ہاتھوں سے نکل رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی اس کی بہن کے ساتھ کچھ برا ہو یا کوئی نا محرم اس کا فائدہ اٹھائے۔ صنم کو روکنا بہت ضروری تھا۔ معصومیت بھری سرمی آنکھیں جانا تھا۔ صبح اطمینان سے دوبار آنکھیں موند گئی اسے صبح کالج بھی تو کے ساتھ بچے لیلہ کی آنکھ کھلی۔ وہ فوراً سے اٹھی۔ صنم کے بات کرنے

کی وجہ سے اسکی بھی نیند خراب ہو رہی تھی۔ اور وہ فجر نہیں پڑھ پارہی تھی۔ صنم اب ہی سونے کے لیے لیٹی تھی شاید، لیلہ نے جلدی سے وضو کر کے فجر کی قضا ادا کی پھر تیار ہو کر باہر آئی۔ اس نے ایک ایک بات ماں کے گوش گزار دی تھی۔ کیونکہ یہی سہی وقت تھا بات کرنے کا اگر صنم کے سامنے بولتی تو صنم نے اس کا قتل ہی کر دینا تھا۔ وہ ساری بات بتا کر کالج چلی گئی۔ صنم دوپہر کے بارہ بجے سو کر اٹھی اور یونی کے لیے تیار ہوئی۔ فاخر کو بھی اسی ٹائم آنا تھا۔ وہ آج باہر لنچ کرنے والے تھے۔ اس لیے وہ خوب تیار ہو رہی تھی۔ مسکراہٹ چہرے سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔ ابھی وہ تیار ہو رہی تھی کہ ملائکہ بیگم اندر داخل ہوئیں۔

صنم یہاں آؤ بات کرنی ہے مجھے، انہوں نے سوچا تھا وہ نرمی سے بات "کریں گی۔ تاکہ وہ سمجھ جائیں۔ اور اچھی بیٹیوں کی طرح رہے

امی ابھی لیٹ ہو رہا ہے۔ آکر بات کروں گی آپ سے اور میرا کھانا"

نہیں بنائیے گا میں اپنا رات کا کھانا لے کر ہی آؤں گی۔ وہ جلدی جلدی کہتی

اپنا بیگ اٹھا کر نکلنے لگی۔ مگر اپنی ماں کی غصے بھری آواز پر رکتا پڑا۔

میں کہہ رہی ہوں مجھے ابھی بات کرنی ہے۔ اور یہ کس خوشی میں اتنا"

میک اپ تھوپا ہے تم نے، یہ وہاں پڑھنے جا رہی ہو یا فیشن شو میں"

انہوں نے سختی سے ٹوکا تھا۔ صنم نے ایک آہ بھری اور خاموشی سے آکر

بیٹھ گئی۔

امی میں کوئی چھوٹی بچی ہوں جو صرف منہ دھو کر نکل جاؤں، وہاں"

سب ہی میک اپ کر کے آتی ہیں۔ ایک تو اتنی پابندی کوئی ساس نہیں

لگاتی ہوگی جتنی آپ نے مجھ پر لگا رکھی ہیں۔" اب جلدی بولیں دیر ہو

رہی ہے۔

اپنا موبائل دو اور پاسور ڈھٹاؤ، یہ کس سے پوچھ کر لگایا ہے۔ یہ لیلہ کا۔  
بھی موبائل ہے پھر اسے کیوں نہیں دیتی ہو۔ اسے پڑھائی کے لئے بھی  
"چاہیے ہوتا ہے۔"

تو اس نے آپ کو آگ لگائی ہے۔ ایک تو آپ کو صرف وہ سچی لگتی ہے۔  
اور میں جھوٹی۔۔۔ جب دیکھو لیلہ یہ لیلہ وہ، سب کچھ لیلہ ہی ہے  
آپ کے لیے، "وہ چالاکی سے باتوں کا رخ موڑ رہی تھی تاکہ موبائل نہ  
دینا پڑے۔ وہ تیز تھی شروع سے، وہ اپنی بھولی ماں پر نہیں اپنی پھوپھو پر  
گئی تھی۔"

ہاں لیلہ ہی ہے۔ اب موبائل دو۔ تمہارا موبائل کا کوئی کام نہیں ہے۔  
"



آپ میرے موبائل کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہیں۔ دے دوں گی میں "

اسے یوز کرنے بس اب میں جاؤ۔ اتنی فضول باتوں کے لیے مجھے لیٹ کر وار ہی ہیں " وہ اب بھی بد تمیزی سے بولی تھی

تم رات کو کس سے باتوں میں لگی ہوتی ہو " ابھی صنم تھوڑا سا ہی آگے

بڑھی تھی جب آواز کانوں میں پڑی۔

میں کسی سے کیوں رات میں بات کروں گی " صنم نے ہڑ بڑاہٹ میں "

کہا۔

صنم سچ بولو گی تو جانے دوں گی ورنہ تم یونی نہیں جاؤ گی ۔"

فاخر سے بات کرتی ہوں۔ اور اس سے ہی شادی کروں گی ۔" صنم

نے اب ہتھیار ڈال دیئے تھے

ٹھیک ہے اسے کہورشتہ بھیجے اور لے جائیں تمہیں۔ " انہوں نے "

اطمینان سے کہا۔



امی اتنی جلدی سب نہیں ہوتا تھوڑا صبر کریں ابھی تو بات شروع کی " ہے۔ ایک تو اس گھر میں بندہ کوئی چیز نہیں چھپا سکتا۔ مجھے سمجھ تو لینے دیں وہ میری کتنی مانتا ہے اور آگے میری کتنی سنے گا۔ مجھے پہلے ہر چیز کنفرم کرنے دیں پھر کہوں گی رشتے کا۔ اور ویسے بھی آپ کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں جو میری شادی کا سوچ رہی ہیں۔ مجھے بہت مہنگا جہیز اور بہت سارے زیور چاہیے تو اس لیے پہلے آپ وہ سب جمع کریں پھر میں شادی کر لوں گی "۔ صنم نے کہتے ہی باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ تمہیں شرم آتی ہے ماں کو ایسے کہتے ہوئے "۔ انہوں نے افسوس سے " کہا۔ صنم سنی ان سنی کیسے نکلتی چلی گئی تھی۔ ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد لیلہ گھر لوٹی تھی۔ اس نے فریش ہونے کے بعد ناشتہ کیا۔ وہ دو ٹائم ناشتہ کرتی تھی۔ ایک صبح اور ایک کالج سے آنے کے بعد پھر کھانا بنایا۔ صنم تو ہوتی نہیں تھی اور وہ اپنی بوڑھی ماں سے کھانا نہیں بنوا سکتی تھی۔

اس لیے خود بناتی تھی۔ پھر کھانا کھانے کے بعد نماز پڑھ کر اپنا کالج کا کام کرنے لگی ابھی وہ کام کر رہی تھی کہ رومیو (پھوپھو کا بیٹا) آکر اس کی گود میں بیٹھ گیا۔ وہ پانچ سال کا گولومولو بچہ تھا۔ ان کا گھر زیادہ دور نہیں تھا اس لیے وہ روز اس ٹائم پر ان کے گھر آتا تھا۔ لیلہ نے اسے گھورا پھر اپنی گود سے اٹھا کر اپنے برابر میں فرش پر بٹھا دیا۔ وہ منہ بسور کر اپنے پھولے ہوئے رخسار کو مزید پھلا گیا۔

میرے پیارے بھالو آج بہت کام ہے کل کھیلیں گے۔ "لیلہ اپنے" کام میں مصروف اسے کہنے لگی۔

رومیو اس کی بات سن کر اپنے دونوں ننھنے ہاتھوں کو سر کے نیچے رکھتے چت لیٹ گیا۔ اب لیلہ اپنا رخ مورتی تو اس کا چہرہ دیکھ سکتی تھی جواب بھی پھولا ہوا تھا۔

لیلہ میں بڑا کب ہوں گا۔ اپنی سرمی آنکھوں کو گھماتے پوچھنے لگا وہ " ایسے پوچھ رہا تھا جیسے یہ سوال بہت پریشان کر رہا ہو۔ لیلہ آپ کی کہو "۔ لیلہ نے تنبیہ کی۔ وہ صنم کو صنم آپ کی کہتا تھا مگر لیلہ کو " صرف لیلہ۔۔۔۔۔

بتائیں نہ کب بڑا ہوں گا "۔ وہ اب خفگی سے پوچھ رہا تھا۔ " بڑا ہو کر کون سا عظیم کارنامہ سرانجام دینا ہے تم نے "۔ لیلہ اب بھی " اپنے کام پر جھکی تھی۔

آپ سے شادی کروں گا "۔ وہ اب زرا اثر مارتے ہوئے بولا تھا۔ لیلہ " نے اس کی بات پر نظریں اٹھا کر اسے ایسے دیکھا جیسے جن دیکھ لیا ہو۔ رومیو آج پھوپھو نے دوائی نہیں پلائی "۔ وہ کہتے ہی لوٹ پوٹ ہو کر " ہنسنے لگی۔ رومیو اسے ہنستا اور اپنا مزاق بننا دیکھ فوراً اٹھ کر ایک دیوار کے پاس جا کر منہ پھیر کر بیٹھ گیا وہ بتانا چاہتا تھا وہ ناراض ہو گیا ہے۔ لیلہ

کے پیٹ میں درد ہو گیا تھا ہنس ہنس کر اور سرمی آنکھوں میں پانی آ گیا تھا  
پھر وہ تھوڑا سمجھلی اور رومیو کو اٹھا کر گود میں بیٹھایا وہ اب بھی مسکرا  
رہی تھی۔

میرا پیارا بھالو ناراض ہو گیا۔ "وہ اس کے رخسار پر پیار کرتے ہوئے"  
پوچھنے لگی۔ سرخ و سفید بھالو کے رخسار فوراً سرخ ہوئے۔ وہ اپنا منہ  
پھلایے ویسے ہی بیٹھا رہا۔ سرمی آنکھوں میں پانی جمع ہو گئے تھے۔ لیلہ  
نے اس کے آنسو دیکھ کر اس کے پیٹ میں گد گدی لگانی شروع کر دی۔  
وہ روتے روتے ہنسنے لگا۔

میرا پیارا بھالو مجھ سے کیوں شادی کرنا چاہتا ہے؟ "لیلہ نے اس کے  
رخسار کھنچتے پوچھا

آپ مجھے سب سے اچھی لگتی ہیں، ماما سے بھی زیادہ، صنم آپ سے بھی " زیادہ، سب سے زیادہ اچھی لگتی ہیں اسی لیے، میں چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ رہے میرے گھر میں "، وہ معصومیت سے وجہ بتانے لگا۔ اچھا تو یہ بات ہے۔ مگر "، لیلہ نے شہادت کی انگلی ٹھوڑی پر رکھتے سر " ہلایا۔

مگر کیا "، وہ قدرے پریشان ہوا تھا۔ " بھالو تم تو بہت چھوٹے ہو تم بڑے ہوتے تو میں شادی کر بھی لیتی "۔ " لیلہ اب سیریس انداز میں بولی تھی۔ " میں بڑا ہو جاؤ گا جلدی، بہت جلدی بڑا ہو جاؤ گا سچی "۔ وہ لیلہ کا چہرا " اپنے ننھے ہاتھوں میں تھام کر منانے کی کوشش کرنے لگا " اچھا ٹھیک ہے جب تم بڑے ہو جاؤ گے تب تم سے شادی کر لوں گی " " لیلہ اب اسے گود میں اٹھائے کیچن کی طرف بڑھی تھی۔ وہ اس کا



اقرار سنتے ہی کھل اٹھا تھا۔ اب وہ ایک چھوٹی سی چٹیر پر بیٹھا لیلہ کو  
میکرونی بناتے دیکھ رہا تھا۔

پھپھو کے ساتھ فلمیں اور ڈرامے کم دیکھا کرو بھالو، بہت بگڑ گئے ہو۔  
اور میں ایک بگڑے ہوئے لڑکے سے شادی نہیں کروں گی۔ لیلہ  
میکرونی بائل کرتے ہوئے اسے کہہ رہی تھی۔

جب بڑا ہو جاؤ گا اور شادی کر لوں گا تب نہیں دیکھوں گا ابھی تو میں  
چھوٹا ہوں۔ اور ماما کارٹون لگاتی ہی نہیں فلمیں ہی لگاتی ہیں تو میں بھی  
وہی دیکھ لیتا ہوں۔ وہ اپنی چھوٹی سی پاکٹ سے ایک ٹافی نکال کر لیلہ  
کو دینے لگا اور پھر ایک خود کھالی۔ لیلہ نے ٹافی لے کر سائیڈ پر رکھی اور  
اسے گھورا۔ وہ معصومیت سے سر جھکا گیا۔ وہ اسے اچھی بھی لگتی تھی۔  
مگر وہ اس کی ناراضگی سے ڈرتا بھی تھا۔



وہ بہت تیز دماغ کا مالک ہے ان دنوں میں جتنے کام تم لوگوں نے بگاڑے تھے وہ سب سمجھال چکا ہے۔ "کہف سے کہو آ کر مجھ سے انعام لے جائے۔ اور جو ملین کی پیمنٹ لانی ہے وہ بھی اسے سمجھا دو کیونکہ یہ تم لوگوں کے بس کی نہیں ہے۔" ایلفا اپنی مخصوص ہوڈی پہنے اپنے چار آدمیوں اور رانا سے محو گفتگو تھا۔ وہ ایلین سے کہف پر نظر رکھوا رہا تھا۔ اس کے کام میں کوئی جھول نہیں تھا۔ اس نے واقع ایلفا سے وفاداری نبھائیں تھی۔

ایلفا وہ رات میں آئے گا۔ اور جو آرمی والوں کے دو بندے پکڑے ہیں وہ ٹارچر سیل میں ہے۔" رانا نے اسے آگاہ کیا۔

ٹھیک ہے "ایلفا نے دو انگلیوں کے اشاروں سے سب کو چلتا کیا۔" رات کے دس بجے یہ ٹارچر سیل کا منظر ہے۔ ایلفا سامنے بندھے ایک میجر کو مار چکا تھا جبکہ دوسرا زندہ تھا مگر ان لوگوں نے ایک لفظ منہ سے

نہیں نکالا تھا وہ مر سکتے تھے۔ مگر اپنا راز نہیں دے سکتے تھے۔ روم میں ایلفا سمیت چار لوگ اور کہف بھی موجود تھا۔ کہف کی سیاہ آنکھوں میں آج بھی وہی وحشت تھی جو پہلے روز سے تھی۔

آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ بتادو تمہاری جان بخش دوں گا۔ اس بار "سامنے زنجیروں سے بندھا میجر ہلکا سا مسکرایا تھا۔ پھر اپنے لب کھولے۔ وہ بہت زیادہ زخمی حالت میں تھا۔

موت اور زندگی میرے اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ مجھے زندہ رکھنا "چاہے گا تو تجھ جیسے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اور اگر وہ موت دینا چاہے تب بھی تو مجھے زندہ نہیں رکھ سکتا۔" ایلفا نے اس کی بات پر اپنا خنجر اس کے سینے پر رکھا۔

تم جیسے دلیر لوگ مجھے بہت پسند ہے میجر، مگر کیا کروں میری فطرت "میں ہے جو میرے آگے نہیں جھکتا پھر میں اسے زندہ نہیں رہنے دیتا۔"

ایک جھٹکے سے اس نے خنجر سینے میں گھونپ دیا تھا۔ کہف نے سیاہ آنکھیں جھکالیں تھیں۔

-----

سوات کی وادیوں میں افراح خان کے قہقہے گونج رہے تھے۔ حویلی کے سب سے چھوٹے بیٹے کی چھوٹی اور آخری اولاد تھی وہ، دعوت کے بعد افراح، امریش، نوری اور مورے سب عورتوں کے ساتھ بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ افراح کے آنے سے وہاں رونق لگی ہوئی تھی۔ رات ہوتے ہی وہ لوگ سب کورخصت کر کے اپنے اپنے روم میں چلے گئے کیونکہ سب بہت تھک چکے تھے۔ امریش اپنے روم میں آئی تو افراح قرآن مجید ٹیبل پر رکھے چئیر پر بیٹھی تھی۔ ایک موٹار جسٹر، کلرز، گلیٹرز، شیٹ کے فلاورز، ہائلٹس اور باقی اسٹیشنری کا سامان موجود تھا۔

افراح سونا نہیں ہے۔ اب بس کرو، باقی صبح کر لینا اور آخر لکھ کیا رہی " ہو۔ "۔ امریش اب اس کے پاس کھڑی پوچھ رہی تھی۔ امریش نے نوٹ کیا تھا وہ پہلے دن سے یہ کر رہی تھی۔

یہ دیکھیں یہ میں نے خود بنایا ہے۔ میں روز تھوڑا پڑھتی ہوں اور پھر " اس میں لکھتی ہوں جو مجھے سمجھ آتا ہے اور جو سمجھ نہیں آتا وہ موبائل سے سرچ کر لیتی ہوں۔ مجھے پتا ہی نہیں تھا کہ سوشل میڈیا پر بھی آیت کی تفسیر اور مطلب ہوتے ہیں۔ کیونکہ میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا۔ آپ کا موبائل بہت اچھا ہے اس میں ساری اچھی چیزیں آتیں ہیں۔ "۔ افراح نے سیاہ آنکھوں کو معصومیت سے جھپکتے کہا۔

جو موبائل میں اچھی چیزیں دیکھتا ہے اس میں وہی موجود ہوتی ہیں۔ " اور جو بری دیکھتا ہے اس کے موبائل میں بری ہی ہوتی ہے۔ یہ ہم پر ڈیپینڈ کرتا ہے کہ ہم کیا دیکھنا چاہتے ہیں پھر ہمارا موبائل ہمیں وہی دکھاتا ہے

۔ اور ہمیں بھی دکھاؤ تم نے کیا لکھا ہے "۔ امریش اب اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔ اس کا وہر جسٹراٹھایا جس پر فلاورز والا ایک پیپر شیٹ کو ر لگا تھا جو خوبصورت دکھ رہا تھا۔ اور سامنے "راہ ہدایت" لکھا تھا۔ یہ بہت پیارا لگ رہا ہے۔ جب سارا لکھ لوگی تو پھر ہمیں پڑھنے کے لئے دینا امریش کی بھوری آنکھیں سرشار ہوئیں تھی۔

امریش آپنی میں آپ کو پڑھ کر سناتی ہوں۔ افراح نے رجسٹر کافرنت پیج کھولا۔

: پہلا صفحہ

پہلے صفحے پر خوبصورتی سے یہ لکھا تھا۔

" بسم اللہ الرحمن الرحیم "



شروع کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

اور ساتھ کلرز اور گلیٹرز سے پیچ ڈیکوریٹ تھا نہایت دلکش اور پیارا۔  
:دوسرا صفحہ

صفحہ کے بالکل پیچ پر یہ لکھا تھا اور کلرز سے الفاظ خوبصورت نظر آ رہے تھے۔

خدا ناراض کر بیٹھے  
یہ ہم سب کیا کر بیٹھے

بہت پرواز کر بیٹھے



خداناراض کر بیٹھے

بہت مصروف رہتے تھے  
ہواؤں پر حکومت تھی

تکبر تھا کہ طاقت تھی  
بلا کی بادشاہی تھی

سبھی مصروف تھے ایسے  
کہ ایک ہستی بھلا بیٹھے

خداناراض کر بیٹھے

جگہ جگہ آنسوؤں کے نشان تھے۔ اور صفحے کے نیچے ایک خوبصورت  
بلیک اور اسکاٹی بیلوکلر کی تتلی بنی تھی۔

: تیسرا صفحہ

" و من شر غاسق اذا وقب "

میں پناہ مانگتی ہوں رات کے شر سے جب وہ چھا جاتی ہے "سورہ فلق"  
آیت ۳

اس آیت میں رات کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ آپ جانتی ہیں کیوں؟  
میں بتاتی ہوں۔ رات کو اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور رات میں ہی گناہ زیادہ  
ہوتے ہیں۔ دن کے مقابلے میں، کیونکہ ہم تنہا ہوتے ہیں۔ آپ یہ تو

جانتی ہیں کہ لوگوں کی موجودگی میں ہم انسان پھر بھی کم گناہ کرتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے۔ مگر رات کے وقت نفس ہمیں زیادہ برائی کی طرف کھینچتا ہے۔ اور جب ہمارے آس پاس بھی کوئی موجود نہیں ہوتا تب ہم گناہ کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ اندھیرا ہمیں لوگوں کی نظروں سے اوجھل رکھتا ہے۔ ہم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اللہ تو ساتھ ہے۔ کوئی انسان تو نہیں مگر ہمارا رب ہمیں دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اسی لیے "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ عشاء کے بعد سو جایا کرو"، جو جاگتا ہے وہ یقیناً گمراہ ہوتا ہے۔ اور پھر راتوں رات ہم موبائل یوز کرتے ہیں۔ پھر صبح فجر میں ہمارے کئے گئے گناہ ہمیں اٹھنے نہیں دیتے ہیں۔ پہلے مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ میں فجر میں کیوں نہیں اٹھ پاتی مگر اب معلوم ہوا کہ رات کو دیر سے سونے سے ہم صبح نہیں اٹھتے تھے۔ شیطان ہمیں اٹھنے ہی نہیں دیتا تھا۔ ہم تو ایسے ہیں کہ رات

کو جاگتے ہیں اور فجر پر سوتے ہیں۔ تو پھر کیسے ہمیں سکون میسر آ سکتا تھا۔ رات تو اللہ نے سونے اور آرام کے لئے بنائی ہے۔ اور فجر کا وقت تو جاگنے کے لیے ہوتا ہے۔ اسی طرح سارے جادو، چوریاں، ڈکیتیاں اور ہر برا کام انھیرے میں کیا جاتا ہے۔ اسی لئے رات کے شر سے مانگی گئی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ عشاء کی نماز کے بعد سو جایا کریں اور فجر سے پہلے تہجد کے وقت آٹھ کر تہجد پڑھیں اور پھر فجر پڑھ کر اپنے دن کا آغاز کریں۔

بنے تھے۔ leaves صفحے کے سائڈوں پر گلیٹرز سے خوبصورت

:چوتھا صفحہ

اور بیج شیٹس کو کٹنگ کر کے اسے صفحہ کے بالکل اوپر لگایا ہوا تھا، اس کے نیچے سے لائنز بنائے ہوئیں تھیں جیسے آگ کے شولے گر رہے ہو

۔ اور نیچے اور تیج اور ریڈ کلرز سے نہریں بنی ہوئی تھیں۔ اور درمیان میں  
کٹ مار کر سے یہ لکھا تھا۔

۔ جہنم 1

۔ لظی 2

۔ سقر 3

۔ حطمہ 4

۔ جاہیم 5

۔ سعیر 6

۔ ہاویہ 7

ناموں کے درمیان میں ایک انمول موتی کا نشان باقی تھا۔ شاید وہ  
روتے ہوئے لکھتی رہی تھی۔

یہ منظر دیکھ کون نہیں روتا۔ وہ منظر دیکھ ہر نفس روئے۔

: پانچواں صفحہ

" ان مع العسر يسرا "

" بے شک مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے "

سورہ النشراح آیت 6

اس آیت میں اللہ فرماتا ہے کہ مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ بھلا کیسے، جب مشکل آتی ہے تو آسانی تو نہیں آتی نہ۔ مجھے بھی یہی لگتا تھا کہ جب مشکل آئی تو صرف مشکل ہی آئی، مگر ایسا نہیں ہے، یہ غلط ہے۔ میں آپ کو اپنی زندگی سے مثال دیتی ہوں کہ جب مشکل آئی تو ساتھ



آسانی کیسے آئی۔ جب بابا کو چوٹ لگی یہ ایک مشکل تھی میرے لیے  
 میرے خاندان کے لیے، مگر بابا زندہ رہے اللہ نے انہیں بچا لیا یہ ایک  
 بہت بڑی آسانی ہے کہ اللہ نے میری سن لی مجھے آسانی سے نوازا،  
 ڈاکٹر زجواب دے چکے تھے مگر میرے اللہ کا وعدہ سچا ہے اس نے مجھے  
 آسانی سے نوازا میرے بابا کو زندگی دی۔ میں مطمئن ہوں کہ وہ سانس  
 لے رہے ہیں اور اللہ کے کرم سے ٹھیک بھی ہو رہے ہیں۔ پھر میرا بچہ  
 بیمار ہو گیا۔ اس کے لئے بھی ڈاکٹر زجواب دے چکے تھے۔ وہ اتنا چھوٹا  
 ہے کہ میں اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ میرے رب نے تب  
 بھی میری سن لی۔ مجھے آسانی سے نوازا دیا وہ بالکل پہلے جیسا ہو گیا۔ یہ  
 میرے لئے ایک بڑی آسانی تھی جس سے اللہ نے مجھے نوازا۔ حالانکہ  
 میں اس وقت نافرمان، وعدہ خلاف اور گنہگار تھی۔ اللہ نے تب بھی  
 مجھے نہیں چھوڑا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ میرا پیارا اللہ اپنے گناہگار

بندوں کی بھی سنتا ہے۔ انہیں بھی تنہا نہیں کرتا تھام لیتا ہے۔ پھر میں درندوں میں پھنس گئی۔ میں وہاں مر سکتی تھی۔ برباد ہو سکتی تھی۔ مگر میرے رب نے مجھے محفوظ رکھا ان ظالموں سے آج میں زندہ ہوں۔ اللہ نے میرے لیے آسانی کی ہے۔ مشکلات خود پیدا ہوتی گئی اور میرا رب مجھے آسانیوں سے نوازتا گیا۔ اور بے شک مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔



آیت کے اوپر کلاؤڈ بنے تھے۔ جن کے نیچے لڑیوں کی صورت چاند اور ستارے بنے تھے۔ وہ ایک خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔ وہ کہتے کہتے رودی تھی۔ امریش نے آگے بڑھ کر اسے پیار سے گلے لگایا۔ اس کے سیاہ بالوں کو سہلایا پھر جسٹر بند کر کے ایک بلیک پرنٹ کے

کور میں ڈالا۔ افراح کو لئے اٹھ گئی اب وہ اسے سلا دینا چاہتی تھی وہ  
دونوں کافی تھکی ہوئیں تھیں۔

-----

صنم بتاؤ کیا کھاؤ گی۔" فاخر نے سامنے بیٹھی سرمئی آنکھوں والی لڑکی  
کو دیکھتے کہا۔ وہ دونوں ریسٹورینٹ میں بیٹھے تھے شام کا وقت تھا وہ لوگ  
یونی سے یہی آئے تھے۔

جو آپ کھلا دیں گے کھالوں گی۔" وہ اپنے بالوں کی لٹ انگلی میں  
گھماتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "اوکے میں خود کر دیتا ہوں۔" فاخر نے  
ویٹر کو آرڈر لکھوا کر بھیجا۔ صنم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر ٹیبل پر رکھے  
فاخر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ فاخر نے غیر محسوس انداز میں اپنا ہاتھ اس  
کے ہاتھ سے نکالا "وہ میں کہہ رہا تھا کہ تمہاری بہن سے میں ملا تھا جب

وہ ہمارے گھر آئی تھی تم سے کافی الگ ہے وہ، آنکھوں کے علاوہ تم میں اور اس میں بہت فرق ہے ایسا کیوں؟

ہاں وہ تھوڑی بے وقوف ہے اسکا بھی بچپنا ہی ختم نہیں ہوا۔ اور "تھوڑی بورنگ بھی ہے اسے فیشن کا لف بھی نہیں معلوم، اور وہ مجھ سے کم خوبصورت بھی ہے۔ ویسے آپ کو ہم دونوں میں کیا فرق لگتا ہے۔" (فاخر کہہ نہیں سکا کہ وہ باحیا اور معصوم ہے جو تم نہیں ہو)۔

ہاں میں بھی یہی کہہ رہا تھا کہ دونوں میں زمین، آسمان کا فرق ہے۔ آپ ہمیشہ لیلہ کی ہی بات کیوں کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی بات کرنی چاہیے۔" صنم نے نوٹ کیا تھا وہ لیلہ کی بات بہت کرتا تھا۔

کھانا آگیا ہے چلو کھاتے ہیں۔ حیدر بھائی کی کال آرہی ہے مجھے جلدی "جانا ہے"۔ فاخر اب کھانا شروع کر چکا تھا۔ وہ کھانا کھا کر اپنے گھر کے لئے نکل چکے تھے۔ وہ جب گھر آیا تو فریش ہونے کے بعد چھت پر ہی

آگیا کیونکہ حیدر وہی انتظار کر رہا تھا۔ اس لڑائی کے بعد وہ لوگ آج بات کر رہے تھے۔ سنہری آنکھوں میں زرا سی سرخی تھی۔ حیدر ملک نے کافی کاکپ فاخر کو پکڑایا۔

تم کیا ناراض ہو۔ میں تھپڑ نہیں مارنا چاہتا تھا تمہیں، مگر میں پرنس کے لیے پوزیسو ہوں یہ تم بھی جانتے ہو۔"

آپ نے ٹھیک ہی کیا۔ میری غلطی تھی اسے بھگانے کا آئیڈیا بھی میرا تھا۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ آپ نے اپنی جگہ ٹھیک ہی کیا۔"

پرنس سے بات ہوئی تمہاری وہ کب آرہی ہے واپس، "سنہری"

آنکھوں نے سیاہ آنکھوں کو دیکھتے پوچھا۔

ہاں بات تو روز ہوتی ہے۔ کیوٹو، مماء، بابا سب سے وڈیو کال پر روز وہ"

بات کرتی ہے۔ کہہ رہی تھی ایک دو دن تک آجائگی۔ آپ سے بات نہیں ہوتی کیا؟"



کبھی کر لیتی ہے اور کبھی کہتی ہے بڑی ہوں بات نہیں کر سکتی۔"

سنہری آنکھیں غمگیں لگ رہی تھی۔

آپ فکر نہ کریں وہاں کافی دن بعد گئی ہے اس لیے ٹائم نہیں مل رہا ہو"

گا۔" فاخر نے جواباً کہا

ہمم، اور تم کس لڑکی کے ساتھ گھوم پھر رہے ہو یہ کیا چکر ہے۔" وہ"

رعب سے پوچھ رہا تھا۔

آپ میری جاسوسی کرواتے ہیں۔" فاخر نے خفگی سے پوچھا۔"

ہاں کرواتا ہوں، ظاہر ہے ابھی ماموں یہاں موجود نہیں تو تم سب"

میری ذمہ داری ہو۔" حیدر نے مسکراتے کہا

جب گھر سے نکال رہے تھے تب آپ کی ذمہ داری نہیں تھا۔" فاخر"

ناراضگی سے بولا تھا۔



تب بھی تم پر نظر تھی۔ کہانا میری ذمہ داری ہو۔ اب بتاؤ کون ہے وہ" لڑکی، پہلے تو تم کسی لڑکی کے ساتھ نہیں دکھے۔"

کوئی نہیں ہے صرف دوست ہے۔ اسے بھوک لگی تھی تو ریسٹورینٹ "لے گیا تھا بس اتنی سی بات ہے۔ جب کوئی چکر ہو گا تو شادی کروں گا ڈائریکٹ، فل حال تو ایسا کوئی سین نہیں"۔ وہ کہہ کر نیچے چلا گیا۔ حیدر کچھ دیر کھڑا رہا، پھر اپنا موبائل نکال کر افراح کو کال کی۔ (وہ امریش کا ہی موبائل یوز کر رہی تھی) جب اسے کال ریسپونڈ نہیں کی تو یہ لکھ کر اسے سینڈ کر دیا۔

ہر احساس میں تو ہے"

، "ہر اک یاد میں تیرا افسانہ

سر میں آپ کو ساری انفوسینڈ کر چکا ہوں، ایلفا کا سارا کام بھی سمجھ گیا۔"  
 ہوں، مگر کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملا ہے۔ اور اب تک اس نے اپنی منہ  
 دیکھائی بھی نہیں کروائی جو وہ جلد کروادے گا۔ "ہیزل آنکھوں والا  
 لڑکا اپنے بے ترتیب حلیے میں کیچن میں موجود اپنی کافی بنا رہا تھا۔ وہ  
 سوات سے کراچی آچکا تھا۔ کراچی میں ایک چھوٹا سا فلیٹ تھا جہاں وہ  
 ابھی رہ رہا تھا۔ ابھی وہ اپنے مشن کے حوالے سے کال پر ڈسکس کر رہی رہا  
 تھا جب مین گیٹ کی بیل بجی۔  
 میجر خانزادہ آئی ایم پر اوڈ آف یو، امید ہے اللہ تمہیں کامیاب کرے گا۔"  
 ۔ اور ایک بات یاد رکھو تم ایک سیکریٹ لیجینٹ ہو، کسی کو بھی تمہاری  
 "شناخت کا پتہ نہ چلے۔"

آئی نو سر، میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔ ہیزل گرین"  
 آنکھوں والے لڑکے نے کال ڈسکنیکٹ کر کے مین گیٹ کہ طرف

قدم بڑھائے۔ کون ہو سکتا تھا یہاں کا تو کسی کو ایڈریس بھی نہیں معلوم تھا۔ اور وہ اپنے اصل حلیے میں تھا یہاں کوئی اسے جانتا بھی نہیں تھا۔ وہ سوچ رہا تھا اور پھر اس نے گیٹ کھول دیا۔ اور اچانک اس کے منہ پر تیج پڑا تھا۔ وہ تیار نہیں تھا اس لیے زمین پر چیت گر گیا تھا۔ اگلے لمحے وہ کھڑا ہوا تھا اور مارنے والے لڑکے کا کالر پیچھے سے پکڑا۔ ابھی خان اسے مارتا کہ وہ لڑکا پلٹا اور خان کو زور سے دھکا دیا پھر دروازہ اس نے خود بند کیا۔ تم تم یہاں کیا کر رہے ہو، اور میرے گھر تک کیسے آئے۔ وہ کھڑا ہوتا حیرانی کے عالم میں بولا، خان کو زبردست شاک لگا تھا۔ میں میرا دی شاہ ہوں، تم کیا سمجھے تھے مجھے کچھ بتائے بغیر غائب ہو جاؤ گے اور میں ڈھونڈ نہیں سکوں گا۔ میں جس سے دوستی کرتا ہوں آخری سانس تک نبھاتا ہوں تمہاری طرح بے وفا نہیں ہوں۔ کہ پلٹ کر پوچھا بھی نہیں، ہادی اسے ویسے ہی حیران چھوڑے کیچن کی طرف

گیا اور اس کی بنائی کافی پینے لگا۔ "ہادی میرا دماغ نہیں خراب کرو یا ر  
یہاں سے جاؤ۔" خان اسے یہاں ہر گز نہیں رکنے دے سکتا تھا۔ اس  
کی اپنی جان خطرے میں رہتی تھی۔ ہادی کا یہاں رہنا اسے بری طرح  
پھنسا دیتا۔

تمہیں میں نے اتنے مشکل سے ڈھونڈا ہے وہ تو اچھا ہوا میرے پاس "  
پیسے بہت ہیں تبھی تمہارا پتالگ سکا۔ اور میں تو نہیں جا رہا، اور افراح  
کہاں ہے تم نے مجھے کچھ بھی نہیں بتایا، خانزادہ تم سے بہتر تو دشمن  
ہوتے ہیں۔" ہادی نے کرلی بالوں میں ہاتھ پھیرا اور اس کے روم کی  
طرف قدم بڑھائے ہیزل گرین آنکھوں والے لڑکے نے اسے پھر  
سے پیچھے سے پکڑ کر کمرے میں جانے سے روکا۔ "ہادی ہم باہر چلتے ہیں  
پھر بات کرتے ہیں۔" وہ جان گیا تھا ہادی اس کی جان ایسے نہیں  
چھوڑنے والا۔

کیوں گھر میں کیا خرابی ہے۔ ویسے بھی تم تو اکیلے رہتے ہو۔ اور بتاؤ۔"  
افراح کہاں ہے۔ تم اسے بچانے کے لیے رکے تھے نہ۔"۔ ہادی شاہ نے  
اسکا ہاتھ جھٹکا۔

میرے روم میں ہے جاؤ مل لو،" اس نے جل کر کہا۔"  
آریوسیریس وہ تمہارے روم میں کیسے ہو سکتی ہے۔"  
جب تمہیں پتا ہے وہ یہاں نہیں ہو سکتی پھر کیوں پوچھ رہے ہو۔"  
خان اسے کھینچتا ہوا بالکونی تک لایا تھا تاکہ وہ دوبارہ اسکے روم میں نہ  
جائے۔

تو پھر کہاں ہے۔"۔ ہادی نے پھر پوچھا۔"  
مجھے کیا معلوم، بہن وہ تمہاری ہے اور پوچھ مجھ سے رہے ہو۔ اپنے گھر"  
میں ہوگی اور کہاں ہونا ہے۔ کبھی اپنی عقل کا استعمال کر لیا کرو، اوہ  
"سوری میں تو بھول گیا تھا کہ تمہارے پاس عقل ہے ہی نہیں۔۔۔۔"



اچھا چلو اس کے گھر چلتے ہیں۔ تمہیں ایڈریس تو معلوم ہو گا۔ افراح"

نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس سے ملنے آؤ۔۔۔۔۔" ہادی فوراً تیار ہوا تھا۔

نہیں کیا میری شکل پر پاگل لکھا ہوا ہے جو کسی لڑکی کے گھر منہ اٹھا کر"

" چلا جاؤ۔ وہ بھی بن بلائے

تو کوئی مسئلہ نہیں اپنا منہ گھر پر رکھ کر چل لو"، ہادی نے قہقہہ لگایا۔"

ہادی اگر ساری بکواس ہو گئی ہے تو چلے جاؤ اور مجھے اسکے گھر کا ایڈریس"

نہیں معلوم، اس لئے میری جان چھوڑو"۔ ہادی اور افراح سے وہ ہمیشہ

زچ ہو کر رہ جاتا تھا۔ اسے فضول سننے اور فضول بولنے کی ہر گز عادت

نہیں تھی

اچھا ٹھیک ہے تو جب تک میں اس سے مل نہیں لیتا تب تک تمہارے"

گھر رہوں گا کیونکہ یہاں تو میرا کوئی گھر ہی نہیں ہے اور یہاں تم بھی

میری کمپنی انجوائے کر سکو گے۔ ویسے یہ فلیٹ بہت چھوٹا ہے۔ مگر میں



ایڈ جسٹ کر لوں گا۔" ہادی وہاں سے نکل کر کیچن کے باہر والے  
ایئرے میں آگیا تھا جہاں دو سنگل صوفے اور ایک چھوٹا سا ٹیبل رکھا تھا  
۔

یہ فلیٹ میرا نہیں ہے۔ رینٹ کا ہے اور تم یہاں نہیں رہ سکتے۔" خان  
بھی اس کے پیچھے آکر ایک صوفہ سمجھال چکا تھا۔  
تم بورنگ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کنجوس انسان بھی ہو۔ چلو میں  
رینٹ دے دوں گا اب خوش اور کچھ مہمان نوازی تو کرو میری تمھارا  
اکلوتا دوست ہوں،" ہادی اب ٹیبل پر پڑے فروٹ سے انصاف کر رہا  
تھا۔

مجھے کوئی رینٹ نہیں چاہیے شاہ، بس تم یہاں نہیں رہ سکتے۔ اور تم تو  
ویسے بہت امیر بنتے ہو تو جا کر کسی ہوٹل میں رہو۔ میرے چھوٹے سے

فلیٹ میں تم جیسا امیر زادہ کیسے رہے گا۔" خان کی برداشت جواب دے گئی تھی وہ کسی بھی طرح چاہتا تھا ہادی یہاں سے چلا جائے۔  
آج مجھے یقین ہو گیا تم مجھ سے واقعہ پیار نہیں کرتے۔" ہادی نے  
انتہائی غمگین ہوتے اپنے نادیدہ آنسو صاف کیے۔

میں بھلا تم جیسے آدمی سے کیوں پیار کروں گا ابھی اتنے برے دن  
نہیں آئے مجھ پر، مطلب عجیب، شاہ بہت ہو گیا اب یہاں سے نکلتے ہو یا  
دھکا دے کر نکالوں۔" خان نے اب اسے غصے سے کہا تھا  
اچھا ٹھیک ہے چلا جاؤ گا تم تو رونے لگ جاتے ہو۔ بس آخری کام کر دو  
تمہیں یاد ہے افراح نے مجھے اپنا نمبر یاد کروایا تھا مگر میں بھول گیا  
ہوں کچھ نمبرز، تم نے بھی تو سنا تھا مجھے بس نمبر بتادو میں اس سے ایک  
دفعہ مل لوں گا تو مجھے اطمینان ہو جائے گا۔"

او کے تم لکھو میں بتاتا ہوں مجھے لاسٹ کے ڈیجیٹ یاد ہیں۔" خان نے کہا۔ وہ کسی بھی طرح اسے جلد یہاں سے بھیجنا چاہتا تھا اور مجھے اسٹارٹ کے یاد ہیں چلو ڈائل کرتا ہوں کیا پتا وہ اٹھالے۔" شاہ نے اپنا موبائل نکالتے نمبر ملا یا بیل جا رہی تھی۔

ہیلو اسلام و علیکم۔" ہادی نے نرمی سے کہا۔

و علیکم سلام کون بات کر رہا ہے،" فاخر کی نیند میں ڈوبی آواز ابھری تھی۔ وہ نیند سے اٹھا تھا

یہ افراح کی آواز ایسی تو نہیں تھی۔ کہیں غلط نمبر تو نہیں بتایا تم نے۔" خان،" ہادی نے خان کے کان میں سرگوشی کی بات تو کرو اس سے کہ وہ کون ہے۔" خان نے بھی گھور کر کہا۔

موبائل اسپیکر پر تھا تبھی وہ دوسری طرف کی آواز سن سکتا تھا

کوئی کچھ بولے گا یا میں رکھ دوں پتا نہیں صبح صبح کس کو میری یاد آئی"  
ہے۔" فاخر نے نیند میں ہی کہا تھا  
تمہاری یاد نہیں آئی۔ مجھے افراح خان سے بات کرنی ہے۔ اور تم کون  
ہو؟"

آپ کو افراح خان سے کیا بات کرنی ہے۔ اور کال آپ نے کی ہے تو"  
آپ بتائیں آپ کون ہیں۔"  
میں میرہادی شاہ ہوں۔ اور میری بہن کا موبائل تمہارے پاس کیا کر"  
"رہا ہے۔ شاہ کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ افراح کو جانتا تو ہے۔

افراح آپ کی بہن ہے، آج تک مجھے لگتا تھا کہ وہ میری بہن ہے۔"  
آپ نے تو مجھے نئی بات بتائی ہے۔" فاخر کی ساری نیند اڑ گئی تھی۔

تم فاخر بات کر رہے ہو۔ ہاں اس نے بتایا تھا اس کا ایک ٹوئن بھائی ہے " جو بد تمیز ہے مگر کیا کریں گزارا کرنا پڑتا ہے۔ شاید تم وہی ہو "، ہادی نے ہنستے ہوئے کہا

آپ کون ہیں اور ہمیں کیسے جانتے ہیں "۔ فاخر الجھ گیا تھا۔ وہ تو کسی " میر ہادی شاہ کو نہیں جانتا تھا۔

یہ تم افراح سے پوچھ لینا بھی میری اس سے بات کروادو "۔ شاہ نے جلدی میں کہا

وہ تو یہاں نہیں ہے میرا مطلب ہے وہ سوات میں ہے۔ اور کیا آپ " مجھ سے مل سکتے ہیں ایک بار، " فاخر نے اپنے بیڈ سے اٹھتے کہا

اوکے تم بتاؤ کہاں ملنے آؤ۔ اور میں اپنے ایک دوست کو بھی ساتھ لاؤ " گا۔ ٹھیک ہے تم مجھے لوکیشن سینڈ کرو میں آتا ہوں "۔ ہادی نے کہہ کر کال کٹ کر دی تھی۔ خان نے اسے گھور کر دیکھا " یہ تم کس خوشی میں



مجھے اپنے ساتھ لے کر جاؤ گے، میں کہیں نہیں جا رہا۔ اور تم بھی نکلنے کی  
"کرو یہاں سے۔۔۔۔"

تمہارے تو اچھے بھی چلے گے، ہادی کہتے ہی اس کے روم میں چلا گیا  
تھا اور اندر سے لاک کر گیا تھا۔ اس نے یہ کام اتنی جلدی میں کیا تھا کہ  
خان دیکھتا رہ گیا تھا۔

ہادی باہر نکلو ورنہ میں جان سے مار دوں گا۔ "روم میں اسکی ڈیٹیل اور"  
مشن کی ساری فائلز موجود تھیں۔ وہ باہر کھڑا غصے سے دھاڑا تھا  
تم ساتھ چلو گے تب ہی میں باہر آؤ گا اب بتاؤ چلو گے یا نہیں، "ہادی"  
نے اندر سے ہنسنے ہوئے کہا

ہاں ٹھیک ہے میں چل لوں گا تمہارے ساتھ دروازہ کھولو۔۔۔ "وہ"  
ہارمانے والے انداز میں بولا تھا۔ اگلے ہی پل دروازہ کھلا تھا اور ہیزل

گرین آنکھوں والے لڑکے نے کرلی بالوں والے لڑکے کو پکڑ کر باہر کھینچا تھا اور اب وہ دونوں زمین پر لیٹے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ وہ دونوں ڈولمین مال کے فوڈ کوٹ میں بیٹھے تھے۔ جب فاخر آتا دیکھائی دیا۔ شاہ اس کی سیاہ آنکھوں سے اسے دور سے ہی پہچان گیا تھا۔ شاہ کے ہاتھ سے اشارہ کرنے پر فاخر ان کی طرف بڑھ گیا تھا۔ تقریباً شام کا وقت تھا مال میں گہما گہمی تھی۔

اسلام و علیکم ہادی بھائی، "فاخر نے آگے بڑھ کر ہادی کو گلے لگایا تھا وہ" ہادی سے بات کرنے کے بعد افراح سے بات کر چکا تھا۔

وعلیکم سلام یار تم تو افراح سے بہت ملتے ہو۔" ہادی نے اس کے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔

تھینک یو سوچ اسے پروٹیکٹ کرنے کے لیے میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔  
 آپ نے وہ کیا اس کے لیے جو شاید ہی کبھی کوئی کرتا۔" فاخر اسے لگے  
 ہی ہلکا سا بولا تھا اور پھر دور ہو کر خان کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔  
 یہ میرا دوست ہے۔ اور اس کا نام تو مجھے بھی نہیں معلوم، تمہیں۔  
 افراح نے اسکا بھی بتایا ہو گا یقیناً، ہادی شان نے ہیزل گرین آنکھوں  
 والے لڑکے کے برابر میں بیٹھتے کہا۔ فاخر بھی بیٹھ چکا تھا۔ اور پھر خان  
 کی طرف دیکھ کر طنزیہ کہا۔ "تو آپ بھی وہاں موجود تھے اور میری بہن  
 کو وہ سب کہنے والے بھی آپ ہی تھے" وہ ہیزل آنکھوں کو ناراضگی  
 سے دیکھتا کہہ رہا تھا۔ اسے افراح نے ایک ایک بات بتائی تھی۔  
 وہ کیوں شکوہ نہ کرتا۔۔۔۔۔

ہاں میں نے کہا اور کچھ غلط نہیں کہا۔ ہیزل آنکھوں کو جیسے فرق ہی  
 "نہیں پڑا تھا۔ تم بھی اس کی طرح جزباتی اور امیچیور ہو فاخر۔۔۔۔۔"

ہیزل آنکھوں نے جیسے صفائی دینی چاہی تھی۔  
 آپ کو آپ کی میچیورٹی مبارک ہو بھائی۔۔۔۔۔ "فاخر نے منہ موڑ"  
 لیا تھا۔ صاف صاف وہ ناراضگی کا اعلان کر رہا تھا۔  
 یہ تم لوگوں کو کیا ہو گیار یلیکس، میں اس لیے نہیں لایا خان کو یہاں "  
 کہ پرانی باتیں یاد کریں۔ ہادی نے گفتگو کا تناو کم کرنے کی کوشش کی۔  
 "اور فاخر بتاؤ میری بہن کیسی ہے۔ تم اسے ساتھ ہی لے آتے ہیں بھی  
 اس سے مل لیتا۔"

ہادی بھائی وہ ابھی گھر ہی نہیں آئی ہے وہ سوات ہی رک گئی ہے آج "  
 اسے لینے جاؤں گا۔ پھر آپ گھر آکر مل لیجیے گا۔ اور بتائیں کیا کھائیں گے  
 آپ"، فاخر نے خان کو بلکل اگنور کرتے ہادی سے پوچھا

تم کیوں کھلاؤ گے خان ہے نہ بہت امیر پارٹی ہے خان کی طرف سے "

ہم دونوں کی ٹریٹ ہے آج، تبھی تو آیا ہے یہ ہیر و ہمارے ساتھ، سہی

کہہ رہا ہوں نہ میں، "شاہ نے خان کی طرف دیکھتے ہنستے ہوئے کہا

تم کبھی غلط کہتے ہو بھلا ہادی شاہ "، اس نے شاہ کو دانتوں میں پیسا تھا۔ "

چلو بریانی منگوا لیتے ہیں۔ کراچی کی بریانی بہت اچھی ہوتی ہے، ہے نہ "

" فاخر

جی ہادی بھائی آپ بھی افراح کی طرح بریانی کے شوقین لگتے ہیں۔ "

خان بریانی کا آرڈر دینے جا چکا تھا وہ واپس آیا تو فاخر اور ہادی بے تکلف

ہو کر (فضول) باتوں میں مگن تھے۔ اور ان باتوں میں ہادی کی تعریفیں

سرفہرست تھیں جو خود ہادی کر رہا تھا۔ تھوڑے دیر بعد وہ کھانا کھا کر

فارغ ہو چکے تھے۔ اور ابھی کو لڈرنگ سے انصاف کر رہے تھے کہ

ہادی کا موبائل رینگ ہوا



ہیلو اسلام و علیکم جی آرہا ہوں۔ ہاں بس آرہا ہوں "ہادی نے ساری"  
کو لڈرنک ایک سانس میں ختم کی اور پھر کھڑا ہو گیا اسے جانا تھا۔  
اچھا فخر مجھے افراح کا کوئی نمبر ہے تو دے دو جو وہ یوز کر رہی ہو۔ نیچے"  
میرا دوست آگیا ہے مجھے لینے وہ ویٹ کر رہا ہے سوا بھی تو جانا ہو گا۔ انشاء  
"اللہ زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔"

بھائی آپ اپنا موبائل دیں میں سیو کر دیتا ہوں۔ وہ بھی آپ سے بات"  
کرنا چاہ رہی تھی۔" فخر نے کہتے ہی نمبر سیو کیا اور پھر گلے ملا۔ اب  
ہادی، خانزادہ سے مل رہا تھا۔

تم نے تو کہا تھا یہاں تمہارا کوئی گھر اور کوئی دوست نہیں ہے۔" خان نے اسے گلے لگتے گھورتے کہا

ہاں تو میرا گھر تو لاہور میں ہے۔ یہاں تو میرے جاننے والوں کے گھر ہیں اور ریلیٹیوز کے، میں نے کہا تھا میں تمہارا واحد دوست ہوں، جبکہ میرے دوست تو بہت ہیں۔" ہادی نے قہقہہ لگایا۔

تم بہت بڑی فلم ہو شاہ۔" خان نے دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا

میرا باپ بھی یہی کہتا ہے خان۔۔۔" وہ قہقہہ لگاتا ان کی نظروں سے او جھل ہو گیا۔ اب ٹیبل پر صرف فاخر اور خان بیٹھے تھے۔

میں اپنی بہن کو ڈھونڈ رہا تھا اور آپ نے مجھے نہیں بتایا وہ وہاں تھی۔" فاخر کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

میں بھی وہاں قید تھا میں کیسے بتا سکتا تھا۔" ہیزل آنکھیں بے تاثر تھیں۔

آپ نے بعد میں بھی نہیں بتایا کہ آپ نے اسے بچایا ہے۔ اور آپ " نے اسے ڈانٹا بھی، آپ نے اسے ہرٹ کیا وہ آپ کو نہیں جانتی مگر آپ تو جانتے تھے کہ وہ میری بہن ہے۔ " فاخر غصے سے بولا تھا۔

میں نے اسے ہرٹ نہیں کیا فاخر، میں نے اسے ساری زندگی ہرٹ " ہونے سے بچایا ہے۔ اور یہ بات تمہیں سمجھ نہیں آئی گی۔ جب میں اپنے خاندان کی لڑکی کو ایسی جگہ دیکھوں گا تو مجھے غصہ آئے گا اور میں ایسا کہوں گا۔ تم اتنے لاپرواہ کیسے ہو گئے تم نے کیسے اسے اکیلے جانے دیا۔ تم اپنی ساری غلطی مجھ پر نہیں ڈال سکتے۔ میں نے اپنے مشن میں ہونے کے باوجود اسے پروٹیکٹ کیا ہے۔ اسے حویلی تک پہنچایا میرا یہ کام نہیں تھا صرف تمہاری بہن کی وجہ سے میں نے اپنا پلان چینج کیا۔ آج تک مجھے اپنے مشن میں سوری کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی مگر صرف

اور صرف افراح خان کی وجہ سے میں نے سوری کی ہے۔ اور پھر تم مجھ سے کہہ رہے ہو کہ میں نے اسے ہرٹ کیا ہے

فاخر اس کی بات سن کر فوراً سے آکر اس کے کندھے سے لگا تھا۔ "آئی

"ایم سوری بھائی

او کے کوئی بات نہیں، اب مجھے جانا ہے ویسے ہی ہادی کی وجہ سے بہت

"سار اٹائم ویسٹ ہو گیا ہے۔

آپ کا سب کچھ آپ کا کام ہے کبھی اپنے لوگوں کو بھی وقت دیا کریں

۔ یہ آپ بہت غلط کرتے ہیں ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔" فاخر نے شکوہ کیا

خان اسکا رخسار تھپتھپاتے ہوئے چلا گیا تھا ابھی فاخر نکلنے لگا تھا جب

افراح کی کال آنے لگی۔

"ہاں بولو آرہا ہوں بس تم تیار رہو۔۔۔۔۔"

میرے پیارے بھائی ہونہ فاخر "افراح نے بہت پیار سے کہا تھا۔"

افراح کام کی بات کرو مجھے پتا ہے میں کتنا پیارا ہوں۔ کیا چاہیے صاف "

" صاف بتاؤ۔۔۔۔۔

نہیں کیا کچھ چاہیے ہو گا تبھی تمہیں پیارا بولوں گی ایسا سمجھتے ہو مجھے "

۔۔۔۔۔ " وہ خفگی سے بولی تھی۔

" بلکل ایسا ہی سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔ "

میں نے تمہیں کچھ سامان کی لسٹ سینڈ کی ہے وہ سب لے کر آنا ورنہ "

میں کراچی نہیں جاؤ گی۔ سمجھ گئے۔ " افراح نے اپنے مطلب کی بات

کی۔

یار ابھی اتنا وقت نہیں ہے کہ شاپنگ کروں تم آکر خود ہی لے لینا۔ "

فاخر کو فوراً غصہ چڑھا تھا



نہیں میں نے کہہ دیا نہ، لے کر آنا اگر نہیں لاؤ گے تو سوات سے"  
 واپس نہیں جاؤ گی پھر سوچ لو تم گھر پر کیا جواب دو گے سب کو  
 -----"

افراح میں،،،" ابھی وہ بول رہا تھا کہ وہ کال کاٹ چکی تھی۔"  
 اللہ ایسی جلا د بہن کسی کو نہ دے اب اس کے سامان کے چکر میں دو"  
 گھنٹہ خوار ہونا پڑے گا۔



افراح نے کال کٹ کر کے امریش کو موبائل پکڑا دیا۔ وہ دونوں باغ  
 میں بیٹھی تھی۔ جہاں ایک خوبصورت فوارہ لگا تھا اور ساری باغ کے  
 کے خوبصورت پھول lily of the vellay اطراف میں

لگے تھے۔ وہ پھول افراح کو بہت پسند تھے یہ پھول حویلی میں اسکے پیدا ہونے پر لگائے تھے فیروز خان نے جواب تک ویسے ہی لگے تھے۔

امریش آپنی یہاں سے جانے کا بلکل دل نہیں کر رہا مگر ماما بابا اور سب "کی یاد بھی بہت آتی ہے اس لیے جانا ضروری ہے۔ کاش ہم سب یہی رہتے۔ اور ہم سب یہاں سے گئے ہی کیوں؟" افراح نے امریش کو سیاہ آنکھوں سے تکتے پوچھا

ہمیں زیادہ یاد تو نہیں مگر اتنا یاد ہے کہ پھوپھو وہاں کراچی میں اکیلی ہو "گئی تھیں اور حیدر تم سے بہت البسیڈ تھا جیسے ابھی ہے۔ پھر وہ لوگ ایک دن حویلی آئے تب تم اور فاخر پانچ سال کے تھے۔"

ماضی

سوات کی وادیوں میں ایک سرخ و سفید بچی اپنے رخسار پھلائے رو رہی تھی۔ وہ افراح خان تھی۔ پہاڑوں پر چلتے اور کھیلتے اسکے پیر پر چوٹ لگی تھی۔ بارہ سالہ عرش اور سات سالہ امریش اس کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ فاخر کو حویلی میں چھوڑ کی ہی وہ سب باہر کھیلنے آگئے تھے۔ "افراح اٹھو گھر چلتے ہیں ورنہ مورے مارے گی۔" امریش نے افراح کو کھڑا کرنے کی کوشش کرتے کہا۔ اج ان کی پھپھو آرہی تھیں انہیں حویلی جلدی پہنچنا تھا، جبکہ عرش اس کے پیر کو دیکھ رہا تھا اور اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ اچانک حیدر ملک وہاں بھاگتا آیا تھا اور اسنے اپنی پرنسس کو نیچے پیر پھیلائے بیٹھے روتے دیکھ عرش کو دور دھکا دیا تھا۔ امریش خود ہی پیچھے ہو گئی تھی۔ "میری پرنسس کو چوٹ لگا دی تم لوگوں نے دور ہٹو" وہ چلا کر کہتا افراح کو گود میں اٹھائے حویلی اس کے راستے کی طرف بڑھا۔ وہ شروع سے چاہتا تھا پرنسس

ساتھ رہے ان لوگوں کے ساتھ نہیں، اور آج اسی کی ضد پر وہ لوگ  
حویلی آگئے تھے۔ فیروز خان اپنی بہن کی اتنی منتوں اور گزارش پر  
کراچی جانے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ فاریہ خان بھی حویلی کے ماحول  
میں نہیں رہ پار ہی تھیں تو وہ بھی راضی ہو گئی اور پھر اس دن وہ سب  
کراچی چلے گئے۔



حال

پھر ہمارا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ مگر حیدر نے تمہیں کبھی سوات نہیں آنے  
دیا اسے لگتا تھا اگر تم یہاں آئی تو واپس نہیں جاؤ گی۔" - امریش کہہ کر  
خاموش ہو گئی تھی

امریش آپي وہ برے نہیں ہیں بس تھوڑے پوزیسو ہیں۔ اور میں " عرش سے تو ملی نہیں کیا وہ یہاں کبھی نہیں آتے۔ میں نے بہت " چھوٹے میں دیکھا تھا اب تو مجھے یاد بھی نہیں وہ کیسے دکھتے تھے ہاں وہ کم آتے ہیں حویلی، تم پھر کبھی دوبارہ آؤ گی تو مل لینا۔ اور فاخر " سے کیا سامان منگوایا جو لئیے بغیر تم کراچی نہیں جاسکتی بھلا ایسا کیا ہے۔ وہ میں شرعی پردہ کرنے والی ہوں تو عبایا حجاب اور گلوز وغیرہ منگوائے " ہیں۔ آپ نے کہا تھا نہ قرآن پر عمل کروں تو وہی کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اب میں چاہتی ہوں دنیا والے نہ سہی مگر دنیا بنانے والا مجھ سے راضی ہو جائے "۔ افراح نے امریش کے ہاتھ تھامتے کہا " بہت اچھی بات ہے یہ تو، افراح تم بہت خوش نصیب ہو اللہ نے تمہیں خود چنا ہے۔ سچی توبہ کا موقع بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا کرتا ہے۔ بس اب " قائم رہنا لوگوں کی باتوں کو دل سے نہ لگانا۔



آپ ٹھیک کہتی ہیں۔ امریش آپ کو پتا ہے مجھے لگتا تھا کہ نیک " لوگ اللہ کے لاڈلے ہوتے ہیں۔ مگر میں تو اللہ کی گنہگار لاڈلی ہوں، وہ ہمیشہ سے مجھ سے محبت کرتا تھا جب میں نافرمان تھی تب سے اور اب جب خود کو اللہ کے لئے بدل رہی ہوں تو مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ مجھے سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہے، میں سب کے بغیر رہ سکتی ہوں، مگر اللہ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ جب میرے ساتھ اللہ نہیں ہوگا تو میں برباد ہو جاؤ گی یہ بات مجھے اب سمجھ آ گئی ہے۔ میں اپنی ساری زندگی اتنا نہیں روئی جتنی اللہ کو پانے کے بعد اللہ کی محبت میں روئی ہوں۔ آنسو ایک نعمت کی طرح ہیں میرے لیے وہ جو میری آنکھوں میں آتے بھی نہیں ہیں اس سے پہلے ہی میرا اللہ میری قبول کر لیتا ہے۔ وہ کہتے ہی امریش کے گلے لگی تھی۔

ہم تمہیں بہت مس کریں گے۔ اب رو نہیں ورنہ ہم جانے نہیں۔"  
 دیں گے تمہیں۔۔۔۔۔"۔ امریش نے اسے کے سیاہ بال سہلاتے کہا  
 اچھا نہیں روتی میں عشاء کی نماز پڑھ لیتی ہوں پھر فاخر آئے گا تو وہ  
 جلدی چلنے کا شور مچائے گا "افراح کہتے ہی اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گئی  
 تھی۔ ابھی امریش اٹھنے لگی تھی کہ پھر موبائل رنگ ہوا اسے لگا فاخر کی  
 کال ہے اس نے بغیر دیکھے یس کرتے کان سے لگایا۔  
 !اسلام و علیکم

و علیکم سلام کیسی ہیں آپ "ہادی کی دلکش آواز ابھری تھی"  
 آپ کون "؟ امریش نے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا تھا یہ تو کوئی  
 رنگ نمبر تھا۔

آپ بتائیں آپ کون ہیں "۔ ہادی افراح کی آواز پہچانتا تھا وہ جانتا تھا یہ  
 اب کوئی اور لڑکی ہے اس لیے وہ تنگ کر رہا تھا۔

کال آپ نے کی ہے تو آپ بتائیں گے کہ آپ کون ہے۔" امریش  
غصے سے سرخ ہوئی تھی  
اب یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ جو کال کرے گا وہ بتائے گا وہ کون ہے۔"  
وہ شرارت سے گویا ہوا  
"دیکھیں آپ۔۔۔۔۔"  
دکھائیے۔۔۔۔۔" وہ فوراً سے بولا  
آپ کی تعریف؟" امریش کا صبر جواب دے رہا تھا  
آپ جتنی کریں اتنی کم ہے۔" وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔ امریش اسکی  
ہنسی پر دانت پیس گئی تھی۔  
اوکے ہم موبائل رکھ رہے ہیں اگر آپ اپنا نام بتانا نہیں چاہتے تو  
۔۔۔۔۔"

نہیں نہیں کال مت رکھیے گا۔ میں میر ہادی شاہ بات کر رہا ہوں، اب "

"آپ بتائیں آپ کون ہیں

کون میر ہادی شاہ، ہم کسی میر ہادی شاہ کو نہیں جانتے۔ رونگ نمبر "وہ"

کہہ کر رکھنے لگی تھی کہ ہادی نے کہا

افراح خان سے بات کرنی ہے مجھے، پلیز کروادیں بہت مشکور رہوں گا"

آپکا (مس ہم) وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔

ہمارا نام امریش خانزادہ ہے، ہم آپ کی بات کروادیتے ہیں۔ "وہ"

کہتے ہی اندر کی طرف گئی تھی اور پھر افراح اور ہادی نے تقریباً آدھا

گھنٹے تک بے تکی باتیں کی تھیں۔ جو امریش کے سر سے گزر گئی تھی۔

وہ لوگ رات کا کھانا کر فارغ ہوئے تھے جب فاخر آیا تھا، افراح اپنا

سامان اس سے لے کر اوپر روم میں تیار ہونے چلی گئی تھی اور فاخر،

مورے اور امریش کے ساتھ بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا۔ وہ سیاہ آنکھوں

والی شہزادی جب سفید عبایا، حجاب، گلوز وغیرہ پہنے نیچے آئی تو سب حیرت زدہ نگاہوں سے اسے تکتے لگے۔ پہلے تو وہ کنفیوز ہوئی کہ شاید وہ بہت بری لگ رہی ہے تبھی سب ایسے دیکھ رہے ہیں۔ وہ امریش کے پاس گئی۔

آپی کیا میں اچھی نہیں لگ رہی؟" افراح نے بہت آس سے پوچھا تھا۔"

نہیں میری جان تم تو بہت خوب صورت لگ رہی ہو جیسے آسمان سے اتری کوئی حور، ماشاء اللہ اللہ نظرے بد سے بچائے ہماری بہن کو۔۔۔

"امریش نے کہتے اس کے سفید حجاب کے اوپر سے اسکا ماتھا چوما۔۔۔ پھر وہ مورے کے پاس گئی انہوں نے بھی پیار کیا اور نظر اتاری جبکہ فخراب تک صدمے میں تھا۔ اسے لگتا تھا اسکی بہن کے بال سب



سے خوبصورت ہیں مگر آج اسے لگ رہا تھا کہ اسکی بہن کی آنکھیں بھی بہت پیاری ہیں۔ الگ، منفرد جو نقاب میں واضح ہو رہی تھیں۔ کیا کوئی عبا یا میں بھی اتنا پیارا لگ سکتا تھا۔ شاید ہاں کیونکہ عورت کی خوبصورتی اسکی حیا میں ہوتی ہے۔ اور حیا پردے میں ہوتی ہے۔ جس میں حیا نہیں ہوتی وہ خوبصورت نہیں ہوتا۔ "اور پھر جب تم میں حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کرو۔۔۔۔۔" فخر اب بھی ویسے ہی ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا

کیسی لگ رہی ہوں؟" فراح، فخر کی آگے اپنا گلوز میں موجود چھوٹا سا "ہاتھ ہلاتے پوچھ رہی تھی۔ اسے امید تھی اسکا بھائی تعریف کرے گا۔

وہ جو ممی ہوتی ہیں نہ جنہیں مرنے کے بعد وائیٹ پیوں سے باندھ کر " باکس میں رکھتے ہیں بالکل ویسی لگ رہی ہے "۔ فاخر نے سوچ کر کہا اور پھر صوفے پر لیٹ کر قہقہہ لگانے لگا وہ ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گیا تھا۔

بد تمیز انسان، صاف بولو جیسے ہو رہے ہو کسی کی خوبصورتی برداشت " نہیں ہوتی تمہیں ہنہ۔ " افراح نے اس کے منہ پر کشن مارا تھا۔ پھر وہ سب سے مل کر باہر کی طرف بڑھ گئی اور فاخر بھی اپنی ہنسی پر کنٹرول کرتا اس کے پیچھے گیا۔ امریش اسے رخصت کرتے بے اختیار رو دی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی افراح جائے۔ وہ اسے اپنی جان کی طرح عزیز تھی

-----

-----

سمندری جہازوں سے قدرے دور وہ اپنے پٹھانی حلیے میں کھڑا تھا۔  
 سیاہ آنکھوں میں کچھ پریشانی سی تھی۔ رانا اور اس کے باقی کے لوگ  
 گاڑی میں بیٹھے اسکا انتظار کر رہے تھے۔ ایلفا کے حکم کے مطابق وہ آج  
 اپنے دوسرے قیدی کے سارے لڑکوں کو اسمگل کر رہے تھے۔ کہف  
 نے اب تک اسے کروڑوں کے پرافٹ دیئے تھے اسلحہ اور باقی سامان  
 اسمگل کروا کر اور باقی سارا کام اس نے اب تک سمجھال رکھا تھا۔  
 ایجنٹ میری بات سنو جو سب سے بڑی بوٹ ہے وائٹ اور گرے کلر "  
 کی اس کے اوپر ریڈ کر اس لگا ہے۔ کسی بھی حال میں وہ یہاں سے نہیں  
 جانی چاہیے۔ " کہف نے کہہ کر کانوں سے کوئی چھوٹی سی چیز نکال کر  
 وہیں توڑ کر پھینکی پھر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا جہاں رانا اس کے انتظار میں  
 تھا۔ انہیں ایلفا نے واپس بلایا تھا کسی اور کام سے۔۔۔۔۔۔ وہ اب تک  
 ایلفا کا لیفٹ ہینڈ بن چکا تھا رانا کے بعد سارا کام اس کے اندر تھا۔ وہ سب

ایلفا کے محل پہنچے تو ایلین، سمانتھا اور اسکے باقی کے لوگ وہیں موجود تھے۔ ایلفا اپنی ہوڈی پہنے ڈبل صوفے پر براجمان تھا۔ ہاتھ میں کوئی لال مشروب تھا جسے وہ حلق سے نیچے اتار رہا تھا۔۔۔۔۔ رانا اور کہف اس کے سامنے آکر بیٹھ گئے تھے۔ ابھی رانا اسے کوئی تفصیل دیتا کہ اس کا موبائل رنگ ہوا اس نے یس کر کے مقابل کی بات سنی پھر ڈر کر اپنی اسے حیرانگی سے دیکھا۔ جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ کہف اور ایلفا نے

سیکریٹ ایجنٹس کی ٹیم نے لڑکوں کو پکڑ لیا ہے۔ ہمارے بندے بھی " وہ ساتھ لے گئے اور جو باقی کا مال تھا اسے ضبط کر لیا ہے۔ " رانا نے گھبراتے ایلفا کو خبردار کیا۔ کہف کے آنے کے بعد یہ پہلا نقصان تھا جو ایلفا کو ہوا تھا۔ وہ کروڑوں کا فائدہ کروا چکا تھا مگر آج اسے ملین کا نقصان ہوا تھا۔ مطلب جو فائدے ہوئے تھے ان کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ ایلفا

نے رانا کو رکنے کا اشارہ کرتے سب کو جانے کا کہہ دیا تھا۔ مطلب وہ رانا پر بھروسہ کرتا تھا مگر کہف پر نہیں۔۔ کہف سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

رانا کہف کا ٹیسٹ لو، فیل ہو جائے تو مار دینا اور پاس ہو گیا تو واپس بلا لینا۔ ایلفا نے کہتے رانا کو جانے کا اشارہ کیا۔

مگر وہ ایسا نہیں ہے وہ ہم سے وفادار ہے ایلفا "رانا نے اسے روکنا چاہا" تھا۔

تم سے جو کہا ہے وہ کرو۔ میرے سامنے وکیل مت بنو اسکے، اسکے

علاؤہ کوئی نیا نہیں یہاں، اور اگر وہ وفادار ہوا تو بیچ جائے گا

۔۔۔ کہف نے ابھی آدھا راستہ پار کیا تھا کہ اس کے سر پر کوئی چیز

بہت زور سے لگی تھی۔ وہ مضبوط اعصاب کا مالک اپنا سر پکڑے نیچے

بیٹھتا چلا گیا تھا۔ سر سے سرخ مادہ نکل کر فرش کو سرخ کر رہا تھا۔ پھر



اسے محسوس ہوا کچھ لوگوں نے بے دردی سے اسے گھسیٹا ہے۔ اور پھر آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں اور دماغ نے کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے انکار کر دیا۔۔۔۔۔

آج تین دن بعد وہ کچھ ہوش میں آیا تھا۔ جب کچھ حواس بحال ہوتے وہ اتنا مارتے کہ پھر وہ بے ہوش ہو جاتا۔ اسے نہیں یاد تھا وہ کتنے دن سے یہاں موجود ہے اب تک ان لوگوں نے کچھ نہیں پوچھا تھا۔ مگر آج وہ اسے مارنے نہیں آئے تھے تبھی وہ کچھ بہتر تھا۔ سیاہ آنکھیں ادھ کھلی تھیں۔ چہرے پر جگہ جگہ خون جما تھا اور سفید رنگت سرخ سی تھی۔ اسے ایک طرف کی چھت پر الٹا لٹکایا گیا تھا۔ دو آدمی اس کے پاس کھڑے تھے جنہیں وہ اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

نام بتاؤ اپنا؟" ان دو آدمیوں میں سے ایک نے اس کے بالوں کو  
دبوچتے پوچھا تھا۔

کہف خان۔۔۔" درد اور نقاہت سے وہ بہت مشکل سے بولا تھا۔"

کون ہو؟" پہلے آدمی نے سوال کیا تھا۔"

چور ہوں"، کہف سوچ چکا تھا اسے کیا کہنا ہے۔ وہ اتنا تو جانتا تھا کہ  
دشمن کے ہاتھوں میں ہے۔

"کام کیا کرتے ہو؟"

ڈکیتیاں کرتا ہوں۔ چھوٹی موٹی چوری کرتا ہوں۔"

کس کے لیے کرتے ہو؟"

"کسی کے لیے نہیں۔۔۔۔"

آئی ایس آئی کے ایجنٹ ہو؟"

"نہیں۔۔۔۔"

ایفا کے لیے کام کرتے ہو؟"

نہیں، میں کسی ایلفا کو نہیں جانتا۔" کہف نے اپنی سیاہ آنکھوں کو جھپکا۔  
اس کی آنکھوں میں خون جا رہا تھا۔ اور آنکھیں درد کر رہی تھیں۔

بحری جہاز کے پاس کیا کرنے گئے تھے؟

گھومنے گیا تھا۔ سیر و تفریح کے لیے۔" کہف نے اطمینان سے  
جھوٹ بولتے اپنے سامنے کھڑے بندے کو طنزیہ مسکراتے دیکھا۔ اس  
آدمی نے بدلے میں گن سے اس کے ماتھے پر زور سے مارا،

اب بولو کیا کرنے گئے تھے؟

تمھاری بہن کا رشتہ لینے گیا تھا۔" وہ بھی اب غصے سے چلا کر بولا تھا۔  
 سامنے کھڑے آدمی نے اسکی بات پر گن سے لگاتار اسکی گردن پر مارا،  
 کہف کی سانس اکھڑ گئی تھیں اور گردن سے خون نکلنے لگا تھا  
 ---- "تمھاری ساری بکواس جھوٹ ہے اب سچ بولو ورنہ جان سے مار  
 دوں گا۔۔۔۔۔ کون ہو تم اور وہاں کیا کرنے گئے تھے؟"

وہ کچھ نہیں بولا تھا۔ وہ بولنا ہی نہیں چاہتا تھا اب گلے میں بھی تکلیف ہو  
 رہی تھی۔ گردن سے نکلنے والا خون بھی اب اسکی ہونٹوں کے بعد اب  
 آنکھوں کے پاس سے گزر کر نیچے گر رہا تھا۔۔۔۔۔  
 چلو یہاں سے جب تک یہ سچ نہیں بولتا مرے گا یہاں، "وہ دونوں"  
 کہتے ہی چلے گئے تھے۔۔۔۔۔



وہ لوگ ایلفا کو سب بتا چکے تھے۔ وہ ایلفا کے خلاف بھی کچھ بولنے کو تیار نہیں تھا۔ ایلفا نے ان سے یہی کہا تھا کہ اسے آخری وقت تک ٹارچر کرنا ہے، کیونکہ جان تو سب کو پیاری ہوتی ہے۔ ایلفا کو یقین تھا وہ جلد اس کے خلاف تو ضرور بول دے گا اور ساری سچائی بتا دے گا۔



مجھے بابا سے ملنا ہے پہلے فاخر میں کہہ رہی ہوں نہ مجھے پہلے ہاسپٹل جانا" ہے میں پہلے گھر نہیں جاؤں گی۔" - افراح اب چیخی تھی۔ وہ دونوں گاڑی میں تھے کراچی آتے اب انہیں رات ہو گئی تھی۔ فاخر نے اس کے چیخنے پر گاڑی روک دی۔

افراح دماغ نہیں خراب کرو یا یہ کوئی ضد کرنے کا وقت ہے ہم صبح"  
چل لیں گے بہت رات ہو گئی ہے گھر پر سب انتظار کر رہے ہیں حیدر  
بھائی کی دس دفعہ کال آچکی ہے۔"

نہیں مجھے ابھی جانا ہے مطلب ابھی جانا ہے۔ اور اگر نہیں لے جاسکتے"  
تو میں خود بھی جاسکتی ہوں۔"۔ اب وہ باہر نکلنے لگی تھی۔ وہ بلا کی ضدی  
تھی اپنی ضد کے آگے وہ کسی کی نہیں سنتی تھی۔

اوہ اللہ اچھا لے کر جا رہا ہوں بیٹھو۔۔۔۔۔ "فاخر نے ہار مانتے گاڑی"  
ہو اسپتال کی جانب بڑھائی۔ وہ جانتا تھا اس کی بہن ضد کی پکی ہے

-----

افراح نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ اس نے دعا کی تھی کہ جب وہ واپس جائے تو اس کے بابا بالکل ٹھیک ہو جائیں وہ اسی لیے جانا چاہتی تھی۔ دیکھنا چاہتی تھی اس کی دعا قبول ہوئی یا نہیں اس نے اللہ کے آگے گڑ گڑا کر اپنے بابا کی زندگی مانگی تھی۔ جب وہ ہاسپٹل پہنچے تو رات کے ایک بج گئے تھے۔ افراح فیروز خان کے روم میں تھی اور فاخر باہر کھڑا حیدر کو کال پر بتا رہا تھا کہ وہ بس آرہے ہیں۔۔۔۔۔

بابا کیا آپ مجھے ایسے نہیں دیکھنا چاہتے پلیز اٹھ جائیں۔ اب تو آپ مجھے "سن بھی رہے ہیں اور میری بات پر رورہے ہیں ایسے تو نہ کریں میرے ساتھ، اتنا تنگ تو میں نے بھی آپ کو نہیں کیا ہو گا جتنا آپ مجھے کرتے ہیں۔ پلیز اپنے بچے کے لئے اٹھ جائیں۔ تھوڑی تو ہمت کریں۔ آپ کی بیٹی آپ کو کچھ نہیں ہونے دے گی۔ اب تو میں اللہ کی بھی ماننے لگی ہوں

اللہ بھی میرے ساتھ ہیں پھر اب کوئی کیسے ہمیں تکلیف دے سکتا ہے  
 جب تک میرا رب نہ چاہے۔ وہ فیروز خان کی بند آنکھوں سے بہتے آنسو  
 صاف کرتے کہہ رہی تھی۔ ڈاکٹر کے مطابق وہ ٹھیک ہو رہے تھے اور  
 کسی بھی وقت اٹھ سکتے تھے۔ مگر میموری جانے کا خدشہ تھا، یہ بھی  
 ممکن تھا وہ کسی کو پہچان نہ سکیں۔ وہ باہر آئی تو سیاہ آنکھیں نم تھیں اور  
 نقاب بھی آنسو سے تھوڑا گیلا تھا۔ فاخر نے اسے اپنے ساتھ لگاتے چپ  
 کرایا۔

بابا ٹھیک ہو جائیں گے تم نے دیکھا نہیں وہ ٹھیک ہو رہے ہیں فکر مت  
 کرو۔" فاخر اسے لئے باہر آگیا تھا اب انہیں گھر جانا تھا۔ وہ آج ایک  
 مہینہ بعد اپنے گھر واپس آئی تھی۔ جب وہ یہاں سے گئی تھی تب وہ ایسی  
 نہیں تھی جواب واپس لوٹ رہی تھی وہ کوئی اور تھی وہ باہر سے نہیں وہ  
 اندر سے بھی بدل گئی تھی۔ اس نے سب سے پہلے گارڈن میں جا کر

اپنے بچے کیوٹو گاگا کو بہت سارا پیار کیا وہ اسے دیکھ کر خوشی سے اچھلنے لگا تھا۔ وہ بتانا چاہتا تھا کہ اس نے بھی بہت مس کیا ہے۔ پھر وہ اندر کی طرف بڑھی اسے پتا تھا سب گھر میں موجود ہونگے اسکے انتظار میں، سب سے پہلے اسکی نظر حیدر پر پڑی تھی۔ حیدر کے پیچھے فاریہ خان اور جہانزیب ملک اور اسکی پھوپھو کھڑی تھیں۔ اس نے جیسے پہلے قدم اندر رکھا اس کے (lily of the velay) کے سر پر اس کے پسندیدہ وہ خوشی سے نھنے ہلکے گلابی رنگ کے پھولوں کی بارش ہوئی تھی۔ کھل کھلائی تھی۔ وہ جانتی تھی یہ حیدر نے کیا ہے اسکے لئے۔

ویکم ہوم مائی پرنسس، حیدر نے اسکے گلوں میں موجود ہاتھ کو نرمی سے تھامتے کہا تھا۔ افراح نے جھٹ سے اپنے ہاتھ آزاد کروائے۔



شکریہ مگر آپ کو یہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔" وہ حیدر سے کہتی "آگے بڑھ کر فاریہ خان سے ملنے لگی۔ اور پھر سب سے ملنے کے بعد وہ سب لاونچ میں بیٹھے تھے۔

پرنس تم فریش ہو کر آ جاؤ یہ سب کیوں پہنا ہوا ہے۔ امریش نے "تمہیں کیا بنا کر بھیجا ہے" حیدر نے مسکراتے ہوئے افراح کے عبایا اور نقاب پہنے رہنے پر کہا۔

یہ مجھے امریش آپ نے نہیں پہنایا ہے۔ یہ میری خود کی چوائس ہے "میں نے پردہ اسٹارٹ کر دیا ہے۔ اور یہاں میرے بھائی کے علاوہ "سارے نامحرم ہے تو مجھے نقاب میں ہی بیٹھنا پڑے گا۔۔۔۔۔"

پردہ غیروں اور اجنبی سے کرتے ہیں۔ ہم تو فیملی ہیں افراح، اور حیدر " تو تمہارا منگیترا ہے "۔ اس کی پھپھو نے فوراً ٹوکا تھا۔

پھپھو لگتا ہے اپنے کبھی اسلامیات نہیں پڑھی۔ پردہ غیروں سے " نہیں، پردہ غیر محرم سے کرتے ہیں۔ اور حیدر میرے منگیترا ہے میں جانتی ہوں۔ مگر منگیترا بھی نا محرم ہی ہوتا ہے۔ میں بہت تھک گئی ہوں باقی باتیں کل کریں گے "۔ افراح جواب دیتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ نقاب پہنے اسے کافی گھنٹے گزر چکے تھے اسے اب گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ ابھی اسے عادت نہیں تھی۔ اور عادت بنانے میں وقت لگنا تھا۔ اور افراح خانزادہ وقت دینے کو تیار تھی۔ وہ پہلے بھی بولنا اور لڑنا جانتی تھی اور یہ خوبی اب بھی اس میں موجود تھی۔ حیدر کو کوئی مسئلہ نہیں تھا اسکے پردے سے اسے تو سیاہ آنکھوں سے محبت تھی جو وہ اب بھی دیکھ

سکتا تھا۔ اور افراح خان اسکی بہت جلد ہونے والی تھی۔ تو وہ کیوں  
فضول میں تماشہ بناتا۔ افراح کے جانے کے بعد وہ بھی اٹھ گیا تھا اب کیا  
فائدہ وہاں بیٹھنے کا جب دیدار یار ہی نہ ہو۔

بہت گہرے ہیں یوں تو سمندر لیکن  
مگر اس کی آنکھوں کی بات اور ہے



آپ ناراض نہ ہوں اس نے شوق میں پردہ کر لیا ہو گا۔ اور یہ شوق اس "  
کے کچھ دن کے ہوتے

ہیں۔" فاریہ خان نے حیدر ملک کے جانے کے بعد پھوپھو کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھتے کہا۔

اپنے شوق میں وہ بد تمیزی کرے گی بڑوں سے، پہلے بھی اس کے " بھاگ جانے سے کتنی بدنامی ہوئی ہے۔ اور اب معافی مانگنا تو دور کی بات ہے اس کے چہرے پر زرا سی شرمندگی بھی نہیں، یہ تربیت کر رہی ہو تم بیٹی کی، ابھی میرا بھائی یہاں موجود ہوتا تو مجال تھی کوئی مجھ سے ایسے بات کرتا۔" مسز جہانزیب ناراضگی سے کہتے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ فاریہ خان نے انہیں روکا نہیں، افراح کے بھاگ جانے کے بعد سے مسز جہانزیب اس سے نفرت کا اظہار کرنے لگی تھیں۔ وہ تو اب شادی کے حق میں بھی نہیں تھی۔ مگر حیدر ملک کسی کی سن لے تب نہ، اب وہ چاہتی تھیں افراح خود انکار کر دے شادی سے۔۔۔۔۔ افراح اپنے روم

میں آئی تو اس کا روم ویسے کا ویسا تھا، مگر وہ ویسی نہیں رہی تھی۔ اس نے گہری سانس لی پھر آئینہ کے پاس جا کر کھڑی ہوئی۔ اس کی سیاہ آنکھیں سفید عبایا اور نقاب میں چمک رہی تھی۔ آج پہلی بار احساس ہو رہا تھا کہ وہ آج خوبصورت لگ رہی تھی۔ پہلے بھی لگتی تھی مگر آج جتنی کبھی نہیں لگی تھی۔ بے اختیار سیاہ آنکھوں سے انمول موتی گر کر نقاب میں جذب ہوئے۔ پھر اس نے اپنا عبایا اور نقاب اتار کر بیڈ پر رکھا وضو کر کے اس نے تہجد کی نماز پڑھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ جائے نماز سے اٹھی تھی۔ آج اسے سمجھ آرہی تھی کہ نمازیں کیوں لمبی ہو جاتی ہیں، جب اللہ سے محبت ہو جائے تو ملاقاتیں لمبی ہو جایا کرتیں اور ہمیں وقت کا بھی پتا نہیں چلتا۔ وہ پانچ منٹ کی نمازیں پڑھنے والی آج تہجد کی نماز میں بھی اتنا وقت لگا رہی تھی۔ وہ آگے بڑھی اپنے روم میں لگی ساری تصویریں اتاری پھر انہیں ایک بیگ میں رکھ کر الماری کے اندر



رکھا۔ اپنا موبائل اٹھایا (وہ فاخر سے راستے میں اپنا موبائل لے چکی تھی) اپنی ساری تصویریں ڈلیٹ کیں، سارے سونگ ڈیلیٹ کئے، کا سارا مووی، ڈرامے، ویڈیوز سب کچھ ڈلیٹ کر چکی تھی۔ اس موبائل خالی ہو چکا تھا۔ اب ایسا کچھ نہیں تھا جو وہ یوز کرتی، اچانک موبائل پر پانی کے قطرے گرتے نظر آئے۔ اسے محسوس بھی نہیں ہوا تھا وہ رو رہی تھی۔ اب وہ سوچ رہی تھی اس موبائل کا کیا فائدہ،،،، پھر اس نے تھوڑی دیر سوچا اور حمد اور نعت ڈاؤنلوڈ کئے، سونگ والی جگہ بھر چکی تھی۔ پھر اس نے بیان اور قرآن کی تفسیر کی وڈیو ڈاؤنلوڈ کیں، اب ڈراموں کی جگہ بھر چکی تھی۔ پھر اس سیاہ آنکھوں والی لڑکی نے اپنے آنسو رگڑے اور قرآن پاک ترجمے کے ساتھ انسٹال کیں۔ پھر اس نے اپنے لیے سوٹس اور عبایا آرڈر کیا جو کل تک آ جانے تھے۔ پھر اس نے کانٹیکٹ لسٹ کھولی وہاں اب ہادی شاہ کا اضافہ ہو چکا تھا۔ جسے

اسنے ہادی بھائی سے سیو کیا تھا۔ وہ ہادی سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ ہیزل آنکھوں والا لڑکا کیسا ہے مگر وہ پوچھ نہیں سکی تھی۔ اسے ایک بار اس اس کا چہرہ دیکھ لیتی تو ایسی بے چینی لڑکے کو دیکھنے کا تجسس ہو رہا تھا۔ وہ نہ ہوتی۔ ابھی وہ سوچ رہی تھی کہ امریش کی کال آگئی۔

اسلام و علیکم آپی"، افراح نے خوشی سے کہا تھا"  
و علیکم سلام خیریت سے پہنچ گئی ہو ہم نے سوچا ایک بار پوچھ لیں سب"  
"خیریت تھی وہاں  
امریش کی روئی روئی آواز آئی تھی۔

جی جی سب ٹھیک ہے اور میں خیریت سے پہنچ گئی ہوں، آپ مجھے "مس کر رہی ہیں نہ۔ ویسے مجھے بھی نیند نہیں آرہی میں بھی آپ کو بہت مس کر رہی ہوں۔"

اچھا کیا سوچ رہی تھی، تمہیں تو نیند جلدی آ جاتی ہے۔ نیند نہ آنے کی "کوئی خاص وجہ۔۔۔"

پہلے تو وہ کچھ ہچکچائیں مگر وہ امریش سے سب کہہ سکتی تھی۔ "وہ وہ میں نے آپ کو بتایا تھا نہ ہادی بھائی کے ساتھ ایک اور لڑکا تھا مجھے اس کی آنکھیں سونے نہیں دے رہی۔ میں جانتی ہوں وہ نامحرم ہیں مگر وہ کچھ عجیب تھا۔ آپ وہ اس نے اپنا چہرہ اچھپایا ہوا تھا شاید اس لئے مجھے اتنی بے چینی ہو رہی ہے۔ اگر وہ دکھا دیتا تو میں اسے نہیں سوچتی۔ اب بتائیں کیا کروں۔" افراح کچھ الجھ سی گئی تھی۔

تمہارا منگیترا تو حیدر ہے پھر تم کیسے کسی اور کو سوچ رہی ہو۔ کیا حیدر کو "سوچا ہے کبھی ایسے"۔ امریش نے نرمی سے پوچھا

نہیں حیدر تو ایسے زہن میں نہیں آتے مگر وہ ہیزل آنکھیں زہن سے "نہیں نکل رہی۔ ان میں عجیب سا کچھ تھا جسے میں سمجھ نہیں پا رہی اور یہ آج سے نہیں اس دن سے ہو رہا ہے۔ وہ اپنا چہرہ دکھا دیتا تو ایسا نہ ہوتا"۔  
افراح نے وضاحت کی

اگر صرف تجسس ہے تو پھر تو تم کچھ دن میں بھول جاؤ گی۔ مگر اگر "کوئی اور معاملہ ہے تو کبھی نہیں بھول سکو گی۔ اور میری دعا ہے یہ صرف تجسس ہی ہو۔ کیونکہ تم حیدر ملک کو تو جانتی ہے وہ کتنا دور

پوزیسیو ہے۔ ہمارا مشورہ یہی ہے کہ بھول جاؤ کونسا اب تم مل سکو گی  
اس انسان سے۔۔۔۔۔" امریش نے سمجھانا چاہا

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مگر یہ میرے بس میں نہیں یہ خود ہو رہا ہے وہ"  
ہیزل آنکھیں میرے زہن سے نہیں نکل رہی۔ میں سونے کے لیے  
آنکھیں بند کرتی ہوں تو وہ آنکھیں سامنے آ جاتی ہیں۔ اور کل تو میں نے  
ان آنکھوں کو تکلیف میں دیکھا جیسے وہ گہری تکلیف میں ہو۔ مجھے سمجھ  
"نہیں آیا وہ خواب تھا یا صرف میرا خیال۔۔۔۔۔"

افراح ہماری بار سنو بھولنے کی کوشش کرو۔ دعا کرو اللہ سے، سب"  
کچھ بہتر ہو گا تم جتنا سوچو گی اتنا ہی پریشان ہو گی اس لئے یہ معاملہ اللہ



کے سپرد کرو اور بے فکر ہو جاؤ، اور اب سو جاؤ کافی رات ہو گئی ہے ہم  
 "بھی سونے جا رہے ہیں۔۔۔۔"

"اللہ حافظ امریش آپ اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔۔"

وہ سونے کی کوشش کر رہی تھی مگر نیند ان سیاہ آنکھوں سے کوسوں دور  
 تھیں۔ پھر وہ اٹھ بیٹھی اپنے اسٹڈی ٹیبل کے پاس جا کر اسنے بلیک پرنٹ  
 والے کور سے اپنا رجسٹر نکالا جس پر "راہ ہدایت" لکھا تھا۔ افراح نے  
 وضو کیا پھر اسنے قرآن کھولا اور پڑھنا شروع کیا، وہ کبھی بھی شروع سے  
 نہیں پڑھتی تھی۔ وہ کوئی بھی صفحہ درمیان سے کھول کر پڑھتی تھی۔  
 اس نے اپنا رجسٹر بھی ساتھ کھول رکھا تھا وہ ساتھ پڑھتی جاتی تھی اور  
 لکھتی جاتی تھی۔ پھر اسنے پوائنٹر ہاتھوں میں پکڑا اور لکھنا شروع کیا۔

: پہلا صفحہ

## سورہ حجر آیت 26-35

ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گاڑے سے بنایا اور اس ""  
سے پہلے جنوں کو ہم آگ سے پیدا کر چکے تھے۔ پھر یاد کرو اس موقع کو  
جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ ""میں سڑی ہوئی مٹی کے  
گاڑے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں جب میں اسے پورا بنا چکو تو اس کے  
آگے سجدے میں گر جانا، چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے  
ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا  
""اس نے کہا کہ میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اس بشر کو سجدہ کروں جسے

تو نے سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گاڑے سے پیدا کیا ہے۔ رب نے فرمایا  
اچھا تو نکل جا یہاں سے کیونکہ تو مردود ہے اور اب روز جزا تک تجھ پر  
"لعنت ہے"

کئی سال پہلے جب حضرت آدم کو بھی تخلیق نہ کیا گیا تھا اس وقت دنیا  
میں دو قسم کے گروہ تھے ایک نوری اور ناری، نوری یعنی فرشتے اور  
ناری یعنی جنات، فرشتے آسمانوں پر رہتے تھے اور جنات زمین پر رہتے  
تھے۔ ان جنات میں نیک بھی تھے اور بد (برے) بھی، ان جنات میں  
ایک جن تھا جو بہت پرہیز گار اور عبادت گزار تھا جس کا نام "ابلیس" تھا،  
اپنی پیدائش کے بعد اس نے ایک ہزار سال تک اللہ کو سجدہ کیا اس کے  
بعد اس نے زمین کے کئی حصے پر دس ہزار برس تک اللہ کی عبادت  
کی اور اس طرح زمین کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جس جگہ اس نے عبادت نہ  
کی ہو، اللہ تعالیٰ نے اسکی اتنی عبادت گزار کی اور پرہیز گاری کے صلے

میں زمین سے اٹھا کر پہلے آسمان پر بلا لیا۔ یہاں بھی ابلیس نے ہزار سال تک عبادت کی، یہاں اسے "خاشع" کا لقب دیا گیا۔ اللہ نے اس کی عبادت کی صلے میں اس کے درجات مزید بلند کئے اور اسے دوسرے آسمان پر بلا لیا، یہاں بھی اس نے ہزار سال عبادت کی۔ اور یہاں اسے "عابد" کا لقب دیا گیا۔ پھر اللہ نے اسے تیسرے آسمان پر بلا لیا۔ وہاں بھی اس نے ہزار سال عبادت کی اور اسے "صالح" کا لقب دیا گیا۔ مزید اس کے درجات بلند کئے گئے اور اسے پانچویں آسمان پر بلا لیا گیا۔ اس نے یہاں بھی ہزار سال عبادت کی، پھر اس کی عبادت کے صلے میں اسے "تقی" کا لقب دیا گیا۔ اسی طرح عبادت کرتے وہ اپنے درجات بلند کرتا ساتویں آسمان تک پہنچ گیا۔ ساتویں آسمان پہنچ کر وہ ہزار سال تک سجدہ ریز رہا۔ یہاں اسے "عزازیل" کا لقب دیا گیا۔ اور پھر اسے عرش معلیٰ تک بلا لیا گیا۔ عرش معلیٰ پر کچھ عرصہ عبادت کرنے کے بعد

اس نے اللہ رب العزت سے عرض کی کہ "یا اللہ مجھے اپنے فضل و کرم سے لوح محفوظ تک بلا لے۔ تاک میں وہاں تیری قدرت کاملہ دیکھوں اور زیادہ سے زیادہ تیری عبادت کروں۔ اللہ تعالیٰ نے عزازیل کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔ اور اپنے فرشتے اسرافیل کو حکم دیا کہ عزازیل کو لوح محفوظ تک پہنچادے، لوح محفوظ پر پہنچ کر عزازیل وہاں عبادت کرتا رہا اس دوران زمین پر جنات اللہ کی نافرمانی اور سرکشی کرنے لگے۔ اور زمین پر فساد پھیل گیا۔ تو عزازیل نے اللہ تعالیٰ سے زمین پر جا کر فساد ختم کرنے کی اجازت طلب کی۔ اللہ نے اسے چار ہزار فرشتوں کا سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ وہاں عزازیل نے سرکش جنات سے جنگ کی اور کئی کو قتل کیا اور کئی کو قید کیا۔ اس طرح زمین کو فساد سے پاک کیا۔ عزازیل زمین پر تھا اور اسی دوران اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے جو مٹی زمین سے منگوائی تھی وہ تیار ہو گئی۔ عزازیل



نے واپس آکر یہ سب دیکھا تو فرشتوں سے پوچھا یہ کیا ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ اس خاک سے اللہ تعالیٰ اپنا نائب (خلیفہ) تخلیق کرے گا۔ عزازیل نے کہا کہ اگر مجھے اس کی فرماں برداری کا حکم دیا گیا تو اس کی فرمانبرداری نہ کروں گا اور اگر اس کو میرا فرمانبردار کیا تو اس کو ہلاک کر دوں گا۔ قصہ مختصر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کیا اور اس میں اپنی روح پھونکنے کے بعد اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء عنایت کیں۔ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اگر تم جانتے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ؟ فرشتوں نے عرض کی کہ یا اللہ ہمیں تو بس اتنا ہی علم ہے جتنا آپ نے ہمیں سیکھایا ہے۔ اس کے بعد اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان چیزوں کے نام بتاؤ؟ حضرت آدم نے ان چیزوں کے نام بتادیئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ تو تمام فرشتے سجدے

میں گر گئے مگر عزازیل نے سجدہ نہ کیا۔ اور وہ جنوں میں سے تھا۔ اللہ نے پوچھا "عزازیل" کس چیز نے تجھے میرا حکم ماننے سے روکا۔ عزازیل نے جواب دیا کہ اسے آپ نے سڑے ہوئے مٹی کے گاڑے سے بنایا ہے۔ جبکہ مجھے آگ سے بنایا ہے۔ میں اس سے افضل ہوں تو میں اسے سجدہ کیوں کروں؟ اللہ رب العزت نے فرمایا اچھا تو نیچے اتر جا تجھے حق نہیں تو یہاں بڑائی کا گھمنڈ کرے، نکل جا یہاں سے کیونکہ تو مردود ہے۔ اور اب تجھ پر روز جزا تک لعنت ہے۔ عزازیل جو کہ اب ابلیس بن چکا تھا اس نے کہا میرے رب، یہ بات ہے تو پھر مجھے اس دن تک مہلت دے جب کہ سارے انسان دوبار اٹھائیں جائیں گے، اللہ نے اسے مہلت دے دی اور تب سے آج تک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ قرآن پاک میں 88 بار شیطان سے اور 11 بار ابلیس کے نام سے ذکر کر کے انسانوں کو ابلیس سے دور رہنے اور اس کے شر سے

بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ زمین پر جانے سے پہلے ابلیس نے اللہ سے ان چیزوں کی اجازت طلب کی۔ "تاقیامت موت سے مہلت" "اہل صلاحیت" "زمین کو بہکانے کی قوت" "بہت تبدیل کرنے کی" "اولادیں کثیر اور ان کی طویل عمریں"۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاتھے اجازت ہے لیکن میرے نیک بندے تیرے فریب میں نہیں آئے گے۔ اور جس نے تیرا ساتھ دیا، میں تجھ سے اور ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ یہاں تک تو قصہ عزازیل سے ابلیس بننے کا تھا۔ اس سے ہمیں یہ سبق لینا چاہیے کہ جب اللہ کا حکم آ جائے تو اعلیٰ ادنیٰ افضل اور برتر کے چکر میں پڑنے کے بجائے صرف اللہ کا حکم بجالانا چاہیے۔ ہمیشہ عزازیل رہے، اللہ کی نافرمانی کر کے ابلیس نہ بنیں، دوسرا ابلیس نے حسد کیا اور حسد کی وجہ سے نافرمانی کی۔ اس لئے ہمیں حسد سے بچنا چاہیے، تیسرا اس نے غرور کیا کہ وہ آگ سے بنا ہے اور آدم کو اللہ تعالیٰ

نے مٹی سے بنایا۔ تو اس لئے میں افضل ہو کر ادنیٰ کو سجدہ کیوں کروں۔  
 اور یہ کیوں اسے برباد کر گیا آج ہم بھی اپنے غرور میں کہتے ہیں "میں  
 جیسے ابلیس ہوا۔ ایک غرور نے کیوں کروں" اور پھر برباد ہوتے ہیں  
 اسکی سالوں کی عبادت کو زائل کر دیا۔ اور ہم آدم کی اولاد ہیں تو ہمیں  
 غلطی یا گناہ پر غرور نہیں کرنا توبہ کرنی ہے اور اللہ کو سجدہ کر کے معافی  
 مانگنی ہے۔ اور جو شیطان کے راستے پر چلا تو اس کے لئے صرف جہنم کی  
 آگ ہے۔۔۔۔۔

لکھتے لکھتے افراح کی انگلیاں درد کر رہی تھیں۔ اس نے اپنا موبائل ساتھ  
 رکھا ہوا تھا جو آیت اسے سمجھ نہیں آتی تھی، وہ فوراً سرچ کرتی تھی اور  
 پھر لکھتی تھی۔ موبائل صرف بری باتیں نہیں سکھاتا ہے یہ ہم پر ہے

کہ ہم اس کا اچھا استعمال کریں یا برا۔۔۔۔۔ وہ اپنا راہ ہدایت کا سفر  
موبائل کی مدد سے بھی طے کر رہی تھی۔

:دوسرا صفحہ

اس نے وائٹ شیٹ پر ڈارک براؤن کلر کا گیٹ بنایا تھا کلرز اور بلیک  
مار کر سے۔ پھر اس گیٹ کو اس نے اپنے صفحے پر لگایا۔ اس کے نیچے سے  
ریڈ اور اورینج کلر کا نہرے بنی تھیں جیسے آگ بہہ رہی ہو۔ اور گیٹ کے  
اوپر ریڈ کلر کے ہی کلاوڈز بنے تھے۔ پھر اس نے اپنی شیٹ سے بنا وہ  
گیٹ کھولا اپنا پوائنٹر اٹھایا اور لکھنا شروع کیا۔

برپا ہوگی ایک دن قیامت ضرور



فنا ہو گا دنیا کا عیش و سرور

فرشتہ اچانک جو پھونکے گا صور

قیامت کا ہو گا اس وقت ظہور

جمع ہونگے آواز سن کر سبھی

درندے چرندے ہوا کے طور

سراسیمگی پھیلے گی اس قدر

کہ ماں اپنے بچے کو پھینکے گی دور

فنا ہو گی اس وقت ہر اک شے

فرشتہ دوباراجو پھونکے گا صور

لیٹے گا سورج کو اس دن خدا (اللہ)

اور چھینے گا وہ چاند سے اس کا نور

آخری لفظ کے ساتھ ایک آنسو کا قطرہ بھی اس ڈائری کے تیج پر جذب  
ہوا تھا۔

:تیسرا صفحہ

افراح اٹھی اپنی ٹیبل کی دراز سے ایک ڈائری کا صفحہ نکالا پھر اسے اپنے  
رجسٹر پر پیسٹ کیا اور اطراف میں سفید پھول لگائے۔ جن سے نرمی

جھلک رہی تھی۔ پھر اس نے ایک موٹا مار کر لیا اور اس سے درمیان میں لکھا

"ولیتلطف"

سورہ کہف کی اکیسویں آیت کا ایک لفظ ہے یہ تھوڑا سا بڑا کر کے لکھا " " ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ قرآن پاک کے درمیان میں آجاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ قرآن پاک کا خاصہ ہے اور اس کا ترجمہ ہے "نرمی سے بات کرنا"۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے پاس بھیجا تو بھی یہی کہا کہ نرمی سے بات کرنا شاید وہ مان جائے۔ کون مان جائے؟ وہ انسان جس سے زیادہ متکبر اور گھمنڈ والا شخص دنیا میں کوئی نہیں آیا۔

اگر ہم اس بات کو مان لے کہ نرمی سے بات کرنے کا مطلب بے وقوفی یا کمزوری نہیں بلکہ اعلیٰ ظرفی ہے تو شاید ہم سے زیادہ آباد کوئی نہ ہو۔ "مگر ہم یہ بات نہیں مانتے، افراح سوچ کر رہ گئی اس نے کب نرمی سے کسی سے بات کی تھی۔ شاید کبھی نہیں ہاں وہ ہمیشہ سے ضد اور تیز لہجے میں بولتی تھی۔ اس نے اپنے گھر والوں کے علاوہ کبھی بھی کسی سے نرمی سے بات نہ کی ہوگی۔ اور وہ اب بھی نہیں کرتی تھی۔ اسکا دل چاہ رہا تھا خود کو تھپڑ مارے، کتنی بد تمیز تھی وہ، ہدایت مل جانے کے بعد ہمیں خود کی وہ خامی بھی نظر آتی ہے جو کبھی بھی نظر نہ آئی ہو۔ اسے کی نظر میں امریش بہت نرمی سے بات کرتی تھی۔ اور اسکا میٹھا لہجہ ہوتا تھا۔ تبھی سب اسے پسند کرتے تھے۔ وہ کسی کا دل جو نہیں دکھاتی تھی۔ ہمیں چاہیے کہ پہلے ہم خود کی اصلاح کریں خود عمل کریں اور اب وہ یہ کرنے والی تھیں۔ ہاں اسے اللہ کی ماننی تھی وہ اللہ کی اچھی بندی بننا

چاہتی تھی۔ کہ اللہ اس سے خوش ہو جائے۔ اس نے رجسٹر بند کیا اور سونے کے لئے اپنے قدم بیڈ کی طرف بڑھائے۔

-----

کہف زمین پر پڑا کر راہ رہا تھا تکلیف سے اسکی سیاہ آنکھیں بھی نہیں کھل رہی تھی۔ بامشکل اسنے ہمت کر کے اپنے اطراف میں دیکھنے کی کوشش کی آج ایک ہفتہ ہونے کو تھا اس نے کچھ نہیں بتایا تھا۔ اب ایلفا کو بھی یقین ہونے لگا تھا کہ وہ سچا ہے۔ زمین پر جگہ جگہ اسکے خون لگے تھے۔ دفعتاً دروازہ کھلا تھا اور وہی دو آدمی داخل ہوئے تھے۔

تم میں کچھ بات تو ہے ورنہ جو یہاں دو دن گزار لے تو تیسرے دن " خود سچ بول دیتا ہے۔ تم واقعی اپنی زبان کے پکے ہو۔ مطلب اپنی جان بھی پیاری نہیں ہے "۔ اس آدمی نے کہف کو اٹھاتے اسے پانی پلایا تھا



آج وہ دو دن بعد اسے پانی دے رہے تھے۔ وہ تکلیف سے نہ سہی مگر  
پیس سے ضرور مر جاتا۔

مجھے جانے دو میں کسی ایلفا کو نہیں جانتا نہ میرا آئی ایس سے کوئی تعلق "  
ہے۔" وہ پانی پینے کے بعد بامشکل اٹک کر بولا تھا۔

مبارک ہو تمہیں آزاد کرنے کا وقت آگیا ہے۔ جاسکتے ہو۔ اب کوئی "  
تمہیں ہاتھ نہیں لگائے گا۔"

وہ لوگ کہتے ہی دروازہ کھول کر جانے لگے تھے  
وہ لوگ ایلفا کو ساری بات بتا چکے تھے۔ ایک دن اور رہنے کے بعد یقیناً  
وہ مر جاتا۔ ایلفا کے ٹیسٹ میں وہ پاس ہو گیا تھا۔ سو وہ اب آزاد تھا۔ اگر  
وہ ایلفا کے خلاف ایک لفظ بھی بولتا تو مرتا۔

----- کہف جانتا تھا یہ ایلفا نے کیا ہے اسکے ساتھ۔۔۔ مگر اسے خود کو نہیں بچانا تھا اسے سب کو بچانا تھا۔ وہ محافظ تھا اللہ کی خاص رحمت تھی اس پر۔۔۔۔۔۔ وہ بہت مشکلوں سے وہاں سے نکل کر اپنے فلیٹ پہنچا تھا۔ شکر تھا اس دن کے ملنے کے بعد سے ہادی اسکے گھر واپس نہیں آیا تھا۔ ہاں وہ میجر خانزادہ تھا۔ اس کے سونا نام، سو لہجے اور سو شکلیں تھیں۔ کب کیا اور کیسا بننا ہے یہ وہ خود طے کرتا تھا۔ اسنے واشروم میں جاتے شاور آن کیا اور وہیں بیٹھتا چلا گیا اس میں اب اور کھڑے رہنے کی ہمت بھی نہیں تھی۔ پھر بہت احتیاط سے اپنی سیاہ لیننس اتاری آنکھوں میں شدید تکلیف تھی ہیزل گرین آنکھیں سرخ ہو گئی تھی جیسے خون اتر آیا ہو۔ وہ کتنے ہی گھنٹے ویسے بیٹھا رہا۔ پھر خود کو گھسیٹتے ہوئے باہر لایا اسے بھوک لگی تھی اسنے کچن میں قدم بڑھائے۔ کھانے کے بعد وہ واپس روم میں آیا گرم اس کے حواس کچھ بحال ہوئے تھے۔ پھر

پانی سے اپنی نقلی داڑھی اور مونچھیں بامشکل کھینچ کر اتاری۔ جبکہ سر کے بال اسکے اصلی تھے۔ انہیں ربڑ بینڈ سے پیچھے کو باندھا اور پھر چینیج کر کے وہ بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹا۔ اسے آرام کرنا تھا سارا جسم زخم سے چور تھا وہ ان ظالموں کو جتنی بری موت دیتا کم تھا۔۔۔۔۔

کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے "ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے اب جو شخص بدلہ معاف کر دے وہ اس کے لیے کفارہ ہوگا" سورہ المائدہ۔۔۔۔۔

وہ سیاہ آنکھوں والی شہزادی ساری رات اپنے نفس سے جنگ لڑتی صبح یونی پہنچی تھی۔ ابھی اس کی کلاس ختم ہوئی تھی جب وہ کینیٹین کی طرف گئی وہاں ٹیبل پر صنم اور فاخر ساتھ بیٹھے تھے۔ افراح کو دیکھتے وہ سب

ایسے حیران ہوئے تھے جیسے اسے عبایا نہیں کوئی غلط چیز پہن لی ہو، معنی خیز نگاہیں اور مزاق اڑاتی سرگوشیاں، وہ سب کو نظر انداز کرتی فاخر کی طرف بڑھی۔

یہاں کیا کر رہے ہو گھر نہیں جانا کیا"، افراح نے ابھی تک صنم کو " نہیں دیکھا تھا

کیسی ہو افراح اتنے دنوں بعد آئی ہو اور یہ کیا تم نے پردہ شروع کر دیا" مگر یہ تم پر سوٹ نہیں کر رہا۔ "صنم اس سے گلے ملتی کہہ رہی تھی۔

میں اچھی ہوں تم سناؤ اور پردہ سوٹ کرنے کے لیے نہیں کیا ہے" میں نے اللہ کے لئے کیا ہے۔ اللہ کی مرضی کے آگے میں یہ نہیں دیکھوں گی کہ مجھ پر اچھا لگ رہا ہے یا نہیں"، وہ مسکراتے ہوئے بولی،

سیاہ عبایا پہنے ہوئے وہ کوئی اسپر الگ رہی تھی، صنم کی نیچر ایسی تھی کہ وہ ہر ایک سے حسد رکھتی تھی۔ جب وہ پردہ نہیں کرتی تھی تب کہتی تھی تم پردہ کرو اس میں اچھی لگو گی ابھی بری لگتی ہو، اور جب وہ پردہ کرنے لگی تو کہہ رہی تھی کہ بری لگ رہی ہو۔ مطلب وہ کسی بھی طرح سامنے والے کو برا بنانا چاہتی تھی۔ اور خود اچھا بننے کا دکھاوا کرتی تھی۔ کہ اس سے اچھا ساری دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

فاخر تم صنم کے ساتھ کیا کر رہے تھے۔ "افراح فاخر کا ہاتھ پکڑتی" ساتھ لے جانے لگی تھی اب صنم ان دونوں سے پیچھے کھڑی رہ گئی تھی۔

ابھی فاخر کوئی جواب دیتا کہ حیدر ملک کی کال آگئی تھی افراح کو، اس نے فوراً سے یس کرتے کان سے لگایا۔



جی حیدر بولیں ہم بس گھر ہی آرہے ہیں۔" افراح نے تھوڑا اونچا بولا۔  
تھا کیونکہ آس پاس شور بہت تھا۔ حیدر ملک کی بات سنتے اس کے ہاتھ  
سے موبائل گرتے گرتے بچا تھا۔ پھر اس نے موبائل بیگ میں رکھتے یونی  
سے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ سیاہ آنکھیں بھینگنے لگی تھی۔

کیا ہوا ہے کچھ بولو تو سہی،" فاخر گاڑی میں بیٹھتے پوچھ رہا تھا۔

بابا بابا کے پاس جانا ہے فاخر، بابا کو کچھ ہو رہا ہے۔ ہاسپٹل چلو پلینز"  
جلدی چلو سب سب وہاں پر ہیں۔۔۔۔۔" وہ روتے ہوئے اٹک اٹک کر  
بول رہی تھی، وہ دونوں جب ہاسپٹل پہنچے تو جہانزیب ملک کے علاوہ

سب کو ریڈور میں کھڑے تھے۔ وہ بھاگتے ہوئے وہاں تک پہنچی تھی۔  
سیاہ نقاب میں اس کے آنسو نظر نہیں آرہے تھے۔

کیا ہوا ہے بابا کو، پلیز بتائیں بابا ٹھیک ہے نہ، حیدر انہیں کچھ نہیں ہونا "  
چاہیے۔" وہ حیدر کے پاس کھڑی آس سے بولی تھی۔

ریلیکس پرنس سب ٹھیک ہے۔ ماموں کو ہوش آگیا تھا ڈاکٹر انہیں "  
چیک کر رہے ہیں وہ باہر آئے گے تو پتا چلے گا کیا کنڈیشن ہے۔" حیدر  
نے نقاب پر سے ہی اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے پیار سے کہا تھا۔ اسکا لہجہ  
افراح کے لئے الگ اور باقیوں کے لئے الگ ہوتا تھا اور یہ بات سارا  
خاندان جانتا تھا۔ وہ اپنا چہرہ آزاد کرواتے دور ہو کر پیر روم کی طرف  
چلی گئی تھی۔ اسے شکر ادا کرنا تھا اپنے رب کا جس نے اس کے باپ کو

ٹھیک کر دیا تھا۔ جب ایک گھنٹے بعد وہ باہر آئی تو سب فیروز خان سے مل چکے تھے۔ فاریہ خان باہر بیٹھی رو رہی تھی۔ حیدر ایک جگہ کھڑا ڈاکٹر سے بات کر رہا تھا اور اس کی پھپھو اس کی ماں کو دلاسہ دے رہی تھیں۔ جبکہ فاخر اب بھی اندر تھا۔ وہ سب کو ایک نظر دیکھنے کے بعد روم میں گئی تھی۔ اس کی بابا کی سیاہ آنکھیں کھلی تھیں وہ جاگ رہے تھے۔ مگر وہ کسی کو پہچان نہیں رہے تھے۔ کیوں فاخر پھر بھی کیوں رو رہا تھا۔ کیا کہ ڈاکٹر کے مطابق ہوش میں آنے کے بعد ان کی میموری لاس ہوئی تھی۔ آہ بس ایسا نہ ہوا ہو وہ کیسے برداشت کرتی کہ اسکا باپ اسے نہ پہچانے، کیسے کوئی باپ اپنی لاڈلی اولاد کو پہچاننے سے انکار کر سکتا تھا۔ اللہ پلیر ایسا نہ ہوا ہو۔ اللہ مجھ پر رحم کریں، وہ دل ہی دل میں دعا کرتے آگے بڑھی تھی۔ فاخر اٹھ کر باہر چلا گیا تھا۔ اس نے فیروز خان کے ہاتھ تھام کر لبوں سے لگائے۔

فیروز خان کچھ نہیں بولے تھے۔ مگر وہ مسکرائے ضرور تھے۔ افراح کو لگا اس کے نقاب کی وجہ سے شاید وہ پہچان نہ سکیں ہو تبھی نہیں بول رہے۔ اس نے نقاب ہٹایا۔

بابا میں افراح ہوں کیا آپ کو یاد ہوں، "وہ یہ کہتے رو دی تھی۔ ایک" تکلیف دہ لمحہ تھا اپنے باپ سے پوچھنا کہ وہ انہیں یاد ہے یا نہیں، اگلے لمحے وہ ان کے گلے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

پلیز کچھ بولیں مجھے پہچان لیں بابا پلیز میں تو آپ کی بیٹی ہوں ایسا مت "، "کریں میرے ساتھ

وہ اپنی سیاہ آنکھوں سے انہیں دیکھتے بولی۔

اگلے لمحے فیروز خان نے زرا سا آگے ہو کر اسکا ماتھا چوما تھا پھر بہت دیر تک وہ اسے ساتھ لگائے رہے تھے۔ مگر ایک لفظ نہیں کہا تھا۔ وہ خود

بھی رو رہے تھے۔ اپنی بیٹی کو اس طرح پردے میں دیکھ ان کا دل  
سرشار ہوا تھا۔

بابا آپ مجھے پہچان گئے نہ، کچھ تو بولیں یار "ابھی وہ بول رہی تھی کہ"  
سب اندر آ گئے، اسنے دروازہ کھلنے کی آواز پر جلدی سے نقاب اوپر کیا،  
صد شکر کہ اس کی پشت دروازے کے جانب تھی۔

حیدر بابا کچھ بول نہیں رہے ڈاکٹر سے کہو چیک کریں اور ٹھیک کریں "  
یہ تو ان کا کام ہے۔" افراح نے کھڑے ہوتے حیدر سے کہا تھا

اتنے دیر کو مہ میں رہنے سے ان کی کوئی نہ کوئی حس ختم ہونی تھی۔ وہ "  
بول نہیں سکتے ہیں اب، مگر میڈیسن اور پراپر چیک اپ سے وہ بول  
سکیں گے۔ ایسا ڈاکٹر کہہ رہا ہے۔ ڈیڈ کارڈیولا جسٹک ہیں ورنہ میں  
ماموں کا علاج ڈیڈ سے کروالیتا۔ تم فکر نہیں کرو پر نس ماموں جلدی



ٹھیک ہو جائیں گے۔ ہو جائیں گے نہ؟ حیدر نے فیروز خان کی طرف دیکھ کر مسکراتے پوچھا۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔

اوکے پھر ہم بابا کو گھر لے جاتے ہیں بابا گھر میں جلدی ٹھیک ہو جائیں" گے۔" افراح نے سب کو دیکھتے ضدی انداز میں کہا، اور اس کی ضد مانتی ہی تھی ورنہ وہ کسی کو سکون نہ لینے دے۔ جب وہ سب گھر پہنچے تو جہانزیب ملک ان کے انتظار میں تھے۔ وہ فیروز خان کا رنیکشن دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر فیروز خان بالکل نارمل رہے تھے۔ اسی طرح بات چیت اور کھانے پینے میں سارا دن گزرا تھا۔ افراح نے ایک لمحے کے لیے فیروز خان کو اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔ ابھی وہ سب رات کا کھانا کھانے کے بعد چائے پی رہے تھے۔ جب افراح نے فیروز خان کو مخاطب کیا تھا

۔ وہ ایک بڑی مہرون کلر کی چادر لٹے ہوئے تھی جو سر سے اس کے پیرو تک آرہی تھی۔ اور سیاہ نقاب لگایا ہوا تھا۔

بابا آپ کو کس نے مارا تھا۔ کیا آپ اسے پہچان سکتے ہیں۔ حیدر کی "جواب واپس لگ جائیگی تو ہم اس انسان کو سزا دلوا سکتے ہیں۔" افراح کی بات پر جہانزیب ملک کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔ جہانزیب ملک کا تو دل چاہا تھا۔ وہ افراح کی گردن توڑ دے۔ یا اس کی زبان کاٹ دیں جو ہمیشہ ان کے لیے مشکل کھڑی کرتی تھی۔ فیروز خان نے نفی میں سر ہلایا تھا کہ وہ نہیں جانتے اور انہیں یاد بھی نہیں،

بابا آپ یاد کرنے کی کوشش کریں کیا پتا آپ کو یاد آجائے۔" اب کی "بارِ آخر نے بھی اصرار کیا تھا۔ فیروز خان نے پھر نفی میں سر ہلایا تھا۔

اگر اسے کچھ یاد نہیں تو پھر فورس مت کرو اس کے زہن پر زور پڑے"  
 گا اور پھر طبیعت خراب ہوگی۔ ہمارے لیے یہ کافی ہے کہ اب سب  
 ٹھیک ہے۔ اور میرا بھائی گھر آ گیا ہے۔ تم دونوں اپنے بدلے میں  
 میرے بھائی کو پریشان مت کرو۔ مسز جہانزیب نے درشتی سے ٹوکا  
 تھا۔



پھپھو میں اپنے بابا کو تکلیف دینے والے کو اتنی آسانی سے نہیں"  
 چھوڑوں گی، جس شخص نے میرے خاندان کو تکلیف دی ہے وہ خود  
 بھی برباد اور زلیل و خوار ہوگا۔ رہی بات بابا کی طبیعت کی تو ایک نہ ایک  
 دن تو ضرور بابا کو یاد آجائے گا انشاء اللہ۔۔۔۔۔" افراح نے کہتے ہی اپنا  
 نقاب کے نیچے سے چائے پی۔ پھر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے

تھے۔ افراح اپنے کمرے میں جانے کے بجائے فاخر کے کمرے میں آئی تھی۔

یہ تم کس سے بات کر رہے ہو سارا دن نوٹ کیا ہے میں نے، تم "موبائل سے باہر ہی نہیں آرہے ہو"۔ افراح نے اس کا موبائل جھپٹتے کہا

یہ کیا بد تمیزی ہے "۔ فاخر نے اپنا موبائل واپس لیا تھا۔ "صنم سے" بات کر رہا ہوں، بات کرنے میں کیا حرج ہے تم تو پیچھے ہی پڑ گئی ہو"۔

فاخر وہ نامحرم ہے بھلا ایک لڑکی سے کیسی دوستی اور وہ میری دوست "ہو کر تم سے کیا باتیں کر رہی ہیں۔

دوستوں میں جو بات ہوتی ہے وہی بات کرتا ہوں اور کیا۔۔۔ "وہ چلا"

کر بولا تھا۔

چلاؤ مت فاخر، اور دوستوں والی بات ہے تو پھر دکھا کیوں نہیں رہے"

"۔ اور وہ مجھ سے بات نہیں کر رہی تو تم سے کیا بات کرتی ہے۔

تم کیا مجھے دکھاتی ہو اپنی ہر بات، نہیں نہ، تو پھر میں کیوں دکھاؤ، اور وہ"

"تم سے بات نہیں کر رہی تو میں کیا کروں۔

میں تمہیں سب بتاتی ہوں اور اتنے دن تک میرا موبائل بھی"

تمہارے پاس رہا ہے۔ میں کچھ نہیں چھپاتی تم سے، کیونکہ کچھ چھپانے



والا ہے ہی نہیں، جبکہ تم نے کچھ نہیں بتایا اور اب دکھا بھی نہیں رہے۔  
اسکا مطلب"، ابھی وہ بول رہی تھی کہ وہ ٹوک گیا

اسکا مطلب یہ ہے کہ میں بڑا ہو گیا ہوں۔ ہر بات تمہیں بتا کر نہیں"  
کروں گا۔ میری ماں بننے کی کوشش مت کیا کرو، جو بات بتانے والی ہو  
گی بتادوں گا اب جاؤ سونا ہے مجھے"۔ وہ سختی سے کہتا بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔

تمہیں شرم آرہی ہے، کسی نامحرم سے بغیر کسی تعلق کے بات کرتے"  
ہوئے"، افراح نے پھر ٹوکا تھا۔

کیا نامحرم لگا رکھا ہے یار، صرف دوست ہے،"

سب کی تو گرل فرینڈز ہوتی ہیں میں تو صرف دوست بنایا ہے اور تم  
"درس دینے آگئی ہو"

سب میرے بھائی نہیں ہیں، تم میرے بھائی ہو، پلیز کسی سے بات نہ  
کرو، یہ گناہ ہے، اور "مومن مرد لڑکیوں سے دوستی نہیں کرتے"، وہ  
صرف نکاح کرتے ہیں، جب اس سے شادی نہیں کرو گے تو بات کیوں  
کر رہے ہو "افراح نے سمجھنا چاہا تھا

تم یہ کہہ رہی ہو کہ جس سے شادی کروں گا اس سے بات کروں؟"  
فاخر نے ابروریزی کرتے پوچھا، دو سیاہ آنکھیں آمنے سامنے تھیں۔

میں یہ کہہ رہی ہوں نکاح کے بعد باتیں کرنا، پہلے نہیں۔ اگر بہت "  
دوستی کا شوق چڑھ رہا ہے تو نکاح کر کو اور پھر کرتے رہو دوستی، اور اگر  
ابھی نکاح نہیں کرنا تو انتظار کرو، دوستی کے چکروں میں مت پڑو، کچھ  
"حیا کرو

ہو گیا لیکچر یا باقی ہے۔۔۔" وہ غصے سے بولا تھا "

آئی ہیٹ یو اب مجھ سے بات مت کرنا۔" افراح زور سے چیخ کر کہتی "  
واک آؤٹ کر گئی تھی۔

فاخر نے غصے سے کشن اٹھا کر دیوار پر مارا تھا وہ اسکی ٹوئن تھی۔ وہ اسے ناراض نہیں کر سکتا تھا۔ اچانک اس کے موبائل پر ہادی کی کال آنے لگی تھی۔ اسنے ریسو کرتے سلام کیا۔

کیسے ہو سیڈ لگ رہے ہو۔" اور افراح کال ریسو نہیں کر رہی۔ کچھ ہوا " ہے کیا؟ ہادی کی دلکش آواز ابھری تھی

نہیں ہادی بھائی سب خیریت ہے۔ وہ بابا گھر آگئے ہیں تو وہ بڑی ہیں " آپ بتائیں کیسے ہیں۔"

میں الحمد للہ بہت ہینڈ سم اور بہت اچھا " وہ شوخی سے بولا تھا۔"

ہاں وہ تو آپ ہیں۔۔۔۔ ہادی بھائی آپ سے ایک بات پوچھوں۔"

ہاں پوچھو جیسے افراح کا بھائی ہوں ویسے تمہارا بھی ہوں، ویسے تو میں "مشورے دینے کے پیسے لیتا ہوں مگر فیملی سے نہیں لیتا تم تو جانتے ہو میں ایک مشہور اور مہنگا وکیل ہوں۔ آج تک کوئی کیس نہیں ہارا۔۔۔۔"

جی جی جانتا ہوں، اور میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ مجھ سے پیسے تو "نہیں لیں گے نہ۔ وہ یہ پوچھنا تھا کہ اگر کوئی اپنا ناراض ہو جائے تو کیا کروں ایسا کہ وہ مان جائے۔"



پہلے تو ناراضگی کی وجہ ختم کرو، اور پھر کوئی گفٹ دے کر خوش کرو"

بس اتنا ہی کرنا ہوتا ہے۔"

ناراضگی کی کوئی خاص وجہ ہی نہیں چھوٹی سی بات پر ناراض ہو گئی"

"ہے۔ وہ میری ٹوئن ہے میں اسے کبھی بھی ہرٹ نہیں دیکھ سکتا۔

اوہ تو افراح ناراض ہے تم سے، اگر چھوٹی وجہ ہے تو اس چھوٹی وجہ کو"

"ختم کرو سمپل۔۔۔"

اس کی ایک دوست ہے میں اس سے دوستی کر چکا ہوں تو وہ ناراض ہو"

رہی ہے بس اتنی سے بات ہے۔" فاخر نے ایسے کہا تھا جیسے کوئی بڑی

بات نہ ہو۔

اچھا صرف دوستی کی ہے؟"

جی صرف دوستی اور اتنی سی بات پر غصہ ہونے والی تو کوئی بات نہیں"  
---

ٹھیک ہے پھر اگر وہ تمہارے کسی دوست سے دوستی کر لے تو تمہیں'  
تو غصہ نہیں آئے گا ہے نہ؟" ہادی نے بہت آرام سے پوچھا تھا۔

میرے دوست ایسے نہیں کہ وہ میری بہن سے بات کرے یا نظر بھی'  
اٹھا کر دیکھے دوسری بات ایسا ہوا تو میں جان سے مار دوں گا پہلے بھی  
اسکے لئے بہت مار پیٹ کی ہے میں نے۔۔۔" وہ غصے سے کہہ رہا تھا۔

تم کیوں مارو گے بھلا، جیسے تم نے دوستی کی ہے ویسے وہ بھی کر لے"  
تمہارے لیے تو یہ چھوٹی بات ہے نہ فاخر۔۔۔۔" ہادی نے اب اسے  
سمجھایا تھا

ہادی بھائی میں لڑکا ہوں اور وہ میری بہن ہے۔" فاخر اب ضبط سے "  
بولاتھا، ہادی کی جگہ کوئی اور اس سے ایسا کہتا تو وہ حشر کر دیتا سامنے والے  
کا۔۔۔

تو تم جس سے بات کرتے ہو وہ بھی کسی کی بہن ہوگی پھر تو اس کے "  
بھائی کو بھی چاہیے تمہیں آکر مارے۔۔۔۔" ہادی نے ہنستے ہوئے کہا

دوستی میں نے نہیں اس نے کی ہے مجھ سے، اور دوسری بات میں "

صرف بات کرتا ہوں میں نے کوئی گرل فرینڈ نہیں بنایا ہوا، تیسری

"بات ہر لڑکا میرے جیسا شریف نہیں ہوتا۔۔۔۔"

اوکے تو تم نے دوستی نہیں کی تو توڑ دو جب تمھاری ٹوئن کو نہیں پسند "

"۔۔۔۔ اب بہن زیادہ ضروری ہے یاد دوستی

ظاہر ہے مجھے اپنی بہن زیادہ پیاری ہے، مگر وہ لڑکی خود مجھ سے بات "

کرتی ہے میں نہیں کہتا کہ مجھ سے بات کرو،،،،"

تم نہیں کہتے مگر پھر بھی تم بات تو کر لیتے ہونہ۔۔۔۔ "ہادی نے اب "

اسے اسکا اصل چہرہ دکھایا تھا

میں سمجھ رہا ہوں آپکی بات، ٹھیک ہے پھر بعد میں بات کرتا ہوں اللہ"

حافظ۔۔۔۔۔"فاخر نے کہتے کال کٹ کر کے موبائل آف کر دیا، کیونکہ صنم کی کال آرہی تھی۔ اور اسے اب بات نہیں کرنی تھی۔۔۔۔۔ فاخر کے کمرے سے باہر آؤ تو افراح اپنے روم میں جائے نماز پر بیٹھی رو رہی تھی۔ اب وہ بہت حساس ہو رہی تھی۔ وہ اکیلی ہو رہی تھی۔ آج یونی میں بھی سب لوگ اسے دیکھ کر ہنسنے لگے اور کچھ نے طنزیہ باتیں کہ تھیں جو اس کے ذہن میں گونج رہی تھی۔ (پہلے تو اتنی ماڈرن بنتی تھی پھر گھر سے بھاگ گئی اور اب دیکھو پردہ کر لیا تاکہ سارے عیب چھپ جائیں، ہم تو جیسے اسے جانتے نہیں، ارے بال گر گئے ہو گے تبھی حجاب کر لیا ہوگا، کیا پتا کسی کے ساتھ بھاگی اور اب چہرہ اچھپانے کے لیے نقاب کیا ہوگا، شکل دکھانے کے قابل جو نہیں رہی اب، اور پھر لگاتار قہقہے جو



رکنے کا نام نہ لیتے تھے) وہ ان سب کو جواب دے سکتی تھی۔ مگر کس کس کو جواب دیتی وہاں سب ہی ایسی تھیں۔ جو اس کی تعریف کیا کرتے تھے اس سے دوستی کے لیے مرتے تھے، آج اس پر ہنس رہے تھے۔ جب وہ پردہ نہیں کرتی تھی، برا کرتی تھی تب لوگ برا نہیں کہتے تھے۔ اور اب جب وہ اچھا کر رہی تھی، پردہ کر رہی تھی تب لوگ باتیں کر رہے تھے مزاق اڑا رہے تھے برا کہہ رہے تھے۔ یہ کیسا زمانہ تھا جہاں برے کو اچھا، اور اچھے کو برا کہتے تھے۔۔۔۔ اور کوئی اس بات کو محسوس بھی نہیں کرتا تھا۔ کون کہتا تھا یہ نیاز مانہ ہے تعلیم یافتہ لوگ ہے، نہیں یہ جہالت کا زمانہ تھا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے پہلے عورتیں پردہ نہیں کرتیں تھیں وہ جہالت کا زمانہ کہلاتا تھا پھر ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ان پر پردے کی آیات نازل ہوئیں تو عورتوں نے پردہ شروع کیا، لوگ

جہالت سے نکل آئے، مگر پھر آج ہم اسی جہالت میں واپس چلے گئے۔  
 اور سب سے افسوس ناک بات یہ کہ ہم اسے جہالت سمجھتے بھی نہیں  
 ،،، وہ روتے روتے اٹھی اور جائے نماز تہہ کر کے رکھا پھر قرآن اٹھایا  
 اور درمیان سے بغیر دیکھے کھولا

اور جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اس پر صبر کرو اور سورج کے نکلنے سے "  
 پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح و تہمید کیا  
 کرو اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کے  
 مختلف اوقات یعنی دوپہر کے وقت بھی، تاکہ تم خوش ہو جاؤ" سورہ طہ  
 آیت 1-30

ہاں اسے صبر کرنا تھا۔ لوگ تو باتیں کریں گے۔ وہ لوگوں کا منہ بند  
 نہیں کر سکتی تھی صرف صبر کر سکتی تھی۔۔۔۔ پھر اسنے اپنی سیاہ

آنکھوں کے آنسو کور گڑا اور پھر سے قرآن کو بند کر کے کھولا، اب اس کے سامنے دوسری آیتیں تھیں جو وہ پڑھتی جا رہی تھی۔

دیکھو تم ایسے صاف دل لوگ ہو کہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہو،"

حالانکہ یہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور یہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئیں اور جب تنہا ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں ان سے کہہ دو کہ اپنے غصے میں مر جاؤ، اللہ

"تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے

شبلی مجھے پتا کر کے بتاؤ پرنس کو کس نے کڈنیپ کر دیا تھا، مجھے"

نہیں معلوم تم یہ کیسے کرو گے۔ مجھے ایک ہفتے کے اندر اس کا پتا چاہیے

جس نے میری پرنسس کو تکلیف دی، "حیدر نے شبلی کو حکم سنایا تھا، وہ اب تک پتا نہیں لگا سکے تھے یہ کام کس نے کروایا تھا۔

حیدر ملک، ملک پبلس کے باہر کھڑا تھا، جب وہ اندر آیا تو جہانزیب ملک لاونچ میں اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ انہی کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔

جی ڈیڈ بولیں"، "حیدر نے سنہری آنکھوں میں سوال لئیے کہا"

تمہیں کیا لگتا ہے فیروز کوچ میں کچھ یاد نہیں یا پھر وہ ڈارمہ کر رہا ہے " اور پھر میرے خلاف کوئی سازش سوچی ہے اسنے، اور تم افراح کو ہینڈل کیوں نہیں کرتے وہ اپنی ضد میں مجھے پھانسی کروائی گی۔ حیدر تم ایک لڑکی کنٹرول نہیں کر سکتے"، جہانزیب ملک نے اب قدرے غصے سے کہا تھا

وہ کوئی ڈرامے نہیں کر رہے میں ڈاکٹر سے بات کر چکا ہوں ایسے "

کیس میں انسان ایکسیڈنٹ سے پہلے کی میموری لاس کر جاتا ہے۔ انہیں سچ میں کچھ یاد نہیں، اور اگر یاد آ بھی جاتا ہے تو وہ بول نہیں سکیں گے اس لیے بے فکر رہے۔ اور رہی بات پر نس کی تو وہ ابھی میری بیوی نہیں ہے کہ میں اسے کنٹرول کروں گا اور وہ کنٹرول ہو جائے گی۔ آپ اپنا فضول آئیڈیا نہیں دیتے تو وہ شادی سے نہیں بھاگتی۔ ماموں کو کچھ یاد آنے سے پہلے مجھے نکاح کرنا ہے۔ کیونکہ انہیں سب یاد آیا تو یقیناً وہ شادی نہیں ہونے دیں گے۔ اور اس بار میں خود پر نس سے بات کروں گا سہی وقت دیکھ کر، ڈیڈ آپ اس معاملے سے دور رہیں گے۔ آپ صرف اپنے کام پر فوکس کریں۔" حیدر کہتے ہی اٹھ گیا تھا۔



کیا ضروری ہے تمہارا اس سے شادی کرنا تم یہ کیوں بھول رہے ہو "

کہ وہ تمہیں چھوڑ کر گھر سے بھاگی ہے۔ ہماری کتنی انسلٹ کروائی ہے اس لڑکی نے اور اسکی زبان توبہ، بھاگنے کے بعد اسنے معافی تک نہیں مانگی تم سے اور نہ ہم سے، اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہم منگنی توڑ سکتے ہیں۔۔۔ مسز جہانزیب وہاں آتی اسے سمجھانے لگی تھی۔

مومی انف از انف، وہ میری ہے، وہ مجھے لاکھ بار چھوڑ جائے مگر میں "

اسے نہیں چھوڑ سکتا اور یہ بات میں آپ کو آخری بار سمجھا رہا ہوں

"میں اسکے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروں گا

حیدر اپنی سنہری آنکھوں میں جنون لئیے کہہ رہا تھا اور پھر وہ اک لمحہ

وہاں نہیں رکا تھا

مسز جہانزیب نے غصے سے حیدر کی پشت گھوری تھی۔ "میں آپ کو بتا رہی ہوں ملک صاحب، میں اب اس لڑکی کو اپنی بہو نہیں بناؤں گی۔ پہلے میں اپنے بھائی کی وجہ سے اور حیدر کی ضد پر مانی تھی مگر اب وہ لڑکی میرے بیٹے کو شادی کے دن چھوڑ کر بھاگی ہے لوگ کتنی باتیں کریں گے۔ افراح خان اس گھر کی بہو نہیں بنے گی"، وہ چلا کر کہہ رہی تھیں۔ تمہارا بیٹا بہت جنونی ہے وہ افراح سے البسیڈ ہے وہ جب تک اسے "حاصل نہیں کرے گا تب تک سکون نہیں لے گا اس لئے شادی ہونے دو پھر کچھ دن تمہارے بیٹے کے سر سے اس پرنس کا بھوت اتر جائے گا، اس کے بعد ہم اپنی مرضی سے اسکی شادی کروادیں گے ابھی صبر سے کام لو۔۔۔" جہانزیب ملک نے چالاکی سے سمجھایا تو مسز جہانزیب ساری بات سن کر مسکرا دی۔

آج اس سیاہ آنکھوں والی شہزادی کو کراچی آئے دو ہفتے گزر چکے تھے۔  
 ان دنوں میں ان ہیزل آنکھوں نے ایک لمحے کے لیے اسکی جان نہیں  
 چھوڑی تھی۔ وہ آنکھیں یاد آتی تھیں اور آتی رہتی تھیں۔ زندگی معمول  
 پر آگئی تھی۔ فیروز خان بہتر ہو رہے تھے۔ مگر وہ اب بھی کچھ نہیں بول  
 رہے تھے۔ فاخر اور افراح کے درمیان اب بھی ناراضگی تھی۔ فاخر  
 اسے بہت بار مناچکا تھا مگر وہ ایک ضدی لڑکی تھی۔ وہ نہیں مانی تھی۔  
 یونی وہ جا رہی تھی مگر وہ اکیڈمی نہیں گئی تھی۔ اب اسے اور کلاس  
 نہیں لینا تھی وہ پردے کے ساتھ اب اور کلاس نہیں لینا چاہتی تھیں  
 ۔ اپنا زیادہ وقت اب اسے اللہ کو دینا تھا۔ آج وہ اکیڈمی اپنی ساری  
 دوستوں سے ملنے جا رہی تھیں۔ اور اپنا سامان اور کارڈ وہاں سے لینے،  
 فاخر اسکے ساتھ جانا چاہتا تھا مگر پھر وہی ضد، وہ ناراضگی میں اکیلی ہی چلی

گئی تھی۔ شام کا وقت تھا جب وہ اپنے اکیڈمی پہنچی تھی۔ ابھی وہ کوریڈور میں کھڑی ایک لڑکی سے مسکرا کر بات کر رہی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کا عبایا، نقاب، گلوں اور ساتھ گلاس بھی لگا رکھے تھے۔ سب نے اسے دیکھ کر بہت تعریف کی تھی۔ ابھی وہ بات ہی کر رہے تھے کہ اچانک گولیوں کے شور اور عجیب سی وحشت پھیل گئی تھی۔ کچھ دہشت گرد سے حلیے میں لوگ ان کی اکیڈمی میں داخل ہو چکے تھے۔ ساری لڑکیاں روم میں لاک ہونے لگی تھی۔ کچھ باہر کی طرف بھاگ گئے تھے۔ عجیب سا کانوں کو پھاڑنے والا شور چیخنے اور چلانے کی آوازیں اور لوگوں کو مرتے دیکھ کر افرار و ہیں کھڑی رہ گئی تھی وہ ایسی سچویشن پہلی بار دیکھ رہی تھی۔ ابھی وہ باہر نکلنے کا سوچتی کہ آرمی کے لوگ اکیڈمی میں داخل ہو رہے تھے۔ اب دونوں طرف سے مقابلہ ہو رہا تھا۔ افرار گولیوں کی آواز سے ڈر کر آگے بڑھی تھی۔ اس کے حواس جواب دے

رہے تھے، سخت گھبراہٹ اور خوف سے اسکی جان جارہی تھی۔ اس کے علاوہ کوئی لڑکی وہاں موجود نہیں تھی۔ اس کی پشت پر کسی نے گولی چلائی تھی، اس سے پہلے وہ گولی اسے چھو کر گزرتی ایک مضبوط آرمی یونیفارم میں موجود بازوں نے اسے اپنی طرف کھینچا تھا وہ خوف سے چیختی خود کو بچانے والے کی ہیزل آنکھوں میں کھوسی گئی تھی۔ اس کے اطراف میں کیا ہو رہا تھا ایک پل کو وہ سب بھول گئی۔ ہاں یہ وہی آنکھیں تھیں یہ تو وہی تھا اسکا ہیزل آنکھوں والا بلا،،، وہ ہمیشہ اسے بچانے آتا تھا۔ وہ اسے دیکھتی رہ گئی تھی، اس نے آج بھی ایک رومال چہرے پر باندھ رکھا تھا مگر آج اس کے بال بھی چھپے ہوئے تھے صرف ہیزل آنکھیں دکھ رہی تھیں۔

وہ جیسے کسی اور ہی دنیا میں گم ہو گئی تھی۔ سارا شور مانو ختم ہو گیا تھا۔ پھر اچانک ان مضبوط بازوں نے اسے خود سے دور دھکیلا وہ گرتے گرتے



بچی تھی۔ ہوش کی دنیا میں واپس سے قدم رکھے۔ وہ سارے بلیک کپڑوں والے نقاب پوش چھپ کر آرمی پر حملہ کر رہی تھی۔ افراح نے سیڑھیوں پر قدم بڑھائے تھے وہ اور تھوڑی دیر وہاں رکتی تو ضرور مر جاتی۔ وہ اوپر چھت پر آکر ایک بڑی سی ٹیبل کے نیچے چھپ گئی تھی۔ اب جب تک وہ سب چلے نہ جاتے اسے باہر نہیں نکلنا تھا اس کے پاس کوئی گن نہیں تھی کہ وہ ان سے لڑتی۔ نیچے سے گولیوں کی شور کی آواز اب بھی آرہی تھی۔ پھر کچھ اور لمحے گزرے اور آوازیں آنا بند ہو گئی، شاید سب جا چکے تھے۔ آہ وہ اس بار بھی اس ہیزل آنکھوں والے لڑکے کو نہیں دیکھ سکی تھی۔ ابھی وہ باہر نکلنے کا سوچ رہی تھی کہ بہت سارے قدموں کی آواز اوپر کی طرف آنے لگی۔ وہ ویسے ہی خاموشی سے بیٹھ گئی۔ ان قدموں کے پاس آنے سے پہلے کوئی اس کے برابر میں کوئی آبیٹھا تھا افراح نے گردن موڑ کر دیکھا تو وہ وہی تھا۔ شش، خان

نے اپنی منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا کہا۔ مگر وہ کچھ سن ہی کب رہی تھی وہ پھر ان آنکھوں کے سحر میں جکڑ گئی تھی۔ یہ کیا ہو رہا تھا اسکے ساتھ کیا وہ جادو کرتا تھا، وہ اسے اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی کہ اگر ہاتھ بڑھاتی تو ان ہیزل آنکھوں کو چھو لیتی۔ افراح نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا وہ اسے ایک بار دیکھنا چاہتی تھی آخر وہ تھا کون، ابھی وہ اس کا رومال کھینچ کر اتارتی اس سے پہلے ہیزل آنکھوں والے لڑکے نے اس کا ہاتھ جھٹک کر باہر قدم بڑھائے تھے۔ اب وہ ان آدمیوں کو بری طرح مار رہا تھا۔ افراح سیاہ آنکھوں میں خوف لئے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کبھی کسی کو ایسے مارتے نہیں دیکھا تھا۔ خان نے اس آدمی کا سر سر دیوار پر بری طرح مار رہا تھا وہ آدمی بالوں سے پکڑا تھا اب وہ اس کا مرچکا تھا مگر وہ نہیں رکا تھا۔ افراح خوف سے وہاں کھڑے رو رہی تھی۔ وہ کہنا چاہتی تھی اور نہ مارے، اسے ڈر لگ رہا ہے مگر اس کی زبان

ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ ہیزل آنکھوں والا لڑکا اب اسکی طرف بڑھا تھا۔ افراح نے خوفزدہ ہو کر قدم پیچھے لئے تھے۔ اسے لگ رہا تھا اب وہ اسے بھی ایسے ہی مارے گا۔ اس نے ڈر سے اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے تھے۔ پہلے جو سیاہ آنکھیں دکھ رہی تھیں اب وہ بھی چھپ گئی تھیں۔ وہ آگے بڑھا اور زرا سا جھک کر گھمبیر آواز میں سرگوشی کی۔ "مجھ سے دور رہو افراح خانزادہ ورنہ بے موت ماری جاؤ گی"

افراح اسکی بات سن کر چہرہ ہاتھوں سے ہٹا گئی تھی۔ اب وہ ہیزل آنکھوں کو خوف سے دیکھ رہی تھی۔ "جب بندہ خود پردے دار ہو تو کسی اور کا پردہ نہیں اتارتے" وہ کہہ کر رکائیں نہیں تھا وہاں سے نکلتا چلا گیا کھڑی رہ گئی تھی۔ اسے کھڑے کتنے لمحے گزر گئے تھا۔ افراح وہاں تھے۔ پھر اسنے اپنے آنسو صاف کئے، سیاہ آنکھیں سرخ ہو گئیں تھیں پھر وہ وہاں سے بھاگتی چلی گئی تھی۔ اس نے گھر آ کر کسی کو کچھ نہیں بتایا

تھا۔ رات کو حیدر نے گرینڈ پارٹی رکھی تھی (افراح کے گھر آنے کی خوشی میں اور فیروز خان کے ٹھیک ہونے پر) اسے تیار ہونا تھا۔ پارٹی ان کے گھر ہی تھی۔ سب تیاریوں میں مگن تھے تبھی کسی نے اس پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ اور وہ اپنے روم سے بھی نہیں نکلی تھی۔ وہ فریش ہو کر مغرب پڑھ کر ابھی فارغ ہوئی تھی جب فاریہ خان روم میں آئی تھیں۔ وہ انہیں دیکھتے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی

افراح یہ پکڑو تمہارا ڈریس، حیدر نے بھیجا ہے جلدی سے تیار ہو سب مہمان آنے والے ہیں۔ وہ اسے کہہ کر جانے لگی تھیں جب افراح نے ڈریس نکالا اور اس کا غصہ ساتھیوں آسمان پر پہنچا وہ پہلے ہی ٹھیک نہیں تھی اسے بہت غصہ آرہا تھا کہ خان نے اسکی انسلٹ کی تھی۔ اور وہ اس کے سامنے روئی کیسے۔۔۔۔۔ "مما یہ کیا فضول ڈریس ہے اسکی سلیو ہی نہیں

ہے۔ میں پردہ کرتی ہوں، کیا وہ نہیں جانتے؟" کیا ساری زندگی سب کو یہی بتاتی رہوں کہ میں پردہ کرتی ہوں۔ افراح نے خود پر ضبط کرتے کہا تھا۔ اب اس کی برداشت جواب دے رہی تھی۔

تم پہلے بھی ایسے ہی ڈریس پہنتی تھی اور یہ بال گاؤن ہے سارا کور تو " ہے۔ شرافت سے ریڈی ہو کر نیچے آؤ۔۔۔

مما پہلے کی بات اور تھی۔ پہلے میں پردہ نہیں کرتی تھی، میں کیسے " سمجھاؤں آپ کو، آپ نے مجھے پہلے بھی کیوں پہننے دیا مجھے مار دیا ہوتا ایسا کچھ پہننے سے پہلے، مجھے خود سے نفرت ہو رہی ہے کہ میں یہ پہن کر سب کے درمیان کیسے رہی ہوں۔ میں یہ نہیں پہنوں گی اس کی سلیو لگائیں یا پھر میں عبایا میں ہی نیچے آ جاؤ گی مجھے کوئی مسئلہ نہیں "۔ وہ



ضدی لہجے میں کہہ رہی تھی۔ اور اب وہ اپنی ضد سے نہیں ہلے گی یہ طے تھا۔

افراح میں تمہارا دماغ ٹھیک کر دوں گی دو ہفتے سے تم یہ عبایا والا ڈرامہ 'کر رہی ہو، شادی اور فنکشن میں ایسے نہیں جاتے کیا یہ سینس بھی ختم ہو گیا ہے تم میں، یہ ڈریس پہننا ہے تو پہنو ورنہ نیچے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم عبایا پہن کر آؤ گی اور لوگ ہمارا مزاق اڑائیں گے تمہیں تو اب کچھ فیل ہوتا نہیں۔۔۔۔۔" فاریہ خان اسے ڈانٹ کر نیچے چلی گئی تھی۔ اور سب کے پوچھنے پر انہوں نے بتا دیا تھا کیا وجہ ہے۔ فاخر اسے آکر منانا چاہتا تھا مگر حیدر نے روک لیا کہ وہ خود بات کر لے گا۔ وہ اوپر آیا تھا اس کے روم کے باہر کھڑے ہو کر دستک کیا،

افراح نے آواز پر جلدی سے اپنی چادر اوڑھی تھی اور پھر نقاب لگایا۔  
کیونکہ فاخر بغیر اجازت آتا تھا۔ جبکہ فیروز خان روم میں نہیں آتے تھے  
اور فارہ خان بھی ایسے ہی آجاتی تھی۔ "جی آجائیں۔۔۔۔۔" افراح  
نے نم آواز میں کہا تھا۔

کیا ہوا ہے میری پرنسس کو، کوئی پرابلم ہے تو مجھے بتاؤ رونے والی کیا  
بات ہے، "حیدر نے اسے برابر میں بیٹھتے کہا تھا۔

ممانے ڈانٹا ہے، "افراح نے سیاہ آنکھیں اٹھاتے اسی کی سنہری  
آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

کوئی بات نہیں، چلو اچھے سے تیار ہو جاؤ، میری پرس روتے"

"ہوئے اچھی نہیں لگتی۔"

ڈریس ٹھیک نہیں، آپ نے سلیو ہی نہیں لگوائی ہیں میں وہ نہیں"

پہنوں گی، "وہ معصومیت سے کہہ رہی تھی۔"

کوئی ایشو نہیں ابھی کچھ منٹ میں لگ جائیگی، مجھے بتاؤ کیسی سلیو"

چاہیے "حیدر نے موبائل نکالتے اسے دو تین سلیو والے گاؤن دکھائے

تھے۔ اور پھر اسے سلیکٹ کر دیا تھا۔

پھر اگلے آدھے گھنٹے میں ویسا گاؤن جو اسے سلیکٹ کیا تھا اسکے روم میں

ایک لڑکی پکڑے کھڑی تھی۔

پرنس تمھارے پاس آدھا گھنٹہ ہے تیار ہو کر نیچے آؤ، "حیدر اس" سے کہتا نیچے چلا گیا تھا۔ جبکہ وہ لڑکی افراح کو تیار ہونے میں مدد کر رہی تھی وہ گاؤن بہت بڑا تھا اگر وہ دراز قد نہ ہوتی تو شاید سمجھاں بھی نہ پاتی۔ وہ نیچے آئی تو سب مہمان بھی آچکے تھے، وہ سب لوگ وہاں موجود تھے جو اسکی منگنی میں موجود تھے، وہ لوگ حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ پہلے بھی وہ لوگ اسے دیکھ مبہوت رہ جاتے تھے اور آج بھی وہ لوگ دیکھ مبہوت رہ گئے تھے۔ وہ مہرون کلر کا گاؤن پہنے ہوئے تھی جو ویلیوٹ کی تھیں ساتھ ہی اسے مہرون نقاب، مہرون گلوز اور اسکارف لیا ہوا تھا۔ وہ اوپر سے نیچے تک چھپی ہوئی تھی صرف اسکی چمکتی سیاہ آنکھیں واضح ہو رہی تھیں جو کچھ روئی روئی سی تھیں اور ان میں زرا سی سرخی آئی تھی جس سے وہ اور خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ خاموشی سے آکر فیروز خان کے پاس بیٹھ گئی تھی۔ اسے کسی سے کوئی بات نہیں

کرنی تھی نہ وہ کسی سے ملی تھی۔ سارا لان اچھے سے ڈیکوریٹ تھا روشنی اور خوشبو کی بہار آئی ہوئی تھی۔ سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ لیلہ اور صنم بھی وہاں موجود تھیں اور اس سے مل کر اب انجوائے کر نے میں مصروف تھیں ان دونوں نے حجاب پہنا ہوا تھا، جبکہ نقاب میں صرف وہ واحد تھی۔ وہ اس جگہ بالکل مس فٹ تھی مگر اسے بیٹھنا تھا۔ اب تک کسی نے آکر اسے کچھ نہیں کہا تھا سب جانتے تھے وہ لاڈلی اور بد تمیز ہے، اگر کچھ کہتے تو خود کی بے عزتی ہونی تھی۔ فاخر کھڑا صنم کے ساتھ تھا مگر اسکی نظریں لیلہ پر جمی تھی۔ حیدر کسی دوست سے باتوں میں مصروف تھا وہ تھوڑے تھوڑے دیر میں افراح کو مسکرا کر دیکھتا اور پھر باتوں میں مگن ہو جاتا۔ جبکہ مسز جہانزیب اور مسز فیروز مہمانوں کو دیکھ رہی تھیں۔ جہانزیب ملک رانا ملک کے ساتھ کھڑے تھے۔ اور نے بلیک شلوار قمیض پہن ان سے تھوڑا فاصلے پر کہف کھڑا تھا اس



رکھی تھی، سیاہ آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔ بڑی بڑی داڑھی  
مونچھیں اسے کوئی وڈیرا ظاہر کر رہی تھیں۔ ابھی افراح پانی پینے  
کے لئے اٹھی تھی کہ جیاس کے ساتھ آکر کھڑی ہوئی۔ پھر مسکراتے  
ہوئے اسکے گلے ملی، افراح نے بھی خوش دل سے گلے لگایا کہ وہ کسی  
سے بھی نفرت کیوں کرتی جب وہ ہدایت پاچکی تھی تو اسے کسی سے  
نفرت نہیں کرنی چاہیے تھی۔

کیسی ہو افراح تم تو سوات سے آکر بلکل ہی بدل گئی۔ ایسا کیا ہو گیا وہاں "  
"جیادارک پرپل کلر کے سلیو لیس میکسی میں تھی جو نہایت فٹ تھا اور  
اس میں وہ حسیں لگ رہی تھی۔ کوئی اگر ایک بار دیکھتا تو نظریں نہ ہٹاتا۔

اب میں آپ کو کیا ہی بتاؤ، اللہ جسے جب چاہے ہدایت دے بس اتنا ہی "ہوا ہے اور تو کچھ نہیں، اسی لئے پردہ شروع کر دیا"۔ افراح نے مسکراتے ہوئے پردہ کرنے کی وجہ بتائی۔ جیسا اس کی بات سن کر مزاق اڑانے والے انداز میں ہنسی پھر قدرے سمجھل کر گویا ہوئی۔

سوری سوری،،،، سہی کہا جس کی جو مرضی ہو وہ وہی پہنتا ہے۔ اب یہ "پردہ تمھاری مرضی ہے،

پردہ اپنی مرضی پر نہیں کرتے، یہ اللہ کا حکم ہے اور جب اللہ کا حکم آ جائے تو پھر انسان کی مرضی کی کیا اوقات۔۔۔۔۔" افراح نے جیا کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے کہا

اوہ افراح تم تو واقعی اللہ والی بن گئی ہو اور بزرگوں جیسی سوچ ہو گئی۔  
 ہے۔ شاید تم نے سوات میں اپنی میموری کھودی ہے۔ یہ وہ صدی نہیں  
 ہے اب وقت بدل گیا ہے۔ مگر خیر مجھے کیا تم جو مرضی کرو، جیانیے  
 اپنے سنہرے بال جھٹکتے کہا۔ افراح نے کوئی جواب نہیں دیا وہ پانی اس  
 طرح پی رہی تھی کہ اس کا نقاب نہ ہٹے، اور کوئی اسے دیکھ نہ سکے۔

ویسے حیدر کو ماڈرن لڑکیاں پسند ہیں جیسے میں ہوں، تم نے جیسا حلیہ  
 بنایا ہے ایسی لڑکیوں کو اب کوئی پسند نہیں کرتا۔ جیاب اسے کمتری کا  
 احساس دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

اگر حیدر کو آپ جیسی لڑکی پسند ہوتی تو وہ آپ سے شادی کرتے مجھ  
 سے نہیں، اور مجھے کوئی پسند کرے نہ کرے مجھے فرق نہیں پڑتا، مجھے  
 میرا رب پسند کرتا ہے یہ بات میرے لیے کافی ہے۔ ایکسیوزمی

۔۔۔"وہ کہہ کر وہاں سے ہٹ گئی تھی۔ اس سے زیادہ تمیز کے دائرے میں نہیں رہ سکتی تھی وہ۔۔۔۔۔جیا کا چہرہ اتنی انسلٹ پر سرخ ہوا تھا۔"

حیدر تمھارا کبھی نہیں ہونے دوں گی، اب وہ میرے مرنے کے بعد ہی کسی اور کا ہو سکتا ہے۔" جیا نے ہلکی آواز میں لہجے میں جنون لئے کہا تھا۔

وہ بالکل حیدر جیسی تھی۔ جیسے حیدر ملک افراح کے لئے جنون رکھتا تھا ویسے جیا ملک حیدر ملک کے لئے جنون رکھتی تھی۔ افراح وہاں زیادہ دیر نہیں بیٹھی تھی وہ سب سے مل کر اپنے روم میں آگئی تھی۔ لوگوں کے پاس صرف وہی تھی جس کی باتیں ہو رہی تھیں۔ جیسے اسے پردہ نہیں کیا تھا کوئی تیر مارا تھا جو لوگوں کی باتیں ختم نہیں ہو رہی تھیں۔ وہ کوئی بد تمیزی بھی نہیں کرنا چاہتی تھی کہ کسی کا دل دکھے اس لئے سب کو ان کی باتوں (طنز) کے ساتھ چھوڑ کر وہ آکر عشاء کی نماز پڑھ رہی تھی۔ اس کی کوئی نماز قضاء نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ تہجد بھی پڑھتی

تھی۔ بس ایک چیز تھی جو اس کے قابو سے باہر ہو رہی تھی وہ ہیزل  
 آنکھیں جواب پہلے سے زیادہ تنگ کر رہی تھی۔ ایک بار وہ اسے مل جاتا  
 وہ اسے قتل کر دیتی تاکہ وہ دوبارہ اس کی آنکھوں سے تنگ نہ ہو۔ وہ چاہ  
 کر بھی خود کو اسے سوچنے سے روک نہیں پارہی تھی۔ یہ کیسا آسیب تھا  
 جو اس سے چمٹ گیا تھا۔ وہ رو رو کر دعا کر چکی تھی کہ اسے ان آنکھوں  
 سے نجات مل جائے۔ مگر اللہ نے اسکی دعا اپنے پاس محفوظ کر لی تھی۔  
 اب دعا کب پوری کرنی تھی یہ تو اللہ جانتا تھا۔ تقریباً رات کے گیارہ بج  
 گئے تھے نیچے پارٹی بھی ختم ہو چکی تھی وہ کافی تھک گئی تھی اس لیے  
 سونے کے ارادے سے لیٹی تھی کہ دروازہ ناک ہوا،،، اوہ اللہ اب کون  
 آگیا اور وہ جانتی تھی حیدر کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا تھا وہ جلدی سے  
 اٹھی تھی چادر اوڑھی اور اپنا نقاب لگایا، پھر دروازہ کھولا،



آپ اس وقت خیریت ہے۔ بابا تو ٹھیک ہیں نہ؟"  
افراح نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

ہاں سب ٹھیک ہے پرس نس تم سے بات کرنی ہے اندر آسکتا ہوں۔"  
حیدر اب بھی پارٹی والے کپڑوں میں تھا مطلب وہ گھر بھی نہیں گیا تھا  
اور اس کے پاس آگیا تھا۔

حیدر رات ہو گئی ہے ہم صبح بات کریں گے۔" افراح نے آرام سے  
منع کرنا چاہا ایک تو اسے نیند آرہی تھی دوسرا وہ ابھی کوئی بات نہیں کرنا  
چاہتی تھی۔

صرف دس منٹ پر نس، زیادہ وقت نہیں لوں گا"، افراح نے اندر " آنے کا راستہ دیا اور روم میں موجود ڈبل صوفے پر بیٹھ گئی۔ حیدر اندر آیا وہ اس کے برابر میں بیٹھنے کے بجائے اس کے پیرو کے پاس نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا، وہ ساری دنیا کو اپنے آگے جھکانے والا ایک لڑکی کے آگے جھک گیا تھا۔ افراح حیران ہوتی فوراً گھڑی ہوئی تھی۔ "یہ آپ کیا کر رہے ہیں نیچے کیوں بیٹھ رہے ہیں۔ پلیز اٹھیں حیدر"، اسے اچھا نہیں لگا تھا حیدر کا نیچے بیٹھنا وہ بھی اس کے پیروں پر۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں پر نس تم بیٹھو مجھے ایسے ہی بات کرنی ہے۔ بیٹھ جاؤ" پر نس"، حیدر کے کہنے پر وہ بیٹھ گئی تھی۔ "اب غور سے سنو پر نس اور بیچ میں مت بولنا، میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، صرف نکاح، رخصتی جب تم کہو گی تب کر لیں گے، ایک سال، دو سال جتنے

سال انتظار کرنے کا کہو گی میں کر لوں گا، پہلے بھی میں زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا وہ ڈیڈ کا فیصلہ تھا، پرسنس تم مجھ سے آکر کہتی کہ تم نہیں کرنا چاہتی، یقین کرو میں نکاح توڑ دیتا۔ مگر پرسنس تم نے یقین نہیں کیا اور تم چلی گئی۔ میں بس چاہتا ہوں تم محفوظ رہو، تمہیں کھو نہیں سکتا، بس اتنا چاہتا ہوں کہ نکاح کر لو اور اب تو ماموں بھی ٹھیک ہے ہماری خوشی میں وہ جلدی ٹھیک ہو جائیں گے۔" حیدر ملک اب اس کی سیاہ آنکھوں کو دیکھ رہا تھا جو بے تاثر تھیں۔۔۔۔۔

حیدر منگنی کا فیصلہ بابا نے کیا تھا میں راضی ہو گئی تھی۔ اور اس نکاح کا "فیصلہ میرے بابا نے نہیں کیا تھا تو میں چلی گئی اور اس پر میں شرمندہ نہیں مگر پھر بھی پھپھو نے ماما کو اور سب کو باتیں سنائی ہیں کہ میں گھر سے بھاگی ہوں۔ اور اب بھی اگر بابا راضی ہوئے تو میں آپ سے نکاح

کے لئے تیار ہوں۔ اور اگر باراضی نہیں تو آپ کچھ بھی کر لیں میں نکاح نہیں کروں گی۔" افراح کہتے ہی اٹھ گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی حیدر بھی کھڑا ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے پھر چلو ماموں سے پوچھتے ہیں وہ کیا چاہتے ہیں اگر وہ منع " کریں گے تو میں پھر یہ بات نہیں کروں گا۔"

اس وقت۔۔۔ ہم صبح پوچھ لیں گے، "افراح کو اس وقت مناسب " نہیں لگ رہا تھا۔

کچھ نہیں ہوتا پرس ابھی چلتے ہیں ویسے بھی ہمارے گھر کوئی اتنی " جلدی نہیں سوتا سب جاگ رہے ہو گے۔" حیدر نے اسکا ہاتھ تھاما اور

فیروز کے روم میں لے گیا۔ دروازہ کھلا ہی تھا۔ فیروز خان بستر پر نیم دراز تھے۔ اور فاریہ خان کہیں نظر نہیں آرہی تھیں۔ وہ دونوں اندر جا کر ان کے پاس ہی بیٹھ گئے تھے۔ افراح نے اپنا ہاتھ حیدر سے آزاد کروایا اور خود فیروز خان کے برابر میں جا کر بیٹھ گئی۔ ان دونوں کے آنے پر ہی ان کی آنکھ کھل گئی تھیں۔ انہوں نے حیران ہو کر افراح کو دیکھا تھا۔

بابا حیدر کو آپ سے بات کرنی ہے۔" افراح کہہ کر خاموش ہو گئی۔  
تھی۔ اور اسی وقت فاریہ خان دودھ کا گلاس لئے روم میں داخل ہوئیں  
تھیں۔

آپ دونوں سے بات کرنی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ پرس اور میرا"  
نکاح ہو جائے۔ وہ میرے نکاح میں ہوگی تو میں سارے حق سے اسکی



حفاظت کر سکوں گا۔ کیونکہ کوئی ایسا ضرور ہے جو ہمیں تکلیف دینا چاہتا ہے اور میں پرس پر کوئی خراش برداشت نہیں کر سکتا۔ ماموں آپ سمجھ رہے ہیں نہ میری بات"، حیدر نے بہت نرمی سے اپنی ساری بات سمجھائی تھی۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو حیدر ہمیں تم پر بھروسہ ہے تم سمجھدار بھی ہو" اور افراح کو سمجھال سکتے ہو۔ میں تو راضی ہوں "فاریہ خان نے فوراً رضامندی دی تھی۔ افراح ان کے کنٹرول سے باہر ہو رہی تھی سو بہتر تھا وہ اس کی شادی کرتی اور لوگ یہی کہہ رہے تھے کہ اب حیدر اس سے شادی نہیں کرے گا کیونکہ وہ اسے چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔ اس لیے وہ راضی ہو گئی تھیں کی لوگوں کا منہ بند ہو جائے گا اور ان کی بیٹی کا گھر بس جائے گا۔ حیدر اور افراح نے اب فیروز خان کی طرف دیکھا تھا

انہوں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد ہامی بھر دی تھی۔ پھر انہوں نے افراح کا ماتھا چوما تھا اور حیدر کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعادی تھی۔ حیدر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا اس کی سنہری آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ حیدر وہاں سے نکل کر چھت کے زریعے اپنے گھر آیا تھا اور پھر اس نے مسز انہیں نکاح جہانزیب اور جہانزیب ملک کو ساری بات بتائی تھی اب کی تیاری کرنی تھی۔ حیدر کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کل ہی نکاح کر لے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا وہ اتنے جلدی کیسے راضی ہو گیا۔ جہانزیب ملک "کچھ پریشان سے تھے۔"

ڈیڈا نہیں سچ میں کچھ یاد نہیں اگر یاد ہوتا تو وہ کبھی نکاح کے لئے راضی "نہیں ہوتے اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ اور بالفرض انہیں بعد میں کچھ یاد آتا بھی ہے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ افراح میرے نکاح میں ہوگی۔" اب وہ اپنی بیٹی کا گھر تو برباد نہیں کریں گے۔

قصے میری الفت کے مشہور ہیں سارے  
ورنہ تو تیرے عیب بھی معلوم ہیں سارے  
سب جرم میری ذات سے منصوب ہے محسن  
کیا میرے سوا اس شہر میں معصوم ہیں سارے



کھف، ایلفا اور رانا کے ساتھ ہیکر روم میں کھڑے تھے۔ ایلین کمپیوٹر  
کے سامنے بیٹھا تھا۔ جس پر ہیزل آنکھوں والے میجر کہ تصویر تھی مگر  
صرف آنکھیں ہی اسکی واضح تھی۔

ایلفا سر یہی ہے وہ جو آپ کے پیچھے پڑا ہے۔ اسنے اکیڈمی میں موجود " ہمارے سارے آدمی مارے ہیں اور اب تک جتنے بھی لوگ مارے گئے ہیں ان سب میں یہ موجود تھا۔ کوئی بہت تیز انسان ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے یہ آپ کے سامنے ہو گا اور آپ پہچان نہیں سکیں گے "۔ ایلین ایک ایک بات واضح کر رہا تھا۔

تم یہ کہہ رہے ہو کہ وہ میرے سامنے رانا یا کہف بن کر آئے گا اور " میں اسے پہچان نہیں سکوں گا، ویری فنی، وہ زہین ضرور ہو گا مگر مجھ جیسا طاقتور اور مضبوط اور چالاک نہیں، وہ میرے سامنے آیا تو اپنی جان سے جائے گا۔ اسے ڈھونڈو یہ مجھے زندہ چاہیے "۔ ایلفا نے کہف اور رانا سے کہا " یہ بہت کام کی چیز ہے مزا آئے گا اسے تڑپانے میں، پتا کرو کہاں

رہتا ہے اور فیملی میں کون کون ہے، مجھے وہ ساری انفارمیشن چاہیے جو وہ  
"خود بھی اپنے بارے میں نہ جانتا ہو

ایلفاسر اسکی انفارمیشن میں مجھے کچھ نہیں مل رہا میں اسکے اکاؤنٹس"  
ہیک کرنے کی کوشش کر رہا ہوں وہ بھی نہیں ہو رہا، یہاں تک اس کا  
اصل نام بھی شو نہیں ہو رہا۔ اور آرمی والوں میں بھی اس کا اصل نام  
موجود نہیں، بلکہ اس کے ساتھی بھی شاید اسے نہیں جانتے، وہ حد سے  
زیادہ خفیہ لمبھینٹ ہیں۔ جب تک وہ نہ چاہے ہم کچھ نہیں جان سکیں  
گے۔" ایلین نے ڈرتے ڈرتے تفصیل بتائی۔

اس نے آپکے سارے آدمی مارے ہیں اور وہ لڑکے بھی اس نے ہی  
آزاد کروائے۔ یہاں تک کہ وہ قراقرم والے سرنگ میں بھی موجود تھا  
یہ بات ہمیں تب پتا چلی جب وہ وہاں سے چلا گیا۔ وہ ہمارے بیچ رہ کر جا



چکا ہے کیا پتا وہ آپ کے بارے میں سب جان گیا ہو۔ رانا بھی اب  
قدرے پریشان ہو چکا تھا۔

اسکو پکڑنے کا کوئی راستہ تو ہو گا۔" کہف نے مداخلت کی تھی۔ "  
کہف سہی کہہ رہا ہے کچھ تو ایسا ہو گا جو وہ مس کر گیا ہو۔ اسے ڈھونڈو"  
کہف، مجھے وہ زندہ چاہیے اس سے پہلے وہ میرے لئے کوئی مشکل کھڑی  
کرے میں اسے مار دوں گا۔

نومبر کا مہینہ تھا سردی کی آمد تھی، وہ سیاہ آنکھوں والی لڑکی فجر کی نماز  
کے بعد اپنے گارڈن میں بیٹھی اپنے بچے کے ساتھ کھیل رہی تھی اس  
نے چادر اوڑھ رکھی تھی، تبھی فاخر اس کے برابر آکر بیٹھا تھا۔

مان جاؤ کب تک ناراض رہو گی۔ دو دن بعد تمہارا نکاح ہے، اگر ایسے " ہی رہو گی تو تمہارے نکاح میں نہیں آؤں گا اور تمہارا بچہ لے کر دور چلا جاؤں گا۔" - فاخر نے اس کی سیاہ آنکھوں کو دیکھتے مسکرا کر کہا

خبردار جو میرے بچے کو ہاتھ لگایا۔ فاخر یہاں سے چلے جاؤ اور نہ آنا " نکاح میں، ویسے بھی اتنا برا بھائی نہیں چاہیے۔" - افراح نے اب بھی ناراضگی سے کہا تھا وہ جلدی نہیں مانتی تھی۔ اپنی ضد کی پکی تھی۔ اس لئے کوئی اسے ناراض کرتا بھی نہیں تھا۔

اچھا جو بولو گی کروں گا جو مانگو گی دے دوں گا اب مان جاؤ۔"۔ فخر نے  
اسکی سیاہ لٹ زور سے کھینچتے کہا تھا، بدلے میں افراح نے اسکے بال  
نوچے تھے۔

جنگلی چڑیل "وہ ہلکا سا بڑ بڑایا تھا۔"

کیا کہا تم نے۔"۔ افراح نے گھور کر دیکھا۔"

کچھ بھی نہیں میں نے کہا میری پیاری بہن کیا چاہتی ہو بولو، حکم کرو،  
غلام حاضر ہے۔"

۔ مجھے اپنی پاکٹ منی سے بریانی کھلاؤ گے، 1

او کے مگر صرف بریانی اور کچھ نہیں کیونکہ ابھی ہاتھ تھوڑا تنگ چل رہا ہے

۔ اپنی فیورٹ بلیک جیکٹ مجھے دے دو گے ہمیشہ کے لیے۔ 2  
ایسا نہیں ہو سکتا یہ اب زیادہ ہو رہا ہے افراح،

ٹھیک ہے پھر بھاڑ میں جاؤ یہاں کیوں بیٹھے ہو"

اف اچھا ٹھیک ہے دے دوں گا"۔ فاخر نے دل میں پتھر رکھ کر کہا"  
تھا۔

۔ جب میں تمھاری شوز پہن کر گھوموں گی تو تم مجھ سے نہیں لڑو گے 3  
اور واپس نہیں لو گے۔

اوکے، فاخر کا منہ رونے والا ہو گیا تھا

۔ تم اپنی واج جو تمھیں عرش نے گفٹ کی تھی وہ مجھے دو گے وہ مجھے 4  
بہت پسند ہے، اور وہ عرش اتنے برے ہیں انہوں نے صرف تمھیں دیا  
، انہوں نے آج تک مجھے کچھ نہیں دیا۔  
تمھیں شرم آنی چاہیے میری چیزوں پر نظر رکھتے۔ فاخر کا دل جلاتا تھا

نہیں آتی شرم اب بولو کیا کروں۔

۔ کسی لڑکی کو دوست نہیں بناؤ گے میرے علاؤہ، کیونکہ یہ گناہ ہے اور 5  
میں اپنے بھائی کو جہنم میں نہیں دیکھنا چاہتی۔



او کے اب ہو گیا یا کچھ رہتا ہے۔ فاخر نے صبر کا گھونٹ پیا تھا۔

اب تک کے لیے اتنا ہی جب مجھے اور یاد آئے تو میں بتا دوں گی۔ اب میرے پیارے بھائی چلو بریانی کھانے چلتے ہیں تمہارے پیسوں سے، وہ خوشی سے کھڑی ہو گئی تھی۔

صبح ہو رہی ہے اور یہ ناشتے کا وقت ہے، کیا اتنی صبح حیدر بھائی تمہارے لئے بریانی بنا رہے ہونگے باہر؟۔۔۔۔۔ جو بریانی کھانے چلے، میں جا رہا ہوں ناشتہ کرنے۔۔۔۔۔ فاخر کہہ کر اندر بڑھ گیا تھا۔

ہنسہ بد تمیز بھائی۔۔۔۔۔ افراح نے کہہ کر قدم اندر بڑھائے۔۔۔۔۔

-----

وہ سیاہ آنکھوں والی شہزادی ناشتے کے بعد اوپر آئی اپنا موبائل اٹھایا اور نعت لگادی پھر ہینڈ فری کانوں میں لگائی۔ وہ پہلے بھی ہینڈ فری کانوں میں لگائی گانا سننے کی عادی تھی۔ مگر اب ان گانوں کی جگہ نعت، حمد اور تلاوت نے لے لی تھی۔ جس گانے سے وہ پہلے سکون حاصل کرتی تھی۔ اب وہی گانے اسے پریشان کرتے تھے بے چین کرتے تھے۔ اب کوئی آس پاس سن بھی رہا ہو تو اسے غصہ آتا تھا وہ نہیں سننا چاہتی تھی۔ اور جب روح اور جسم اللہ سے محبت کرنے لگے تو ساری دنیاوی چیزوں سے انسان اکتانے لگتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا۔ اور اللہ کی محبت بھی اللہ ہی ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے وہ جسے چاہتا ہے خود کے قریب کر لیتا ہے۔ وہ سن رہی تھی اور سیاہ آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ یہی ہوتا تھا، پہلے وہ کبھی نہیں روتی تھی مگر اب رونے لگی تھی۔ اسے اللہ کی محبت رلا دیتی تھی۔ وہ اللہ کے خوف میں اتنا نہیں روتی تھی مگر اللہ

کی محبت میں روتی رہتی تھی۔ تقریباً دو گھنٹے بعد وہ اٹھی تھی، اور وضو کر کے چاشت کی نماز ادا کی پھر اس نے قرآن کھولا اپنا موبائل ایک طرف رکھا، اور "راہ ہدایت" کے صفحے پلٹتی گئی، وہ بہت کچھ پڑھ کر ڈھونڈ کر لکھ چکی تھی۔ اور اب وہ سب دوبار پڑھ رہی تھی۔

: پہلا صفحہ

اور ہم نے لوگوں میں سے کچھ لوگوں کو تمہارے لیے آزمائش بنایا"  
ہے، کیا تم صبر کرتے ہو، تمہارا رب سب کچھ دیکھتا ہے۔" سورہ  
الفرقان آیت 20

یعنی ہماری زندگی میں آنے والے لوگ اچھے اور برے ہوتے ہیں، جو برے ہوتے ہیں وہ ہمارے لیے آزمائش ہوتے ہیں۔ جن پر اللہ نے صبر کرنے کا کہا ہے۔ آزمائش صرف بیماری، غم، مصیبت اور پریشان کی صورت ہی نہیں آتی، کبھی کبھی انسان بھی آزمائش بن کر آتے ہیں۔ جب ان کے الفاظ آپ کو زخمی کرتے ہیں، جب ان کا رویہ آپ کو تکلیف دیتا ہے۔ جب وہ آپ کے لئے مشکل کھڑی کرتے ہیں، جب وہ آپ کی کامیابی میں رکاوٹ بنتے ہیں، جب وہ آپ کو نیچا دکھاتے ہیں، جب وہ آپ کا مزاق اڑاتے ہیں، جب وہ اپنی نفس کی خوشی کے لیے آپ کو ستاتے ہیں تو ایسے لوگوں پر صبر کیا کریں۔ کیونکہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اور ایک وقت آتا ہے جب یہ آزمائش ختم ہو جاتی آپ کے صبر پر آپ کو اجر مل جاتا ہے۔ مگر جب ہم بھی ان کی طرح ہو جائیں، تو ہم میں اور ان

میں کوئی فرق نہیں رہتا اور جو مومن ہوتا ہے وہ تو کرتا ہی صبر، اور بے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ شک اللہ

:دوسرا صفحہ

اے ہمارے رب تو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی ہے اس کے بعد " ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما بیشک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے "سورہ آل عمران آیت 8

ایک وہ ہدایت ہوتی ہے جو اللہ نے سب کو عطا کی ہے جو دنیا میں پائے جانے والی تمام مخلوقات میں موجود ہے جیسے نباتات، حیوانات، انسان --- ہر کسی کو اس کی مناسبت سے ہدایت دی گئی ہے۔ یعنی جس کو جو



کرنا اسے پتا ہے۔ چاند، سورج کو معلوم ہے اسے کب آنا ہے۔ چاند کو پتا ہے اسے کس ٹائم روشنی دینی ہے، جانوروں کو پتا ہے اس نے کہاں جانا ہے، کہاں سے کھانا ہے، انسان کو بھی پتا ہے، یہاں تک کہ ہر جاندار کو اللہ نے یہ ہدایت دی ہے کہ اس نے کیا کرنا ہے کیسے کھانا ہے اور کہاں رہنا ہے۔ یہ عام سی ہدایت سے جو ہم سب کو ملی ہے



: تیسرا صفحہ

"اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے"

سورہ السجدہ

تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے اور اس کا سینہ اسلام کے " کھول دیتا ہے "

سورہ الانعام آیت 125

دوسری ہدایت وہ ہوتی جو عاقل (عقل والے) میں پائی جاتی ہے۔ اور عقل والے انسان اور جن ہیں۔ یہ ہدایت نبیوں کے ذریعے ہر انسان اور جن تک پہنچی ہے۔ یعنی جتنے بھی نبی آئے انہوں نے انسانوں اور جنوں دونوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا۔ جس نے قبول کیا وہ مومن ٹھہرا اور جس نے انکار کیا وہ کافر ٹھہرا، مطلب یہ ہدایت ہم تک آچکی اب اس کا ماننا اور نہ ماننا انسان اور جن کے اختیار میں ہے۔ جنات میں کچھ ایسے ہیں جو مسلمان ہیں وہ انسانوں کی طرح اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اور کافر ہیں، اسی طرح انسانوں میں بھی کچھ مسلمان ہیں اور باقی کافر ہیں۔ مگر

جنوں میں عقل کم ہوتی ہے۔ انسان ہر مخلوق میں افضل ہے، کہ اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ یہ خاص ہدایت ہے جو صرف عقل والے پاتے ہیں، اور بے شک جو عقل رکھتے ہیں وہ ہدایت پاتے ہیں۔

:چوتھا صفحہ

اے ایمان والو اپنے آپ کو سمجھالے رہو، جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی "گمراہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا" سورہ المائدہ

اور یہ وہ ہدایت ہے جو مانگنے سے ملتی ہے، جو ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی جو بہت خاص لوگ ہوتے ہیں، یہ ہدایت انہیں نصیب ہوتی ہے۔

دوسری ہدایت تو ہم سب مسلمانوں کو پیدا ہونے پر مل گئی ہم مسلمان پیدا ہوئے، اور مسلمان ہی رہ کر زندگی بسر کی، نماز پڑھی مگر ایک عام مسلمان کی طرح، اور پھر ایک مسلمان ہی بن کر مر جاتے ہیں، ہم اللہ سے ہدایت مانگتے ہی نہیں وہ ہدایت جس میں ایک مسلمان، "مومن" بن جائے، وہ ہدایت جو اللہ سے محبت کرادے، وہ ہدایت جو تہجد کا پابند بنادے، وہ ہدایت جس میں نفس سے لڑنا آجائے، وہ ہدایت جس میں اللہ کو راضی کرنے کے لئے خود کو برائی سے بچایا جائے، وہ ہدایت جس میں اللہ کو خوش کیا جائے اور وہ ہدایت جو نرم دل احساس کرنے والا، سچا اور پرہیزگار بنادے، وہ ہدایت جو اللہ کے آگے رونا سکھادے، وہ ہدایت جس میں اللہ کو یاد کئے بغیر سکون نہ آئے، اور وہ ہدایت جس میں خود کو اللہ کو کر دیا جائے۔ ہم یہ ہدایت نہیں مانگتے، جو اہم ہے، جو زندگی کا مقصد ہے، جس سے جنت ملنی ہے، اور اس بات کا ہمیں

احساس تک نہیں ہوتا، اور اب جسے یہ ہدایت نہیں ملی اسے سمجھ نہیں آئی گی، مگر جن خوش نصیبوں کو مل گئی ان کے لئے آسانی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔۔۔۔۔ یہ ہدایت پانے والا شخص قرآن کی آیتوں پر عمل کرنے والا ہوتا ہے، آیتوں کی خلاف ورزی اس کے لیے دشوار ہوتا ہے، یہ ہدایت مانگنے سے ملتی ہے، جب ہم خود اللہ کی طرف قدم بڑھاتے ہیں، اللہ کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں، اپنی خواہش اور ترجیحات کو اللہ کی خوشنودی کے مطابق سیٹ کرتے ہیں۔ اللہ کی ناراضگی کی فکر کرتے ہیں، پھر ہمیں پتا چلتا ہے کہ ہمیں کیا چیز کرنی ہے اور کیا نہیں کرنی، جب اللہ کہتا ہے یہ چیز چھوڑ دینی ہے تو وہ چھوڑ دینا شیطان کو بتانا ہوتا ہے ہوتا ہے اپنے نفس سے لڑ کر اسے ہرانا ہوتا ہے، کہ نہیں کا مطلب نہیں ہوتا ہے، اور یہ ہدایت پانے والا شخص یہ سب



کرتا ہے وہ اللہ کو راضی کرتا ہے، جب شیطان کوئی وسوسہ ڈالتا ہے تو وہ اللہ کی پناہ مانگتا ہے۔

پھر وہ شخص یہ نہیں دیکھتا کہ لوگوں کو یہ کرتا ہوا اچھا لگے گا کہ نہیں، تب اسے پتا ہوتا ہے کہ میں یہ کرتا ہوا اپنے اللہ کو اچھا لگ رہا ہوں، پھر کرتا ہے yes وہ اللہ کی پسند دیکھتا ہے اپنے نفس کی نہیں،،،، وہ اللہ کو --- اور جب بات اللہ کو راضی کرنے کی ہو تو نفس no اور نفس کو کوہرانا چاہیے اسے بتانا چاہیے کہ تم غلط ہو، اور میں صرف اللہ کی مانوں گا

:پانچواں صفحہ

"مومن کون ہوتا ہے"

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ ""  
 رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدے کرنے والے، نیک کاموں کا  
 امر کرنے والے، بری باتوں سے منع کرنے والے، خدا کی حدوں کی  
 حفاظت کرنے والے یہی مومن لوگ ہیں اور اے پیغمبر مومنوں کو  
 بہشت کی خوش خبری سنادو "" سورہ التوبہ آیت 112

نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی ""  
 کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے  
 رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور  
 گردنوں کے چھڑانے پر خرچ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور  
 جب عہد (وعدہ) کریں تو اسکا پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور

جنگ میں ثابت قدم رہیں یہی لوگ ہیں جو ایمان میں سچے ہیں اور یہی  
ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں ""سورہ البقرہ آیت 177

" ایمان والے ہی مومن ہوتے ہیں "

مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ""  
ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور  
بڑھ جاتا ہے اور وہ جو اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اور وہ جو نماز  
قائم کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے نیک کاموں  
میں خرچ کرتے ہیں یہی سچے مومن ہیں اور ان کے لیے ان کے  
پروردگار کے ہاں بڑے بڑے درجے ہیں اور بخشش اور عزت کی  
روزی ہے ""سورہ انفال آیت 2-4

اور رحمن کے بندے (مومن) تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں  
 ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے جاہلانہ گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں  
 اور وہ جواب اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور عجز و ادب سے  
 کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں اور وہ جو دعائیں مانگتے رہتے ہیں کہ اے  
 پروردگار دوزخ کے عذاب سے ہم کو دور رکھیو "سورہ الفرقان  
 آیت 66-63

پڑھتے پڑھتے وہ اچانک رکی، اور "راہ ہدایت" کے رجسٹر کو بند کر کے  
 بلیک پرنٹ کے کور میں ڈالا  
 پھر اٹھ کر موبائل پر امریش کو کال کی۔

امریش آپ آپی اب تک نہیں آئیں، یا آپ نے کہا تھا آپ آج"  
 آجائیں گی۔" افراح نے موبائل کان سے لگائے شکوہ کرتے کہا،  
 افراح ہم نہیں آسکیں گے بٹ ہم وعدہ کرے ہیں رخصتی پر ضرور"  
 آئیں گے۔ مورے وہاں نہیں آسکتی اتنا سفر کر کے اور ہم انہیں اکیلا  
 چھوڑ کر نہیں آسکتے۔" امریش نے پیار سے کہا

اوکے آپ بٹ آپ میری شادی پر ضرور آئیے گا ورنہ میں آپ سے"  
 بہت برا ناراض ہوگی۔"

ہاں ہاں ضرور آئیں گے تم ناراض نہ ہو، اچھا ہم بعد میں بات کریں"  
 گے مورے بلا رہی ہیں۔ فی امان اللہ اور اپنا بہت خیال رکھنا۔" امریش  
 افراح سے اردو میں ہی بات کرتی تھی کیونکہ وہ پشتو نہیں بول سکتی تھی



اور نہ اسے سمجھ آتی تھی۔ وہ پہلی ایسی پٹھان تھی جسے پشتو نہیں آتی تھی۔  
پھر اسنے ہادی کو کال کی، جس نے پہلی بیل پر ہی کال ریسیو کر کی تھی۔

، "اسلام و علیکم ہادی بھائی، کیسے ہیں آپ"

الحمد للہ بچے آپ بتاؤ کیسی ہو"، ہادی کی دلکش آواز ابھری تھی۔"

میں بالکل ٹھیک نہیں آپ ابھی تک نہیں آئے آپ کو تو آج آ جانا"  
چاہیے تھا۔ آپ کیسے بھائی ہیں بہن کی شادی ہے اور اب تک پہنچے بھی  
نہیں۔" وہ خفگی اور ناراضگی سے بولی تھی۔

افراح میں آ جاؤ گا، نکاح سے پہلے آ جاؤ گا ایسا ہو سکتا ہے بھلا میری بہن "

کا نکاح ہو اور میں نہ آؤ، بس اپنا کام ختم کر رہا ہوں جلدی آنے کی

کوشش کروں گا۔ تم تو جانتی ہو کتنا ہینڈ سم اور محنتی ہے تمہارا بھائی، سو

اس لئے سارے کیس میرے پاس آتے ہیں، اور پھر میں سچ کا ساتھ

دے کر جیتتا بھی ہوں " ہادی اسے وضاحت دے رہا تھا کہ وہ کام میں

پھنسا ہے۔

مجھے کچھ نہیں معلوم ہادی بھائی، آپ آئیں گے اور بس آئیں گے آپ "

نہیں آئے تو شادی نہیں کروں گی "، وہ ضدی لہجے میں کہتے کال کاٹ

گئی تھی۔ ہاں وہ ضدی تھی اب بھی، جو منوانا ہوتا تھا وہ منواتی تھی وہ،

ابھی افراح نے موبائل رکھا ہی تھا کہ روم کا دروازہ کھولتے صنم اندر

داخل ہوئی۔ افراح نے اٹھ کر اسے گلے لگایا جو بھی تھا وہ اس کی دوست تھی۔ صنم نے زور سے افراح کو دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑائی تھی۔

صنم کیا ہوا ہے۔ میں ابھی گر جاتی۔۔۔ افراح نے دکھ سے کہا تھا۔

ہاں تو گر جاؤ، بلکہ مر جاؤ، تم ہوتی کون ہو فاخر کو مجھ سے دور کرنے والی، صنم اس کے منہ پر چیختی تھی۔ افراح حیران تھی وہ اس کے گھر میں کھڑے ہو کر اس پر چیخ رہی تھی۔ ابھی حیدر کو یہ بات پتا چلے تو صنم اگلی سانس نہ لے سکے۔

وہ تمہارا نام محرم ہے اور میرا بھائی ہے میں نے تم سے نہیں میں نے ہر لڑکی سے اسے بات کرنے سے منع کیا ہے۔ اور تم تو خود ایسی نہیں تھی

یار تم تو میری اچھی دوست ہو، میرا بھائی تمہارا بھی بھائی ہی ہوا۔"

افراح نے اب اسے باور کرایا تھا

اوہ جسٹ شٹ اپ، تمہاری دوست تمہارے پیسوں کی وجہ سے بنی۔  
تھی مگر تم تو میرے لیے عذاب بن رہی ہو۔ وہ اور میں ایک دوسرے  
کو چاہتے ہیں اور تم اسے مجھ سے دور نہیں کر سکتی سمجھی۔"۔ آج افراح کو  
سمجھ آیا تھا کہ شیطان کیسے انسان میں داخل ہوتا ہے۔ کہ اس شخص کو  
اس بات کا احساس بھی نہیں ہوتا اور وہ اپنے نفس کا غلام بن جاتا ہے

صنم تم جانتی بھی ہو تم کیا بول رہی ہو۔ اور تمہارا حجاب کہاں ہے کیا تم  
بغیر حجاب میرے گھر تک آئی ہو۔"۔ افراح اب اور حیران ہو رہی تھی۔  
وہ صنم کو خود سے کی زیادہ نیک اور اچھا سمجھتی تھی۔

ہاں اتار دیا، تم سے مطلب، حجاب زبردستی کرواتی ہیں امی مگر اب میں " اپنی مرضی سے رہوں گی، اور تم سن لو فاخر اور میرے بیچ مت آؤ اور اسے کہو مجھ سے شادی کرے۔ آخر تم مجھے اپنا دوست سمجھتی ہو تو تم اتنا تو کر سکتی ہو میرے لیے۔۔۔۔۔ "اب صنم نے مسکرا کر اسے باتوں میں لینے کی کوشش کی تھی۔

صنم یہاں سے چلی جاؤ اور تم اب میری دوست نہیں ہو، گیٹ لاسٹ " مجھے کوئی بات نہیں کرنی تم سے اور میرا بھائی تم سے شادی دور اب بات بھی نہیں کرے گا۔ تم وہ نہیں جو میں تمہیں سمجھتی تھی "۔ افراح نے سخت لہجے میں کہا تھا

مجھے کوئی شوق نہیں تم سے دوستی رکھنے کا، اور فاخر میرا ہے اور میں " اس سے شادی کر کے رہوں گی اور تم افراح بہت جلد سب سے دور ہو



گی یہ یاد رکھنا، تم برباد ہو گی جیسے مجھے فاجر سے دور کر رہی ہو ویسے تمہاری محبت تم سے دور ہو گی اور تم روتی رہ جاؤ گی"، صنم کہتے ہی نکلتی چلی گئی تھی۔

صنم کے لیے جو ایک اچھی دوست اور دینی لڑکی کا خاکہ اس کے ذہن میں بن رہا تھا وہ چھن سے ٹوٹا تھا مطلب جو جیسا دکھتا ہے ضروری نہیں وہ سچ میں ویسا ہو اور جو برباد دکھتا ہے ضروری نہیں کہ وہ سچ میں برا ہو، کبھی کبھی لوگوں کے باہر کچھ ہوتا ہے اور اندر کچھ وہی حال صنم کا تھا۔ اور ضروری یہ بھی نہیں کہ باہر سے اچھا دکھنے والا اندر سے برا ہو گا کچھ لوگ اندر اور باہر دونوں طرف اچھے ہوتے ہیں۔ وہ وہیں بیٹھتی چلی گئی تھی۔ اور زہن کے پردوں پر وہ ہیزل آنکھیں لہرا رہی تھی۔ آہ اب وہ کیوں یاد آ رہا تھا۔ کیا وہ محبت تھا، اور صنم نے کہا تھا وہ اپنی محبت کو روئی گی مگر وہ تو نہیں رو رہی تھی وہ توحید سے شادی کے لیے راضی تھی۔

افن صنم کی ساری بات جھوٹ تھی۔ وہ اٹھی اپنی چادر پہنی اور نیچے  
 فیروز خان کے پاس چلی گئی۔ وہ اپنے روم سے باہر بھی چادر لیتی تھی اور  
 کسی کے آجانے پر نقاب کر لیتی تھی۔ اس نے پردے پر بہت باتیں سن  
 لی تھیں گھر والوں سے بھی اور باہر والوں سے بھی، کچھ جگہ اس نے  
 جواب دیا اور کچھ جگہ وہ صبر کر گئی تھی، مگر لوگوں کی باتوں سے دل  
 برداشتہ ہو کر اپنا نقاب نہیں اتار تھا، اس کی بلا سے لوگ اسے برا کہتے  
 رہے مگر وہ کان نہیں دھر رہی تھی۔ اور یہ دنیا ایسی تھی کہ لوگوں کی  
 سننے لگو تو انسان باہر سے تو نہیں مگر اندر سے ضرور مر جاتا ہے سو اس  
 نے سننا چھوڑ دیا تھا۔ وہ منہ پر جواب دے رہی تھی تمیز کے دائرے  
 میں رہ کر، اپنے پردے کے خلاف وہ کیونکر کچھ سنتی، وہ کوئی غلط کام  
 نہیں کر رہی تھی۔ مگر لوگوں نے غلط بنا دیا تھا۔ ایک فیروز خان تھے جو

اسے پردے میں دیکھ کر مسکراتے رہتے تھے۔ اور اس مسکراہٹ پر  
افراح فدا ہوتی تھی۔

-----

میجر یہ آپ کی دوسری غلطی ہے کہ آپ نے خود کو نقصان پہنچایا۔ اور "  
وہ سارے ہمیں زندہ چاہیے تھے مگر آپ نے جزبات میں سب کو مار  
دیا۔" آرمی آف ہیڈ ڈیپارٹمنٹ میں موجود سامنے بیٹھے کرنل اس سے  
جواب مانگ رہے تھے۔ اور وہ خاموشی سے کھڑا تھا۔ اسے اکیڈمی میں  
حملے کرنے والوں کو زندہ لانا تھا مگر وہ وہاں بھی افراح کی سیفٹی میں سب  
کو مار چکا تھا وہ لڑکی دوسری بار اسے شرمندہ کر رہی تھی۔

آئی ایم سوری سر، "خانزادہ نے ہیزل آنکھوں میں عجیب سی وحشت "  
لئے معذرت کی۔ وہ دوسری بار اس لڑکی کی وجہ سے سوری کر رہا تھا۔

میجر یہ کیس آپ کو اس لیے دیا گیا کہ اس کیس میں آپ کے ریلیٹیوز "انولوہیں، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ انہیں پروٹیکٹ کرنے کے لئے خود کو اور میشن کو نقصان پہنچائیں گے۔ آپ کو اپنے جذبات پر قابو کرنے کی ضرورت ہے"۔ اب انہوں نے نرم لہجے میں سامنے بیٹھے اپنے سب سے قابل میجر کو سمجھایا۔

آئی نو سر، میں سب ہینڈل کر لوں گا ڈونٹ وری، اب کوئی ایشو نہیں "ہو گا۔ ایلفا کی ساری تو نہیں مگر آدھی ڈیٹیل مجھے مل گئی ہے۔ مگر ثبوت کے لئے اسے خود اعتراف کرنا ہو گا تا کہ اسے پکڑنا آسان ہو۔۔۔ رانا ملک اور جہانزیب ملک کو ٹریپ کرنا مشکل نہیں اور جب وہ ہاتھ

آجائیں گے تو ایسا زیادہ دن بیچ نہیں سکے گا" ہیزل گرین آنکھوں میں  
جیت جانے کا جنون تھا

بیسٹ آف لک میجر، مجھے تم پر فخر ہے، مگر ایک بات یاد رکھو اس میشن  
میں تم خود کو نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔ اس ملک کو ضرورت ہے تمہاری،  
" انڈر سٹینڈ



راجر سر"، پھر وہ وہاں رکا نہیں تھا۔۔۔۔۔"  
وہ اپنی رہنے کی جگہ چیلنج کر چکا تھا اور موبائل نمبر بھی، اس لیے تب سے  
ہادی اور باقی کسی سے بھی ابھی اس کا رابطہ نہیں تھا۔ وہ اب صرف اپنے  
میشن پر فوکس کرنا چاہتا تھا اور اپنے ساتھ کسی اور کی جان خطرے میں



نہیں ڈال سکتا تھا۔ وہ ایلفا کا اعتبار جیت چکا تھا مگر وہ اسے کوئی شک نہیں ہونے دے سکتا تھا۔

وہ خود کامیک اور اس طرح کرتا تھا کہ اس کا باپ ہوتا تو وہ بھی اسے پہچان نہ پائے، اور وہ لہجے بدلنے میں ماہر تھا۔ اس نے اب تک اپنی اصل آواز کسی کو نہیں سنائی تھی۔ وہ ایلفا کے سامنے پٹھانی لہجہ میں بولتا تھا۔ اپنے ساتھیوں اور ہادی، افراح کے سامنے وہ سرد اور سخت اکھڑے لہجے میں بات کرتا تھا۔ جو اس کی اصل آواز نہیں تھی۔ اپنے کپڑوں اور اسٹائل تک کو چیلنج کرنے میں وہ ماہر تھا۔

گھپ اندھیری رات، جانوروں کی عجیب آوازیں جو ماحول کو پر اسرار کئے ہوئے تھیں، بھاری قدموں کی آوازیں جو خوف میں مبتلا کر رہی تھیں، چھوٹے سے کال کو ٹھٹری کے اندر وہ منہ گھٹنوں میں دیئے

سک رہی تھی۔ ایک چھوٹا سا آگ کا شعلہ جو وہاں اس اندھیری کال کو ٹھڑی میں جل رہا تھا۔ کبھی اندھیرا اور کبھی آگ کو چھنے والی روشنی، آگ سے نکلنے والا دھواں جو سانس لینے میں دشواری پیدا کر رہا تھا۔ وہاں چاروں طرف دیواریں تھیں، ایک دیوار پر چھوٹا سا دروازہ اور اس دروازے کے اوپر جیل نما کھڑکی لگی تھی۔ وہ چیخ چیخ کر رہی تھیں، سسکیاں لے رہی تھیں۔ مگر کوئی سننے والا نہیں تھا۔ اچانک اس نے اپنا چہرہ اٹھنے سے اٹھا کر سامنے دیکھا اندھیرے میں اسے بلیک پیئر نظر آیا وہ شیر سے بڑا تھا عجیب خوفناک اور سیاہ، مگر دروازہ بند تھا وہ اندر کیسے آیا، آور ہوا، منظر بدلہ وہ بے ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ وہ درندہ اس پر حملہ ہوش پڑی تھی اسی چھوٹے سے جیل میں اور کوئی اجنبی بلیک ہوڈی پہنے اس پر جھکا اسے جگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر وہ کچھ نہیں سن رہی تھی۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی،

اللہ آہسہ ماماااا "وہ اپنے روم میں اپنے بستر پر تھی، افراح نے جلدی سے لائٹ آن کی، گھڑی پر نظریں دوڑائیں، رات کے تین بج رہے تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور گلاس بھر کر ایک ہی سانس میں سارا پانی پیا، اتنا برا خواب، وہ شخص کون تھا اور بھلا میں وہاں کیسے پہنچی، اور سب سے تکلیف دہ بات وہ پردے میں نہیں تھی، یہ جگہ اس نے کبھی زندگی میں پہلے نہیں دیکھی تھی۔ وہ اٹھی اور وضو کرنے چلی گئی پھر واپس آئی اور قرآن کو درمیان سے کھول کر پڑھنا چاہا اس کا دل اب بھی زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

اور قرآن کو اچھی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو ہم ان قریب تم پر ایک " " بھاری فرمان نازل کریں گے، کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا نفس کو سخت پامال کرتا ہے۔ اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے، دن

کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو۔" سورہ منزل

اس نے خوبصورتی سے تلاوت کر کے قرآن بند کیا اور پھر تہجد ادا کرنے لگی۔ تہجد پڑھنے کے بعد وہ نارمل ہوئی تھی اور اس خواب کے اثر سے باہر نکلی تھی۔ اسے سب سے زیادہ یہ بات دکھی کر رہی تھی کہ وہ کوئی اجنبی شخص تھا اس کے پاس اور وہ پردہ نہیں کئے ہوئے تھی۔ "اللہ مجھ پر رحم کریں، اور میرے ماں باپ اور میرے اہل عیال پر، آمین۔۔۔" کل اس کا نکاح تھا اسے نیند آرہی تھی وہ دوبارہ سونے کی نیت سے لیٹ گئی تھی۔ اور سیاہ آنکھوں کا بند ہونا تھا کہ وہ ہیزل آنکھیں زہن میں لہرا گئی۔ اور اب وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اب اسے انتظار کرنا تھا کہ یہ آنکھیں کب جان چھوڑیں اور وہ سو جائے۔

ایلفا، میم کو جیانے کڈنیپ کروایا تھا۔ اور ان کا ارادہ میم کو مارنے کا تھا۔  
 یہ جیارانا کی کال ریکارڈنگ ہے جو میں نے ہیک کی ہیں تو مجھے پتا چلی ہیں  
 "ایلین نے ایلفا کے سامنے سارے ریکارڈ رکھے۔ وہاں صرف کہف  
 اور ایلین موجود تھے۔ رانا اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ اسلحہ کی اسمگلنگ  
 کے لئے نکلا ہوا تھا۔

ٹھیک ہے تم جاسکتے ہو۔ آئی کل یو جیارانا، یہ تم نے غلط کیا ہے "، ایلفا  
 اسے تصور میں کہتا پر اسرار انداز میں مسکرایا۔  
 آج حیدر ملک اور اس کی پرنس کا نکاح تھا۔ ابھی دوپہر کا وقت تھا اور  
 نکاح شام میں ہونا طے پایا تھا۔ افراح خانزادہ رات کا خواب بھول چکی  
 تھی اور اب اپنا نکاح کا حجاب سلیکٹ کرنے میں مصروف تھی۔ اس نے  
 سارے کپڑے خود اپنی پسند سے منگوائے تھے۔ اور حیدر نے کچھ نہیں



کہا تھا وہ اسی میں خوش تھا کہ پرس اس کی ہونے والی ہے۔ ابھی وہ  
انہی میں مصروف تھی جب حیدر نے دروازہ ناک کیا افراح نے فوراً اپنا  
نقاب لگایا تھا۔

آپ یہاں، کوئی کام تھا "افراح نے کھڑے ہی کھڑے حجاب بیڈ پر"  
رکتے پوچھا۔

نہیں کوئی کام نہیں تھا۔ میں بس تم سے پوچھنے آیا تھا کہ کسی چیز کی  
ضرورت تو نہیں، اور پرس آج ہمارا نکاح ہے تم اب تو یہ نقاب ہٹا  
دو، جب سے آئی ہو تمہیں دیکھ نہیں سکا ہوں، میری آنکھیں ترس گئی  
ہیں۔ ٹھیک ہے تم پردہ کرو مگر مجھ سے کیا پردہ، کم از کم تم مجھے اپنا چہرہ تو

سکتی ہو پرس۔۔۔ "حیدر نے سنہری آنکھوں میں بے پناہ چاہت لئے کہا تھا

حیدر آج نکاح ہے نکاح کے بعد دکھا دوں گی جب اتنا انتظار کیا ہے تو" تھوڑا اور کر لیں۔" افراح نے سیاہ آنکھوں کو معصومیت سے جھپکتے کہا۔ وہ اس کی آنکھوں کی ادا دیکھ کر ویدہ ہوا اور پھر اثبات میں سر ہلاتا باہر نکل گیا۔

وہ اپنی مخصوص ہوڈی پہنے اس کے روم تک آیا تھا۔ رانا گھر موجود نہیں تھا۔ جیسا سے دیکھ خوشی سے مسکرائی۔

کیسی ہو سوئی، میں نے سنا ہے تم نے کڈنیپ کرنے کا کام بھی شروع کر دیا ہے۔ تم میرے گینگ کا حصہ ہو تو پھر کیسے تم نے مجھے بتائے بغیر کوئی اور کام کیا۔ وہ انتہائی نرمی سے بولتا اسے خوفزدہ کر گیا تھا۔

ایلفا میں، میں، میرا مطلب تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ کسی نے مجھے پھنسانے کے لیے تم سے جھوٹ بولا ہے۔ میں نے کسی کو کڈنیپ نہیں کیا جو کام تم کہتے ہو میں صرف وہی کرتی ہوں۔ جیانیے ہونٹوں پر زبان پھیری اور بمشکل خود کو نارمل کرتے جھوٹ کہا۔

تمہاری اتنی ہمت کہ تم میری شہزادی، میری زندگی، میری کل کائنات، میرے عشق کو مرواؤ گی اسے تکلیف دو گی "ایلفا نے اچانک

اٹھ کر اس کا گلابا تھا، جیا کے پیر زمین سے اوپر کواٹھ گئے تھے۔ وہ مزاحمت کر رہی تھی گلاب بنے سے اس کا دم گھٹ رہا تھا۔

ایلفا تم، تم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ،،،"

وہ اٹک اٹک کر بمشکل بولی تھی۔ ایلفا نے اسکی بات پر جھٹکے سے اسے چھوڑا وہ دھڑام سے نیچے گری تھی۔

اوکے نہیں مارتا تمہیں، بس ایک بات کا جواب دو، کیوں کیا؟ تم جانتی"

تھی میں اسے چاہتا ہوں پھر تم میں اتنی ہمت کیسے آئی؟" وہ اسے سنہرے بالوں سے پکڑے دھاڑا تھا۔ وہ سخت جان تھی۔ اتنی تکلیف پر بھی مسکرائی اور ایلفا کی ہوڈی اس کے سر سے اتاری۔ پھر اپنے بال اس سے آزاد کروائے۔

تم میرے ہو، تم اس سے شادی نہیں کر سکتے، ایلفا تم ہمیشہ سے "میرے تھے تو اب تم اس کے کیسے ہو سکتے ہو اسے مر جانا چاہیے، اور میں اسے مار دوں گی۔ ہاں حیدر ملک تم میری محبت ہو تم اس کے نہیں ہو سکتے کبھی بھی نہیں"، وہ اپنی سنہری آنکھیں ایلفا کی سنہری آنکھوں میں ڈالے اظہار کر رہی تھی، باور کروارہی تھی۔ چیخ رہی تھی۔ جیا کی بات پر وہ طنزیہ مسکرایا۔

او کے تم میری دوست ہو اس لیے تمہیں نہیں ماروں گا۔ میں اپنے "دشمن کو بھی ایک چانس دیتا ہوں۔ تمہیں بھی دوں گا۔ اور رہی بات تمہاری محبت کی تو تم مجھے بھول جاؤ، میری آج شادی ہے پر نس سے، وہ میری ہونے والی ہے۔ اور اگر پھر بھی تم مجھے چاہتی ہو تو میں تم سے دوسری شادی کر لوں گا۔ مگر یہ یاد رکھو پر نس میری پہلی اور آخری



محبت ہے۔ اور اسے اب تم نے ایک خراش بھی ڈالی تو تم زندہ نہیں رہ سکو گی سوئیٹی، تم آج ماتم کرو، یہی تمہاری سزا ہے۔ اب میں چلتا ہوں۔ میں اپنی پرنسس کو زیادہ انتظار نہیں کروا سکتا۔" وہ کہتے ہی اپنی ہوڈی سر پر ڈالے اٹھا، ابھی وہ ایک قدم چلا تھا کہ کوئی تیز چھنے والی چیز اسے اپنے بازو کے اندر جاتی محسوس ہوئی وہ جھٹکے سے پلٹا اور سامنے کھڑی جیا کو دھکا دیا۔ ابھی وہ جیا کا کام تمام کرتا کہ لڑکھڑا کر وہیں گرتا چلا گیا، ہاں چکی تھی۔ جیا اس کے پاس بیٹھی، حیدر کا سر اپنی گود وہ سر نیچ اپنا اثر دکھا میں رکھا۔

میں تمہیں یہاں بلانے والی تھی مگر تم خود آگئے اور اب دیکھو میرے " پاس ہو۔ جب تک ہوش میں آؤ گے۔ صبح ہو چکی ہو گی۔ سو سیڈ ایلفا، تمہیں بہت غلط لگا کہ میں تمہاری دوسری بیوی بنوں گی، نہیں ہرگز

نہیں میں پہلی بیوی بنوں گی۔ اور افراح اب تم سے کبھی شادی نہیں کرے گی۔ وہ ایک انا پرست اور ضدی لڑکی ہے۔ وہ تمہیں چھوڑ گئی تو تم نے معاف کر دیا۔ مگر تمہارے چھوڑنے پر وہ تمہیں معاف نہیں کرے گی، اب وہ کبھی تم سے نکاح نہیں کرے گی۔ وہ اس کے کان کے پاس جھکی شیطانیت سے مسکرائی۔

پھر نہ جتنا کہ محبت کیا ہے»  
میں تجھے کر کے دکھاتا کہ محبت کیا ہے  
کیسے سینے سے لگاؤں کہ کسی اور کے ہو  
» میرے ہوتے تو بتاتا کہ محبت کیا ہے

آج اس خاندان کی سب سے چھوٹی بیٹی کا نکاح تھا۔ سارا خان پیلس  
 دلہن کی طرح سجا تھا۔ مگر جو دلہن تھی وہ خود بہت سادہ تیار ہوئی تھی۔  
 لائٹ پرپل اور وائٹ کلر کے خوبصورت ڈریس میں وہ کوئی اسپر الگ  
 رہی تھی۔ آج اس نے گلوں نہیں پہنے تھے۔ باقی نقاب ویسے ہی کیا ہوا  
 تھا اور بڑا سادہ وپٹہ اچھے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ وہ پہلی دلہن تھی نکاح کی  
 جو نقاب میں بھی حسین لگ رہی تھی۔ وہ سادگی چاہتی تھی اسی لیے گھر  
 پر ہی نکاح ہو رہا تھا۔ سب مہمان جو قریبی تھے وہاں آچکے تھے۔ ہادی  
 اور فاخر ایک جگہ کھڑے باتوں میں مصروف تھے۔ افراح کو ایک  
 طرف سے لیلہ اور دوسری طرف سے فاریہ بیگم تھامے ہوئے نیچے لا  
 رہی تھی۔ جہانزیب ملک حیدر کو بلانے اس کے روم تک گئے تھے۔  
 ابھی سب انتظار کر رہے تھے۔ کہ انہوں نے فاخر کو آکر بتایا تھا کہ حیدر  
 اپنے روم میں نہیں ہے۔ اور پھر ایک عجیب سی بے چینی پھیلتی چلی گئی

تھی، حیدر ملک اپنا موبائل تک روم میں چھوڑ کر گیا تھا اب وہ شبلی اور اس کے جاننے والوں سے پوچھ رہے تھے کہ حیدر کہاں ہے۔ فیروز خان کی طبیعت خراب ہونے لگی تھی وہ اچانک بے ہوش ہو گئے تھے۔ افراح اور باقی گھر والے سب فیروز خان کے روم کی طرف بڑھے۔ تقریباً دس منٹ بعد انہیں ہوش آیا تھا۔ اور وہ عجیب خوف کا شکار نظر آنے لگے تھے۔



بابا پلینز کالم ڈاؤن کچھ نہیں ہوا ہے سب ٹھیک ہے۔ پریشان نہ ہو آپ " حیدر آجائیں گے ڈونٹ وری، اور اگر نہیں بھی آتے تو کوئی مسئلہ نہیں ضروری تو نہیں کہ شادی آج ہی ہوگی اور پھر کبھی نہیں ہو سکتی۔ آپ ریلیکس رہے بابا، جب وہ آئیں گے تب نکاح ہو جائے گا اس میں ٹینشن لینے والی تو کوئی بات نہیں "، افراح فیروز خان کا ہاتھ تھامے سمجھا رہی

تھی کہ وہ پریشان نہ ہو خود کو بیمار نہ کریں۔ فاخر اور ہادی پریشانی سے باہر ٹہل رہے تھے، مہمانوں کو سمجھا رہے تھے۔ جبکہ جہانزیب ملک اور مسز جہانزیب دل سے خوش تھے کہ یہ شادی نہیں ہو رہی۔ مگر انہوں نے چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔

ان کا نکاح شام کے چار بجے ہونا تھا اور اب رات کے آٹھ بج چکے تھے۔

میرا بچہ افراح، میری بات سنو"، فیروز خان بہت اٹک کر اور ہلکی آواز میں بولے تھے کہ صرف افراح بمشکل سن سکی تھی۔

بابا۔۔ بابا آپ سچ میں بول رہے ہیں۔ آپ ٹھیک ہیں نہ، اوہ اللہ تیرا" شکر ہے۔ میں کتنی خوش ہوں میں آپ کو بتانہ سکتی بابا، میں سب کو بلاتی ہوں کہ آپ بول رہے ہیں"، وہ پہلی دہن تھی جسے اپنے دلہے کے



بھاگنے پر کوئی غم نہیں تھا۔ اب سب اندر آچکے تھے سوائے جہانزیب ملک اور مسز جہانزیب کے۔۔۔۔ وہ دونوں اپنے ملک پیس چلے گئے تھے، یہ کہہ کر کہ وہ حیدر کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں، سارے مہمان واپس جا چکے تھے۔

فاخر ہاتیل کو بلاؤ، میں چاہتا ہوں وہ افراح سے نکاح کر لے، کال کرو" اسے، وہ آجائے گا۔"

مگر بابا ان کا نمبر زیادہ بندر ہتا اور افراح کا نکاح ان سے کیسے ہو سکتا" ہے۔" فاخر کو اعتراض ہوا تھا۔

یہ ہانیل کون ہے بابا، اور نکاح ضروری نہیں ہے کہ آج ہی ہو، بابا۔  
آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔

افراح میری آخری خواہش سمجھ کر اس سے شادی کر لو، پلیز میرا بچہ۔  
مجھے اس پر یقین ہے صرف وہ سب سمجھا ل سکتا ہے۔ فیروز خان نے  
اس سے التجا کی تھی جبکہ فخر اب ہانیل سے فون پر بات کر رہا تھا۔ فخر  
جانتا تھا وہ فیروز خان کی کوئی بات نہیں ٹال سکتا۔

اور تھوڑی دیر بعد اس کا نکاح ہو گیا تھا، وہ اپنے روم میں آکر بیٹھ گئی تھی  
، اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ ہوا کیا ہے اس کے ساتھ، حیدر کے وقت وہ  
مطمئن تھی کہ حیدر کو جانتی تھی، وہ اسے چاہتا تھا، ہر ضد پوری کرتا تھا  
۔ مگر اب جس کی وہ ہو چکی تھی اسے دیکھا بھی نہیں تھا، جانتی تک نہیں  
تھی۔ اب شدت سے وہ ہیزل آنکھوں والا لڑکا یاد آرہا تھا۔ کم از کم وہ

اسے جانتی تو تھی، اس اجنبی سے بہتر تھا وہ اسے مل جاتا۔۔۔ آنکھیں  
 بے اختیار نم ہوتی چلی گئی تھیں۔ فاخر اور ہادی اس کے ابھی کچھ لمحے  
 پہلے بنے شوہر کے ساتھ باہر لاؤنچ میں بیٹھے تھے۔ فیروز خان مطمئن  
 تھے۔ فاخر بھی خوش تھا کہ وہ حیدر سے زیادہ ہانپیل سے اٹیچڈ تھا اور اس  
 کی نظر میں حیدر سے بہتر تھا ہانپیل۔۔۔ وہ سب کھانا کر فارغ ہو چکے  
 تھے۔ فاریہ خان افراح کے روم کی طرف گئی تھی۔  
 وہ فاریہ خان کو دیکھتے ہی ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی  
 ۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ رو کیوں رہی ہے۔ اسے حیدر سے محبت نہیں  
 تھی تو پھر کس نقصان پر وہ رو رہی تھی۔

اچھا بس کرو اب، تمہارے بابا نے کہا ابھی رخصتی کرنے کو، وہ بہت"  
 پریشان ہیں افراح، ان کی مان لو، اور رو نہیں وہ بہت اچھا بچہ ہے حیدر کی

طرح محبت تو نہیں مگر تمہیں سمجھا کر رکھے گا۔۔۔" فاریہ خان نے اسکی کمر سہلاتے سمجھایا تھا۔

مما بھی صرف نکاح ہونا تھا۔" وہ غم و غصے کی حالت میں بولی تھی۔" جسے اب تک دیکھا نہیں تھا اس کے ساتھ کیسے رخصت ہو جاتی۔

ٹھیک ہے مت جاؤ تمہارے بابا سے کہہ دیتی ہوں۔" فاریہ خان نے کہہ کر باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

مما میں چلی جاؤ گی۔ بابا کی کسی بات کو انکار نہیں کر سکتی میں، میں " تھوڑی دیر میں عبا یا پہن کر آتی ہوں " وہ ایسی بیٹی تھی جس کے لئے ماں باپ سے زیادہ کچھ اہم نہیں تھا۔

وہ نیچے آئی تو ہاتیل وہاں موجود نہیں تھا شاید وہ پہلے سے باہر کھڑے ہو کر اسکا انتظار کر رہا تھا۔ وہ سب سے ملی تھی۔ اپنے باپ کے گلے لگ کر وہ کافی دیر روتی رہی تھی۔ "آپ مجھے خود سے دور کر رہے ہیں، مجھے کسی اور کے پاس بھیج رہے ہیں بابا، کاش میں آپ کے پاس رہ سکتی" وہ روتے ہوئے بولی تھی، فیروز خان نے کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ بس اسے پیار کر رہے تھے۔ جہانزیب ملک اور مسز جہانزیب بھی وہاں موجود تھے۔ ہادی بھی اس سے مل کر جا چکا تھا۔ وہ باہر آئی تو ایک ہیوی بانیک کھڑی تھی۔ جس پر اسکا ہمسفر ہیلمٹ پہنے بیٹھا تھا۔ بلیک ٹی شرٹ پر براؤن جیکٹ پہنے، براؤن ہی جینز جو گٹھنے کے پاس سے پھٹی ہوئی تھی۔ بالوں کا اچھا سا ہیرا سٹائل بنا تھا۔ گلے میں لٹکتی چین اور مضبوط کلائیوں میں بندڑ تھے۔ وہ اپنے حلیے سے کوئی فیشن انڈسٹری کب سوچا تھا اسے اتنا آزاد سے تعلق رکھنے والا ماڈل لگ رہا تھا۔ اس نے



خیال انسان ملے گا۔ وہ کوئی نیک ہمسفر نہ سہی مگر ایک اچھا مسلمان چاہتی تھی جو حلیے سے تو اسے اچھا لگے۔

اور اوپر سے وہ بانیک لئے کھڑا تھا وہ بانیک پر کیسے بیٹھ سکتی تھی۔ وہ تو فاخر کے ساتھ بھی بیٹھنے سے ڈرتی تھی۔

بیٹھ جائیں، کیا ساری رات ایسے ہی کھڑی رہیں گی۔ اس نوجوان نے "گردن موڑ کر سامنے کھڑی اپنی نئی نویلی دلہن سے کہا۔" وہ نہایت خوبصورت صاف اردو میں بات کر رہا تھا، لہجہ گھمبیر تھا نرمی اور مٹھاس لئے ہوئے، بلاشبہ وہ پیارا بولتا تھا۔ اسے سنتے عمریں گزاریں جاسکتی تھی "افراح کو کچھ بھی نہیں مگر اس کی آواز بے حد پسند آئی تھی۔ وہ اللہ کا نام لے کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے بیٹھ گئی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ سے عبایا سمجھالا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ ہانپیل کے کندھے پر تھا۔

سارے گھر والے اسے کھڑے دیکھ رہے تھے اور الوداع کر رہے تھے۔  
 فاخر اور فاریہ خان کی آنکھوں میں آنسو تھے جبکہ فیروز خان مسکرا  
 رہے تھے وہ مطمئن تھے جیسے سارے مسئلے حل ہو گئے اب وہ سکون  
 سے مر سکتے تھے۔ ہاں انہیں سب یاد آ گیا تھا وہ اپنی اولاد کو بچانا چاہتے  
 کے بارہ بج چکے تھے۔ تھے اور انہوں نے بچا لیا تھا۔ وہ گھر پہنچے تو رات  
 وہ بائیک پارک کر کے اتر اپنی ہیلیمٹ اتاری، اور افراح کا ہاتھ مضبوطی  
 سے مگر نرمی سے تھامے گھر میں داخل ہوا۔ رات کے اندھیرے کی  
 وجہ سے وہ اب بھی اپنے ہمسفر کو دیکھ نہیں سکی تھی۔ وہ اس کے ساتھ  
 اندر آ گئی تھی۔ وہ تین کمروں کا خوبصورت گھر تھا۔ شاید وہاں کوئی اور  
 رہتا نہیں تھا، کیونکہ اس کے ویلکم کے لیے کوئی بھی وہاں موجود نہیں  
 تھا۔ ہابیل نے گھر کے مین گیٹ پر لاک لگایا۔ اور اسے بغیر دیکھے  
 لائٹس آن کرتے ہوئے ایک روم کی طرف بڑھ گیا۔ افراح وہاں تنہا

کھڑی رہ گئی تھی۔ پھر وہ ہر جگہ نظر دوڑاتے اسی کمرے کی طرف بڑھی جہاں ہابیل گیا تھا۔ وہ روم میں آئی تو ہر چیز نفاست سے سیٹ تھی۔ اور واش روم سے شاہور کی آواز آرہی تھی۔ مطلب وہ اس سے سہی سے ملا بھی نہیں اور فریش ہونے چلا گیا۔ افراح نے عبایا اتارا اور بیڈ پر بیٹھ گئی وہ نقاب اور نکاح والے کپڑوں میں بہت تھک چکی تھی۔ وہ اب بھی موجود تھی۔ اور اپنے ساتھ کچھ بھی نہیں لائی تھی، اب وہ چینیج کیا کرے گی وہ یہی سوچ رہی تھی۔ رونے کے چکر میں وہ اپنا موبائل تک ساتھ نہیں لائی تھی۔ وہ تھوڑی گھبرا بھی رہی تھی، ابھی وہ سوچوں میں گم تھی کہ واش روم کا دروازہ کھلا اور ہابیل باہر آیا وہ اسی کے پاس بیڈ پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ افراح نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ ٹراؤزر، ٹی شرٹ زیب تن کئے، شہد رنگ بال جو گیلے تھے اور ان سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھی۔ اسٹائلش برڈ جود لکش تھی، گالوں پر پڑتا شرارتی

ڈمپل اور نیلی سمندر جیسی آنکھیں جن سے وہ اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ وہ کوئی انگریز لگ رہا تھا، کیا ایشیائی بھی اتنے خوبصورت ہوتے ہیں۔ ہر گز نہیں وہ یقیناً انگریز تھا۔ افراح نے سر جھٹکا۔ اب وہ اپنی نظریں اطراف میں گھمار ہی تھیں۔ اس کی ہتھیلی پسینے سے بھیگ تھی۔ اور آکسیجن کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ ہابیل نے اپنا ہاتھ اس گئی کے آگے بڑھایا تھا، وہ ہونقوں کی طرح دیکھتی رہی۔ پھر یکدم اسے خیال آیا وہ اسکا محرم تھا۔ اسنے جلدی سے اپنا چھوٹا سا ہاتھ ان منبھوٹ ہتھیلیوں پر رکھ دیا۔ وہ نرمی سے اسکا ہاتھ تھام گیا تھا۔ افراح ایک پل کے لیے بے یقین ہوئی اسے لگ رہا تھا ان ہاتھوں کا نرم تحفظ وہ لمس وہ پہلے بھی محسوس کر چکی ہے مگر کب، وہ ہابیل کو پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی۔ H ہابیل نے اس کی ہاتھوں پر لگی مہندی دیکھی پھر ایک جگہ رکا جہاں لکھا تھا۔ وہ جانتا تھا یہ حیدر کے لیے لکھا گیا تھا، مگر اب وہ اس کے لئے تھا۔

ہاتیل کے لئے تھا۔ وہ جھکا اور اس نام پر اپنے لب رکھے۔ افراح جو اسے گھورنے میں مصروف تھی بے اختیار ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اس کے ہتھیلی پر پسینہ آگیا تھا۔ اچانک گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی۔ اسے سانس بھی آنا بند ہو گیا تھا۔

آپ نے اب تک نقاب کیوں کیا ہوا ہے۔ میں کھول دیتا ہوں "، اور " پھر اسنے بولتے ساتھ اسکا نقاب اور اسکا روف کھول کر سائیڈ پر رکھا۔ ہاتھ دوبارہ اتھام چکا تھا وہ، وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ افراح کے بھرے بھرے رخسار بالکل سرخ ہو گئے تھے۔ وہ سیاہ آنکھیں جھکائے بیٹھی تھی۔

ماشاء اللہ "وہ دوسرے ہاتھ سے اس کا گال سہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا"



آپ بلکل ماشا کی طرح لگ رہی ہیں، بس وہ کم پیاری ہے اتنا ہی فرق " ہے۔ " ہائیل نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا، وہ بلکل سرخ ہو گئی تھی، ماشا کون "؟ افراح کو لگا وہ اپنی کسی ہوتی سوتی سے اسے ملارہا ہے۔ وہ " شرم کو سائیڈ کرتے غصے سے پوچھ رہی تھی۔ جو بھی تھا اب وہ اسکا شوہر تھا۔ افراح کے غصے سے سرخ ہوتے گال دیکھ وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے افراح فریز ہوئی تھی۔ اور کھوسی گئی تھی اسکی ہنسی میں، اور یہ پہلی بار تھا جب وہ ہیزل آنکھیں بھول کر اپنے شوہر کی ہنسی پر فدا ہوئی تھی۔ وہ واقع بہت پیارا تھا۔

ایک کارٹون ہے Masha and the bear ماشا اینڈ بئیر " اس میں ایک بچی ہوتی ہے ماشا، اس کے گال بلکل آپ کے جیسے ہیں۔

بلکہ نہیں آپ زیادہ پیاری ہیں "ہاتیل نے وضاحت دی تھی۔ وہ ایک لمحے کے لئے بھی اس سے نظریں نہیں ہٹایا تھا۔

اوہ اچھا مگر میں نے دیکھا نہیں ہے یہ کارٹون "، اور وہ سوچ چکی تھی " ایک بار تو دیکھے گی کہ ہے کون وہ، وہ اسکی نظروں سے کنفیوز ہوتی دوبار نظریں جھکا گئی تھی۔ ہاتیل نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہونٹوں کے اوپر سیاہ تل کو چھوا پھر بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

اب میں سمجھا تیرے ہونٹوں پہ تل کا مطب  
 (PDI) (☆ ☆) (LRI LRI) دولت حسن پہ دربان بٹھار کھا ہے

آپ بابا کو کیسے جانتے ہیں اور میری فیملی کے آپ کیا لگتے ہیں۔ بابا"

آپ پر اتنا ٹرسٹ کیوں کرتے ہیں، مجھے موقع نہیں ملا یہ سب بابا سے پوچھنے کا۔۔۔ مگر مجھے جاننا ہے کہ آپ کون ہیں۔" - افراح نے سرخ چہرے کے ساتھ سوالوں کی بارش کی۔ وہ خود پر سے اسکی توجہ ہٹانے کو جلدی جلدی بولتی چلی گئی۔

یہ سب بات ہوتی رہے گی ابھی آپ اٹھیں فریش ہو جائیں میں آپ کے لئے کچھ کھانے کو بناتا ہوں۔" - ہابیل فوراً کھڑا ہوا تھا۔

وہ دراصل میں اپنے کپڑے نہیں لائی۔" - افراح نے اپنا مسئلہ بتایا۔"

تو کوئی بات نہیں میرے کپڑے پہن لیں، ہم کل آپ کے کپڑے  
لے آئیں گے۔ اور کھانے میں کیا کھائیں گی؟

آپ کو کھانا بنانا آتا ہے؟ وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔

ہاں مجھے سب آتا ہے مگر میں صرف آج بناؤ گا کل سے اور پھر ساری  
زندگی آپ کو بنانا ہے۔ اب بتائیں کیا کھائیں گی؟ ہاتیل اس کی ٹھوڑی  
پر لب رکھتے کہہ رہا تھا۔

اسپیگھٹی بنادیں، کیونکہ وہ جلدی بن جائے گا اور مجھے پسند بھی ہے۔  
افراح اب کفر ٹیبل ہو گئی تھی وہ اسکا ہمسفر تھا برا نہیں تھا۔ وہ سرخ  
گالوں کے ساتھ اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

او کے آپ فریش ہو کر آئیں میں تب تک بناتا ہوں " وہ کہتے ہی اس " کے گال پر پیار کر کے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ افراح مسکرا دی تھی۔ وہ جب فریش ہو کر باہر آئی تو ہابیل کیچن میں کھڑے ہو کر چکن کے چھوٹے پیس کر رہا تھا۔ افراح کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ اپنے نکاح والے ٹراوڑ میں تھی، کیونکہ اسے کوئی جینس یا ٹراوڑ اپنے سائز کا نہیں ملا تھا۔ اور اوپر اس نے ہابیل کی بیلک ٹی شرٹ پہن لی تھی، جو کافی کھلی اور کمفرٹیبل تھی۔ سیاہ بال شاور لینے کے بعد اب بھی گیلے تھے جسے اس نے کھلا چھوڑ رکھا تھا۔ اسکے بال اب پہلے سے بھی بڑھ گئے تھے۔ گھٹنوں سے اوپر تک آتے تھے۔ تھوڑے دیر بعد وہ دو باؤل میں اسپیکھٹی بنائے اسکے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ اب وہ کھا رہے تھے۔ ساتھ کولڈرنک اور پانی بھی رکھا تھا۔ ہابیل نے پانی کے لئے ہاتھ بڑھایا



ہو گئی تھی، اسے لگا تھا وہ اس کا باؤل تھا مگر افراح اپنا باؤل لئے کھڑی لینے کے لیے ہاتھ بڑھا رہا ہے، کیونکہ فاخر ہمیشہ اس کے کھانے چھین کر کھاتا تھا۔ ہابیل نے پانی اٹھایا اور اسے دیکھ افسوس سے سر ہلایا۔

سوری وہ مجھے لگا آپ۔۔۔۔۔ "وہ شرمندہ ہو گئی تھی۔ اب وہ کیا" سوچے گا کہ کھانے کے لیے وہ اس سے کھانا چھپا رہی تھی۔ حالانکہ وہ اسی نے ہی بنا کر دیا تھا۔

اٹس اوکے، اپنا کھانا بچانا چاہیے جب کوئی چھین رہا ہو تو میں بھی ایسے " کرتا ہوں۔" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میری راپنزل کو اور کچھ کھانا ہے؟ "جب وہ کھا چکی تو ہابیل نے پوچھا۔"

نہیں میرا پیٹ بھر گیا ہے، میرا نام افراح خانزادہ ہے، افراح کو لگ رہا "تھا کہ وہ اس کا نام نہیں جانتا تبھی الگ الگ نام سے پکار رہا ہے۔"

میں جانتا ہوں آپ کا نام "افراح ہانیل خانزادہ" ہے "ہانیل نے اس کے سیاہ چمکتے بالوں کو چھو کر کہا تھا۔

پھر آپ مجھے راپنزل کیوں کہہ رہے ہیں۔"

کیونکہ آپ کے بال راپنزل کی طرح ہیں اس لیے "وہ اس کے سیاہ بالوں پر اب انگلیاں پھیر رہا تھا۔"

راپنزل کے بال تو اینڈ پر اس کا ہیر و خود کاٹ دیتا ہے۔" افراح نے سیاہ  
آنکھوں میں معصومیت لئے بتایا

ہاں کیونکہ وہ اسے بچانا چاہتا تھا، صرف اس لئے، "ہا بیل نے اس کے  
خوبصورت بال سہلاتے کہا

کیا آپ مجھے بچانے کے لیے میرے بال خود کاٹ سکتے ہیں۔" افراح  
نے ڈرتے ہوئے سوال کیا۔

نہیں میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ میں تمہیں اس طرح محفوظ  
رکھوں گا کہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی، نہ جسم کے کسی حصے کو اور  
نہ روح کے کسی حصے کو،، "وہ اب بھی نرمی سے اپنی گھمبیر آواز میں

بول رہا تھا مگر لہجہ زرا سا سرد ہو گیا تھا۔ جو افراح کو ہیزل آنکھیں یاد کروا گیا تھا۔ پھر وہ اسے لئے روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اسکی آنکھوں میں رکھی تھیں برکتیں رب نے  
اس حسین شخص سے واجب تھا محبت کرنا



افراح کے رخصت ہونے کے بعد سب لاونچ میں بیٹھے تھے، فیروز خان اپنے روم میں تھے، پھر اچانک فخر اپنی نشست سے کھڑا ہوا۔

مما میں بابا کو دوائی دے کر آتا ہوں"، فاخر کہہ کر فیروز خان کے روم" کی طرف بڑھ گیا۔

وہ روم میں آیا تو فیروز خان روم کی چھت کو گھور رہے تھے۔ فاخر آرام سے آکر ان کے سرہانے پر بیٹھا۔

بابا سب ٹھیک ہے نہ مجھے بتائیں کیا ہوا ہے آپ اب بھی پریشان لگ رہے ہیں۔"

فاخر میری بات تحمل سے سنو"، انہوں نے نقاہت زدہ کمزور آواز میں کہا۔



افراح کو یہاں کبھی مت آنے دینا، وہ وہاں محفوظ ہے، حیدر سے اسے " بچانا، ہانپل اسے سمجھا سکتا ہے بچا سکتا ہے، اور تم اپنی ماں کا خیال رکھو گے "۔ وہ بہت آہستہ بول رہے تھے کہ کوئی اور نہ سن لیں۔

ٹھیک ہے، آپ جیسا کہہ رہے ہیں میں ویسا کروں گا۔۔۔۔۔ آپ کو " یاد آگیا ہے نہ مجھے بتائیں کس نے مارا تھا بابا آپ کو، آپ کیوں ڈر رہے ہیں بابا ہم اسے سبق سیکھائیں گے۔ میں اپنا بدلہ لوں گا اتنی آسانی سے " میں نہیں چھوڑوں گا

جہاں زیب ملک اور رانا وہ دونوں غلط کام میں ملوث ہیں وہ اسمگلنگ کا " کام کرتے ہیں ہمارا اسپیشل بدنام کر دیں گے وہ لوگ، میں نے انہیں روکنا چاہا تو ان لوگوں نے مجھ پر حملہ کر دیا "، وہ بہت آہستہ بول رہے

تھے۔ "میں نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کو کچھ ہو۔ ایسا کرو یہاں سے چلے جاؤ بہت دور چلے جاؤ"

ایسا کیسے ہو سکتا ہے، وہ ایسا نہیں کر سکتے، اور کیا حیدر بھائی بھی اس "سب میں شامل ہیں"۔ فاخر کو یقین نہیں آ رہا تھا، جو انسان ان کے گھر موجود تھا وہ ہی دشمن تھا۔ اور وہ اپنی ماں کو ان لوگوں کے ساتھ ہی بٹھا کر آیا تھا۔

مجھے نہیں معلوم فاخر کہ حیدر ان کے ساتھ ہے یا نہیں، مگر وہ اپنے "باپ کو جیل نہیں بھیجے گا یہ بات طے ہے۔ میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے مگر میں نے خود سنا ہے وہ لوگ انسانوں کے اعضاء اور بہت کچھ اسمگل کرتے ہیں۔ قاتل اور منافق ہیں وہ سب، ہو سکتا ہے حیدر

بھی شامل ہو"، فیروز خان اب کانپنے لگے تھے، وہ ٹھیک نہیں تھے ان کا سانس اکھڑ رہا تھا

بابا پلیر ریلیکس، سب ٹھیک ہے آپ پریشان نہیں ہو میں سب " سمجھا لوں گا پلیر سانس لیں، بابا پلیر "، فاخر اب ان کے ہاتھ سہلا رہا تھا۔ ان کی حالت بگڑ رہی تھی۔ اور پھر وہ اچانک بے ہوش ہو گئے تھے۔ فاخر فوراً انہیں بازوؤں میں اٹھائے باہر بھاگا تھا۔ فیروز خان کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔ وہ آپریشن تھیٹر میں تھے فاخر کاریڈور میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا اس کی سیاہ آنکھیں نم تھیں۔ فاریہ خان اور مسز جہانزیب وہیں بیٹھی رو رہی تھی۔ اور جہانزیب ملک آئے تو ساتھ تھے مگر اب وہ واپس گھر جا چکے تھے۔ فاخر نے اب تک کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا، جہانزیب ملک کو اس نے یہ پتا نہیں لگنے دیا تھا کہ وہ سب جان چکا ہے۔

وہ ہانپیل اور ہادی کو کال کر کے بلارہا تھا مگر ہانپیل جامو بائل آف تھا اور ہادی دوں نہ اٹھارہا تھا۔

رات کے دو بج رہے تھے ان کا آپریشن ہو چکا تھا مگر اب وہ بے ہوش تھے۔ مسز جہانزیب بھی گھر جا چکی تھی، فاریہ خان کی طبیعت خرابی کی وجہ سے انہیں نیند کا انجیکشن لگا کر وہ ایک ہاسپٹل کے روم میں سلاچکا تھا اور خود اب بھی بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ وہ سخت پریشان ہو گیا تھا وہ کسی بھی حال میں اب سو نہیں سکتا تھا۔ وہ صرف حیدر کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ تاکہ اس کے باپ کے سارے راز کھولے۔ فاخر کو یقین تھا حیدر ان سب کے ساتھ ملوث نہیں۔ ملک پبلس میں جہانزیب ملک بے چینی سے حیدر کا انتظار کر رہے تھے۔ مسز جہانزیب اپنے روم میں سو رہی تھیں۔ تھوڑے دیر بعد ہی تین بجے کے قریب وہ بلیک ہوڈی سر پر لئے اندر داخل ہوا تھا۔ سنہری آنکھیں حد سے زیادہ سرخ تھیں۔

پرنس کہاں ہے ڈیڈ، وہ اپنے گھر کیوں نہیں ہے، بتائیں وہ سب " کہاں ہیں "۔ حیدر آتے ہی جہانزیب ملک پر چلایا تھا۔ وہ ہوش میں آتے ہی جیا کا گلا گھونٹ کر گھر آیا تھا۔

حیدر تم جیا کو کیسے مار سکتے ہو، تمہیں پتا ہے اب رانا کیا کرے گا وہ اسکی " ایک ہی بیٹی ہے " جہانزیب ملک جانتے تھے حیدر کو جیا نے اپنے گھر رکھا ہے اور اب وہ اسے مار کر آگیا تھا

وہ رانا سے بگاڑنا نہیں چاہتے تھے۔ اور یہ بات انہیں رانا سے پتا چلی تھی

بھاڑ میں گیار انا اور بھاڑ میں گئی اس کی بیٹی، مجھے بتائیں پرنس کہاں " ہے "۔ وہ اب دھاڑا تھا۔



تمھاری پرنسس، اب تم بھول جاؤ اسے، اس کے باپ نے اس کی " شادی کر دی وہ بھی عرش سے، اسے بلایا، اور رخصت کر دیا افراح خانزادہ کو، اور اب خود وہ ہاسپٹل میں ہے اور فاخر بھی وہیں ہے۔ ہم نے بہت روکا مگر وہ لوگ نہیں رکے، " جہانزیب ملک نے وضاحت دی

آپ کیا بکواس کر رہے ہیں ڈیڈ، عرش تو نیویارک میں تھا وہ یہاں کب " آیا، اور ماموں میری پرنسس کسی اور کو کیسے دے سکتے ہیں "۔ اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا،

مجھے لگتا ہے اسے سب یاد آ گیا ہے، اور تبھی اس نے افراح کی شادی کی " ہے۔ اس سے پہلے وہ کوئی اور گڑ بڑ کرے تمھیں کچھ کرنا چاہیے "۔ جہانزیب ملک نے نرمی سے کہا

ماموں کو تو میں چھوڑوں گا نہیں، وہ میری پرنسس مجھ سے دور کیسے " کر سکتے ہیں۔ اور عرش کی ہمت کیسے ہوئی ایسے کرنے کی وہ میری پرنسس کو ڈائیورس دے گا۔" ایلفا کہتے ہی اٹھا اپنی مخصوص ہوڈی پہنی اور ہاسپٹل کے طرف بڑھا۔ فاخر بیٹھا ابھی سوچوں میں گم تھا کہ وہ کیا کرے گا اور کیسے لڑے گا، تبھی ایک وارڈ بوائے اس کے پاس کافی لے کر آیا، فاخر نے فوراً لے لیا اسے جاگنے کے لیے اس کی بہت ضرورت تھی، اسے لگا تھا یہ ان کا ہاسپٹل ہے اور سب اسے جانتے تھے اس لئے اس کا خیال کرتے اسے کافی دے رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں سوچ سکا کہ وہاں کوئی اتنا فارغ نہیں ہوتا کہ مریضوں کو چھوڑ کر عام بندوں کی خدمت کرے۔ وہ کافی پیتے ہی اس کی سیاہ آنکھیں بند ہوتی گئی اور وہ بیٹھے بیٹھے نیند کی وادیوں میں گم ہوتا چلا گیا۔ ایلفا نے روم میں قدم رکھے

سامنے فیروز خان بے ہوش پڑے تھے۔ ان کے چہرے پر آکسیجن ماسک لگا تھا۔ ایلفا نے وہ آکسیجن ماسک ہٹایا۔ اور برابر میں بیٹھا۔

میں آپ کو کبھی نہیں مارتا مگر آپ نے میری زندگی کسی اور کو دی، " اس کی سزا تو آپ کو ملنی چاہیے نہ، وہ عرش میرے سامنے کچھ نہیں ہے ماموں اسے بھی مار دوں گا، پرنس میری ہے اور جو جو اسے مجھ سے دور کرے گا وہ مرے گا "۔ پھر اس نے اپنی ہوڈی کے پاکٹ سے کی چھوٹی سی شیشی نکالی اور ان کا جبراً سختی سے پکڑتے وہ poison مادہ ان کے حلق میں اتار گیا۔ پھر ان کا آکسیجن ماسک لگایا، وہ سانسیں چھین کر سانسیں دے رہا تھا، پھر ان کے کان کے پاس جھکا۔

"dreams.. گڈ بائے ڈیر ماموں، سویٹ"

وہ وہاں سے باہر نکلا اپنی گاڑی میں بیٹھا، ہوڈی اتار کر سائیڈ پر رکھی، اسے تکلیف ہو رہی تھی کہیں اندر شاید وہ دل تھا جو رو رہا تھا، سنہری آنکھوں میں سرخی کے ساتھ اب نمی بھی شامل ہو رہی تھی۔ وہ اسکی تھی ہمیشہ سے پھر کیسے کوئی اسے لے گیا تھا، فرنٹ سیٹ پر شبلی بیٹھا تھا۔ عرش کی لوکیشن حویلی کی شوہور ہی تھی اس لئے وہ اب سوات جا رہا تھا اپنی پرنس کو واپس لانے، وہ اسکی تھی اور اس کے پاس ہی آنی تھی۔

وہ دستیاب مجھ کو بڑی دیر تک رہا  
میں انتخاب اس کا بڑی دیر تک رہا  
پہلے پہل تو عشق آداب یہ بھی تھے  
میں آپ وہ جناب بڑی دیر تک رہا

ایک عمر تک میں اس کو بڑا قیمتی رہا  
میں اہم تھا، یہ وہم تھا، بڑی دیر تک رہا

-----

آہسہ باباااااااا، وہ گہری سانسیں لے رہی تھی، اپنی کچی نیند سے جاگی  
تھی، اس کی چیخ پر برابر میں بے خبر سوئے ہابیل کی نیند ٹوٹی۔

آریو او کے "ہابیل نے لائنٹس اون کرتے اس کی کمر سہلائی اور نرمی"  
سے پوچھنے لگا۔



افراح نے اسے اجنبی نگاہوں سے دیکھا، پھر گھڑی کی طرف دیکھارات کے چار بج رہے تھے۔ اسے یاد آیا کل اسکی شادی ہوئی تھی۔ وہ روز تین بجے تہجد کے لئے اٹھتی تھی آج دیر ہو گئی تھی۔ اور وہ ڈر کر اٹھی تھی۔

میں ٹھیک ہوں"، وہ بیڈ سے اٹھ کر صوفے پر آگئی۔ وہ اب بھی نارمل " نہیں لگ رہی تھی۔

ہاتیل نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "راپنزل کیا ہوا ہے۔ یہاں واپس آؤ وہاں اکیلی جا کر کیوں بیٹھی ہو"۔ وہ اب بھی ہاتیل کی ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھی۔ افراح نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ "مجھے گھر جانا ہے، پلیز مجھے میرے گھر چھوڑ دیں مجھے بابا کے پاس جانا ہے"۔ وہ اب آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے کہہ رہی تھی جیسے چھوٹا سا بچہ اپنی

ماں کے پاس واپس جانے کی ضد کر رہا ہو۔ ہابیل اٹھ کر اس کے پاس آکر بیٹھا۔ پھر اسے خود سے لگا کر چپ کر دینے لگا۔

ہم ابھی نہیں جاسکتے صبح چلیں گے، اور وہ لوگ بھی کیا سوچیں گے کہ "ہم اتنی رات کو آگئے"، وہ اس سے یہ نہیں کہہ سکا کہ وہ اب کبھی واپس نہیں جائیگی۔

نہیں مجھے ابھی جانا ہے چھوڑیں مجھے، مجھے اپنے گھر جانا ہے، مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا ہے۔ مجھے یہاں ڈر لگ رہا ہے۔ مجھے اپنے بابا کے پاس جانا ہے"، وہ کھڑی ہوتی ہابیل کے سامنے چیخ رہی تھی۔ ہابیل کا دماغ بھک سے اڑا تھا، اسے تو لگا تھا بہت آسان ہے اسے سمجھا لیا اب وہ آدھی رات کو عجیب ضد کر رہی تھی۔ وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا پیار سے سمجھانے سے وہ اور ضد کرے گی۔

میں نے کہا ہم نہیں جارہے ابھی، تو اس کا مطلب ہم نہیں جارہے۔"

آرام سے جا کر سو جائیں"، اب وہ سختی سے بولا تھا۔

تو آپ مت جائیں میں اکیلی جاسکتی ہوں، بلکہ میں حیدر کو کال کرتی"

ہوں وہ مجھے لینے آجائیں گے۔" افراح اب اپنا موبائل ڈھونڈ رہی تھی۔

ہائیل کا چہرہ ایک پل کو غصے سے سرخ ہوا تھا، آنکھوں کا رنگ بدلہ تھا۔

وہ اسے چھوڑ کر کسی اور کو بلانے کا کہہ رہی تھی وہ بھی بغیر کسی ڈر کے

، کہیں اندر دل میں ٹھیس اٹھی تھی کہ وہ اس کے سامنے حیدر کا نام لے

رہی تھی۔ ہائیل اپنی جگہ سے اٹھا اسے بازوؤں سے تھاما۔

میری بات سنیں ٹھیک ہے چلتے ہیں مگر پہلے آپ تہجد پڑھ لیں پھر " چلیں گے اوکے "، افراح نے اسے روتے ہوئے دیکھا پھر اثبات میں سر ہلایا،

میں وضو کر کے آتی ہوں، مگر آپ مجھے نماز کے بعد لے کر جائیں " گے "، وہ تہجد کی پابند تھی سو فوراً مان گئی تھی۔

ہاں لے کر جاؤں گا "، ہابیل نے اس کے آنسو صاف کرتے، ماتھے پر " لب رکھتے نرمی سے کہا۔

سچی۔۔۔۔۔ "وہ سیاہ آنکھوں میں آنسو لئے پوچھ رہی تھی۔"

مچی۔۔۔ اب جائیں راپنزل جلدی سے نماز پڑھیں پھر چلیں گے۔"

وہ وضو کر کے باہر آئی تو ہانپیل روم میں نہیں تھا۔ اس نے تہجد کی نماز ادا کی، اب وہ کافی حد تک اچھا فیل کر رہی تھی۔ اسے تہجد پڑھ کر فوراً سونے کی عادت تھی۔

مگر اسے تو ابھی گھر جانا تھا، ابھی وہ بیڈ سے اٹھنے لگی تھی کہ ہانپیل روم میں آیا اور اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھا پھر اس کا سر اپنی گود میں رکھا اور اس کے بال سہلانے لگا۔ افراح نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔

ہمیں گھر جانا تھا۔" افراح نے اسے یاد کروایا کہ وہ ابھی سونا نہیں"

چاہتی۔ مگر اس بار وہ آرام سے بولی تھی۔



ہاں چلیں گے آپ تھوڑی دیر لیٹ جائیں پھر چلتے ہیں۔" وہ اس کے " بال سہلار ہاتھا، وہ جانتا تھا اس کی بیوی نیند کی بہت پکی ہے تقریباً پانچ منٹ بعد وہ سو گئی تھی۔ ہانیل نے سکون کی سانس خارج کی۔ وہ فاخر کو کال کر رہا تھا مگر وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ اب اسے صبح کا انتظار کرنا تھا۔ تبھی وہ کسی سے رابطہ کر سکتا تھا۔

وہ ہانیل خانزادہ تھا، "حویلی کا وارث" اس کا اصل نام ہانیل خانزادہ تھا (عرش نام اس کی مورے نے رکھا تھا کہ وہ بہت خوبصورت بچہ تھا جیسے آسمان سے اتر ا کوئی شہزادہ اس لئے سب اسے عرش پکارنے لگے تھے۔ جو صرف پکار نام تھا۔ اس کا اصل نام بہت کم لوگ ہی جانتے تھے۔ اور ان کم لوگوں میں صرف حویلی والے اور فیروز خان، فاخر شامل تھے۔ مگر سب اسے عرش ہی کہتے تھے۔ افراح اب تک نہیں جانتی تھی کہ وہ عرش ہے، اور یہ بات ہانیل کو راز رکھنی تھی کیونکہ وہ امریش کا منگیترا

تھا اگر افراح پہلے جان جاتی تو وہ کبھی نکاح نہیں کرتی۔ امریش ہر بات سے آگاہ تھی اور وہ خوش تھی کہ اس کی بہن کی زندگی بچ رہی ہے۔ ویسے بھی اسے عرش سے کوئی محبت نہیں تھی سو وہ مطمئن تھی۔ اور افراح کے لئے خوش، یہ تو صرف منگیتر تھا۔ امریش خان، افراح (خانزادہ کے لئے جان بھی دے دے

صبح کے پانچ بجے حیدر ملک حویلی پہنچا تھا۔ وہ آخری بار جب آیا تھا تب بھی وہ اپنی پرنس لینے آیا تھا اور آج بھی وہ یہاں صرف اپنی پرنس کے لیے آیا تھا۔ اسے اندر آنے سے کسی نے روکا نہیں تھا کہ سب جانتے تھے کہ وہ حویلی کی اکلوتی بیٹی کی اولاد ہے۔ وہ حیدر ملک تھا اسے کون روک سکتا تھا۔ وہ آکر سربراہی کر سی پر بیٹھا تھا۔ سامنے کچھ نوکر اور شیر خان کھڑے تھے۔

شیر خان عرش کو بلاؤ۔ حیدر نے تحمل سے کہا۔ وہ جانتا تھا سب اوپر "سورہے ہیں۔

عرش بابا تو یہاں نہیں آئے، امریش بیٹی اور بڑی بی بی کے علاوہ تو "کوئی نہیں ہے۔" شیر خان نے تفصیل دی۔

امریش سے کہو نیچے آئے مجھے بات کرنی ہے اس سے، حیدر نے اب "رعب سے کہا تھا کہ انکار کی گنجائش نہیں، وہ سمجھ گیا تھا عرش کی غلط لوکیشن ملی ہے اسے۔۔۔۔

مگر وہ تو،۔۔۔۔ "شیر خان ہڑبڑایا تھا۔"

اب یہ مت کہنا وہ سورہی ہے، اسے اٹھاؤ اور بتاؤ حیدر ملک آیا ہے،  
مجھے بات کرنی ہے۔"

نہیں نہیں وہ فجر کے لیے اٹھتی ہیں ہم انہیں بلا دیتا ہے۔" اور پھر  
تھوڑی دیر میں امریش ایک بڑی سی پٹھانی چادر اوڑھے اور اسی سے  
نقاب کئے سیڑھیاں اترتی نظر آئی۔ حیدر نے اسے آج کافی سال بعد  
دیکھا تھا وہ اسے نقاب میں دیکھ طنزیہ مسکرایا۔

اسلام و علیکم حیدر لالہ،" امریش آکر اس کے سامنے والے صوفے پر  
سمٹ کر بیٹھ گئی تھی۔

صرف ایک سوال پوچھوں گا مریش جس کا جواب مجھے سچ میں " چاہیے۔" حیدر نے ذرا آگے جھکتے سنہری آنکھوں میں سرخی لئے کہا

ہم جھوٹ نہیں بولتے " امریش نے بھوری آنکھوں کو جھپکتے کہا۔

عرش اور پرسس کہاں ہیں؟ اور تم کیسی لڑکی ہو اپنا سنگیترا اپنی بہن کو " دے دیا میزنگ، کوئی سخی اور بے وقوف ہو تو تم جیسا "، وہ قہقہہ لگا کر اب مزاق اڑا رہا تھا۔

آپ تمیز میں رہ کر بات کریں آپ ہماری حویلی میں موجود ہیں، اور وہ " دونوں شادی کر چکے ہیں تو آپ کو کوئی حق نہیں بنتا کہ آپ انہیں



ڈھونڈیں اور انہیں تنگ کریں۔" بھوری آنکھیں غصے سے سرخ ہوئیں

-

تو اب تم بتاؤ گی کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں "وہ یک دم دھاڑا تھا" اس کے منہ پر، اور غصے سے سامنے رکھی ٹیبل پر لات ماری۔ امریش ڈر کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔

مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے؟" وہ اب امریش کا بازو پکڑے چلایا تھا۔ وہ کسی بھی طرح پر نسس تک پہنچنا چاہتا تھا، اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ اس کی پر نسس کسی اور کے پاس ہے۔ اس کے قریب آنے پر شیر خان اور باقی نوکر اور گارڈ آگے بڑھے تھے۔ مگر حیدر کے لوگوں نے انہیں فوراً قابو کیا تھا۔

چھوڑیں ہمیں آپ کو بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ صد شکر "  
ہماری بہن آپ کو نہیں ملی آپ کسی اچھی لڑکی کو ڈیزرو نہیں کرتے  
آپ ایک گھٹیا انسان ہے، ہاتھ مت لگائی ہمیں"، وہ اسے دھکا دے کر  
چلائی تھی۔ کسی نا محرم نے اسے آج تک دیکھا نہیں تھا اور وہ اسے چھو رہا  
تھا

(مورے دوائی کھا کر سوتی تھیں وہ کسی بھی شور پر نہیں اٹھنے والی  
تھیں)۔

مجھے صرف ایک بات بتادو عرش کہاں ہے میں یہاں سے چلا جاؤ گا، "  
امریش میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا۔" وہ کیا تھا ہرٹ کر کے کہہ  
رہا تھا ہرٹ نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔۔

آپ کو کیا کام ہیں ان سے، ہمیں بتادیں ہم انہیں بتادیں گے۔ اور "

یہاں سے چلے جائیں۔ ہم آپ کو کچھ نہیں بتائیں گے۔"

مجھے میری پرنس چاہیے، تمہیں اتنی سی بات سمجھ نہیں آرہی۔"

وہ ایک کر سٹل کا گلہ ان اٹھا کر دیوار پر مار گیا تھا۔ سامنے کھڑی لڑکی اس کے اندر موجود ایلفا کو جگانے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ آپ کی کچھ نہیں لگتی، وہ اب کسی کی بیوی ہیں وہ آپ کو کبھی نہیں "

ملے گی، اب آپ یہاں سے جاسکتے ہیں " امریش نے سخت لہجے میں کہا

تھا۔ وہ پٹھان تھی، ڈرتی نہیں تھی کسی سے۔۔۔۔

بہت سن لی تمھاری بکواس میں نے، ٹھیک ہے تم نہیں بتاؤ، مگر "تمھارے لئے عرش ضرور آئے گا اور بھر میں اسے مار دوں گا اور پرنس میری ہو جائیگی"۔ وہ آگے بڑھا تھا امریش کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے، اس کے لوگ شیر خان اور باقی گارڈز کوزخمی کر کے حیدر کے پیچھے نکلے۔

ہمیں چھوڑو، چھوڑو ہمیں، عرش مار دے گا آپ کو چھوڑیں ہمیں، "مورے ہمیں بچائیں، چھوڑو پلیز۔۔۔۔۔" وہ روتے ہوئے چیخ رہی تھی، حیدر کی کمر پر وہ مسلسل وار کر رہی تھی۔ وہ اسے لئیے ملک پیلس آیا تھا۔ وہ امریش کو اپنے روم میں بند کر کے نیچے آیا، مسز جہانزیب اور جہانزیب ملک جاگ رہے تھے۔ اور وہ سب لاونچ میں بیٹھے تھے۔

تم امریش کو کیوں لائے ہو حیدر اس بچی کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔  
 "مسز جہانزیب کو امریش پر ترس آگیا تھا۔

میں اپنا بدلہ نہیں چھوڑتا مومی یہ آپ جانتی ہیں۔ عرش میری منگیترا۔  
 سے نکاح کرے گا تو اس کی منگیترا سے میں نکاح کر لوں گا، اور پرنس  
 کو تو آنا ہی مجھ تک ہے، میں امریش کو چھوڑ دیتا مگر وہ مجھ سے لڑ رہی  
 تھی تو اب بھگتے۔

آپ اس کے پاس جائیں اور اسے نکاح کے لئے راضی کریں۔ میں تب  
 تک عرش سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" وہ کہتے ہی باہر  
 چلا گیا تھا۔ مسز جہانزیب امریش کے پاس چلی گئی تھی اور جہانزیب  
 ملک مطمئن اور خوش بیٹھے تھے۔ فیروز خان مرچکا تھا۔ افراح جیسی  
 بد تمیز لڑکی جو انہیں منہ پر جواب دیتی تھی وہ رخصت ہو چکی تھی۔ اور



حیدر ملک شادی بھی کر رہا تھا۔ بس اب انہیں ایک ٹینشن تھی۔ حیدر جیا کو بھی مار چکا تھا اور اب رانا بدلہ نہ لے ایسا کیسے ممکن تھا۔

کھولو کوئی ہے ہمیں باہر نکالیں، خدا کا واسطہ ہے چھوڑ دیں ہمیں جانے" دیں،" وہ اتنا اب تک چیخ چکی تھی کہ اس کے گلے میں درد شروع ہو گیا تھا، آواز بھاری ہو گئی تھی۔ رورو کر بھوری آنکھیں سوج گئی تھی۔ اسے زرا علم نہیں تھا کہ حیدر ایسے بدلہ لے گا۔ وہ اس کے ساتھ ایسا کرے گا۔ مسز جہانزیب اندرائیں اور دروازہ لاک کر دیا۔ امریش انہیں دیکھتے فوراً ان کے گلے لگی تھی۔

پھپھوپلینز ہمیں جانے دیں۔ ان سے کہیں ایسا مت کرے ہمارے" ساتھ"، وہ روتے روتے کہہ رہی تھی۔ مسز جہانزیب نے اسے پانی

پلایا اور پھر آرام سے اسے بٹھایا وہ ابھی بھی چادر اوڑھے ہوئے تھی مگر  
نقاب نہیں لگایا تھا۔

میری بات سنو بیٹا، وہ بہت ضدی ہے تمہیں اسے غصہ نہیں دلانا"  
چاہیے تھا۔ کیا تم چاہتی ہو افراح کو ڈیوارس ہو اور عرش مر جائے۔  
سب کچھ ختم ہو جائے گا سارا خاندان برباد ہو جائے گا۔ وہ افراح کو کچھ  
"نہیں کرے گا مگر اس کے لئے تمہیں اس کی بات ماننی ہوگی۔

ان سے کہیں میری بہن کو کچھ نہ کرے، اور وہ عرش کو کیوں مارے"  
گے۔ آخر وہ یہ سب کیوں کر رہے ہیں آپ کو انہیں سمجھانا چاہیے اور  
آپ مجھے بتا رہی ہے کہ وہ یہ کرے گا، وہ کرے گا۔ وہ ہوتے کون ہیں  
کسی کو مارنے والے، میری بہن کبھی بھی انہیں نہیں ملے گی اور عرش کو

وہ ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے۔" وہ نڈر انداز میں بولی تھی۔ آنکھوں سے آنسو غائب ہو چکے تھے۔ وہ بھلا کیوں ڈرے اس سے، وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ابھی امریش اور کچھ بولتی کہ جھٹکے سے دروازہ کھلا اور حیدر اندر داخل ہوا۔ امریش نے فوراً چادر سے نقاب کیا۔

مومی آپ باہر جاسکتی ہیں کیونکہ اب مجھے اپنی ڈیئر کزن سے بات کرنی ہے۔" وہ نرمی سے مسکراتے ہوئے بولا۔ امریش کو اس کی مسکراہٹ زہر لگی تھی، وہ شکل سے جتنا خوبصورت تھا دل سے اتنا ہی بد صورت تھا۔ مسز جہانزیب کے جاتے ہی وہ خود بھی ان کے پیچھے جانے لگی، اسے کوئی بات نہیں کرنی تھی حیدر سے، مگر حیدر ملک نے اسے بازو سے پکڑ کر دیوار سے لگایا۔ امریش اس کی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی۔

چھوڑیں ہمیں"، امریش چیخی تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے نقاب پکڑے۔  
ہوئے تھی اور دوسرا ہاتھ حیدر کی گرفت میں تھا۔

چھوڑ دوں گا بلکہ سہی سلامت حویلی چھوڑ کر آؤں گا، بس اتنا بتاؤ وہ۔  
تمہارا منگیتر میری پرسنس کو کہاں لے کر گیا ہے۔

تاکہ آپ انہیں مار دے۔ اور ہماری بہن کو برباد کریں۔ ہم مرنا پسند  
کریں گے مگر آپ کو کچھ نہیں بتائے گے۔ آپ ہماری بہن کے قابل  
نہیں ہیں۔

اور عرش اب ہمارے کچھ نہیں لگتے، اور افراح خانزادہ آپ کی کچھ  
نہیں لگتی وہ جس کی تھی انہیں مل گئی۔ آپ کچھ بھی کریں آپ اسے  
حاصل نہیں کر سکتے بلکہ کوئی بھی لڑکی آپ جیسے انسان کے ساتھ

شادی نہیں کرے گی۔" بھوری آنکھیں آنسو سے بھر گئی تھی۔ مگر وہ بول رہی تھی وہ اس سے ڈر کر نہیں بیٹھ سکتی تھی۔ وہ پٹھان تھی اور پٹھان کبھی بزدل نہیں ہوتے۔

اچھا لیکچر دیتی ہو مگر مجھے پسند نہیں آیا۔ تم بہت خوبصورت ہو میں "تمہیں رلانا نہیں چاہتا تھا، تم نہیں بتاؤ گی میں تب بھی اسے ڈھونڈ کر مار دوں گا اور ساتھ تم بھی برباد ہو گی ساری زندگی رو گی۔ مگر تم بتا دو گی تو تمہیں جانے دوں گا، اب بولو خود کو بچانا چاہتی ہو یا نہیں۔۔۔۔" وہ اپنی سنہری آنکھیں بھوری آنکھیں میں ڈالے پوچھ رہا تھا۔

ہم آپ کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ "اس کے جواب پر حیدر مسکراتا ہوا " پیچھے ہوا، پھر اپنا موبائل نکالا، "ایلین امریش کی مورے کو گہری نیند



سلاد واوران سے کہو کہ وہ اپنی بیٹی کی وجہ آج سے مرجائیں گی۔" حیدر نے کہہ کر کال کاٹ دی پھر ایک ویڈیو لگائی جس میں ایلین حویلی سے فاصلے پر اونچی عمارت میں بیٹھا تھا اور اس کے گن کے نشانے پر حویلی میں کھلتی کھڑکی کے پار وہ سویا ہوا وجود تھا اور وہ اس کی ماں تھی۔

امریش بے ساختہ چیخی تھی۔

نہیں حیدر ایسا مت کریں وہ ہماری ماں ہیں پلینز وہ مرجائیں گی، اس " سے کہے وہ نہ مارے ہماری مورے کو، ٹھیک ہے آپ جو کہیں گے ہم کریں گے " ایک ماں ہی تھی اسکی اس دنیا میں، اور کوئی رشتہ اسکا نہیں تھا، وہ اکیلی نہیں ہونا چاہتی تھی اپنی ماں نہیں کھوسکتی تھی۔

گڈ سویٹ ہارٹ، تم پہلے مان جاتی تو مجھے اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی۔"

مولوی آئے گا اور تم شرافتی سے نکاح پڑھو گی۔" وہ کہتے ہی باہر چلا گیا تھا، امریش کا موبائل وہ اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ امریش وہی بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ کچھ لمحے بعد وہ امریش حیدر ملک بن گئی تھی۔

چہرے پر آنسو کے نشان تھے۔ وہ اپنی قسمت پر ماتم کناہ تھی۔

ہیلو امریش"، ہابیل کی آواز حیدر ملک کو تیش دلا گئی تھی۔ وہ امریش کے موبائل سے عرش کو کال کر چکا تھا۔

امریش نہیں حیدر ملک بات کر رہا ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

تھا۔

امریش کا فون تمہارے پاس کیسے"، ہابیل کو خطرے کی گھنٹی بجتی "محسوس ہوئی،

تمہیں کیا لگتا ہے، تم میری پرنس کو لے کر جاؤ گے نکاح کرو گے " اور میں بدلہ نہیں لوں گا"، حیدر نے چبا چبا کر لفظ ادا کئے۔

ہابیل کی نظروں میں ماضی گھوم گیا تھا۔ جب وہ دس سال کا تھا اور حیدر گیارہ سال کا،،،،،

حویلی کے لاونچ میں وہ کھیل رہے تھے جب حیدر نے ایک قیمتی کار جو شیشے کا بنا تھا وہ بہت خوبصورت کار تھی، اور بہت مہنگی بھی، اس کا ایک ریموٹ تھا۔ وہ خود حیدر نے عرش کو کھیلنے دیا تھا مگر پھر وہ عرش کے ہاتھ سے غلطی سے چھوٹ گیا۔ اور گرتے ہی چکنا چور ہو گیا۔ ہاں وہ کار

ٹوٹ چکی تھی۔ حیدر نے اس وقت کچھ نہیں کہا، عرش اس سے سوری بھی کر چکا تھا۔ مگر اگلی صبح عرش کے روم میں جتنے بھی کھلونے تھے وہ سب حیدر ملک نے توڑ دیئے تھے۔ اس نے کوئی ایک کھلونا بھی سلامت نہیں چھوڑا تھا۔ عرش اپنے روم میں رو رہا تھا وہ چھوٹا تھا۔ اپنے کھلونے ٹوٹنے پر اسے دکھ ہوا تھا۔ اور تبھی حیدر وہاں آیا تھا۔ "میں بدلہ لیتا ہوں عرش، مجھے تمہاری سوری سے فرق نہیں پڑتا، تم میری ایک چیز توڑو گے میں تمہاری ساری توڑ دوں گا،"

ہابیل اپنے سوچوں سے باہر نکلا اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا وہ امریش کے ذریعے اس سے بدلہ لے گا۔

ہماری شادی چاچو سائیں نے کروائی ہے، تم خود شادی سے بھاگے تھے۔  
- امریش کو خراش بھی آئی حیدر تو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں " اس کا  
لہجہ انداز، آواز سب بدل گیا تھا۔

میری پرنس مجھے چاہیے، اور تم مجھ سے آکر ملو میں تمہیں ایڈریس  
سینڈ کر رہا ہوں۔ " حیدر نے کہہ کر کال بند کر دی۔ ہانیل کو لگا تھا وہ  
افراح کو گھر چھوڑ دے گا تو امریش بھی واپس آسکتی تھی۔ اور افراح  
ضدی تو تھی وہ ہر گز امریش کو تکلیف میں نہیں رہنے دے گی۔  
فل حال حیدر ملک کو کالم ڈاؤن کرنے کے لیے افراح کا گھر بلے جانا بہتر  
تھا ورنہ وہ امریش سے برا سلوک کرتا۔

اسنے افراح کو اٹھایا اور تیار ہونے کا کہا، وہ سمجھی وہ اس کی رات والی بات  
پوری کر رہا ہے اسے گھر لے جا کر، وہ فوراً تیار ہو گئی تھی۔ ہانیل نے



اسکے ہاتھ میں پہنی ڈائمنڈ کی انگوٹھی (جو منگنی میں حیدر نے پہنائی تھی) اتاری، اور اپنی پاکٹ سے ایک لاکٹ نکال کر افراح کو پہنایا، وہ لاکٹ دکھنے میں عام سالگ رہا تھا مگر وہ عام نہیں تھا، وہ بے حد خاص تھا، وہ منہ دکھائی کا گفٹ اب دے رہا تھا۔ وہ افراح کو خان پیلس کے باہر ہی چھوڑ کر چلا گیا تھا پھر وہ وہاں رکا نہیں تھا۔ اسے حیدر سے ملنے جانا تھا۔

ہابیل حیدر کے دیئے گئے ایڈریس پر پہنچا تھا وہاں حیدر اور اس کے گارڈز سب پہلے سے موجود تھے۔ وہ وہی جگہ تھی جہاں ایلفا کا محل تھا ایک لمبی اور ویران سڑک آس پاس بڑے درخت اور سبزہ، دہشت اور جنگلی جانوروں کی خوفناک آواز، ایلفا اپنی مخصوص ہوڈی پہنے گاڑی کے بونٹ پر بیٹھا تھا، اور سارے گارڈز اس کے اطراف میں کھڑے تھے۔ ہابیل بالکل سامنے اپنی ہیوی بانیک کے ساتھ کھڑا تھا۔ دفعتاً حیدر ملک

گاڑی سے اتر کر ہابیل کے بالکل سامنے آرکا، ان کے درمیان دو فٹ کا  
فیصلہ تھا

مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اتنے بزدل ہو کہ بدلہ لینے کے لیے ایک لڑکی کا  
سہارا لو گے۔" ہابیل نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ زلیل کیا تھا۔

اور تم اتنے بغیرت ہو کہ اپنی منگیتر چھوڑ کر کسی اور کی منگیتر سے  
شادی کر لی، اور تمہیں پھر بھی شرم نہیں آئی، مگر تم نے ایک غلطی  
کر دی وہ ہمیشہ سے میری پرسنس ہے، تمہیں اسے چھوڑنا ہو گا، اور  
اپنی جان بچاؤ، پھر جہاں سے آئے ہو وہاں دفعہ ہو جانا، "حیدر نے ایک  
مکا اس کے ناک پر رسید کرتے کہا۔ ہابیل نے اپنی ناک سے نکلتا خون  
صاف کیا،

ٹھیک ہے میں چلا جاؤں گا، امریش کو چھوڑ دو اسے جانے دو اسکا اس " سب سے کوئی تعلق نہیں، اس کی زندگی مت برباد کرو، اور وہ میری منگیتر نہیں تھی، ہماری صرف بات پکی ہوئی تھی وہ بھی بچپن میں، ہماری منگنی نہیں ہوئی میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اسے چھوڑ دو، اس معصوم کا اس بدلے سے کوئی تعلق نہیں " ہابیل کسی بھی حال میں امریش کو بچانا چاہتا تھا۔

وہ میری ملکیت ہے اب، اس کے ساتھ کیا کرنا ہے یہ میں خود طے " کروں گا، میں اس کے بارے میں تم سے بات کرنے نہیں آیا سمجھے تم، تم پرنس کو چھوڑو گے یا نہیں "؟، حیدر نے اس کے منہ پر لگاتار تیغ مارتے زمین بوس کیا تھا۔ ہابیل لڑ نہیں رہا تھا، وہ چاہتا تھا کسی بھی طرح امریش کو بچالے۔

وہ تمھاری کچھ نہیں، وہ میری تھی میری ہے اور میری رہے گی، افراح"

خانزادہ میری بیوی ہے، میں کسی بھی حال میں اسے نہیں چھوڑوں گا،

پھر تم مجھے جان سے مار ہی کیوں نہ دو"، ہانبل سرد آواز میں دھاڑا تھا

وہ تمھاری بیوی نہیں ہے، صرف منکوحہ ہے"، حیدر نے دھاڑتے"

ہوئے اس کی پسلی پر لات ماری تھی۔ ہانبل منہ کے بل زمین پر گرا تھا۔

پھر وہ قہقہہ لگاتے ہوئے سیدھا ہوا، پھر چیختے ہوئے اسے باور کروانے

لگا۔

" وہ میری منکوحہ نہیں، میری بیوی ہے"

اسے حیدر کی حالت پر ترس آ رہا تھا۔ جو اس کی بات سن کر نہ زندہ میں

تھا اور نہ مردہ میں،

حیدر کا دل شدت سے دھڑکا تھا کہیں اندر دل میں تکلیف اٹھی تھی،  
 سنہری آنکھوں میں نمی ابھری۔ پھر وہ پیچھے ہوتا چلا گیا۔ "اسے مار دو اور  
 اس کی لاش بائیک سمیت جلا دینا" پھر وہ کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا اپنی  
 ہوڈی سر پر گرائے گاڑی میں بیٹھا، اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے  
 گارڈز ہانپیل کو کافی حد تک زخمی کرنے لگے اور جب وہ اپنی آخری سانس  
 بھی ہار گیا تو اسے جلانے کا انتظام کرنے لگے۔۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

افراح خانزادہ بلیک عبایا میں ملبوس اندر داخل ہوئی تھی۔ آس پاس  
 لوگوں کا ہجوم دیکھ وہ تھوڑی گھبرائی، گارڈن میں کچھ شناسا چہرے نظر  
 آئے، اس کا چھوٹا سا بکری کا بچہ گارڈن کے ایک طرف گم سم سا بیٹھا تھا  
 ۔ وہ اندر آئی تو ہادی شاہ، جہانزیب ملک سامنے کھڑے نظر آئے۔



وہ تھوڑا سا اور آگے بڑھی تو فخر ایک جگہ بیٹھا بغیر آواز کے رو رہا تھا،  
 افراح کا دل دہل گیا تھا، وہ سب کل رات ٹھیک چھوڑ کر گئی تھی تو اب  
 کیا ہو گیا تھا۔ پھر اس کے کان میں عورتوں کی رونے کی آوازیں پڑیں وہ  
 اور آگے بڑھی، سامنے ایک میت رکھی تھی۔ پھر وہ آگے نہیں بڑھ سکی  
 ، وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں کھڑی رہ گئی تھی کوئی مر گیا تھا، کیا حیدر،  
 کیونکہ حیدر ہی کل ان میں موجود نہیں تھا، پھر اس نے تھوڑا دور اپنی  
 ماں اور پچھو کو میت کے ساتھ لگ کر روتے دیکھا۔ لیلہ اور صنم بھی  
 وہیں موجود تھیں۔ افراح نے آہستگی سے قدم اٹھائے۔ وہ میت کو چھوڑ  
 کر فیروز خان کے روم کی طرف بڑھی تھی۔ سیاہ آنکھوں میں برسات  
 شروع ہو گئی تھی۔ وہ تسلی کرنا چاہتی تھی کہ اس کا باپ ٹھیک تھا یا نہیں  
 ، مگر دروازے میں پہنچ کر ہی امید ٹوٹی اندر کوئی نہیں تھا، دل دھڑکنا  
 ہوئے اس میت تک آئی تھی۔ چہرے سے بھول گیا تھا، پھر وہ دوڑتے

کپڑا ہٹایا، اس کے گلوز میں موجود ہاتھ کپکپا گئے تھے۔ اور پھر وہ وہی چہرا تھا جس سے اسے اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت تھی۔ پہلی محبت، پہلی چاہت، پہلی خوشی، پہلی امید اور پہلا یقین جو کبھی نہیں توڑا گیا، ہاں وہ اس کا باپ تھا، اور باپ سے زیادہ عزیز بیٹیوں کو کوئی نہیں ہوتا، ہو ہی نہیں سکتا، وہ بے اختیار سسکتے ہوئے اپنے باپ کا ماتھا چوم گئی، اور ہاتھ تھام کر آہستگی سے کہا، "بابا یہ کیسا مزاق ہے پلیر ایسے مت کریں آپ نے آج تک ہر ضد پوری کی، یہ میری آخری ضد ہوگی آپ اٹھ جائیں پلیر اتنی جلدی نہیں، بابا یار پلیر اللہ کا واسطہ ہے،" اور پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ اور روتے روتے بے ہوش ہو گئی تھی۔ دو تین لڑکیوں نے اسے سنبھالتے اس کے روم تک لے گئے تھے۔ فارہ خان کو کچھ ہوش نہیں تھا، اور فاخر اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم صرف اپنے نقصان پر رو رہا تھا آج وہ یتیم ہو گیا تھا،

وہ جب صبح اٹھا، فیروز خان کے روم میں گیا تو وہ سانس نہیں لے رہے تھے، اس کے بعد وہ گھر کیسے آیا کب آیا کیا ہوا اسے کچھ خبر نہیں تھی۔ سب کو یہی بتایا گیا تھا کہ وہ بیمار تھے رات کو سوئے تو صبح اٹھ نہ سکے، ایلفا کے لئے قتل چھپانا کچھ مشکل نہیں تھا، یہ وہ وقت تھا جب پیسا بولتا تھا۔ اور ایلفا کے پاس پیسے کی کمی نہیں تھی۔ ملک پبلس میں حیدر واپس آچکا تھا وہ اپنے واش روم میں لاک تھا، امریش باہر بیٹھی اپنی قسمت کو رو رہی تھی۔ اسے برابر گھر سے شور کی آوازیں آرہی تھیں مگر وہ کمرے سے نہیں جاسکتی تھی۔ حیدر نے اسے قید کیا ہوا تھا۔ وہ واش روم سے باہر آیا تو سنہری آنکھیں سو جی ہوئی اور سرخ سی تھیں۔ جیسے کافی دیر رونے سے ہو جاتی ہیں۔ وہ وائٹ کلر کے شلوار قمیض میں تھا۔ وہ آگے بڑھا اور امریش کے بالکل پاس آکر بیٹھا۔ امریش اب بھی نقاب کئے ہوئے تھی۔ آنکھوں میں حیدر ملک کے لئے نفرت اور غصہ تھا۔ حیدر نے جھٹکے

سے اسکی چادر ہٹائی اور اسکا بازو پکڑ کر کھڑا کیا۔ گلابی رنگ کا پٹھانی لباس، بھورے بال جو کمر سے اوپر تھے۔ اسے بے اختیار افراح کے بال یاد آ گئے تھے۔ اپنی پرنس جیسے بال اس نے آج تک کسی لڑکی کے نہیں دیکھے تھے وہ ایک ہی تھی اور اسکی پرنس تھی۔ امریش نے روتے ہوئے خود کو آزاد کروانا چاہا۔ اس کے ناک رو رو کر سرخ ہو چکی تھی۔

اپنے آنسو بچا کر رکھوا بھی تو ساری زندگی رونا ہے تمہیں۔ اور اب میں " جو کہوں گا وہ کرو گی، اور میری نہیں مانو گی تو تم جانتی ہو میں کیا کروں گا۔ پرنس گھر آ چکی ہے اور وہ جلد میری ہو جائیگی، تمہارا وہ سو کالڈ منگیتر میں نے مار دیا، تم دیکھنا چاہو گی "، حیدر نے اپنا موبائل نکالا اور پھر ایک ویڈیو اس کے سامنے کی، جس میں ہابیل خانزادہ زمین پر خون

میں لت پت بے سد پڑا تھا، اور پھر اگلی وڈیو میں ایک شخص اور ایک بانیک جل رہی تھی۔ امریش نے بے ساختہ بھوری آنکھیں جھکالیں آنسو گرتے چلے گئے تھے، وہ کتنا ظالم تھا،

آئی ہیٹ یو، آپ مر کیوں نہیں جاتے، آپ مرجائیں، اللہ کرے " آپ مرجائیں "، وہ اسے دھکا دیتی چیخی تھی۔ حیدر نے اسکی بات پر قہقہہ لگایا۔ پھر اسے خود سے قریب کرتے اس کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے چیخا تھا۔

اپنی حد میں رہو، تم میری پرنس نہیں ہو کہ تمہارے نخرے " برداشت کروں گا۔ حویلی کال کرو اور کہو تم نے اپنی مرضی سے مجھ سے شادی کی ہے، پرنس اور باقی گھر والوں سے بھی کہو گی کہ تم



میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو، تم میرے ساتھ خوش ہو، اور تم سب کو کیسے مناؤ گی یہ تم بہتر جانتی ہو، اب بولو کرو گی ایسا یا نہیں۔۔۔" وہ اسے خود سے لگائے بول رہا تھا۔ امریش نے کوئی جواب نہیں دیا وہ بس رو رہی تھی۔ قریب کھڑے حیدر ملک سے اسے وحشت سی ہو رہی تھی وہ بس سب سے دور چلے جانا چاہتی تھی جہاں حیدر ملک کا وجود نہ ہو

اگر میری مانو گی تو پر نس اور باقی سب سے ملنے دوں گا اور اگر نہیں " مانو گی تو اس کمرے میں قید رہو گی، فیملی کو دیکھنے کے لئے ترسادیوں گا، " حیدر نے اس کے بال چھوڑتے اب قدرے نرمی سے کہا۔ کہیں اندر اسے امریش کو رلانا چھا نہیں لگ رہا تھا۔

ہم مانیں گے آپکی بات، ہمیں یہاں قید مت کریں، "وہ قبول کر چکی" تھی یہ اسکی قسمت ہے، اب رونے کا کوئی فائدہ نہیں تھا، سامنے کھڑا انسان حیوان تھا جسے کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔ یہ بات وہ مان چکی تھی۔

وہ اپنی ساری باتیں منوا کر امریش کو ساتھ لئے خان پیلس آیا تھا۔ وہ امریش کو پرنسس کے پاس بھیج چکا تھا، افراح اب تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔ حیدر سب کے ساتھ تدفین کے

لئے چلا گیا تھا جب وہ واپس آئے تو شام ہو چکی تھی۔ ہادی نے خان کو بہت کالز کی تھی مگر وہ نہیں اٹھا رہا تھا اور نہ وہ مل سکے تھے۔ فاخر اپنے روم میں جا کر بند ہو چکا تھا۔ وہ قبرستان سے واپس آنے کو بھی تیار نہیں تھا بہت مشکلوں سے حیدر اور ہادی نے اسے سمجھایا تھا۔ فارہ خان کو نیند کی دوائی دے دی تھی تاکہ وہ سو جائیں امریش اب تک افراح کے

پاس تھی۔ حیدر نے افراح کے دروازے پر دستک دی اور تھوڑی دیر بعد وہ اندر داخل ہوا، امریش کی گود میں وہ سر رکھے ہوئے تھی۔ امریش نے اس کے پردے کا خیال کرتے سارے وجود پر سر سے پیر تک بلینکیٹ اوڑھا دیا تھا۔

پرنس ٹھیک ہے، "حیدر نے بیڈ پر ہی بیٹھتے ہوئے پوچھا اسے "بیوی کی کوئی فکر نہیں تھی۔ فکر تھی تو افراح خانزادہ کی،،،،

جی ٹھیک ہے سورہی ہے، "امریش نے نظریں جھکاتے جواب دیا۔"

ٹھیک ہے میں صبح مل لوں گا، چلو گھر چلتے ہیں۔" حیدر نے کھڑے ہوتے کہا۔ امریش نے اسے سر ہلاتے اجازت دی جیسے کہہ رہی ہو ہاں جاؤ اور جان چھوڑو،

سر کیا ہلارہی ہو، اٹھو چلو میرے ساتھ"، حیدر نے آہستگی سے کہا کہ "اسکی پرنس کی نیند نہ خراب ہو۔"

میں میں افراح کے پاس رک جاتی ہوں وہ ٹھیک نہیں ہے ابھی، اور "پھر گھر میں کسی کو ہونا چاہیے جو خیال رکھے۔" امریش اس کے ساتھ ہر گز نہیں جانا چاہتی تھی۔

تم کیا یہاں کی خدمت گار ہو جو تم یہاں رکو گی، یہاں میڈز ہیں،"  
گارڈز ہیں، ہم صبح آئے گے

اٹھو اور میرے ساتھ چلو میں کوئی فضول تماشہ نہیں چاہتا  
امریش۔۔۔۔۔" وہ دبے دبے غصے سے دھاڑا تھا۔ امریش آنسو پیتی  
بمشکل کھڑی ہوئی تھی اسکا دل چاہا رہا تھا وہ مر جائے مگر حیدر کے ساتھ  
نہ جائے۔ اس کے کھڑے ہوتے حیدر نے اس کا ہاتھ تھاما اور پھر ساتھ  
لے کر نکلتا چلا گیا۔ وہ نہیں جانتا تھا امریش نے اپنی مورے اور یہاں پر  
موجود لوگوں کو کیسے راضی کیا ہے۔ مگر کسی نے اس سے کچھ نہیں پوچھا  
تھا۔

اس شہزادی کی بند سیاہ آنکھوں سے آنسو بہہ کر تکیے میں جذب ہو رہے  
تھے۔ کوئی اس کے بال نرمی سے سنوار رہا تھا۔ انہی نرم ہاتھوں کا تحفظ



دیتا لمس، ہاتیل خانزادہ کی خوشبو، پھر اسے محسوس ہوا کسی نے بہت نرمی سے اسکے ماتھے پر لب رکھے، ہاں وہی لمس جو سکون دیتا تھا، وہ ایسے چھوتا تھا جیسے وہ کوئی نازک تتلی ہو، جسے سختی سے چھونے پر وہ ٹوٹ جائیگی۔ پھر وہ غنودگی کی حالت میں زرا سا آنکھ کھول گئی سامنے اسے مسکراتی ہیزل آنکھیں دکھائی دی، وہ خواب کی کیفیت میں مسکرا دی، اور سکون سے آنکھیں موند لیں کچھ لمحے گزرے اور پھر وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی، سیاہ لمبے بال کمر اور تکیے پر بکھر سے گئے، روم میں لائٹ اون تھی، وہاں اس کے علاوہ کوئی وجود نہیں تھا، گھڑی رات کے تین بجارہی تھی۔ وہ عادت کے مطابق تہجد کے لئے اٹھی تھی، آنکھ کے رخسار کچھ پپوٹے انتہا کے سو جے ہوئے تھے، ناک اور پھولے ہوئے رونے اور کچھ سردی سے سرخی جھلکارہے تھے، باہر سردی کی بارش زوروں پر تھیں، اس نے اپنے بالوں کا نیچا جوڑا بنایا، پھر اپنے چہرے پر

ہاتھ پھیرا، اسے اب بھی وہاں ہابیل کہ خوشبو محسوس ہو رہی تھی، مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ اسے بہت دکھ ہوا تھا کہ وہ اتنی تکلیف میں تھی اور اسکے شوہر نے آنا تو دور کی بات پلٹ کر خبر بھی نہیں لی تھی اسکی، اور وہ ہیزل آنکھوں کو کیوں یاد کر رہی تھیں، یہ خواب تھا یا حقیقت۔۔۔۔۔ وہ اٹھی اپنی چادر پہنی اور گارڈن میں آگئی وہ ایک لمحے میں بھیک گئی تھی، سردی سے وہ کپکپا گئی تھی، کوئی دور دور تک وہاں موجود نہیں تھا، وہ وہیں گھاس پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی، اس نے نہ کچھ پیا تھا اور نہ کل رات سے کچھ کھایا تھا، پھر بھی رونے کی ہمت اس میں موجود تھی۔ ایک گھنٹہ وہ وہاں بارش میں روتی رہی، وہ اللہ کی اس قدر لاڈلی اس کی تکلیف پر رو رہے تھے، جسم برف بن چکا تھا تھی کہ بادل بھی ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ بہت سارا رونے کے بعد اسے سکون آگیا تھا، پھر وہ اٹھی اپنے روم میں آئی، غسل کیا، تہجد پڑھ کر اسنے اپنے لئے

صرف صبر مانگا تھا جو اسے تھوڑا بہت آ بھی گیا تھا، اب وہ تلاوت کر رہی تھی، "جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آ جاتا ہے تو تاخیر نہیں کی جاتی کاش تم جانتے ہو تے" سورہ نوح۔۔۔ آنسو اب بھی اس کے گر رہے تھے، مگر اس نے اللہ سے شکوہ نہیں کیا تھا، وہ جانتی تھی سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے، وہ صرف صبر اور اپنے بابا کے لئے جنت کی دعائیں کرتی رہی تھی۔ پھر فجر کی آذان ہو گئی تھی اس نے فجر ادا کی ابھی وہ پڑھ کر اٹھنے لگی تھی کہ فاخر روم میں آیا اور اس کے گود میں سر رکھ کر رونے لگا، وہ خود بھی رو رہی تھی۔ ان کے لئے آسان نہیں تھا، ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے اور سخت دھوپ ننگے آسمان سے چھت اور پیروں سے زمین لے لی ہو پیر کھڑا کر دیا ہو اور پھر جس کے ساتھ ایسا ہو تو وہ تو روتا ہی ہے۔ تقریباً ایک گھنٹہ گزرا تھا جب فاخر اٹھ بیٹھا اپنے آنسو رگڑے وہ ساری رات روتا رہا تھا مگر اب بس، وہ انتقام لے گا اس نے سوچ لیا تھا

میں اسے مار دوں گا، افراح اس نے ہمیں یتیم کیا اس نے ہمارا باپ مارا"  
ہے میں اسے مار کر جیل چلا جاؤں گا اور تم ماما کا خیال رکھنا ہاں یہ سہی  
رہے گا"، وہ ہزیانی کیفیت میں چیختے باہر کی طرف بڑھا، افراح نے  
کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ تھاما،

کس نے، فاخر کس نے، میری بات سنو مجھے بتاؤ کس نے مارا ہے، میں"  
تمہیں نہیں کھونا چاہتی پلیز مجھے بتاؤ"، وہ فاخر کا چہرہ اٹھا مے اس سے پیار  
سے پوچھ رہی تھی۔ پھر فاخر نے اسے ایک ایک بات بتائی تھی جو فیروز  
خان نے اسے بتائی تھی۔

بابا کی طبیعت خراب ہو گئی پھر انہیں ہاسپٹل لے گیا تھا، مجھے لگا تھا صبح "سہی سے پوچھوں گا تفصیل سے، اور اسی لئے میں ایک پل کو نہیں سویا تھا مگر پھر کسی نے مجھے کافی لا کر دی اور پھر مجھے یاد نہیں اس دوران کیا ہوا میں جب صبح اٹھ کر بابا کے پاس گیا وہ وہ سانس نہیں لے رہے تھے "، وہ ہچکیاں لے رہا تھا۔ "میں اسے مار دوں گا اس نے ہمیں برباد کیا ہے۔ میں نہیں جانتا وہ میرے کیا لگتے ہیں میں بس اتنا جانتا ہوں وہ انساں قاتل ہے بلکہ وہ انسان نہیں وہ شیطان ہے جو ہم سب کے بیچ رہتا ہے۔ حیدر بھائی بھی ہماری مدد کریں گے وہ ہماری بات ضرور سنیں گے۔"

فاخر میں بات کروں گی، ابھی کچھ نہیں کرو ہوش سے کام لو، ہم نہیں "جانتے ہیں وہ کتنے پاور فل ہیں، میں ہینڈل کروں گی، ہم کیس کریں گے



او کے ہم لڑیں گے ہم قاتل نہیں ہیں، میں حیدر سے بات کروں گی،  
 "مجھ پر بھروسہ کرو، میں اب کسی اپنے کو کھو نہیں سکتی  
 اس نے فاخر کو اپنے بیڈ پر لٹایا اور سونے کو کہا پھر وہ چادر لئے اور نقاب  
 کئے ملک پیلس کی طرف چلتی چلی گئی۔۔۔۔۔ وہ جب وہاں آئی تو کوئی  
 نہیں اٹھا تھا شاید سب سو رہے تھے۔ وہ حیدر کے روم کی طرف آئی اور  
 دستک دی، پہلی ہی دستک پر حیدر نے دروازہ کھولا، وہ شرٹ لیس کھڑا  
 تھا، افراح نے بے ساختہ نظریں جھکالیں تھیں،

پرنس تم یہاں، بس دو منٹ ویٹ کرو میں آتا ہوں"، حیدر کے "  
 بولنے سے پہلے ہی وہ پلٹ کر چلی گئی تھی اور نیچے لاؤنچ میں بیٹھ گئی  
 تھی۔ وہ امریش کو ساتھ لئے نیچے آیا تھا، افراح نے حیرانگی سے دیکھا تھا  
 امریش کو حیدر کے روم سے نکلتے اور پھر ہاتھ تھامے چلتے، وہ غصے سے

کھڑی ہوئی تھی اور امریش کو حیدر سے دور کر کے اپنے ساتھ کھڑا کیا،  
اسے تو لگا تھا امریش اس کی ماما کے ساتھ سوئی ہے، وہ کل ہوش میں ہی  
نہیں تھی تو اس لئے وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔ افراح آگے بڑھی تھی اور  
زور سے حیدر کے منہ پر تھپڑ مارا تھا، وہ کراٹے چیمپئن تھی اور اس کا  
تھپڑ ہر گز ہلکا نہیں تھا۔ اس کا ہاتھ بس دکھنے کی حد تک نازک اور چھوٹا  
تھا،



~ اس کی آنکھوں نے مجھ  
~ سے میری خودداری چھینی ورنہ  
~ پاؤں کی ٹھوک سے کر دیتا تھا میں  
~ دنیا ایک طرف

حیدر کے گال پر انگلیوں کے نشان چھپ گئے تھے۔ غصے سے اسکی رگیں تن گئی تھیں۔ سامنے اس کی پرس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ سامنے والے کی سات نسلیں برباد کر دیتا۔

آپ میری بہن کے ساتھ کیا کر رہے تھے، آپ کو شرم نہیں آتی،" افراح اس سے پہلے اور کچھ کہتی، امریش نے ٹوکا

افراح ہم نے کل نکاح کیا ہے حیدر سے،" امریش اتنا ہلکا بولی تھی کہ "بمشکل افراح سن سکی تھی۔ وہ امریش کی بات پر حیرانگی سے دیکھنے لگی پھر حیدر کی طرف دیکھا جو امریش کو شعلہ بارنگاہوں سے گھور رہا تھا۔

مجھے اپنی بہن سے بات کرنی ہے حیدر، کیا آپ ہمیں اکیلا چھوڑ سکتے ہیں"، افراح نے بے تاثر لہجے میں کہا، حیدر نے غصے پر قابو پاتے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ وہ باہر آیا تو شبلی پہلے سے کھڑا تھا،

تم اتنی صبح یہاں کیا کر رہے ہو؟ حیدر کا غصہ اب بھی برقرار تھا۔

سر وہ جہاں جہاں اسمگلنگ کا مال اور لڑکے قید تھے وہاں آگ لگ گئی ہے۔ اور لڑکے بھاگ چکے ہیں ہمارے سو سے زیادہ لوگ مر گئے، کل آدھی رات کو ہوا ہے اور ان سب کے پیچھے وہ ہیزل آنکھوں والا میجر ہے، ہمارے آدمی نہ اسے پکڑ سکے اور نہ کسی طرح نقصان کرنے سے بچا سکے۔ میں آپ کو رات میں ہی اطلاع دینے کے لیے کال کر رہا تھا مگر آپ کا فون بند تھا۔

(کل وہ ہاتیل کو آگ لگا چکا تھا اور آج اس کی لنکا میں آگ لگ گئی تھی  
(حیدر کی سنہری آنکھیں پل میں سرخ ہوئیں تھیں۔ وہ ساری مصیبت  
سے نکل چکا تھا سوائے اس کمینے میجر سے، حیدر نے اپنا غصہ نکالنے کے  
لئے شبلی کی درگت بنادی تھی۔ اور پھر وہ شبلی کے ساتھ ہی وہاں سے  
نکل چکا تھا۔

آپ مجھے سچ بتائیں گی امریش آپی، یہ ساری کہانی جو آپ نے مجھے "  
سنائی اس پر ساری دنیا یقین کر سکتی ہے مگر میں نہیں، مجھے بتائیں انہوں  
نے کیا کیا ہے، آپ مجھ سے تو جھوٹ نہ بولیں "افراح کے اسرار پر وہ  
اسے ایک ایک بات بتا گئی تھی۔ افراح کے مانوسر پر آسمان آگرا تھا۔



ایک منٹ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں میری شادی عرش سے نہیں ہوئی" جو حیدر بدلہ لے گا، میرا شوہر ہابیل خانزادہ ہے اور عرش تو نیویارک تھے۔ اور وہ آپ کے منگیترا ہیں، مجھے سمجھ نہیں آ رہا آپ کیا کہہ رہی ہیں۔" اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔

افراح عرش ہی ہابیل ہیں اور وہ نیویارک تھے مگر وہ کچھ دن پہلے " واپس آ گئے تھے۔ چاچو سائیں کے بلانے پر وہ تم سے نکاح کے لئے راضی ہو گئے، اور وہ میرے منگیترا نہیں تھے ہماری صرف بات پکی ہوئی تھی اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا ان کے شادی کرنے پر، ہمیں اپنی بہن سے زیادہ عزیز کوئی نہیں ہے، اور ہابیل ہمارا نصیب نہیں تھے۔ اور حیدر نے انہیں مار دیا، میں نے خود دیکھا ہے " امریش کہتے ہی رونے لگی تھی

اور حیدر ملک آپ کا نصیب ہے یہ کہنا چاہ رہی ہیں آپ "افراح نے"  
چلا کر بات کاٹی تھی، "سب نے میرے ساتھ دھوکا کیا آپ لوگوں نے  
مجھے سچائی سے بے خبر رکھا کیونکہ آپ سب جانتے تھے مجھے پتا چلا تو  
میں شادی نہیں کرتی، آپ اپنی آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں خود کے ساتھ،، اور  
ہا بیل مرے یا جیسے اب مجھے فرق نہیں پڑتا انہوں نے دھوکا دیا اور اب  
ایسے مجھے چھوڑ گئے جیسے ان پر بوجھ تھی۔" پھر وہ رودی تھی اس کی  
صرف اس کی وجہ سے امریش اس حال میں تھی۔

آپ فکر مت کریں حیدر آپ کو چھوڑ دیں گے میں آپ کو اس جہنم "  
میں ہر گز نہیں رہنے دوں گی۔" وہ کہتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

افراح خانزادہ تم ہوتی کون ہو میری بہو کو پٹیاں پڑھانے والی، "مسز"  
 جہانزیب کی آواز پر وہ اٹھی تھی اور گردن موڑ کر انہیں دیکھا وہ اور  
 جہانزیب ملک ساتھ نیچے آرہے تھے اور خوشی سے جہانزیب ملک کا  
 چہرہ سرشار تھا۔ اس شخص کو دیکھتے افراح کو اپنے باپ کی تکلیف یاد آئی  
 تھی آنکھیں خود بخود نم ہوئیں تھیں۔ وہ جہانزیب ملک کو نفرت اور  
 غصے سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل چاہا تھا ایک ہی بار ان کا کام تمام کر دے  
 اور دنیا سے ان کا بوجھ ہلکا کرے

تم اپنا گھر تو بساؤ گی نہیں، کم از کم اپنی بہن کا گھر بسنے دو، شادی جیسے "  
 بھی ہوئی ہو آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔" مسز جہانزیب نے  
 اس کے نقاب زدہ چہرے کو حقارت سے دیکھتے کہا جبکہ امریش نقاب نہیں  
 کئے ہوئے تھی۔ انہیں لگتا تھا ان کا بھائی افراح کی وجہ سے مرا ہے

کیونکہ ہر بار اس کے فنکشن پر کچھ برا ہوتا تھا، بقول ان کے افراح  
منخوس تھی اور اس کی وجہ سے سب برا ہوتا تھا۔

پھپھو آپ کو دوسروں کو نصیحت کرنے سے بہتر ہے اپنے شوہر اور "  
بیٹے کو کریں، نہ آپ اپنے بیٹے کی تربیت کر سکیں اور نہ اپنے شوہر کو سہی  
اور غلط سمجھا سکیں، آپ کے بھائی کی بیٹی (امریش) کو آپ کی اولاد نے  
تکلیف دی اور آپ کچھ بھی نہ بول سکیں، آپ کے شوہر نامدار نے میرا  
باپ اور آپ کا لاڈلہ بھائی قتل کر دیا، آپ کچھ نہ بول سکیں، آپ کے شوہر کو  
مر جانا چاہیے، اور جہانزیب ملک تمہیں اللہ عذاب دے گا دردناک  
عذاب دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔۔۔ ابھی وہ اور کچھ بول رہی  
تھی کہ جہانزیب ملک نے زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا وہ لہرا کر

زمین پر گری تھے، نقاب کھل کر زمین بوس ہوا، ان سے سچائی بر داشت نہیں ہوئی تھی۔

تم زبان دراز لڑکی میرے سامنے کھڑے ہو کر مجھے بد دعائیں دو گی ""  
 ۔ ابھی انہوں نے ایک اور تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا تھا کہ کسی نے  
 زور سے ایک تیج ان کے جڑے پر مارا، اور وہ شخص رکا نہیں وہ مار رہا تھا  
 جیسے واقع جان سے مارنے کے ارادے سے آیا ہو، مسز جہانزیب بلکل  
 سن کھڑی تھی انہیں یہ بات ہضم نہیں ہوئی تھی کہ ان کا بھائی کا قاتل  
 ان کا شوہر ہے۔ جبکہ امریش نیچے جھکی افراح کو نقاب پہنا رہی تھی اس  
 کے ہونٹ سے خون نکل رہا تھا، گال سارا انتہائی سرخ ہو گیا تھا۔ وہ ایک  
 دن کی بھوکی پیاسی تھی، اگر وہ تازہ دم ہوتی تو جہانزیب ملک کو ان کی  
 اوقات دکھاتی۔ شور کی آواز پر باہر کھڑے گارڈز اندر آچکے تھے اور پھر



وہ فاخر کو قابو کئے کھڑے تھے جس کے سر پر خون سوار ہو گیا تھا۔

جہاں زیب ملک تھوڑی دیر میں زخمی ہو گئے تھے۔ وہ گالیاں دے رہے تھے افراح اور فاخر کو،،، فاخر نے خود کو آزاد کروایا اور پھر اپنی بہن کو ساتھ لئے وہ اپنے گھر کی طرف بڑھ گیا۔ امریش اپنے روم میں آکر بیڈ پر اوندھے منہ گری رو رہی تھی۔۔۔۔۔ افراح خود کو اپنے روم میں لاک کر چکی تھی۔ اس نے چادر اور نقاب اتار کر دور پھینکا، غم و غصے کی حالت میں وہ بستر پر گری اور روتی چلی گئی، آج سب ختم ہو چکا تھا، وہ برباد ہو گئی تھی، آج وہ خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی، زندگی اچانک ہی عذاب لگنے لگی تھی، روتے روتے وہ سو گئی تھی، جب وہ جاگی تو شام ہو چکی تھی، جب حواس بحال ہوئے تو خود پر شدید غصہ آیا اسکی ظہر کی نماز قضا ہو گئی تھی آج پہلی بار، اب اور زیادہ اپنی ہار کا احساس ہو رہا تھا، دور دور تک ساری امیدیں اور حوصلے ٹوٹ چکے تھے، وہ ساکت سی بیڈ پر

بیٹھی رہی، عصر کی آذان پر اس نے اپنے نفس پر قابو پایا، پھر نماز ادا کی،  
 سے ظہر کی قضا پڑھی اور اب وہ اپنا "راہ ہدایت" والا رجسٹر درمیان  
 کھول رہی تھی۔ وہ اب تک کے عرصے میں آدھے سے زیادہ رجسٹر  
 بھر چکی تھی، ابھی وہ لکھنے کی حالت میں نہیں تھی اسنے پڑھنے کے لئے  
 درمیان سے کھولا تھا۔

قرآن پاک میں اللہ کی تسلیاں

(بے ساختہ اسے اپنے رب مہربان پر پیار آیا تھا۔)

کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے فرماتا ہے ہو جاتو وہ ہو"  
 جاتی ہے "سورہ البقرہ آیت 5

(Allah I need you)

اور تمھارا رب بھولنے والا نہیں "سورہ المریم آیت 64"

اسے اپنے گال پر پڑنے والا تھپڑ یاد آیا، آج تک کسی نے ڈانٹا نہیں تھا ( اور اس شخص نے ہاتھ اٹھا دیا تھا )

اور بے شک قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں اتنا دے گا کہ تم راضی " ہو جاؤ گے " سورہ الضحیٰ آیت 5

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی، وہ اکیلی نہیں ( تھی، اللہ اس کے ساتھ تھا، دل پل بھر میں سکون پا گیا تھا

اللہ کسی جان پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا "سورہ البقرہ آیت  
286

اللہ میری مدد کریں تیری مخلوق تکلیف دیتی ہے، رسوا کرتی ہے، ماں (باپ چھین لیتی ہے

اور صبر کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے "سورہ البقرہ آیت"  
155

میں صبر کروں گی، وہ سیاہ آنکھوں والی شہزادی فوراً اپنے آنسو صاف  
( کر گئی تھی

بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے "سورہ النشراح آیت 5"

( اس مشکل وقت میں اللہ اس کے ساتھ تھا )

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے "سورہ الفاطر آیت 5"

میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں "سورہ البقرہ آیت 186"

اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا "سورہ الیل آیت 21"



وہ ابھی پڑھ رہی تھی کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی، "میڈم،  
" فاخر بھائی بلارہے ہیں آپ کو، نیچے ہادی بھائی اور حیدر بھائی بھی ہیں  
ایک میڈاندر آتی اس سے کہہ رہی تھیں

آپ چلیں میں آتی ہوں"، افراح نے کہہ کر چادر اوڑھی اور نقاب"  
اتھ سے سیٹ کرتی باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ وہ نیچے آئی تو سب ہی  
وہاں موجود تھے، سوائے فاریہ خان کے، (وہ کافی حد تک بیمار ہو گئی  
تھیں جس کی وجہ سے روم میں آرام کر رہی تھیں)، ہادی اور فاخر ایک  
طرف ساتھ بیٹھے تھے، مسز جہانزیب اور امریش ایک طرف بیٹھی  
تھیں، حیدر سربراہی کرسی پر براجمان تھا اور اس کے دائیں طرف

جہاں زیب ملک اپنا زخمی اور سو جا ہوا منہ لے کر غصے سے بیٹھے تھے۔  
افراح نے جا کر فاخر کے برابر والی سیٹ سمجھالی۔

فاخر تم اتنے بڑے ہو گئے ہو کہ ڈیڈ پر ہاتھ اٹھاؤ گے اور پرس نس تم بد"  
دعائیں دو گی، لائک سیر یسلی کیا اپنے غم میں دماغی توازن خراب ہو گیا  
ہے تمہارا، بے بنیاد الزام لگا کر کسی کو بھی کٹھرے میں کھڑا کر دیا تم نے  
"، حیدر ملک فاخر کو دیکھتے سخت لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

اوہ تو انہوں نے آپ کو یہ بتایا کہ میں نے ہاتھ اٹھایا کیوں اٹھایا یہ نہیں"  
بتایا، ایسے تو آپ میری بہن سے محبت کے دعوے کرتے ہیں اور آپ  
کے والد محترم نے میری بہن کو مارا تو میں انہیں کچھ نہ کرتا، اور بے بنیاد  
الزام نہیں لگایا جو سچ ہے وہ بولا ہے"، فاخر بھی کھڑے ہو کر چلا یا تھا۔

یہ ہمارے گھر کے معاملے میں یہ لڑکا کیوں بیٹھا ہے، یہ ہمارا پر سنل " میٹر ہے اسے کہو جائیں یہاں سے "، جہانزیب ملک نے ہادی شاہ کی گھورتی ہوئی براؤن آنکھوں سے بچتے کہا۔

وہ کوئی غیر نہیں ہیں میرے بھائی ہیں، اور اگر اپنے اور غیر کی بات " ہے تو یہاں پر میرے بھائیوں اور بہن کے علاوہ کوئی اپنا نہیں، جب میں غیروں کے ساتھ (جہانزیب ملک کو دیکھتے) بیٹھ سکتی ہوں تو پھر آپ بھی میرے اپنوں کے ساتھ (ہادی کو دیکھتے) بیٹھ سکتے ہیں۔

ڈیڈ انف، آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ آپ نے پرنس پر ہاتھ " اٹھایا"، حیدر اپنے باپ کے منہ پر دھاڑا تھا۔ جہانزیب ملک اپنی جگہ سے اچھلے۔

میں میں نے ہاتھ نہیں اٹھایا، یہ مجھے بد دعائیں دے رہی تھی اور " تمھاری بھی انسلٹ کر رہی تھی میں نے بس روکا تھا۔ اور پھر فخر نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے "۔ جہانزیب ملک نے ہکلاتے ہوئے کہا تھا۔

ڈیڈ آپ پرنس سے سوری کریں "، حیدر نے کہا " وہ ایسے کہہ رہا تھا کہ اگر بات نہ مانی گئی تو وہ حد سے گزر جائے گا۔ جہانزیب ملک نے بیٹے کو غصے سے گھورا تھا۔ سوری، اور پھر آہستگی سے کہا۔ "

حیدر تمہیں نہیں لگتا کہ فاخر کو بھی مجھ سے سوری کرنا چاہیے۔"

نہیں ڈیڈ آپ نے پرنس کو مار کر غلط کیا، اور فاخر نے سہی کیا میری " پرنس کو کوئی ہاتھ لگائے گا تو وہ جان سے جائے گا، آپ میرے ڈیڈ ہیں اس لئے میں آپ کو چھوڑ رہا ہوں۔" پھر وہ اٹھ کر افراح کے پاس آیا تھا،

دیکھو پرنس جو ہوا سب بھول جاؤ، میں جانتا ہوں تم سیڈ ہو، مگر ہم " سب بھی خوش نہیں ہیں۔ سب بھول کر ہم نئی زندگی شروع کرتے ہیں۔" حیدر نے بہت نرمی سے کہا تھا، امریش اسکا یہ لہجہ سن کر حیران ہوئی تھی اس لہجے میں وہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔



اتنی خوبصورت مردانہ اور میٹھی نرم آواز، پھر وہ باقیوں کے لئے جانور  
کیوں بن جاتا تھا۔ اور امریش کے لئے بھی۔۔۔۔

آپ سب بھول سکتے ہیں اور آپ کا خاندان بھول سکتا ہے، میں نہیں "  
بھول سکتی، آپ کے سوکالڈ ڈیڈ نے میرے بابا کو مارا ہے اور میں انہیں  
پھانسی کرواؤں گی۔ جب میرے بابا زندہ نہیں تو آپ کے ڈیڈ کو زندہ  
رہنے کا کوئی حق نہیں، اور دوسری بات میری بہن کو آزاد کریں اپنے  
بدلے سے، اور ہماری زندگیوں سے دور ہو جائیں آپ، مجھے جتنی آپ  
سے ایٹچمنٹ تھی، پسند تھی، چاہت تھی، اب اس سے کہیں زیادہ آپ  
سے نفرت ہو رہی ہے"، افراح نے نم آواز میں کہا تھا۔

کوئی ثبوت ہے پر نس کہ ڈیڈ نے ماموں کو مارا ہے بولو"، وہ امریش  
والی بات سرے سے نظر انداز کر گیا تھا۔

ہاں ثبوت ہے، اور وہ میں کوٹ میں پیش کروں گی، میری بہن کو آزاد  
کریں اور اپنی پاور کا استعمال کر کے اپنے ڈیڈ کو بچانے کی کوشش مت  
کیجئے گا اور نہ میری فیملی میں سے کسی کو نقصان پہنچائیے گا، اگر آپ کے  
ڈیڈ بے قصور ہیں تو پیسے اور پاور کے زور پر مت بچائیے گا۔"

پر نس تم کوٹ جاؤ گی سیر یسلی، اوہ گاڈ، وہاں عزتیں نیلام ہوتی ہے"  
کوئی انصاف نہیں ہو گا، ڈیڈ با عزت بری ہو جائیں گے اور جو تھوڑی  
بہت آسائشیں ہیں تمہارے پاس، وہ بھی کھودو گی۔ کوئی سپورٹ نہیں  
کرے گا، فاخر اور تم امیچیور ہو، باہر کی دنیا سے ناواقف، تمہارا وہ

عرش اللہ کو پیارا ہو گیا، ان کوٹ کچھری میں پکھسنے سے بہتر سب بھول جاؤ پر نس ہم شادی کر لیتے ہیں اور خوشی سے ساتھ رہے گے، میں سب ٹھیک کر دوں گا۔" حیدر نے اسے اب بھی نرمی سے سمجھایا تھا۔

آپ میری اور میری فیملی کی فکر مت کریں، مجھے کیس کرنے دیں اور "اپنے ڈیڈ کو بچانے کی کوشش مت کیجئے گا، دوسرا میری فیملی کو آپ یا آپ کے ڈیڈ نقصان نہیں پہنچائیں گے۔" وہ ضدی لہجے میں چیخی تھی۔

ٹھیک ہے پھر ایک ڈیل کرتے ہیں۔" سب خاموشی سے تماشائی بنے۔ بیٹھے تھے اور وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے بول رہے تھے۔

کیسی ڈیل"، افراح نے حیران ہوتے پوچھا۔ ہادی اور فاخر نے اسے "کوئی بھی ڈیل کرنے سے روکنا چاہا مگر وہ خاموش کروا گئی تھی۔

پرنس تم کیس کرو، میں تمہیں اور تمہاری فیملی کو پروٹیکٹ کروں" گا، اگر ڈیڈ ہار گئے تو میں تمہاری زندگی سے چلا جاؤں گا، مگر اگر ڈیڈ ہار عزت بری ہوئے، تم ہار گئیں، تو تم مجھ سے شادی کرو گی، بولو پرنس ، "منظور ہے

نہیں یہ کیا گھٹیا بکواس ہے، وہ کوئی ایسی ڈیل نہیں کرے گی"، ہادی "کھڑا ہوتا چیخا تھا وہ سمجھدار تھا وہ حیدر کی چال سمجھ رہا تھا۔ جبکہ فاخر اب بھی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہادی کو حیدر نے ایسے نظر انداز کیا تھا جیسے وہ وہاں ہو ہی نہ۔

پرنس بولو منظور ہے،" حیدر نے اپنی بات دہرائی

آپ مجھے کیس کرنے دیں گے، آپ اور آپ کے ڈیڈ ہمیں کوئی  
نقصان نہیں پہنچائیں گے، جہاں زیب ملک کو پھانسی ہوگی، پھر آپ ہم  
سب سے دور چلے جائیں گے اور آپ امریش آپ کو چھوڑ دیں گے۔ مجھے  
منظور ہے، آپ بتائیں آپ کو منظور ہے اب؟" افراح نے ساری بات  
دہرا کر کہی تھی۔

حیدر اس کی بات پر مسکرایا۔ "اوکے ڈن، مگر اب بھی سوچ لو، لڑنا  
آسان نہیں ہوگا، تم ہار جاؤ گی پرنس، اور میں نہیں چاہتا کہ تم ہار جاؤ  
۔۔۔"



آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں، آپ یہاں سے جاسکتے ہیں"

اور آئندہ اپنے ڈیڈ کو میرے گھر مت لائیے گا۔ کیونکہ اب اگر میں ان کی شکل دیکھوں گی تو انہیں جان سے مار دوں گی۔

وہ سب چلے گئے تو ہادی نے ضبط سے افراح کو دیکھا، وہ خوش نہیں تھا اس کے فیصلے سے،

ہادی بھائی مجھے یہی سہی لگا ہم ضرور جیت جائیں گے اگر آپ بابا کا"

بھی اچھی کروں گی، اور یہ ڈیل میں pay کیس لڑ لیں، میں آپ کو نے صرف امریش آپ کو بچانے کے لئے کی ہے۔

یار تم اتنی بے وقوف کیسے ہو سکتی ہو، بچے وہ امریش کو نہیں چھوڑے " گا، کیس میں وہ اپنا سارا پیسہ لگائے گا، یہاں پیسا بولتا ہے، یہاں جس کے پاس پیسہ ہوتا ہے وہ جیت جاتا ہے، یہاں انصاف نہیں ملتا۔ ہادی نے بے چینی سے کہا

میرے پاس پیسے ہیں، پھر بھی کم پڑے تو میں ہاسپٹل بیچ دوں گی اس " میں ہمارا بھی حصہ ہے، اور ہم ضرور جیتیں گے انشاء اللہ، رہی بات امریش آپ کی تو میں انہیں وہاں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی، میں ہار نہیں " مان سکتی،

میں کیسے سمجھاؤں، میں نہیں چاہتا میری بہن وہاں جائے وہ جگہ " تمہارے جانے کی نہیں ہے، افراح جاؤ اور اس سے کہو ہم کوئی ڈیل نہیں کر رہے "۔ ہادی نے پریشانی سے کہا

ہادی بھائی عزت اور زلت اللہ کے ہاتھ میں ہے، میرا رب میری " عزت اور پردے کی حفاظت کرنے والا ہے مجھے کسی انسان کا خوف نہیں "، اور پھر اسی رات سے افراح خانزادہ شدید بخار میں مبتلا تھی، آج دو ہفتے ہو گئے تھے مگر وہ ٹھیک نہیں ہوئی، حیدر اس کے روم کے باہر کھڑے ہو کر راتیں گزار دیتا، فار یہ خان اور فاخر بہت پریشان تھے، ہادی روز آکر اسکا حال احول پوچھتا، وہ بس غنودگی کی حالت میں ایک ہی نام بڑبڑاتی تھی اور وہ نام ہابیل خانزادہ کا تھا جواب تک نہیں آیا تھا اور نہ اسنے کبھی آنا تھا

امریش کو حیدر نے ایک بار بھی افراح یا کسی بھی فرد سے ملنے نہیں دیا تھا وہ اسے کمرے میں قید رکھنے لگا تھا۔ مسز جہانزیب کو جہانزیب ملک نے بہت قسمیں کھا کر یقین دلادیا تھا کہ فیروز خان کو انہوں نے نہیں

مارا اور وہ یقین کر بھی چکی تھی، فاخر نے صنم سے بات چیت بالکل ختم کر دی تھی، اور وہ غصے سے سارا دن پاگلوں کی طرح اسے کال کرتی رہتی۔ کچھ دن بعد افراح بہتر ہوئی مگر وہ اب بہت کمزور نظر آنے لگی تھی۔

سارا دن روم میں بند رہتی۔ ہادی اور فاخر کیس کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے، اور ان کے ساتھ ہادی کا دوست، وہ ہیزل آنکھوں والا لڑکا بھی تھا جو مدد کر رہا تھا۔ افراح اب تک ہادی کے اس آفس نہیں گئی تھی جہاں وہ سب تیاری کر رہے تھے۔ وہ ٹھیک ہو جانے کے بعد وہاں جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ امریش کو دیکھے اسے مہینہ ہو گیا تھا۔ اس نے خاص طور پر حیدر سے ضد کی تھی کہ ایک بار امریش کو اس کے پاس بھیج دے۔

ایلفا اندر روم میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ خون سے لت پت تھے۔ اور ہوڈی پر چند خون کے قطرے تھے جو واضح نظر نہیں آرہے تھے۔

امریش نے ایک نظر دیکھنے کے بعد دوبارہ اپنی تسبیح میں مشغول ہو گئی، وہ اب یہ سب دیکھنے کی عادی ہو گئی تھی۔ وہ اب روتی نہیں تھی اسے صبر آ گیا تھا۔ وہ اب کچھ نہیں کہتی تھی بس خاموش رہتی تھی۔ حیدر جب فریش ہو کر باہر آیا تو وہ اب بھی ویسے ہی بیٹھی تھی۔ حیدر کو کبھی کبھی یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ غلط کر رہا ہے، مگر پھر وہ یہ سوچتا کہ اس کے ساتھ بھی غلط ہوا اس کی محبت بھی اس کے پاس نہیں ہے۔

پرنس تم سے ملنا چاہتی ہے اٹھو اور چلو میرے ساتھ"، حیدر نے اس کے ہاتھ سے تسبیح لے کر سائیڈ پر رکھی۔

جب وہ سخت بیمار تھی، ہم آپ کے آگے گڑ گڑائے تھے کہ ہمیں اس کے پاس جانے دیں، آپ نے نہیں جانے دیا، تو اب تو وہ ٹھیک ہے،



ہمیں کہیں نہیں جانا"، امریش نے کہتے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔  
مگر حیدر اس کی کلائی تھام چکا تھا

یہ نخرے مجھے مت دکھاؤ، نخرے میں بس اپنی پرنس کے اٹھاتا"  
ہوں، اور پرنس تم سے ملنا چاہتی ہے، میں اس کی کوئی بات رد نہیں  
کرتا تو اس لئے تمہیں اس سے ملنا ہے، اور یہ میں تمہیں بتا رہا ہوں  
پوچھ نہیں رہا، اور پھر تمہیں اسے گڈ نیوز بھی تو بتانی چاہیے نہ، اب اچھی  
بیویوں کی طرح بات مانو اور جاؤ، اپنا نہ سہی میرے بے بی کا خیال رکھنا،  
آج رات تم وہاں رکو گی صبح میں لینے آؤ گا اوکے"۔ امریش کی بھوری  
آنکھوں سے بے ساختہ آنسو پھسلے تھے، ہاں وہ جانتی تھی اسکا محبوب  
ظالم ہے، وہ ان مشرقی لڑکیوں میں سے تھی، جن کا شوہر ظالم ہو تب  
بھی انہیں محبت ہو جاتی ہے، امریش خانزادہ بھی ان سنہری آنکھوں کی

اسیر ہو گئی تھی اور کیوں نہ ہوتی وہ لاکھ ظالم سہی مگر حسین بہت تھا، وہ جب افراح کے روم میں آئی تو وہ چاشت کی نماز پڑھ رہی تھی، امریش نے نماز ادا کی پھر اسے دیکھ خاموشی سے آکر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی، افراح خوشی سے اسکی طرف بڑھ اور گلے لگتے وہ دونوں بری طرح رودی تھیں۔ کافی دیر بعد وہ الگ ہوئی،

آپی آپ ٹھیک ہیں نہ، مجھے بتائیں سب ٹھیک ہے، وہ آپ کو مارتے تو" نہیں، آپ کیوں رورہی ہیں، "افراح نے بے چینی سے امریش کو اب بھی روتے دیکھ پوچھا۔ امریش نے کوئی جواب نہیں دیا وہ اٹھ کر بالکونی میں آکر کھڑی ہوئی تھی، افراح بھی اس کے برابر کھڑی ہو گئی۔

افراح کیا وہ کبھی ہم سے ایسی محبت نہیں کر سکتے جیسی تم سے کرتے ہیں، اور اگر نہیں کر سکتے تھے تو شادی کیوں کی، وہ اب رو نہیں رہی تھی۔

کون آپنی کون محبت نہیں کرتا، آپ سے تو سب محبت کرتے ہیں۔ کون کافر آپ سے محبت نہیں کرے گا۔ "افراح سمجھ نہیں سکے تھی وہ کس کی بات کر رہی ہے۔"

اگر خدا نخواستہ تم کیس ہار جاتی ہو تو کیا ہماری سوتن بن جاؤ گی؟"

امریش نے سر دلچے میں پوچھا تھا۔

آپی ایسا کچھ نہیں ہوگا، میں ہاروں گی نہیں اور اگر پھر بھی ہار گئی تو میں "مر کر بھی کسی سے شادی نہیں کروں گی، شادی ایک بار ہوتی ہے اور میری ہو چکی ہے، میں اپنے شوہر کے نام کے ساتھ ساری زندگی رہ سکتی ہوں، اور آپ ان کے ساتھ کیوں رہے رہی ہیں، آپ ان سے کھلا لیں لے، آپ بہت اچھا انسان ڈیزرو کرتی ہیں، پلیز ان کے ساتھ رہ کر خود کو ازیت مت دیں"۔ افراح نے نم آواز میں کہا تھا۔

افراح تم ہمیں بہت عزیز ہو، انہوں نے کہا تھا اگر ہم ان سے کھلا لیں "گے تو وہ سب کو مار دیں گے۔ اور تم سے زبردستی شادی کر لیتے، ہم نے تمہیں بچانے کے لیے انہیں قبول کر لیا، اور اب ہم چاہ کر بھی انہیں نہیں نہیں چھوڑ سکتے۔" امریش نے اسکا ماتھا چومتے کہا وہ اب بھی رو رہی تھی۔

آپ روکیوں رہی ہیں یار، چلیں اندر چلیں"، افراح نے اسے پانی پلایا۔  
"اب پلیز ریلیکس ہو جائیں۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا، آپ کھلا لے لیں  
وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا آپ دوبارہ حویلی  
چلے جائے گا" افراح نے اس کے آنسو صاف کرتے کہا۔

ہم انہیں نہیں چھوڑ سکتے، ہم اپنی اولاد سے اسکا باپ نہیں چھین سکتے"  
افراح، ہم چاہتے ہیں ہم ان سے دور ہو جائیں مگر ہم ان کے بغیر اب رہ  
نہیں سکتے، ہم نہیں جانتے یہ محبت ہے یا عادت، مگر ہم اتنا جانتے ہیں  
اب ہم کبھی انہیں نہیں چھوڑ سکتے"۔ امریش کہتے ہی واشروم کی  
طرف بڑھ گئی تھی۔ افراح ایک جگہ حیرت سے بیٹھی رہ گئی تھی اسے  
یقین نہیں آرہا تھا۔ اسکا دل چاہا وہ جا کر حیدر کو قتل کر دے وہ اس کی



بہن کے جذبات سے کھیل رہا تھا۔ افراح فوراً اٹھی تھی۔ امریش باہر آچکی تھی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی وہ بیڈ پر لیٹ گئی تھی۔ افراح نے لائٹس آف کی اور خود بھی برابر میں آکر لیٹ گئی۔ اب وہ دونوں سسکیوں سے رو رہی تھیں۔ روتے روتے کب وہ دونوں نیند کی وادیوں میں گم ہوئیں انہیں خبر نہیں ہوئی۔

دوپہر کے وقت وہ دونوں شور کی آواز پر اٹھی۔ وہ دونوں نقاب کئے نیچے آئی تو پولیس کھڑی تھی اور وہ جہانزیب ملک کو ہتھکڑی لگا رہے تھے۔ حیدر پولیس سے کوئی بات کر رہا تھا، مسز جہانزیب رو رہی تھیں اور افراح کو بدعنائیں دے رہی تھیں، ہادی اور فاخر ایک جگہ کھڑے مسکرا رہے تھے۔ وہ آج پولیس کو سارے ثبوت کے ساتھ لائے تھے، ہادی نے خان کو بھی آنے کا کہا تھا مگر وہ سرے سے منع کر چکا تھا۔ حیدر پیچھے ہٹ چکا تھا کیونکہ واقعہ اریسٹ وارنٹ تھا، وہ ساری ثبوت مٹا

چکا تھا اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ ایسا ہو گیا ہے، اس کی ریپوٹیشن خراب ہونے والی تھی، پہلی بار اسے پرسنس پر غصہ آیا تھا، کیس کھلنے کا مطلب تھا کہ ایلفا کے کام تک ساری بات جاتی پھر وہ خود بھی پھنستا اور آرمی بھی اس کیس میں ایڈ ہو جاتی ہے، اس کے لئے یہ ایک بہت بڑا اسے ڈر تھا مسئلہ تھا۔ اس کیس کے کھلنے سے جہاں مزید ملک سے زیادہ۔ کیونکہ قتل اس نے کیا تھا۔ مگر وہ پھر بھی تھوڑا مطمئن تھا کیونکہ وہ ہارنے والوں میں سے نہیں تھا۔ ثبوت اور گواہ مٹانا مشکل نہیں تھا اس کے لئے، "او کے تم لے جاؤ انسپیکٹر، باقی باتیں اسٹیشن میں ہوگی" وہ خود ایس پی رہ چکا تھا۔ کون اس کی بات ٹالتا سارے افسر اس سے ڈرتے تھے۔

رکیں افسر "افراح خانزادہ کی بات پر سب نے گردن موڑ کر اس سیاہ" آنکھوں والی خوبصورت لڑکی کو دیکھا تھا۔ وہ آہستگی سے چلتے ہوئے جہانزیب ملک تک آئی، پھر ایک زوردار تھپڑان کے منہ پر مارا، "یہ وہ تھپڑ نہیں جو آپ نے مجھے مارا تھا، یہ اس تکلیف کا وہ بدلہ ہے جو آپ نے میرے بابا کو دی، اور باقی کا حساب آپ سے میرا اللہ لے گا، امید ہے آپ اس گھر میں دوبارہ نہیں آئیں گے اور یہاں سے ڈائریکٹ جہنم روانہ ہو گے"، وہ کہتے ہی نم آنکھوں کے ساتھ پیچھے ہوئی۔ جہانزیب ملک نے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کرنا چاہا مگر پولیس انہیں تھام چکی تھی، ان کا دل چاہا تھا وہ سامنے کھڑی لڑکی کا منہ توڑ دیں، مگر حیدر کی موجودگی انہیں ایسا کرنے سے روکے ہوئے تھی۔ ان کے جانے کے بعد حیدر بھی جاچکا تھا، فاخر، ہادی اور افراح کھانا کھا کر ہادی کے آفس جا

چکے تھے، انہیں آگے کہ تیاری کتنی تھی۔ امریش دوائی کھا کر سوچکی  
تھی۔ مسز جہانزیب کا رو رو کر برا حال تھا

تقریباً رات کے دس بجے وہ گھر آئی تھی۔ اس نے آکر عشاء کی نماز پڑھی  
، پھر اپنا "راہ ہدایت

والا رجسٹر، بلیک پرنٹ والے کورسے باہر نکال کر کھولا اور لکھنا شروع  
کیا

"نفس"

بے شک وہ پاک ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور بے شک وہ  
بر باد ہوا جس نے اس کو آلودہ کر دیا "سورہ الشمس آیت 10-9

نفس سات طرح کے ہوتے ہیں اور ان ساتوں نفس کا کام منفرد ہے،  
سب سے پہلا نفس، نفس امارہ ہے،

: نفس امارہ

نفس امارہ پہلا نفس ہے، یہ سب سے زیادہ گناہوں کی طرف مائل  
کرنے والا اور دنیاوی رغبتوں کی جانب کھینچنے والا ہے۔ یہ ہمیں گناہ کی  
طرف راغب کرتا ہے، اللہ سے دوری کا باعث بنتا ہے، اللہ قرآن میں  
فرماتا ہے کہ "نفس امارہ انسان کو برائی ہی سیکھاتا ہے" مگر ہم میں  
کامیاب وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ وہ ہر گناہ، چغلی، غیبت،  
حسد، چوری، فساد، اللہ کی نافرمانی حتیٰ کہ ہر گناہ کے کام کی ترغیب دیتا



ہے۔ پھر جس کا ایمان کمزور ہوتا ہے وہ نفس کی مانتا ہے اپنے نفس سے  
 "جنگ نہیں نہیں کرتا،" اپنے نفس سے لڑتا تو بس مومن ہے  
 نفس کہتا ہے گانے سنو، نعتیں اور تلاوت مت سنو، ہم نفس کی مانتے  
 ہیں، نفس کہتا ہے ڈرامے فلمیں دیکھو، نماز نہ پڑھو، ہم نفس کی مانتے  
 ہیں، نفس کہتا ہے فحاشی دیکھو اور پڑھو، قرآن مت پڑھو، ہم نفس کی  
 مانتے ہیں، نفس کہتا ہے موبائل پر گیمنز کھیلو، قرآن مت پڑھو، ہم نفس  
 کی مانتے ہیں، نفس کہتا ہے ہر برے کام کرو، اللہ کی نافرمانی کرو، پھر بھلے  
 تم برباد ہو جاؤ مگر نفس کو خوش رکھو، ہم نفس کی مانتے جاتے ہیں ہر برا  
 کام کرتے جاتے ہیں، شیطان کے راستے پر نکل پڑتے ہیں، اور ہمیں اس  
 بات کا احساس تک نہیں ہوتا، اور اگر احساس ہو بھی جائے تو اپنی غلطی پر  
 اڑے رہتے ہیں، توبہ نہیں کرتے، اور گناہ میں زندگی گزارتے موت کا  
 وقت آپہنچا ہے، ساری زندگی گناہ میں گزار کر ہم اللہ سے امید جنت کی

رکھتے ہیں۔ ہم اللہ کو مانتے ہیں، مگر اللہ کی ہر گز نہیں مانتے، مگر جو وہ اپنے نفس سے لڑتا ہے، اپنے نفس کو "نہ" کہتا ہے، مومن ہوتا ہے وہ غلطی یا گناہ ہو جانے پر فوراً سچی توبہ کرتا ہے۔ اور جب مومن توبہ کرے، نماز قائم کرے، اللہ کا قرب حاصل کرے، روزے رکھے، خود کو اللہ کے لئے بدلنے کی کوشش کرے، اللہ کو راضی کرے، پھر وہ کامیاب ہوتا ہے، پھر اس کا نفس، نفس امارہ سے نفس لوامہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے،

: نفس لوامہ

نفس لوامہ کا حامل انسان اگر گناہ یا برائی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو اس کا نفس اسے ملامت کرتا ہے، اس انسان کے دل میں نور پیدا ہوتا ہے جو باطنی طور پر ہدایت کا باعث بنتا ہے، اسی وجہ سے اس نفس کو لوامہ یعنی

سخت ملامت کرنے والا کہا گیا ہے، اللہ نے قرآن مجید میں اس نفس کی قسم اٹھائی ہے کہ "میں نفس لوامہ کی قسم کھاتا ہوں،

: نفس ملحمہ

جب بندہ نفس ملحمہ کے مقام پر فائز ہوتا ہے تو اس کے داخلی نور سے دل میں تقویٰ اور نیکی کی رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ لوگوں سے پرے ہو کر صرف اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

: نفس مطمئنہ

یہ وہ نفس ہے جو بری خصلتوں سے پاک صاف ہوتا ہے اور حالت سکون میں رہتا ہے، یہ نفس اس قدر محبوب ہے کہ حکم ہوتا ہے "اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ" سورہ الفجر

یہ نفس مطمئنہ اولیاء اللہ کا نفس ہے



نفس راضیہ

نفس مرضیہ

نفس کاملہ

یہ سب ہی نفس مطمئنہ کی اعلیٰ حالتیں اور صفتیں ہیں اس مقام پر بندہ ہر حال میں اپنے رب سے راضی رہتا ہے۔

ہسبینڈ تو یاد آتا ہوگا؟ ہیزل آنکھوں والے لڑکے نے اپنے سامنے بیٹھی سیاہ آنکھوں والی لڑکی سے پوچھا، آج وہ پھر سے ساتھ تھے، کل کورٹ میں انہیں گواہ اور ثبوت پیش کرنے تھے، ان میں تھوڑی بہت بات ہو جاتی تھی، افراح اسے دیکھتی نہیں تھی مگر جب وہ کچھ پوچھتا تو جواب ضرور دے دیتی کیونکہ وہ اس کی مدد کر رہا تھا، ہادی اور فاخران سے تھوڑا دور بیٹھے کل کی تیاریوں میں مگن تھے، وہاں ہادی کے اور بھی لوگ تھے جو گواہ اور ثبوت ڈھونڈنے میں مدد کر رہے تھے، اور ایک چھوٹے بالوں والی لڑکی تھی جو ایک فائل پکڑے بہت غور سے اسکا جائزہ لے رہی تھی۔ اسے خان اپنے ساتھ لایا تھا۔



نہیں یاد آتا"، افراح نے نظریں اٹھائے بغیر جواب دیا۔ وہ ان ہیزل "آنکھوں میں دیکھنے سے احتیاط برتنی تھی۔

مگر میں نے تو سنا ہے تم اس کے غم میں ایک مہینہ شدید بخار میں رہی "ہو"، خان نے تپانے والی مسکراہٹ سے کہا، وہ اب بھی چہرے پر رومال باندھے رکھتا تھا۔

میں ان کی وجہ سے بیمار نہیں ہوئی، میں ڈپریسڈ تھی اور خود کا خیال "نہیں رکھ رہی تھی اس لئے بیمار ہوئی"، وہ اب کی بار اسے گھورتے ہوئے بولی تھی۔

کیا وہ مر گیا ہے؟" وہ اپنا کام چھوڑے اس کی طرف متوجہ تھا۔ افراح "دوبارہ اپنی فائلز دیکھنے لگی تھی، وہ گرے اور بلیک کلر کے عبایا اور نقاب کئے ہوئے تھی۔

مجھے نہیں پتا، ہیزل آنکھوں والے بلے، مجھے تنگ مت کرو، "وہ اب" غصے سے بولی تھی۔

اچھا افراح خانزادہ یہ بتاؤ اگر وہ واقعہ مر گیا ہو تو تم حیدر سے شادی کر لو گی، کیونکہ وہ تو اب بھی ایسا چاہتا ہے "ہیزل آنکھیں جواب کی منتظر نظر آرہی تھیں۔

حیدر جائے جہنم میں، میری شادی ہو چکی ہے اب میں مر کر بھی کسی " سے شادی نہیں کروں گی، اور دوسری بات تم مجھے مسز ہابیل خانزادہ پکارا کرو، مجھے پسند نہیں کہ کوئی بھی اجنبی مجھے میرے نام سے پکارے "وہ اب زرا سختی سے بولی تھی۔

مسز ہابیل میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں اور تم مجھے اپنا دشمن سمجھتی ہو، ناٹ فئیر"، وہ اپنے اسی سرد اور ٹھنڈے لہجے میں بولا تھا۔

میں لڑکوں سے دوستی نہیں کرتی، اور اگر تمہاری ساری باتیں ہو گئی ہیں تو میں جاؤ، کیونکہ آپ تو فارغ ہیں مگر مجھے بہت کام ہیں۔"۔ افراح کھڑے ہوتے دانت پیس کر بولی تھی۔

دوستی نہیں کرنی تو میری محرم بن جائیں"، وہ شرارتی انداز میں کہہ رہا تھا۔ افراح نے اس کی بات پر رخ موڑتے ہی زل آنکھوں میں گھورا۔

میرے دو بھائیوں کی موجودگی میں تم مجھ سے فلرٹ کرنے کی " کوشش کر رہے ہو، کیا تمہیں یاد نہیں میں نے پیٹر کے منہ کا کیا حشر کیا تھا،

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی مگر جلد ہی نظریں جھکا گئی تھی۔

تمہارے دونوں بھائیوں سے تو نہیں ڈرتا، مگر پیٹر کی حالت قابل " ترس ہے، مگر نہ کرنے کی کوئی وجہ تو بتاؤ، ہابیل تو مر گیا ہے اور حیدر " سے تم شادی نہیں کرو گی تو مجھ سے شادی کرنے میں کیا برائی ہے

ہیزل آنکھوں والے بلے مجھ سے ایسا فضول مزاق مت کرو، یہ کوئی " مزاق کرنے کا وقت نہیں ہے "، وہ سرخ سی ہو رہی تھی، ماتھے پر بھی ہلکا سا پسینہ نمودار ہوا۔

میرا اور تمہارا کونسا مزاق، میں بہت سیریس ہوں، بتاؤں مسز ہائیل " خانزادہ، میرا آدھا ایمان مکمل کرو گی "؟ ہیزل آنکھیں مسکرا رہی تھیں

نہیں "، مل گیا جواب اور اگر اب تم نے ایسی کوئی بکو اس کی تو میں اپنی " کراٹے کی اسکلز تم پر اچھے سے ٹرائی کروں گی "۔ وہ اس سے کہتی آگے بڑھی پھر ہادی کے پاس جا کر رکی ہادی بھائی اپنے دوست کو سمجھائیں، ورنہ مجھے سمجھانا بہت اچھے سے " آتا ہے اور میرا سمجھانا کسی کو اچھا نہیں لگے گا۔ " وہ چلا کر کہہ رہی تھی۔ اور پھر باہر نکل گئی تھی اب وہ ادھر ہر گز نہیں رک سکتی تھی۔



بھائی سدھر جائیں میری بہن کو تنگ مت کیا کریں ورنہ وہ سمجھائی گی " تو ہم آپ کو بچانے نہیں آئے گے "۔ فاخر نے افراح کے جانے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

میں چاہتا ہوں وہ مجھے سمجھائے "، خان نے اپنا رومال چہرے سے ہٹاتے کہا، ہادی نے غصے سے اسے گھورا تھا۔

حیدر ملک، کہف اور شبلی کے زریعے سارے ثبوت اور گواہ مٹا چکا تھا، ایلین سے وہ ہاسپٹل کے سی سی ٹی وی فوٹیج بھی ڈلیٹ کروا چکا تھا، سب سے جانا مانا اور مہنگا وکیل اس نے ہائیر کیا تھا۔ ایلفا مطمئن تھا اسے یہ یقین تھا کہ وہ کیس بھی جیت جائے گا اور اپنی پرنس کو بھی، رانا ملک اپنی بیٹی کی موت پر اب تک غمگین تھا وہ ایک بار بھی ایلفا یا جہانزیب

ملک سے نہیں ملا تھا۔ اور ایلفا کو فرق بھی نہیں پڑتا تھا۔ رانا اس سے بدلہ نہیں لے سکتا تھا۔ اس سے تو کوئی بھی بدلہ نہیں لے سکتا تھا۔ وہ خوشی اور تکبر سے لبریز ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔ جہاں زیب ملک دودن سے جیل میں تھے، مگر انہیں وہاں کوئی پریشانی نہیں تھی آخر وہ ایک امیر آدمی تھے اور حیدر کے اثر و رسوخ کی وجہ سے انہیں جیل میں بھی اچھا پروٹوکول مل رہا تھا۔ اور اپنے دشمن، ہیزل آنکھوں والے میجر کو کے بعد کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ پکڑنے کا کام وہ کیس جیت جانے امریش کو بھی سمجھا چکا تھا کہ وہ اسے کسی حال میں نہیں چھوڑے گا وہ اسے مار سکتا ہے مگر چھوڑ نہیں سکتا، وہ اپنی ملکیت کبھی کسی کے لئے نہیں چھوڑتا تو بیوی کیسے چھوڑ دیتا۔ وہ سب پلان کر چکا تھا۔ امریش اور بے بی کو وہ الگ روم دیتا اور خود افراح خانزادہ سے شادی کرتا۔ وہ اس سے زبردستی شادی کر سکتا تھا، مگر وہ اسکی بچپن کی محبت تھی، وہ اسکی

خوشی سے اسے اپنا بنانا چاہتا تھا، وہ اسے زرا سی تکلیف بھی نہیں دینا چاہتا تھا، وہ اس پر خراش برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ پرنسس اس کی پہلی اور آخری چاہت تھی۔

پہلی چاہت "وہ ہیزل آنکھیں اس کی پہلی چاہت تھیں جنہیں وہ انکار" کر آئی تھی، مگر وہ مطمئن تھی، اسے اپنے شوہر سے وفا محبت کرنی تھی، اسکا دل کہتا تھا ہابیل خانزادہ زندہ ہے، اور اگر زندہ نہ ہی ہوا تو بھی وہ کسی اور سے کبھی شادی نہیں کرے گی، وہ تہجد کی نماز پڑھ کر روتی رہی تھی، وہ ہیزل آنکھیں کبھی دوبارہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ سوچ چکی تھی وہ کیس جیتنے کے بعد سوات چلی جائیگی وہ ہابیل کی حویلی تھی وہ وہیں رہے گی ساری زندگی وہاں گزار سکتی تھی۔

اگلی صبح وہ سب پھر ہادی کے آفس جمع ہوئے تھے۔ نیچے آفس تھا اور اوپر اسکا اپارٹمنٹ تھا جہاں وہ ابھی اسٹے کر رہا تھا۔ وہ جب وہاں پہنچی تو خان، اس چھوٹے بالوں والی لڑکی کے ساتھ کھڑا تھا اور وہ دونوں کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ بے اختیار افراح کا پاراہائی ہوا تھا، وہ جیسے ہوتے ان سے نظریں پھیر گئی تھیں اور پھر ڈائریکٹ ہادی کے آفس کی طرف بڑھی، وہ سب آفس کے باہر کاوچ پر بیٹھے اپنا کام کر رہے تھے۔ ہادی اور فاخر بھی باہر بیٹھے تھے۔ "ہادی بھائی میں اندر ہوں کسی کو آنے مت دیجئے گا میرے سر میں درد ہے۔" وہ کہتے روم میں چلی گئی۔ اس نے اپنا نقاب کھول کر سائیڈ پر رکھا

وہاں کوئی نہیں تھا وہ تھوڑی دیر ریلیکس ہونا چاہتی تھی۔ پھر سارے سوالوں (عدالت میں پوچھے جانے والے سوال) پر نظر ڈالی جو ہادی نے اسے لکھ کر دیئے تھے۔ ابھی اسے آدھا گھنٹہ گزرا تھا، وہ اپنا نقاب پہن

کر باہر جانے والی تھی کہ وہ ہیزل آنکھیں پھر نمودار ہوئیں۔ افراح نے اپنا نقاب باندھ کر غصے سے گھورا۔

تمہیں اتنے میسرز نہیں کہ کسی کے روم میں نوک کر کے آتے ہیں۔ وہ اسکا سوال نظر انداز کرتا بلکل سامنے آ بیٹھا۔

کیسی ہو مسز ہانیل خانزادہ؟" وہ ہیزل آنکھیں اسی پر جمی تھی۔"

تم سے مطلب"، وہ اسے اگنور کرتی باہر جانے لگی پھر ایک دم کچھ یاد" آنے پر رکی، پیسوں سے بھر الفافہ نکالا اور اسکے آگے بڑھایا۔ ہادی نے اس سے کوئی پیسے نہیں لئے تھے، اسکا کہنا تھا وہ اپنی بہن سے پیسے نہیں



لے سکتا، اور خان کو وہ خود دے رہی تھی، کہ اس نے بہت مدد کی تھی  
اس کے بغیر وہ جیت نہیں سکتے تھے۔

مجھے یہ نہیں چاہیے، "ہیزل آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ بس "  
اسے دیکھ رہا تھا

اوکے مت لیں، ایس یوروش "، وہ کہتی پیسے واپس اپنے پاکٹ میں "  
رکھ گئی۔ اسے ویسے بھی پیسوں کی ابھی بہت ضرورت تھی، اب وہ  
نہیں لے رہا تھا تو زبردستی کیوں کرتی۔

مجھے پیسے نہیں کچھ اور چاہیے "، وہ افراح کو پیسے رکھتے دیکھ کہنے لگا۔ "

کیا؟" افراح نے تیکھے چتونوں سے گھورا۔

تم، فقط تم افراح خانزادہ"، اس بار اس نے مسز ہانیل کہنے کا تکلف " نہیں کیا تھا۔ اس کی بات پر وہ حیران ہوئی تھی پھر غصے سے سرخ ہوئی اور آگے بڑھ کر زور سے ایک تھپڑ خان کے منہ پر مارا۔ ہیزل آنکھیں غصے سے لال انگار ہوئیں، اسے تھپڑ زیادہ نہیں لگا تھا کہ اس کے چہرے پر رومال تھا دوسرا "افراح نے اسے زور سے نہیں مارا تھا" ابھی وہ اسے سبق سیکھا کر باہر نکلنے لگی تھی کہ خان نے اسے کلائی سے پکڑ کر کھینچا، وہ اپنے عبا یا سے لڑکھڑاتے ہوئے اس کے اوپر گرمی، نقاب کھل کر زمین بوس ہوا، وہ صوفے پر بیٹھا تھا، اب ہیزل آنکھوں میں غصہ نہیں تھا، وہ اس کے چہرے میں ہی کھوسا گیا تھا، پھر اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا وہ رو

رہی تھی، ہاں افراح خانزادہ رو رہی تھی، خان نے جھٹکے سے اسے دور کیا اور کھڑا ہوتا باہر نکلتا چلا گیا۔

نفرت ہے تم سے، تم بھی حیدر جیسے ہو، تم سب ایک جیسے ہو، آئی "ہیٹ یو، سب مر جاؤ"، اسکا پردہ توڑ دیا۔ وہ نامحرم تھا، کیسے اس نے اس کی حیا کا بھی خیال نہ رکھا۔ وہ اب کبھی اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

وہ اس رات تہجد میں اتنا روئی تھی کہ ہچکیاں بند گئی تھی۔ اور پھر ویسے ہی سجدے میں پڑے وہ سو گئی تھی۔

کمرہ عدالت میں خاموشی تھی، جہانزیب ملک چہرے پر اطمینان والی مسکراہٹ لئے کھڑے تھے۔ ایک طرف حیدر ملک، حیدر ملک کے

برابر میں امریش تھی، حیدر ملک کے پیچھے والی سیٹ میں رانا اور کہف بیٹھے تھے۔ مسز جہانزیب اور فاریہ خان گھر پر تھیں۔ جہانزیب ملک کا وکیل چالیس سال کا ایک شاطر انسان تھا، سر میں بال نہ ہونے کے برابر تھے۔ جیسے ہادی کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ کوئی کیس نہیں ہارا تو ان کے بارے میں بھی مشہور تھا کہ انہوں نے زیادہ تر کیسیز جیتیں ہیں۔ دوسری طرف کی لائین میں فاخر اور افراح ساتھ بیٹھے تھے۔ اور ان کے پیچھے کچھ دوست احباب موجود تھے۔

یوراونر میں سب سے پہلے فاخر کو کٹھرے میں بلانا چاہتا ہوں تاکہ ہم " شروع سے جان سکیں کہ ہوا کیا تھا"۔ ہادی نے احترام سے اجازت چاہی۔ حیدر اور جہانزیب ملک اب بھی مطمئن انداز میں بیٹھے تھے۔ فاخر کٹھرے میں آچکا تھا اور وہ ہادی کے کہنے پر فیروز خان پر حملے سے

لے کر موت تک کی ساری بات بتا چکا تھا۔ افراح کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

یوراو نریہ وہ رپورٹ ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فیروز خان کی " موت زہر سے واقع ہوئی نہ کہ ہارٹ اٹیک سے "، ہادی نے رپورٹس پیش کی، تبھی دوسرا وکیل کھڑا ہوا اور انہوں نے بھی ایک رپورٹ پیش کی جس کے مطابق فیروز خان کی موت ہارٹ اٹیک سے ہوئی تھی اور ان دونوں رپورٹ میں سے ایک رپورٹ ضرور فیک تھی۔

فاخر میں آپ سے کچھ سوال کروں گا جس کا جواب مجھے سہی سے " سوچ کر دینا۔ تو پہلا سوال ہے۔

جب فیروز خان پر حملہ ہوا تب جہانزیب ملک کہاں تھے "؟"



میری بہن کی منگنی تھی ہم سب اندر موجود تھے۔ بابا بھی ہمارے " ساتھ تھے، مگر اچانک وہ باہر گئے، اور جہانزیب ملک بابا کے باہر جانے سے پہلے سے غائب تھے۔ وہ منگنی ہونے تک وہاں تھے مگر اس کے بعد میں نے انہیں دوبارہ جب دیکھا تو ہاسپٹل میں دیکھا۔ اور ہاسپٹل سے بھی وہ جلدی جا چکے تھے، ہم فنکشن ختم ہونے بعد گھر جانے کے لئے نکل رہے تھے کہ بابا اور باقی سب کو باہر سے ہی لے لیں گے مگر تب ہی بابا زخمی حالت میں حیدر بھائی کے بازوؤں میں تھے۔ اور انہوں نے یہ ہی کہا تھا کہ بابا انہیں پارکنگ کے پاس زخمی ملے اور آس پاس انہوں نے کسی کو نہیں دیکھا "۔ فاخر کہہ کر خاموش ہو چکا تھا۔

فاخر آپ کو کیسے پتا چلا کہ جہانزیب ملک نے فیروز خان کو قتل کیا " ہے؟

مجھے اس وقت نہیں معلوم تھا، بابا کی میموری لاس ہو گئی تھی، جس " دن میری بہن کی شادی تھی اس دن انہیں سب یاد آیا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ جہانزیب ملک نے ان پر حملہ کیا۔ اور پھر اچانک ان کی طبیعت خراب ہوئی۔ تب انہیں ہارٹ اٹیک آیا تھا مگر وہ ٹھیک ہو گئے تھے صرف بے ہوش تھے ڈاکٹر نے خود کہا تھا، وہ خطرے سے باہر ہیں۔ میں جاگتا رہا تھا مگر کسی نے مجھے بے ہوش کرنے کے لیے کافی دی اس میں نیند کی دوائی تھی۔ اور پھر جب میں صبح اٹھا تھا بابا مر چکے تھے۔ جہانزیب ملک نے بابا کو اس رات زہر دے دیا تھا تاکہ وہ خود کو بچا سکیں "۔ فاخر نے نم آواز میں تفصیل بتائی۔

او کے اب تم جاسکتے ہو"، ہادی کہہ کر بیٹھ چکا تھا۔ حیدر کا وکیل کھڑا "ہو چکا تھا اب وہ اجازت مانگ رہا تھا فاخر سے سوالات کرنے کے، اجازت ملتے ہی وہ فاخر تک گیا۔

مسٹر فاخر آپ نے کہا کہ فیروز خان سب بھول چکے تھے تو پھر انہی "اچانک سب یاد کیسے آگیا"؟

آپ کو شاید کم سننے کی بیماری ہے میں نے کہا نہ ان کی طبیعت خراب ہو گئی تھی وہ بے ہوش ہو گئے تھے اور پھر انہیں سب یاد آگیا۔

اور ان کی طبیعت کیوں خراب ہوئی تھی "؟"

فاخر نے غصے سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔ "میری بہن کا نکاح تھا جو حیدر بھائی نے بہت ضد پر رکھوایا تھا۔ اور نکاح والے دن وہ خود بھاگ گئے تھے۔ اس لئے بابا کی طبیعت خراب ہوئی تھی۔"

نکاح چھوڑ کر تو افراح خانزادہ بھی بھاگ گئی تھیں، کیا یہ سچ نہیں؟"

نہیں یہ جھوٹ ہے، میری بہن بھاگی نہیں تھی اسے میں نے خود سوات بھیجا تھا۔ اور تو میری بہن کے حوالے سے پوچھنے سے بہتر ہے قتل کے حوالے سے پوچھ، "وہ ساری تمیز بالائے طاق رکھتے دھاڑا تھا۔

آرڈر آرڈر۔۔۔ خاموشی اختیار کریں، "جج صاحب کی آواز گونجی۔"

اور کیا یہ سچ نہیں کہ افراح خانزادہ سوات نہیں پہنچی تھی "؟ انہیں کسی " بے عزتی کا احساس ہی نہیں ہوا تھا وہ اب بھی افراح کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ کہف کی سیاہ آنکھیں وحشت پڑکار ہی تھیں۔ حیدر نے غصے سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

وہ کچھ نہیں بولا تھا وہ آگے بڑھا تھا اس وکیل کے بچے کچے بال بھی اکھاڑنے کے لئے، مگر ہادی کی نظروں نے اسے روک لیا۔

ہاں اسے کسی گھٹیا انسان نے غلط فہمی میں کڈنیپ کر لیا تھا مگر پھر وہ " سوات پہنچ گئی تھی "۔ وہ ضبط سے بول رہا تھا۔

یوراو نراسکا صاف مطلب یہی ہے کہ کوئی ایسا انسان ہے جس نے " فیروز خان پر حملہ کیا، پھر افراح خان کو کڈنیپ کیا۔ کیونکہ جتنے بھی



حادثے ہوئے وہ افراح خان کے فنکشن میں ہوئے۔ کیا پتا وہ یہ شادی نہ ہونے دینا چاہتا ہو اس لئے اس نے فیروز خان کو مارا ہو اور پھر نکاح والے دن بھی اسی نے کڈنیپ کیا ہو، اور رہی بات فیروز خان کی تو وہ سب بھول چکے تھے ان کا دماغ ٹھیک کام نہیں کرتا تھا اس لئے انہوں نے غلط نام لے لیا ہو۔ کیونکہ جہانزیب ملک اور فیروز خان تو دوست بھی تھے اور وہ ایک ہاسپٹل میں کام کرتے تھے۔ وہ وکیل بلند آواز میں سارا کیس سولو کر گیا تھا۔

ٹکلو وانکل آپ کا ہو گیا ہے تو بیٹھ جائیں اور بھی لوگ ہے جنہیں بلانا "باقی ہے۔ آپ کی کہانی ہم بعد میں سنیں گے۔" ہادی نے اتنی معصومیت سے کہا تھا کہ کمرہ عدالت قہقہے سے گونج اٹھا تھا۔ اس وکیل نے ہادی کو ایسے دیکھا تھا جیسے کچا چبا جائے گا۔ ہادی کھڑے ہوتے

جہانزیب ملک تک آیا تھا اور پھر اس نے بڑی معصومیت سے انہیں دیکھا اور معنی خیزی سے مسکرایا، جہانزیب ملک نے بے اختیار رومال سے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔

جہانزیب ملک آپ بتانا چاہے گے کہ آپ فیروز خان کے حملے کے "وقت کہاں تھے"؟

میں وہیں فنکشن میں موجود تھا۔ جہانزیب ملک نے لفظوں کو بہت "سوچ کر ادا کیا تھا۔

یوراو نریہ وہ سی سی ٹی وی فوٹیج ہے جہاں فنکشن منعقد ہوا اور یہاں "سب موجود ہیں سوائے دولوگوں کے، ایک جہانزیب ملک اور دوسرا

رانا"، ہادی نے مسکراتے ہوئے حیدر کے سر پر بم پھوڑا تھا۔ جہانزیب ملک لڑکھڑا گئے تھے۔

حیدر نے صرف وہاں کی فوٹیج ڈلیٹ کروائی تھی جہاں حادثہ ہوا تھا۔ یہ فنکشن والی فوٹیج خان نے ہادی کو لا کر دی تھی۔

اب بتائیں، کہ آپ کہاں موجود تھے کہ انسانوں کے ساتھ ساتھ آپ "کو کیمرہ بھی نہ دیکھ سکا"؟

ہادی نے حیرانگی کے عالم میں پوچھا۔ جہانزیب ملک کچھ بول ہی نہیں سکے تھے۔

ہو جاتے ہیں invisible یا پھر آپ میں ایسی پاورز ہیں کہ آپ "  
ایسی پاورز تو اب سپر مین کے پاس بھی نہیں؟" وہ قہقہہ لگاتے  
جہاں زیب ملک کا خون خشک کر رہا تھا۔

میں واشروم میں تھا۔" جہاں زیب ملک ہر بڑا ہٹ میں غلط بول گئے "  
تھے۔

کیا آپ نے دو گھنٹے واشروم میں گزارے، آپ ایسا کیا خاص کر رہے "  
تھے وہاں؟" اس کے معصومیت سے پوچھنے پر ہال پھر سے قہقہے سے  
گوںج اٹھا۔

جسٹ شٹ اپ"، وہ چیخے تھے،"

آپ اس طرح ملزم کو پریشان نہیں کر سکتے، آئی آبجیکٹ پوراؤنر"،  
انکا وکیل فوراً گھڑا ہوا تھا۔

"آب جیکشن اور رول"

ایڈوکیٹ ہادی شاہ آپ سوالات جاری رکھیں۔ "جج کے کہنے پر وہ"  
وکیل دوبارہ بیٹھ چکا تھا۔

مین، اوہ سوری میرا مطلب جہانزیب invisible ہاں تو"  
صاحب یہ بتائیں، جب حادثہ پیش آیا تو آپ ہاسپٹل سب کے ساتھ  
کیوں نہیں پہنچے؟ مانا کہ کوئی آپ کو دیکھ نہیں سکا نہ کیمرہ اور نہ انسان،



مگر آپ سب کے ساتھ ہاسپٹل تو جاسکتے تھے؟ ہادی کی بات پر وہ اور کنفیوز ہو گئے تھے۔

ہمارے گھر کا فنکشن تھا، میں وہاں کے سارے کام دیکھ رہا تھا اس لئے "میں لیٹ پہنچا تھا"۔ وہ اٹک اٹک کر کہہ رہے تھے صاف پتا چل رہا تھا وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی آپ کو وہاں دیکھ نہیں سکا کیونکہ آپ "واٹر روم میں تھے، آپ ہاسپٹل لیٹ پہنچے کیونکہ آپ بہت کام والے انسان ہے اور کسی کی جان سے بڑھ کر آپ کے لئے کام ہے، اور آپ تو کافی پیسے والے ہیں پھر آپ کو کوئی کام دیکھنے کی بھلا کیا ضرورت پیش آئی؟ وہ روانی سے کہتا ان کی حالت مزید خراب کر گیا۔ وہ جہاں زیب

ملک کو چھوڑتے اب رانا کی طرف آیا "یوراوہر میں رانا ملک کو کٹھہرے میں بلانا چاہوں گا اور ان سے کچھ سوالات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں؟

اجازت ہے۔" وہ اجازت ملتے ہی رانا کی طرف بڑھا جو شکل سے ہی "غمگیں نظر آ رہا تھا۔

رانا ملک آپ حادثے کے وقت کہاں موجود تھے؟"

میں گھر جا چکا تھا۔ میری بیٹی کی طبیعت خراب ہو گئی تھی اسی لیے میں "تھوڑی دیر رکنے کے بعد جا چکا تھا" رانا مطمئن سا بولا تھا۔ وہ ایسے منافق لوگ تھے کہ پاک کتاب پر ہاتھ رکھ کر بھی جھوٹ بولتے تھے۔

آپ جب گھر پہنچے تو کیا وقت ہو رہا تھا؟"

تین بج رہے تھے، وہ جلد بازی میں سہی ٹائم بول گئے تھے۔"

آپ جب گھر کے لئے نکل رہے تھے تب کیا وقت ہو رہا تھا؟"

مجھے ٹھیک سے یاد نہیں، اس بار وہ ذرا سمجھل کر بولے تھے۔"

جب منگنی کی رسم ہوئی آپ نے وہ اسٹینڈ کی تھی؟"

ہاں میں تب وہیں تھا، پھر اس کے بعد ہی میں وہاں سے نکل گیا تھا۔"

انہوں نے وہ جلدی کا وقت ہی بول دیتا کہ دور دور تک ان کے اوپر کچھ نہ آئے۔

اور منگنی کی رسم بارہ بجے ختم ہوئی، آپ بارہ بجے گھر کے لئے نکلے اور "تین بجے پہنچے، ہاؤپا سیبل، حالانکہ آپ کے گھر تک پہنچنے کا راستہ صرف ایک گھنٹے کا ہے تو آپ نے دو گھنٹے کہاں گزارے؟"

میں نے کہا نہ مجھے وقت یاد نہیں، میری بیٹی بیمار تھی، میں اس وقت "پریشان تھا، مجھے علم نہیں کیا ٹائم ہو رہا تھا اس وقت، میں یہاں سے بارہ بجے نکلا تھا، اور گھر ایک بجے پہنچا ہو گا۔" انہوں نے اپنے نکلنے کا وقت

بلکل کم نہ کیا ورنہ وہ پھنس سکتے تھے۔ مگر وہ بھول گئے پھنس وہ اب بھی جائینگے۔

یو راو نر یہ سی سی ٹی وی فوٹیج رانا ملک کے گھر کی پارکنگ کی ہے، اور "تب صاف دیکھا جاسکتا ہے کہ رانا ملک تین بجے گھر پہنچے تھے۔ اور حادثہ دو بجے پیش آیا ہے۔" حیدر نے غصے سے رانا ملک کو گھورا تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ ہادی کے ٹکڑے کر دیتا۔

میں نے اسے نہیں مارا، میری اس سے کوئی دشمنی نہیں تھی، "رانا چیخا" تھا وہ پہلے ہی ڈپریسڈ تھا اور اب قتل کا الزام اس پر آ رہا تھا۔ حیدر اپنے باپ کو بچا سکتا تھا اسے کبھی نہیں بچاتا۔ وہ پانی بیٹی کھو چکا تھا اب پنا بدلہ لئے بغیر مرنا نہیں چاہتا تھا۔



رانا ملک تم نے مارا ہے فیروز خان کو، اور کیوں مارا یہ تم خود عدالت کو"  
بتاؤ گے"، ہادی نے اسے کنفیوز کرنے کے لئے اپنی بات پر زور دیا۔

نہیں فیروز خان کو میں نے راڈ سے نہیں مارا تھا اس کی لڑائی جہانزیب"  
ملک سے ہوئی تھی مجھ سے نہیں، میرا اس سب سے کوئی تعلق نہیں"،  
وہ خود کو بچانے کے لئے جلد بازی میں سچ بول گیا تھا۔ اور اب اسے  
احساس ہو رہا تھا کہ وہ غلط کر گیا ہے۔

کیسی لڑائی؟" ہادی کی آواز سے وہ ہوش میں آیا"  
میں نہیں جانتا، میں وہاں سے جا چکا تھا مجھے کچھ نہیں معلوم"، وہ کہتا"  
کہتا لڑکھڑا کر بے ہوش ہو گیا۔ حیدر نے شکر ادا کیا اسکے ٹلنے پر، جبکہ

ہادی کو سخت غصہ آیا تھا۔ تھوڑی دیر اور ہوش میں رہ جاتا تو کیا جاتا۔  
ہادی کا تو کچھ نہیں جاتا۔ رانا کی ضرور جان جاتی وہ بھی ایلغا کے  
ہاتھوں۔۔۔۔۔

میں افراح خانزادہ کو کٹہرے میں بلانے کی اجازت چاہوں گا؟" ہادی"  
کے بیٹھنے پر دوسرا وکیل کھڑا ہوا تھا۔ ہادی نے افراح کو آنکھوں سے ہی  
حوصلہ دیا تھا

افراح خانزادہ، کیسی ہیں آپ؟" انہوں نے مسکرا کر پوچھا۔"

میں مسز ہابیل خانزادہ ہوں چپڑ گنجوانگل، اور میں کیسی ہوں یہ آپ کو"  
تھوڑی دیر میں پتا چل جائے گا۔" افراح کی بات پر سب نے اپنی ہنسی

دبائی تھی۔ کہف سر نیچے کئے کھل کر مسکرایا تھا۔ وہ اور ہادی ایک جیسے تھے۔ آج وہ مان گیا تھا۔

مسز ہابیل کیا یہ سچ نہیں ہے کہ پہلے آپ پردہ نہیں کرتی تھیں اور " بہت مار ڈن تھیں "؟

اس سوال کا کیس سے کیا تعلق ہے "؟ وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔ " وائٹ عبایا اور نقاب میں وہ کوئی پاکیزہ حور معلوم ہو رہی تھی۔

تعلق ہے مسز ہابیل، آپ جواب دیں کیا آپ پہلے ماڈرن نہیں " تھیں "؟

ہاں میں پردہ نہیں کرتی تھی۔ اور رہی بات ماڈرن ہونے کی تو وہ میں "اب بھی ہوں۔ ماڈرن وہ ہوتا ہے جو علم رکھتا ہو صحیح غلط کی، باکردار ہو، غلط بات پر منہ توڑنا جانتا ہو، اللہ کے لئے خود کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہو۔ مگر آپ کے مطابق ماڈرن وہ ہے جو بے حیا ہو، غلط صحیح کی تمیز نہ جانتا ہو اور فیشن ایبل ہو، اور ایسی لڑکی میں کبھی نہیں تھی"۔ وہ سختی سے باور کروا گئی تھی۔

کیا یہ سچ نہیں کہ یونی میں زیادہ تر لڑکے آپ کو پسند کرتے تھے۔ جن "میں سے بہت کو آپ نے مارا بھی ہے"؟

ظاہر ہے میں آپ کی طرح چپڑ گنجوں نہیں تھی تو سب مجھے پسند کریں"  
گے ہی، مجھے لڑکے نہیں مجھے سب پسند کرتے تھے، اور میں نے صرف  
لڑکوں کو نہیں لڑکیوں کو بھی مارا ہے،  
بائے داوے، میں گنجے لوگوں کو بھی مارنا جانتی ہوں"، وہ کل سے بہت  
غصے میں تھی۔

جس نے آپ کو کڈنیپ کیا تھا کیا وہ یونی کا لڑکا نہیں تھا؟" وہ بول رہی"  
تھی کہ انہوں نے سوال پوچھ لیا۔

نہیں وہ کوئی حبشی تھا، میں اسے نہیں جانتی تھی۔ وہ ایک غلط فہمی تھی"  
، میں وہاں سے نکل آئی تھی اور اپنے گھر چلی گئی تھی۔"



غلط فہمی میں آپ نے وہاں دو دن اور ایک رات گزار دیئے "؟ ان کا"  
پوچھنا تھا کہ ہادی کھڑا ہوتا چیخا تھا۔ "زبان سمجھال کر بات کر ورنہ یہی  
.... گاڑ دوں گا"

آرڈر آرڈر، ایڈوکیٹ ہادی شاہ اپنی سیٹ پر خاموشی سے بیٹھیں۔ "۔"  
جج کی آواز پر وہ غصے سے دیکھتا بیٹھ گیا تھا۔

یو راونر صاف ظاہر ہے وہ کوئی ایسا شخص تھا جو نہیں چاہتا تھا مسز ہابیل "  
کی منگنی ہو تبھی اس نے فیروز خان کو مارا، اور جب نکاح ہونے لگا تو اس  
نے مسز ہابیل کو کڈ نیپ کر لیا تاکہ شادی ٹوٹ جائے، مگر یہ بھی ممکن  
نہیں ہوا پھر جب شادی ہو گئی تو اس شخص نے فیروز خان کو مار دیا کیونکہ  
فیروز خان نے شادی کروائی تھی۔ سو سمپل، ایسا بہت سے کیس میں ہو  
چکا ہے، اور اب مجرم کو ڈھونڈنا پولیس کا کام ہے۔ میرے ساتھ

جہانزیب ملک بے قصور ہیں۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ آپ ان پر لگے بے بنیاد الزام سے انہیں رہا کرے۔" وہ ایک بار پھر ساری کہانی سنا گئے تھے جو سچ بھی معلوم ہو رہی تھی۔ اور پھر تھوڑے دیر بعد کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا تھا انہیں دس دن بعد کی تاریخ ملی تھی۔ جہانزیب ملک کو رہا نہیں کیا گیا تھا کیونکہ وہ رانا کے بیان کی وجہ سے شک کے دائرے میں تھے۔



آج پانچ دن گزر چکے تھے وہ اس دن کے بعد سے ہادی کے آفس نہیں گئی تھی۔ وہ ان ہیزل آنکھوں کو کبھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ آج شام وہ یونی سے لوٹی تھی۔ جب حیدر کو اپنے انتظار میں لاونچ میں بیٹھے پایا۔

پرنس کہاں تھی تم؟" وہ اس کے لیٹ آنے پر پوچھ رہا تھا۔ ان کی ملاقات روز ہی ہو جاتی تھی۔ وہ کبھی جواب دیتی کبھی غصے کا اظہار کرتی اور آگے بڑھ جاتی۔ حیدر کا اسے دیکھے بغیر گزارہ نہیں تھا۔

آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتی، اپنے کام سے کام رکھیں آپ، "وہ" سختی سے کہہ گئی۔

پرنس کیا سب کچھ پہلے کی طرح نارمل نہیں ہو سکتا۔ سب بھول جاؤ اب بھی وقت ہے کیس واپس لے لو، ہم سب خوش رہے گے۔ ڈیڈ اور مومی بھی تمہیں کچھ نہیں کہے گے۔ میں تمہیں بہت چاہتا ہوں، مجھ سے اس طرح بات مت کرو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ حیدر نے شکستہ لہجے میں کہا تھا۔ وہ واقع سب نارمل کرنا چاہتا تھا۔

ہاں سب کچھ نارمل ہو سکتا تھا اگر آپ کا باپ قاتل نہ ہوتا، میں یتیم نہ ہوتی، اور میں اب کبھی خوش نہیں رہنا چاہتی، مجھ سے آپ بابا اور ہانہیل دونوں کو چھین چکے، میری ماں بیمار رہتی ہے، میرے بھائی کیس کے پیچھے خوار ہو رہا ہے، میری بہن کو آپ نے قید کر رکھا ہے۔ آپ اپنے وکیل کے ذریعے مجھے سب کے سامنے رسوا کرواتے ہیں اور پھر آپ مجھ سے کہتے ہیں کہ سب بھول جاؤں، "وہ روتے ہوئے چیخی تھی۔

میں بتاؤ حیدر ملک آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے اگر آپ کو مجھ سے "محبت ہوتی تو میرے بابا کا قاتل اتنے پروٹوکول سے جیل میں نہ ہوتا۔ وہ وہاں جیل میں بھی عیش کر رہے ہیں۔ صرف اور صرف آپ کی وجہ سے، آپ کو اپنے ڈیڈ سے محبت ہے مجھ سے نہیں، اب میرے سامنے اپنی گھٹیا محبت کا اقرار مت کیجئے گا، نفرت ہے مجھے سب کی محبت سے، یہاں کوئی

کسی سے محبت نہیں کرتا، مجھ سے صرف میرا رب محبت کرتا ہے سمجھے آپ"، وہ چیخ کر بولی تھی اور پھر جانے لگی تھی۔

مجھے تم سے محبت ہے پر انس اگر محبت نہیں ہوتی تو آج تم کیس کے لئے کھڑی نہیں ہو سکتی تھی۔ میرے ڈیڈ جیل میں نہیں ہوتے۔ میں یہاں کھڑا نہیں ہوتا، اور امریش آج زندہ نہیں ہوتی۔ مجھے محبت ہے تبھی تم مجھ سے آج لڑ رہی ہو۔" وہ سہی کہہ رہا تھا اسے محبت تھی تبھی وہ ایسے سامنے کھڑی تھی ورنہ وہ آج اس کے محل میں قید ہوتی، وہ اسے زبردستی حاصل کرتا۔ اس کے لئے کچھ مشکل نہیں تھا۔ وہ حیدر کی بات پر لمحہ بھر کور کی تھی۔

آپ کو مجھ سے محبت ہوتی تو آپ میرے ساتھ کھڑے ہوتے نہ کہ "میرے بابا کے قاتل کے ساتھ، اور پھر آپ مجھے کہتے ہیں کہ آپ سے



اچھے سے بات کروں، میں اپنے بابا کے قاتل کے بیٹے سے صرف  
نفرت کر سکتی ہوں اور ہمیشہ نفرت ہی کروں گی۔ آپ کی محبت میری  
نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔" وہ کہتے ہی سیڑھیاں چڑھ گئی تھیں۔  
حیدر وہاں نم سنہری آنکھیں لئے تنہا کھڑا رہ گیا تھا۔ وہ ہمیشہ تنہا رہ جاتا تھا  
، وہ اسے تب سے چاہتا تھا جب اس نے ہوش بھی نہیں سمجھا لایا تھا۔ وہ  
اسکی پہلی پسند، پہلی محبت، پہلی چاہت، پہلی ضد، پہلا عشق تھی۔

اس کو غرور مان لیں یا پھر ادائے یار  
کہ گفتگو کے سارے سلیقے بدل گئے  
اور جس دن اسے بتایا وہ سب سے خاص ہے  
اس دن سے اس کے طور طریقے بدل گئے

وہ اوپر اپنے روم میں آئی اپنے سیاہ آنکھوں کو بے دردی سے رگڑا، عبایا اور نقاب اتارا۔ پھر ہادی کو کال کی۔

اسلام و علیکم ہادی بھائی، مجھے آپ کے دوست کا نمبر مل سکتا ہے؟" افریح نے نم آواز میں کہا تھا۔

کیا ہوا ہے بچے پریشان لگ رہی ہو، سب ٹھیک ہے "، ہادی کی " مصروف آواز گونجی تھی۔

جی سب ٹھیک ہے، مجھے ہیزل آنکھوں والے بلے کا نمبر چاہیے اس " سے ضروری بات کرنی ہے۔"

او کے میں سینڈ کرتا ہوں "، ہادی کے کہتے ہی وہ کال کاٹ گئی تھی۔"

کچھ منٹ میں نمبر اس کے سامنے تھا۔ اس نے فوراً نمبر سیو کیا تھا، ڈی پی پر اسکی ہیزل آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ اس نے چیٹ کھولی۔

تم جیل میں جہانزیب ملک کی خدمت کروا سکتے ہو؟ اور میسج سینڈ کر"

دیا۔ وہ اپنے کام کی بات کر رہی تھی۔ شاید وہ بہت فارغ تھا۔ فوراً ہی جواب آگیا تھا۔

"میں یہ کروا سکتا ہوں تبھی تو تم نے مجھے میسج کیا ہے"

میں تمہیں پیسے دوں گی کام کرنے کے، ان کا حال ایسا ہو جانا چاہیے"

کہ حیدر بھی انہیں پہچان نہ سکے "، وہ لکھ کر سینڈ کر چکی تھی۔

میں بغیر پیسوں کے کر دوں گا یہ کام، مگر تھپڑ کے لئے پہلے معذرت " کرو " فوراً میسج آیا تھا

معذرت تمہیں کرنی چاہیے "، اسے اپنا کام کروانا تھا ورنہ وہ کبھی اسے " منہ نہ لگاتی۔

میں نے کوئی غلط بات نہیں کی، بس ایک خواہش تھی جس پر تم نے " تھپڑ مار دیا کیا یہ غلط نہیں ہے

اسے احساس تھا کہ تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔ مگر تھپڑ کے بعد جو اس ہیزل گرین آنکھوں نے کیا وہ ہرگز قابل قبول نہیں تھا۔

اور جو تم نے مجھے گرایا، میرا پردہ توڑا وہ سہی تھا"، وہ غصے والے ایمو جی " کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔

میں بس روکنا چاہا رہا تھا، گری تم خود تھیں، اور رہی بات پردے کی تو " وہ میں کبھی نہیں توڑ سکتا، میں مر سکتا ہوں مگر تمہارے پردے پر حرف نہیں آنے دوں گا " مسز ہابیل خانزادہ تمہارا پردہ سلامت ہے اور سلامت رہے گا " وہ " سچ " بول گیا تھا۔

تم جھوٹے ہو ہیزل آنکھوں والے بلے " وہ لکھتے لکھتے رو دی تھی۔ "

رو کیوں رہی ہو "؟ وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا پھر کیسے جان گیا تھا۔ "



میں نہیں رورہی تم اپنی طرف سے مت بولو "وہ حیران ہوئی تھی اس"  
کے میسج پر۔۔۔

کوئی یاد آرہا ہے "؟"

بابا اور ہانٹیل چاہیے، کیا تم لا کر دے سکتے ہو، نہیں نہ، تو پھر مت پوچھو"  
، بلکہ مجھ سے بات بھی مت کرو "وہ اب بھی رورہی تھی۔

ایسا کیا ہے ہانٹیل میں، جو مجھ میں نہیں ہے؟"

وہ میرا ہے، تم میرے نہیں ہو "اور یہ وہ جواب تھا جو ہیزل آنکھوں"  
کو سرخ کر گیا تھا

" میں بھی تمہارا ہو سکتا ہوں اگر تم چاہو "

وہ کچھ نہیں بولی تھی موبائل آف کر کے رکھ  
دیا تھا۔ وہ اب کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اب طبیعت میں کوئی فرق تو لانے سے رہے»  
تو خفا ہے تو تجھے ہم بھی منانے سے رہے

تجھ کو جانا ہے تو جا، تجھ کو جانا ہے تو جا  
تیری خوشی، لیکن سن

» ہم تیری راہ تو دیکھیں گے مگر بلانے سے رہے

-----

اگلی صبح افراح خانزادہ یونی چلی گئی تھی، ہیزل آنکھوں والا لڑکا، جہانزیب ملک کی خدمت میں مصروف تھا، وہ ایک لیجنٹ تھا جیل سے کسی کو غائب کر کے عقل ٹھکانے لگانا اس کے لئے مشکل نہیں تھا۔ فاخر اور ہادی اگلے دن کوٹ میں ہونے والی پیشی کی تیاری میں مصروف تھے انہیں کسی بھی حال میں جتنا تھا۔ حیدر (ایلفا) نے آرمی اور اس ہیزل آنکھوں والے میجر سے بدلہ لینے کے لئے پبلک میں خود کش دھماکے کروادیئے تھے اتنا ہی نہیں وہ بہت سارے خوفیہ ایجنٹس کو موت کے گھاٹ اتارنے میں مصروف تھا، کیس کے حوالے سے وہ مطمئن تھا کہ اس نے وکیل بہت اچھا کیا تھا، اور جج کو اتنے پیسے کھلا چکا تھا کہ اب فیصلہ

اس کے حق میں ہونا تھا کیونکہ افراح خانزادہ کے پاس ثبوت تھے گواہ نہیں، اور جب گواہ نہیں ہوتے تو ہمارے مقدر بنتی ہے۔

میں آ جاؤ گی مگر پھر آپ اپنا وعدہ پورا کریں گے۔" وہ فون کان سے " لگائے بولی تھی۔

تم آؤ گی تو میں گواہی دوں گا، میں اپنی بات سے نہیں پھروں گا، تم کسی " کو بھی بتا کر نہیں آؤ گی۔ اور حیدر کو بالکل بھی نہیں " فون کے دوسرے طرف موجود انسان بولا تھا۔

میں حیدر سے کچھ نہیں کہوں گی، ابھی نہیں، میں شام چار بجے تک آؤں گی۔" - افراح نے جواب دیتے کال کاٹ دی، وہ ابھی یونی میں تھی۔ وہ یہاں سے گھر جاتی تھی مگر اب اسے

کہیں اور جانا تھا، وہ اپنے بابا کے انصاف کے لئے اتنا کر سکتی تھی۔ اس بندے کی گواہی اسے انصاف دلا سکتی تھی اور جہاں زیب ملک کو پھانسی، اور ویسے بھی وہ اتنی مضبوط تھی کہ کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا وہ لڑنا جانتی تھی۔ مگر پھر بھی اس نے اپنی سیفٹی کے لئے پاکٹ میں پسٹل رکھی تھی جو حیدر نے اسے اکیڈمی جوائن کرنے پر گفٹ کی تھی۔ اور یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا، (وہ لاکھ مضبوط اور کراٹے چیمپئن سہی، مگر وہ بھول رہی تھی وہ صنف نازک تھی)۔۔۔۔۔ اسے یونی میں رہتے پانچ بج گئے تھے، پھر وہ باہر نکلی تھی اور اس کے انتظار میں ایک گاڑی پہلے سے کھڑی تھی جہاں اسے پہنچنا تھا اس کا دل گھبرا رہا تھا مگر وہ ہمت کر کے



گاڑی کے بیک سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔ سفر شروع ہو چکا تھا۔ وہ آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی اور ایک گھنٹے بعد وہ گاڑی خوبصورت سے محل بہت خوبصورتی سے سیاہ محل لکھا تھا کے سامنے رکی تھی، جس کے باہر، کاش وہ جانتی ہوتی کہ اس محل کا نام بھی اس کی سیاہ آنکھوں کی وجہ سے سیاہ محل رکھا گیا اور وہ یہاں کی شہزادی ہے، کاش وہ جانتی ہوتی۔ وہ آہستگی سے الرٹ ہوتی گاڑی سے باہر نکلی، اسنے لائٹ پر پیل کلر کا عبایا اور نقاب پہن رکھا تھا۔ اس کے نازک ہاتھوں کی گرفت عبایا کے پاکٹ میں موجود اپنی پسٹل پر سخت ہوئی، پھر وہ اس محل کے اندر چلتی چلی گئی، وہ محل جتنا باہر سے شاندار تھا اس سے کہی زیادہ اندر سے۔۔۔۔۔ ایک چیز تھی جو اسے پہلی بار خوفزدہ کر گئی، اس محل کے علاوہ اس پاس کوئی گھر نہیں تھا بلکہ جنگل تھا اور اس وقت بھی جانوروں کی خونخوار آوازیں اسے سنائے دے رہی تھی۔ مگر وہ ہمت کر کے آگے بڑھی تھی

، اس کے بالکل سامنے وہ شخص بیٹھا تھا جس نے اسے فون کیا تھا، وہ بھی پر اعتمادی اور بنا کسی خوف کے سامنے والے سنگل صوفے پر بیٹھ گئی، تک اپنی پسٹل تھامی ہوئی تھی، کوئی بھی گڑبڑ ہوتی تو وہ اس نے اب شوٹ کرنے کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ آس پاس بلیک کپڑوں میں بیس کے قریب گارڈز کھڑے تھے۔ وہاں کوئی لڑکی نہیں تھی اس کے علاوہ مگر وہ ہمت سے بیٹھی تھی۔

تم جانتی ہو، تمہیں کڈنیپ کس نے کروایا تھا، چلو میں بتاتا ہوں، " میری بیٹی نے، وہ تمہیں مارنا چاہتی تھی، اور اب میں بھی یہی چاہتا ہوں، میری بیٹی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئی مگر میں آج کامیاب ہو جاؤ گا افراح خانزادہ۔۔۔ " رانا نے کہتے ہی قہقہہ لگایا تھا، وہ ہر گز نارمل نہیں لگ رہا تھا وہ کوئی نفسیاتی انسان معلوم ہو رہا تھا۔

میری، تمھاری بیٹی یا تم سے کوئی دشمنی نہیں، پھر وہ ایسا کیوں چاہتی " تھی اور تم ایسا کیوں چاہتے ہو "، وہ بغیر خوفزدہ ہوئے سختی سے پوچھ رہی تھی۔ افراح کے پوچھنے پر وہ اسے حقیقت سے آگاہ کر گیا تھا وہ چاہتا تھا کہ مرنے سے پہلے وہ سب جان جائے۔

جیا اور حیدر دوست ہیں وہ کبھی بھی جیا کو نہیں مار سکتے، آپ کو غلط " فہمی ہوئی ہے، میں نہیں جانتی تھی جیا سچ میں حیدر سے محبت کرتی ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی درمیان میں نہ آتی " وہ اتنی صاف دل تھی کہ خود کو درمیان میں آنے کا الزام دے گئی تھی۔ یہ بات برداشت سے باہر تھی کہ حیدر نے اس کے لئے جیا کو قتل کر دیا۔ اگر یہ سچ تھا تو حیدر سے گھٹیا انسان اس دنیا میں کوئی نہیں تھا۔

صرف تمھاری وجہ سے آج وہ زندہ نہیں، صرف تمھاری وجہ سے "حیدر نے اسے قبول نہیں کیا، صرف تمھاری وجہ سے میں نے اپنی اکلوتی بیٹی کو کھودیا، اس دنیا سے میرا واحد رشتہ ختم ہو گیا اور اب میں خود زندہ نہیں رہنا چاہتا، مگر مرنے سے پہلے حیدر کو تڑپتے دیکھنا چاہتا ہوں اور وہ تب تڑپے گا جب تم مرو گی، وہ اس دنیا میں اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ تمھیں چاہتا ہے، تم مر جاؤ گی تو وہ بھی مر جائے گا میرا بدلہ پورا ہو جائے گا، میں گواہی بھی اسی لئے دوں گا کیونکہ جہانزیب ملک بھی میرا صرف دشمن ہے اس نے مجھ سے غداری کی وہ دونوں باپ بیٹے مل کر مجھے جیل بھیجے گے تمھارے باپ کے قتل کیس میں، اس سے پہلے میں گواہی دے کر جہانزیب ملک کو برباد کر دوں گا، اور حیدر تو ویسے ہی برباد ہو جائے گا جب تم مر جاؤ گی " اگلے ہی پل وہ اٹھ اٹھا اپنے سامنے پڑا

شیشے کا ٹیبل اٹھا کر اسنے افراح کی طرف پھینکا تھا جو ٹوٹ کر بکھر گیا تھا، کچھ ٹکڑے آکر اسے لگے تھے مگر وہ جلد ہی کھڑی ہو کر دور ہو گئی تھی اس کے عبا یا کی وجہ سے وہ زخمی ہونے سے بچ گئی تھی، پردہ بہت سی چیزوں سے بچا لیتا ہے، شور کی آواز پر اس محل کے بیک سائیڈ سے فی میل فاسٹر آتی نظر آئیں، ان سب میں سمانتھا بھی تھی جو ایلفا کے لئے ہیکنگ کا کام کرتی تھی، ایلفا محل میں موجود نہیں تھا وہ یقیناً کسی لمبے کام کے لئے گیا تھا تبھی رانا اس کے محل میں اسکی شہزادی کے ساتھ ایسا سلوک کر رہا تھا۔ وہ عورتیں ایسی تھی جیسی فی میل ریسلر ہوتی ہیں۔ افراح خانزادہ لڑنا جانتی تھی مگر اتنی ساری سے وہ اکیلے نہیں لڑ سکتی تھی۔ وہ سب اس وقت رانا کے حکم کے غلام تھے۔ ایلفا کی غیر موجودگی میں وہ رانا کا حکم مانتے تھے۔



دیکھیں میرا اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے، اگر حیدر نے واقعہ جیا"  
کو مارا ہے تو میں آپ کے ساتھ ہوں حیدر سے اسکا حساب لیا جائے گا، وہ  
قتل نہیں کر سکتے وہ اتنے برے نہیں ہیں" افراح نے رانا کا پاگل پن کم  
کرنے کی کوشش کی

اسے لے جاؤ اور مار دو" رانا نے چیخ کر ان پہلوان نما عورتوں سے کہا،"  
افراح نے بے یقینی سے رانا کو دیکھا تھا وہ اب تک یقین نہیں کر پار ہی  
تھی کہ وہ اسے سچ میں مارنا چاہتا ہے۔  
وہ اپنی پسٹل نکال کر ابھی رانا کو شوٹ کرنے لگی تھی مگر ان لڑکیوں میں  
سے ایک نے زوردار لات اس کی کلائی پر ماری تھی، پسٹل دور جا کر گری  
تھی۔ اور باقیوں نے اسے ایسے دبوچا تھا جیسے شیر اپنے شکار کو دبوچتا ہے  
، پھر وہ اسے گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگی تھی۔

چھوڑو، چھوڑو مجھے، میں نے کچھ نہیں کیا اس کی بیٹی کو میں نے نہیں " مار امیری وجہ سے کوئی نہیں مرا ہے "، وہ چیخ کر کہہ رہی تھی مگر ان پانچ فائٹر کے آگے وہ نہیں جیت سکتی تھی، اور وہ کچھ دن پہلے کی بیماری کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی تھی۔ اگر وہ پہلے جیسی ہوتی تو ممکن تھا لڑ لیتی، مگر پھر بھی اس نے ایک دو کو دور دھکا دیا تھا۔ ان لوگوں نے اس کے حملہ کرنے پر اسے لا کر محل کی کال کو ٹھٹھری میں ڈالا تھا۔ اب وہ سب اسکا عبایا اور نقاب اتار کر پھینک رہی تھی، افراح نے چیخ کر ان سب کو خود سے دور دھکیلا تھا، اپنے ہاتھوں اور پیروں کا وہ زور و شور سے استعمال کر رہی تھی، وہ ان سے لڑنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ سخت تھیں، جیسے انسان نہیں پتھر ہو، وہ سب افریقن بھاری جسامت کی وحشی عورتیں تھیں۔

دیکھو تو کیا پٹاخہ ہے، مزائے گا اس کے ساتھ کھیلنے میں، پکڑو اسے،"

"ارے یہ تو ڈر رہی ہے

وہ سب معنی خیزی سے اس کی طرف بڑھی تھی، اب وہ اسے چھو رہی تھیں، افراح نے چیخ

کر ان کے ہاتھ خود سے دور جھٹکے تھے، وہ رونا شروع ہو چکی تھی، ابھی وہ عورتیں کوئی حد پار کرتیں اس سے پہلے ایک اور فائٹر اندر آئی تھیں۔ اور وہ سب پر چیخی تھی۔

اسے مارنا ہے، یہ سب کیوں کر رہی ہو اسکے ساتھ دور ہٹو "اس کے"

کہنے پر سب دور ہو گئیں تھیں۔ افراح زمین پر بیٹھنے کے انداز سے پڑی تھی، وہ سخت خوفزدہ ہو رہی تھی ان سب سے، اس کا عبا یا، دوپٹہ اور

نقاب زمین پر پڑے تھے، اور وہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس تھی۔ اس کے سیاہ بال جوڑے میں قید تھے۔

میرے ساتھ یہ سب مت کرو، ایک ایک کر کے آؤ میں تم سب سے "فائٹ کر سکتی ہوں، مگر کوئی بری حرکت کرنے کی سوچنا بھی مت" وہ گہرے سانس لیتی ان سب پر دھاڑی تھی۔ وہ ڈر گئی تھیں ایسی صورت حال سے کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا، اور وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں وہ بہت خوفزدہ ہو رہی تھیں۔ اس کی بات پر ان عورتوں نے قہقہہ لگایا تھا۔ وہ سب اب بھی اسے گہری نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ بعد میں آنے والی وہی عورت آگے بڑھی تھی اور اسے کوڑے مارنا شروع کر دیا تھا۔ وہ یہ نہیں دیکھ رہی تھی اسے کہاں لگ رہی ہے بس وہ مار رہی تھی۔ افراح خود کو بچانے کے لئے اس پر حملہ آور

ہوئی تھی، وہ اسے دھکادے گئی تھی، ابھی وہ اس پر کوئی حملہ کرتی مگر کمر میں پڑنے والا ہنٹرا سے شدید تکلیف سے دوچار کر گیا تھا۔ وہ لہرا کر زمین پر اوندھے منہ گری تھی۔ اس عورت نے ایک بار بھی ہاتھ نہیں روکا تھا وہ اسے ویسے ہی کمر پر لگاتا رہا رہی تھی اور اسے تب تک مارنا تھا جب تک وہ مرنا جاتی۔ وہ سیاہ آنکھوں والی شہزادی اسی محل میں سسکیوں سے رو رہی تھی، وہ ان وحشیوں سے نہیں جیت سکتی تھی، وہ دل میں اللہ کو مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ اب تو وہ اللہ کی بھی مانتی تھی، پھر کیوں ایسا ہو رہا تھا، کاش وہ جانتی ہوتی، مومنوں کے لئے آزمائشیں ہوتی ہیں، تکلیفیں برداشت کرنی ہوتی، اللہ کی محبت کے لئے خود کو قربان کرنا پڑتا ہے، ثابت قدم رہنا پڑتا ہے، جنت ایسے تو نہیں مل جاتی۔ وہ ناز و میں پلی تھی، اسے تو کوئی ڈانٹنا نہیں تھا کجا کہ مارنا، اس کے سفید کپڑے خون سے بھر گئے تھے۔ اور کمر کے پاس سے قمیض پھٹ چکی



تھی وہ بری طرح زخمی ہو گئی تھی۔ وہ روتے روتے بے ہوش ہو گئی تھی اور تکلیف سہنے کی ہمت نہیں تھی اس میں، اسے کوئی حرکت نہ کرتے دیکھ اس ظالم عورت نے اپنا ہاتھ روکا تھا، پھر وہ سب کو لیتی باہر نکل گئی تھی۔ اسے یہی لگا تھا وہ مر گئی ہے۔

اس کال کو ٹھٹری کے باہر محل کے بیک سائیڈ وہ ہیزل آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں، وہ کہف کے حلیے میں ایلفا کے ساتھ تھا مگر افراح خانزادہ کی لوکیشن اور سسکیاں سن کر وہ وہاں سے بھاگ آیا تھا، اس کے سامنے کھڑی سمانتھا معافی مانگ رہی تھی۔

سر میں نے انہیں روکنا چاہا تھا مگر وہ میری بات نہیں سن رہی تھی۔ "اب وہ سب جا چکی ہیں میں آپ کو میم تک لے جاسکتی ہوں"، وہ کام

یہاں ایفا کے لئے کرتی تھی، مگر وہ آرمی کی لمبیچٹ تھی، ہیزل آنکھوں والے میجر کی جو نیئر تھی۔ ایفا اب تک واپس نہیں لوٹا تھا اور اسے خبر بھی نہیں تھی کوئی، وہ آرمی والوں کو مارنے کے منصوبے میں اتنا مصروف تھا کہ ہر چیز سے بے گانہ ہو گیا تھا۔ رانا وہاں سے کب کا واپس جا چکا تھا۔ ہیزل آنکھوں والے میجر نے سمانتھا کے پیچھے قدم بڑھائے۔ وہ کال کو ٹھٹری کے باہر کے تھے۔

تم یہیں رکواندر کسی کو آنے مت دینا، جو بھی یہاں آس پاس ہے " انہیں تم ٹھکانے لگاؤ، میں اسے لے کر آتا ہوں " ہیزل آنکھوں میں تکلیف اور غصہ بھرا تھا۔

سر مگر ان کی حالت ٹھیک نہیں، پہلے میں انہیں۔۔۔۔۔ "ابھی وہ بول"

رہی تھی کہ خان نے ٹوکا

شٹ اپ۔۔۔۔۔ "وہ کہتے ہی اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ سمانتھانے"

حیرت اور شرم سے نظریں جھکائی۔ وہ اس کے پردے کو لے کر اتنا پوزیسیو

تھا کہ خود کے علاوہ کسی عورت کو بھی اسے بغیر پردے کے دیکھنے نہ

دے۔

اسے اتنی زخمی حالت میں دیکھتے ہی زل آنکھوں سے آنسو ٹپکا تھا۔ پھر وہ

اسے سیدھا کرتے کسی متاع جان کی طرح خود میں چھپا گیا تھا۔ وہ رو رہا

تھا، اتنی تکلیف اسے آج تک محسوس نہیں ہوئی جتنی آج ہو رہی تھی۔

جان سے مار دوں گا سب کو جس نے تمہیں تکلیف دی، انفاب " بس تم صرف میرے پاس رہو گی، حیدر ملک تمہیں عبرت کا نشان بناؤ گا " وہ اس سے ہلکی آواز میں کہتے ہی جلدی سے اسے عبایا پہنانے لگا، پھر اسکا ماتھا چوما، پھر اسکا نقاب لگا کر اسے نرمی سے اپنے بازوؤں میں اٹھاتے باہر کی طرف بڑھا۔ سمانتھا اسکا راستہ صاف کر چکی تھی، وہ چلتے باہر آگیا تھا۔ سمانتھا اس کے سامنے گاڑی کے پاس کھڑی تھی۔

وہاں جتنی عورتیں موجود تھیں ان سب کو پکڑو، اور ریمانڈ دو، وہ " سب موت مانگے مگر موت نصیب نہ ہو، " لیفٹیننٹ سارا " وہ سب مجھے آزاد نہیں چاہیے، ان کی چیخیں سارے آرمی ٹارچر سیل میں سنائی دینی چاہیے " وہ اسے حکم دیتا گاڑی میں بیٹھا تھا۔

راجر سر "وہ کہتی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔ خان افراح کو لئے اپنے" گھر آیا تھا۔ یہ اسکا اپنا گھر تھا۔ یہ ہانیل خانزادہ کا گھر تھا، رات کے بارہ بجے کے قریب وہ گھر پر اس کے بستر پر لیٹی تھی۔ وہ اب بھی بے ہوش تھی۔ وہ خود بہت احتیاط اور نرمی سے اسکا زخم صاف کر چکا تھا، اسکی پیٹی کر چکا تھا اب وہ بہتر حالت میں تھی۔ وہ خود اس کے برابر میں بیٹھا تھا، ہیزل آنکھیں اسے تک رہی تھیں، اور اس کے ہاتھ سیاہ بالوں کو سہلا رہے تھے۔ چہرے پر کوئی رومال نہیں تھا۔ اسکا موبائل بجا تھا اس نے پس کرتے کان سے لگایا۔

ہانیل بھائی افراح کہاں ہے، وہ گھر نہیں آئی ہے، میں اور ہادی بھائی " ابھی آئے ہیں گھر اور وہ یہاں موجود نہیں ہے " فاخر کی پریشان کن آواز آئی تھی، کل انکا کیس تھا اس لئے وہ دونوں دیر تک کام کرتے



رہے تھے آفس میں، افراح نے اسے میسج کیا تھا کہ وہ گھر ہے مگر اب جب وہ گھر آیا تو وہ گھر پر نہیں تھی۔ افراح نے اسے غلط میسج کیا تھا۔ فاخر جانتا تھا کوئی اس کے بارے میں جانے نہ جانے ہابیل ضرور جانتا تھا۔

وہ میرے پاس ہے، اور میرے پاس رہے گی "ہابیل نے سرد لہجے" میں کہا تھا اس کا غصہ اب بھی قائم تھا، "وہ ہابیل خانزادہ تھا" یہ بات افراح کے علاوہ سب جانتے تھے۔ یہاں تک کہ ہادی بھی جانتا تھا وہ اسے نکاح والے دن سے پہچانتا تھا۔ وہ آج وہیں موجود تھیں جہاں نکاح کے بعد وہ ہابیل کے ساتھ موجود تھی وہ ہابیل کا خوبصورت گھر تھا۔

مگر حیدر بھائی کو پتا چلا تو وہ برا کریں گے وہ ایسا نہیں کرنے دیں گے"  
انہیں پتا چلا آپ زندہ ہیں تو وہ پھر کچھ برا کریں گے اور امریش آپ بھی  
توان کے پاس ہے" فاخر نے پریشانی سے کہا تھا۔

بھاڑ میں گیا حیدر، میری بیوی میرے پاس رہے گی، میں ان ظالموں"  
کے حوالے اسے نہیں کروں گا، تم سو جاؤ بے فکر رہو میں سب سمجھا  
لوں گا" ہابیل نے کہتے کال کٹ کی تھی۔ پھر وہ اپنی راپزل کی طرف  
متوجہ ہوا" آئی ایم سوری میں تمہیں ان ظالموں سے نہیں بچا سکا"، وہ  
اس کی بیوٹی بون پر لب رکھتے معافی مانگ رہا تھا۔" میں وعدہ کرتا ہوں  
ان سب کو ان کے انجام تک پہنچاؤں گا، تم بغیر بتائے کیسے جاسکتی ہو ان  
بھیڑیوں کے بیچ، آخر کیوں گئی وہاں، کسی کو تو بتایا ہوتا، آج یہ لاکٹ نہ  
ہوتا تو میں کیسے ڈھونڈتا تمہیں" وہ اس کے لاکٹ پر انگلی پھیر رہا تھا، جو

اس نے خود گفٹ کیا تھا اس لاکٹ میں ایک چیپ تھی جس سے وہ اسے  
 ٹریس کر سکتا تھا وہ جہاں جاتی ہا بیل کو خبر ہو جاتی تھی، وہ آج بھی وقت  
 پر پہنچ جاتا مگر وہ ایلفا کے بندوں سے لڑنے میں مصروف تھا جو آرمی  
 والوں پر حملہ کر چکے تھے۔ وہ وہاں کہف بن کر موجود تھا مگر وہ ایلفا  
 کے لئے نہیں آرمی کے لئے لڑ رہا تھا۔ ہیزل آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔  
 وہ اسکا واحد قیمتی رشتہ تھی اس دنیا میں وہ اسے نہیں کھو سکتا تھا۔ وہ اسے  
 اپنے سینے سے لگائے آنکھیں موند گیا تھا۔ وہ اسے ابھی کوئی حقیقت  
 بتانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ وہ جزباتی تھی وہ کوئی راز اپنے تک نہیں  
 رکھتی۔۔۔۔۔

آپی پلیز رات ہو رہی ہے، آپ صبح چلی جانا "لیلہ نے ایک بار پھر اسکا"  
 ہاتھ پکڑتے روکنا چاہا۔

دور رہو لیلہ، گھر پر کسی کو پتا نہیں چلنا چاہیے، تمہیں میری قسم ہے۔"

میں ایک گھنٹے تک آ جاؤ گی " صنم نے کہتے ہی اپنا موبائل اٹھایا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

کسی نا محرم سے ملنے آپ کیسے جاسکتی ہیں، آپ رات کے بارہ بج رہے ہیں، پلیز اس ٹائم نہ جائیں ورنہ میں ماما کو بتانے جا رہی ہوں " لیلہ نے پھر روکنے کی کوشش کی تھی۔ مگر صنم سنی ان سنی کئے اپنے گھر کی دہلیز پار کر گئی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اب کبھی اس حال میں واپس نہیں آسکے گی جس حال میں وہ جا رہی تھی۔ اب لیلہ بس اس کے جلدی آنے کی دعا کر سکتی تھی۔ اور کچھ نہیں، وہ گھر میں بتا کر اپنے ماں باپ کو

پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ویسے بھی صنم نے کہا تھا وہ جلدی آجائگی۔ اور اب وہ جاچکی تھی تو بتانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا۔

صنم وہاں پہنچ چکی تھی۔ وہ خان پیلس کے گارڈن میں کھڑی تھی اور فاخر کو کال کر رہی تھی مگر وہ نہیں اٹھا رہا تھا وہ ایک مہینہ سے اس سے قطع تعلق کئے ہوئے تھا، نہ کال اٹھاتا تھا نہ یونی جاتا تھا۔ تبھی آج وہ اس کے گھر آگئی تھی۔

فاخر میں آپ کے گھر کے لان میں کھڑی ہوں، نیچے آئیں مجھے بات " کرنی ہے " جب اس نے کال نہیں رسیو کی تو صنم نے میسج سینڈ کر دیا اور تقریباً دس منٹ بعد وہ غصے سے پاگل ہوتا اس کے سامنے کھڑا تھا۔



تم پاگل ہو گئی ہو یہاں کیوں آئی ہو، اسی وقت یہاں سے نکلو، جب " میں ایک بار کہہ چکا ہوں کوئی بات نہیں کرنی اور نہ مجھے کوئی دوستی رکھنی ہے پھر کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہو " وہ ہلکی مگر سخت آواز میں بولا تھا وہ کوئی تماشہ نہیں چاہتا تھا اپنے گھر میں،،،

میں آپ سے محبت کرتی ہوں، پلیز میرے ساتھ ایسے مت کریں، " میں سچ میں آپ کو چاہتی ہوں، مجھ سے شادی کر لیں، فاخر میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی " وہ اچانک اس کے گلے لگتے اپنی محبت کا اظہار کرنے لگی تھی۔ فاخر نے جھٹکے سے اسے خود سے دور دھکیلا۔

تم کیسی لڑکی ہو صنم، رات کے اس وقت تم بغیر کسی رشتے کے میرے " گلے لگ رہی ہو، تم ایک بے شرم اور بد کردار لڑکی ہو، میرے گھر سے نکلو، میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا " وہ چیخا تھا۔

فاخر میں تم سے محبت کرتی ہوں " وہ اب اپنے ناظر آنے والے آنسو " صاف کرتے بولی تھی۔ اتنی رات کے وقت بھی وہ اچھا خاصہ میک اپ کر کے آئی تھی۔ اسے اپنی عزت کا کوئی خیال نہیں تھا وہ کسی بھی طرح فاخر کو حاصل کرنا چاہتی تھی۔

لعنت بھیجتا ہوں تمہاری گھٹیا محبت پر، تم نے سوچا بھی کیسے میں تم " جیسی لڑکی سے شادی کروں گا، میں ایسی لڑکی سے کبھی شادی نہیں کروں گا جو پردہ نہ کرتی ہو، رات کے وقت نا محرم سے ملنے جاتی ہو، اور

بغیر کسی رشتے کے ہر حد پار کرتی ہو، میرے گھر سے نکلو ورنہ میں دھکے مار کر نکالوں گا" وہ اب اسے بازوؤں سے پکڑتا باہر کی طرف لے جا رہا تھا۔

فاخر میں سچ میں تمہیں چاہتی ہوں، میں خود کشی کر لوں گی اگر تم "میرے نہ ہوئے" وہ اب اپنا آخری حربہ آزما رہی تھی۔

شوق سے کرو، میری طرف سے جہنم میں جاؤ "وہ اسے وہیں چھوڑتے" خود اپنے روم میں آگیا، وہ لڑکی جائے نہ جائے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ کبھی اس سے محبت نہیں کرتا تھا۔ اور نہ اس نے ایسا کچھ صنم سے کبھی کہا تھا۔

صنم برابر والے لان سے آتی آواز پر اس طرف بڑھی تھی۔ وہ جانتی تھی یہ حیدر ملک ہے افراح کا کزن، مگر اس کے ساتھ ایک اور شخص تھا وہ کوئی بات کر رہے تھے۔ وہ چھپ کر ان کی باتیں سننے لگی تھی۔ یہ اسکی عادت تھی۔

ایلفاسر وہ سب تو مر گئے، ہم نے اچھا خاصہ کنٹرول کر لیا تھا، مگر کہف "جلدی چلا گیا، میں نے اسے روکا بھی مگر وہ چلا گیا" شبلی حیدر سے کہہ رہا تھا۔

کہف کو میں کل دیکھ لوں گا، وکیل کو سب سمجھا دینا، ڈیڈ پر کوئی کیس "نہ آئے اور وہ باعزت بری ہو جائیں اور رانا جیل جائے گا بلکہ اسے پھانسی کی سزا دلوانا کیونکہ وہ اب میرے کسی کام کا نہیں، کل یہی فیصلہ ہونا

چاہیے، کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ زہر میں نے دیا تھا، میں چاہتا ہوں کل لازمی فیصلہ ہو جائے اس کے بعد پرسنس میری ہو جائیگی "حیدر نے کہتے ہی اندر جانا چاہا کیونکہ اسے اپنی پرسنس کو دیکھنا تھا آج وہ سارا دن اسے دیکھ نہیں سکا تھا۔ وہ روز اس سے ملتا تھا۔ پردے میں ہی سہی مگر اسے دیکھنا حیدر ملک پر لازم تھا۔ ابھی وہ پلٹا تھا کہ اپنے پیچھے اسے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی۔ صنم جو ایک پودے کے پیچھے چھپ کر کھڑی تھی، وہ حیدر کی بات پر کانپ رہی تھی۔ اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ افراح کے بابا کو حیدر نے زہر دیا۔ وہ یہ بات فاخر کو بتا کر اسے زبردستی شادی کے لئے راضی کر سکتی تھی اور فاخر ضرور اس سے شادی کرتا۔ وہ یہی سوچ رہی تھی جب اس کے بالکل سامنے حیدر ملک آکھڑا ہوا، صنم نے اسے دیکھتے ہی بھاگنے کے لئے اپنے قدم بڑھائے۔



مگر حیدر اسے گردن سے پکڑے دیوار سے لگا گیا تھا۔ سنہری آنکھوں  
میں خون اتر آیا تھا۔

کیا سنا تم نے "وہ جانتا تھا یہ لڑکی افراح کی دوست ہے، وہ اسے کبھی نہ  
مارتا مگر اب وہ خطرہ بن گئی تھی اس کے لئے۔۔۔۔۔"

ک کچ کچ نہیں، چھ چھو چھوڑیں۔۔۔۔۔ "وہ بمشکل سانس لیتے بولی اسکا"  
سانس رک رہا تھا حیدر نے بہت وحشی اور سختی سے اسکی گردن دبوچی  
تھی۔

سر چھوڑ دیں مر جائیگی، ہم اسے سمجھا دیتے ہیں کسی کو نہیں بتائی گی۔"

تم چاہتے ہو میں اسے چھوڑ کر خود کو خطرے میں ڈالوں، پر نس مجھ سے شادی نہیں کرے گی اگر اسے یہ بات پتا چلی میں یہ رسک نہیں لے سکتا" اور پھر اسنے کہتے صنم کی گردن پر گرفت اور سخت کردی تھی۔ وہ تڑپتے تڑپتے اپنی سانسیں ہار گئی تھی۔ روح پرواز کر گئی تھی۔ حیدر نے اسے چھوڑ دیا تھا وہ بے حس و حرکت زمین پر گرتی چلی گئی، آنکھیں ادھ کھلی رہ گئی تھیں۔ ساری سازشیں، خواہشیں، حسرتیں، چالاکیاں، لالچ، پیسوں کی حوس سب ادھورا رہ گیا تھا۔

اسے اپنی گاڑی سے ہٹ کرو، اور رپورٹ بناؤ کہ ایکسیڈنٹ میں موت ہو گئی، اپنی گاڑی جلا دینا، یہ سب ہینڈل کروں، صبح تک میں یہ معاملہ کلئیر چاہتا ہوں" قتل کرنا اس کے لئے کبھی مشکل نہیں رہا تھا، حیدر

ملک کہتے ہی اپنے روم کی طرف بڑھ گیا تھا بغیر افراح خانزادہ سے ملے، یہ زندگی کا پہلا دن تھا کہ وہ افراح کو نہ دیکھ سکا تھا، وہ اتنا بے سکون تھا کہ ابھی صرف آرام کرنا چاہتا تھا، سکون چاہتا تھا اور وہ سکون امریش کو تنگ کرنے سے ملنا تھا۔ وہ اپنی پرسنس سے صبح ملنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

وہ سیاہ آنکھوں والی شہزادی آہستگی سے اپنی سیاہ آنکھیں کھول رہی تھیں، وہ آنکھیں کھولے ویسے ہی چیت لیٹی رہی، پھر اسے وہ ساری ازیت یاد آنے لگی کمر میں ہونے والی تکلیف گواہ تھی کہ ایسا سچ میں ہوا ہے، اس نے اطراف میں نظریں دوڑائیں، وہ اپنے گھر نہیں، ہابیل خانزادہ کے گھر پر تھی، اسے گردن موڑ کر برابر میں بیٹھے ہیزل آنکھوں والے ہابیل خانزادہ کو دیکھا جواب بھی چہرے پر رومال باندھے ہوئے تھا اور اپنی ہیزل آنکھوں میں محبت لئے اسے دیکھ رہا تھا۔ رات کے تین بجے کا

وقت تھا وہ اپنی عادت کے مطابق تہجد کے وقت اٹھی تھی۔ یہ عادتیں بھی کبھی اچھی ہوتی اور کبھی بری جو کبھی نہیں چھوڑتی، اور اللہ کا شکر تھا یہ تہجد میں اٹھنے والی عادت اسکی اچھی تھی۔

وہ اچانک اٹھی تھی اور ہانپل کے گلے میں اپنے بازوؤں کو ڈالے اس کے گلے لگی پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔ وہ سخت تکلیف میں تھی۔ ہیزل آنکھیں حیران ہوئیں تھی وہ سوچ کر بیٹھا تھا کہ وہ اسے تھپڑ مارے گی مگر وہ تو اس سے آگئی تھی۔ اسکا دل زوروں سے دھڑکا تھا یہ لڑکی اسے پاگل کر رہی تھی۔ کافی دیر گزرنے کے بعد وہ الگ ہوئی تھی۔ اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔ اسکی کمر میں تکلیف تھی مگر پہلے سے بہت کم۔۔۔

تھینکس "افراح نے بہت آہستگی سے کہا تھا۔"

ہیزل آنکھوں کو غصہ آرہا تھا۔ مطلب اسے فرق نہیں پڑا تھا کہ وہ غیر محرم کے پاس ہے اور وہ اس کے گلے بھی لگی۔ ہابیل نے اسکا بازو پکڑتے قریب کیا تھا۔

تمہیں غصہ نہیں آرہا کہ تم میرے پاس میرے بیڈروم میں ہو، اور "بغیر پردے کے"؟ وہ اپنی اصل آواز میں پوچھ بیٹھا تھا۔ نہایت خوبصورت آواز، بھاری اور گھمبیر آواز، یہ ہابیل کی آواز تھی، اس کے شوہر کی آواز، اس کی اصل آواز، اس خان کی نہیں جو سردسا بولتا تھا۔

نہیں مجھے کیوں غصہ آئے گا، ہیزل آنکھوں والے بلے تم نے میری "جان بچائی ہے، میں تم سے شادی کرنے کے لئے بھی تیار ہوں، اور تمہارے سامنے پردہ بھی نہیں کروں گی" وہ معصومیت کے سارے



ریکارڈ توڑتی بولی تھی۔ اس کے چہرے سے ہر گز نہیں لگتا تھا کی وہ مزاق کر رہی ہے۔

تم ہانپیل کو دھوکہ دو گی، تم ایسے کیسے کر سکتی ہو، وہ تمہارا شوہر ہے ""  
ہیزل آنکھوں کو اس کی بے وفائی پر تکلیف ہوئی تھی۔

وہ تو مر گیا ہے، اور اگر زندہ بھی ہے تو مجھے فرق نہیں پڑتا وہ مجھے چھوڑ گیا ہے۔ اب میں بھی اپنی مرضی کروں گی، جیسے وہ اپنی مرضی کرتا ہے۔  
"افراح نے اب بھی معصومیت سے کہا تھا۔

ٹھیک ہے، "وہ غصے سے اٹھا تھا۔ اس کا دل ٹوٹا تھا۔ وہ کیسے ایسا کر سکتی ہے اس کے ساتھ، افراح نے اس کے اٹھنے پر اپنی ہنسی دبائی تھی۔ پھر آرام

سے اٹھ کر اسکے پیچھے جا کھڑی ہوئی اور اسے پیچھے سے ہگ کرتے آہستگی سے اسکے کان میں سرگوشی کی تھی۔

میں تمھاری محرم بہت پہلے بن چکی ہیزل آنکھوں والے بلے، میں "تمھارا ایمان بہت پہلے مکمل کر چکی ہانیل خانزادہ" وہ اس سے لگی نم آواز میں بولی تھی۔ ہانیل اپنی جگہ سن ہوا تھا وہ اسے پہچانتی تھی کب سے، کیسے، آخر وہ اسے کیسے پہچان گئی تھی۔ وہ ہل بھی نہ سکا، افراح اب اس کے سامنے آچکی تھی وہ اب اسکا رومال ہٹا رہی تھی۔ یہ وہی چہرہ تھا وہی ڈمپل، وہی برڈ، وہی آواز، وہی انداز، وہ اسکا تھا۔

اب تم سچ بولو گے مجھ سے یا اب بھی دھوکے میں رکھنا، یہ جوا تناڈ رامہ "کیا ہے، مجھ سے جھوٹ بولا، وجہ جانی ہے مجھے"، افراح نے غصے سے

پوچھا تھا۔ وہ غصے سے سرخ ہو گئی تھی۔ ہابیل نے گہری سانس لی، وہ اتنی جلدی نہیں چاہتا تھا کہ اسے پتا چلے۔۔۔۔۔

تم کب سے جانتی ہو مجھے "وہ اسے کمر سے پکڑے نرمی سے خود کے" ساتھ لگا گیا تھا۔

جب تم نے اپنا ٹھہر کی پن دکھایا تھا "وہ اب بھی غصے میں تھی۔ ہابیل" نے اس کی بات پر قہقہہ لگایا، اس کے ڈمپل کے ساتھ اس کی ہیزل آنکھیں بھی ساتھ مسکرا رہی تھیں۔

میں ٹھہر کی نہیں ہوں مسز ہابیل، تم خود گری تھیں، میں نے تو صرف "روکنا چاہا تھا" وہ اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا۔

تم جھوٹے ہو ہیزل آنکھوں والے بے، تمہارے وہ شہد رنگ بال " اور آنکھیں نقلی تھیں نہ، تمہاری ہیزل آنکھیں اصلی ہیں اور یہ والے بال اصلی ہیں " افراح نے سچ جاننا چاہا تھا۔

ہاں تم سچی ہو میری راپنزل، میں نے جان بوجھ کر گرایا تھا، میری وہ " آنکھیں اور بال نقلی تھے، اور باقی سارا میں اصلی ہوں اور صرف اپنی راپنزل کا ہوں " وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔ افراح نے اسکی بات سنتے اسے دھکا دیا اور کمرے سے باہر نکال دیا۔

اب تم ساری زندگی باہر رہو گے، اور ساری زندگی مجھے اپنی شکل نہ " دکھانا، آئی ہیٹ یو

وہ روتے ہوئے اسے کمرے سے باہر نکال چکی تھی۔ ہیزل آنکھیں  
 صدمے میں جا چکی تھیں ابھی وہ اس سے لگ کر رو رہی تھی اور اب  
 کمرے سے باہر کر دیا تھا۔

یار ایسا مت کرو راپنزل، میں اتنی رات کے وقت کہاں جاؤ گا، مجھے "  
 اکیلے ڈر لگے گا، اور اگر رات کے وقت کوئی چڑیل مجھ پر عاشق ہو گئی تو  
 تمہارا کیا ہو گا سوچو، پلیز دروازہ کھول دو، میری اچھی بیوی ہونا، میں  
 سب سچ بتاتا ہوں دروازہ کھول دو"، وہ باہر کھڑا اسے پکار رہا تھا۔۔۔

بھاڑ میں جاؤ ہانیل خانزادہ، اور اب آواز آئی تو گھر سے بھی باہر نکال "  
 دوں گی" وہ بھی بدلے میں دھمکی دے گئی تھی، اسے سخت غصہ اور  
 رونا آرہا تھا۔ وہ دروازے سے ٹیک لگائے وہیں بیٹھ گئی تھی اور ہانیل



بھی باہر اسی دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھ چکا تھا اب ان کے درمیان  
ایک دروازہ اٹھ اٹھ گیا۔

میرادل چاہ رہا ہے تمہیں تھپڑ ماروں "افراح نے روتے ہوئے کہا تھا"

تم دروازہ اٹھو لو، میں چاہت پوری کروں گا "وہ اپنی خوبصورت گھمبیر"  
آواز میں کہہ رہا تھا، اسکی آواز پر افراح کا دل دھڑکا تھا۔

ہاں تم تو چاہتے ہو میں گناہگار ہو جاؤ، شوہر کو مارنے سے گناہ ملتا ہے، تم "  
بہت گندے ہو اب بھی میرا نقصان سوچ رہے ہو "وہ معصومیت سے  
کہہ گئی۔

نہیں میں اللہ سے کہہ دوں گا، کہ میری بیوی کو گناہ نہ دیں، تم مجھے مار"  
لو، میں سچ میں تمہاری سزا خود پر لے لوں گا" وہ بہت محبت سے بولا تھا  
۔ اس کی بات پر وہ بلش کر گئی تھی۔ اگلے لمحے وہ دروازہ کھول گئی تھی اور  
اس کی گردن میں منہ چھپا کر دوبارہ رونا شروع ہو گئی تھی۔

تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے، بابا بھی چلے گئے تم تب بھی نہیں آئے "وہ"  
روتے ہوئے شکوہ کر رہی تھی۔

حیدر نے بہت برا مارا تھا میں زخمی تھا ہاسپٹل میں تھا، مجھے نہیں پتا تھا"  
چاچو کی ڈیٹھ ہو گئی ہے، مگر میں پھر بھی رات کو آیا تھا تم سو رہی تھی  
میں تمہیں پیار کر کے گیا تھا۔ تمہیں لگا تھا وہ خواب ہے مگر وہ سچ تھا، تم  
"جب بیمار تھی میں تب بھی آتا تھا مگر تمہیں وہ خواب لگتا تھا۔

جہاں زیب ملک نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا انہوں نے بہت زور سے مجھے مارا " تھا ہیزل آنکھوں والے بلے مجھے درد ہوا تھا " وہ اب بھی اس کی گردن میں منہ چھپائے ہوئے تھی۔

میں نے اسکا بہت برا حشر کیا ہے وہ چلنے کے بھی قابل نہیں، جتنی " تکلیف اسنے میری راپنزل کو دی اس سے کہیں زیادہ وہ ابھی بھگت رہا ہے، اور آگے بھی بھگتے گا۔ " ہابیل اس کے بال سہلاتا اسے جواب دے رہا تھا۔

امریش آپنی حیدر کے پاس ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے ہابیل، حیدران سے " محبت نہیں کرتا " افراح آج اس سے ہر جواب چاہتی تھی۔

میں امریش کے پاس گیا تھا وہ اس سے الگ نہیں ہونا چاہتی، میں نے " بہت سمجھایا مگر وہ راضی نہیں، اور اب تو ان کا بے بی آنے والا ہے " یہ کہتے ہیزل آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔ وہ ہر چیز سے باخبر تھا " میں امریش کے لئے کچھ نہیں کر سکتا وہ خود پر ترس نہیں کھا رہی جب تک وہ خود نہ چاہے تب تک اسے کیسے الگ کر سکتا ہوں حیدر سے " ہانہیل کی ہیزل آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں جو بھی تھا وہ اسکی کزن تھی، وہ بہت بار اس سے ملا تھا اسے بھگانے کی بھی کوشش کی مگر وہ راضی نہیں ہوئی وہ حیدر کو چاہنے لگی تھی۔

تم نے اپنی حقیقت کیوں چھپائی، مجھ سے دور کیوں ہوئے، پتا ہے میں " کتنا روئی ہوں تمہارے لئے مگر تم نہیں آئے " وہ اب اس کی ہیزل آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہی تھی۔ وہ دونوں وہیں زمین پر بیٹھے تھے۔

مگر تم نے تو کہا تھا تمہیں میں یاد نہیں آتا " وہ اسکی سیاہ نم آنکھیں چوم "   
گیا تھا

میں نے وہ غصے میں بولا تھا، تم ہمیشہ یاد آتے تھے۔ اور تمہیں اپنی "   
بیوی کے ساتھ فلرٹ کرتے شرم نہیں آئی " وہ اسکے گلے میں اپنے   
بازوؤں کو باندھے ہوئے تھی۔

میں یہ دیکھ رہا تھا کہ میری بیوی مجھ سے کتنی وفادار ہے، اور آج میرا '   
دل ٹوٹنے ہی والا تھا پر میں بچ گیا " وہ اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چھو گیا   
تھا۔



اور اگر میں ہاں کر دیتی پھر کیا کرتے، اگر میں تمہیں چھوڑ دیتی اور "

" اس سے شادی کر لیتی

ایسا نہیں ہو سکتا تھا میں نے دعائیں اللہ سے مانگا تھا تمہیں تم کیسے ہاں "

کر دیتی کسی اور کو، تم کر ہی نہیں سکتی تھی، یہ راپنزل صرف میری ہے

صرف ہابیل خانزادہ کی ہو "، وہ زرا سنا سختی سے بول گیا تھا۔

مجھے سخت لہجوں کی عادت نہیں ہے، یہ کھڑوس خان بن کر میرے "

سامنے مت آیا کرو، میرے سامنے میرے ہابیل بن کر رہو " وہ باور

کروار ہی تھی۔

تمہیں کیسے پتا چلا میں ہائیل ہوں؟" وہ وجہ جاننا چاہتا تھا تا کہ وہ اگلی بار " وہ غلطی نہ کرے

جب تم نے اس دن ہاتھ پکڑ کر کھینچا تھا تب پتا چلا تھا مگر تب صرف " شک ہوا تھا، میں تمہاری خوشبو اور تمہارا لمس پہچانتی ہوں، مگر آج خود کو یہاں دیکھ کر یقین ہو گیا، اور پھر تم اپنی اصل آواز میں مجھ سے بات کرنے لگے تھے جس کا احساس تم نہ کر سکے تم غصے میں اپنی اصل آواز استعمال کر رہے تھے۔ مجھے یقین ہو گیا تم ہی ہو، اب بولو کیوں کیا یہ سب، اور اب مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا ورنہ میں بہت برا ناراض ہو جاؤ گی کبھی بھی نہیں مانوں گی

کہیں نہیں جا رہا اپنی راپنزل کو چھوڑ کر، ساری بات صبح بتاؤ گا چلو ابھی " سو جاتے ہیں، ویسے بھی تمہارا زیادہ بیٹھنا ٹھیک نہیں " وہ اسے بازوؤں میں اٹھائے بیڈ کی طرف بڑھ گیا تھا، وہ ابھی اپنے مشن سے پردہ نہیں اٹھا سکتا تھا یہ راز تھا اور آخر تک راز رکھنا تھا۔ وہ جتنا بتا چکا تھا کافی تھا۔

-----

اگلی صبح صنم کی میت اس کے گھر پڑی تھی۔ اس کے گھر والے ماتم کناں تھے۔ محلے کے لوگ وہیں جمع تھے۔ لیلہ کارو کر برا حال تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا اس کی بہن مر گئی ہے اس کی بہن لاکھ بری سہی مگر بہن تھی۔ وہ غریب لوگ تھے کوئی کیس نہیں کر سکے تھے۔ کسی سے کوئی بدلہ نہیں لے سکتے تھے۔ انہیں جو کہا گیا تھا وہ مان چکے تھے۔ فاخر کو خبر بھی نہ ہوئی تھی۔ وہ اپنے ٹائم پر کوٹ پہنچ گیا تھا ہادی وہاں پہلے سے موجود تھا، ہابیل اسے بتا چکا تھا کہ افراح نہیں آئی گی اور وہ خود کہف بن

کروہاں موجود تھا۔ حیدر اب تک نہیں پہنچا تھا۔ وہ ملک پیلس میں اپنی نیند پوری کر رہا تھا۔ جب اسکا موبائل بجا، اسنے موبائل یس کرتے کان سے لگایا اور ام ریش پر بلینکیٹ اوڑھا کر خود بالکونی کی طرف بڑھ گیا۔

سربری خبر ہے، میں سیاہ محل آیا ہوں ابھی سمانتھا بتا رہی ہے کہ آپکی "پرنسس کو کل رانا نے بری طرح مار چر کیا اور پھر وہ انہیں اپنے ساتھ لے گیا۔ سب کہہ رہے وہ مر چکی تھیں"۔ شبلی نے خوفزدہ ہو کر بتایا تھا

بکو اس بند کرو، پرنسس اپنے گھر ہوگی، تم وہیں رکو، ساری انفوجھے "سینڈ کرو تھوڑے دیر میں "حیدر نے کہتے اپنی شرٹ پہنی اور افراح خانزادہ کے روم کی طرف بڑھا وہ تسلی کرنا چاہتا تھا وہ ٹھیک ہے یا نہیں، اسکا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔ وہ دستک دے کر اندر داخل ہوا، اسکا کمر

بلکل سیٹ تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ رات گھر ہی نہ آئی ہو، اسنے فاخر کو کال کی تھی، وہ یقیناً گوٹ گئی ہوگی فاخر کے ساتھ۔۔۔۔۔ اسے خود بھی ابھی وہیں جانا تھا۔

فاخر پرس نس تمہارے ساتھ ہے؟ حیدر نے بے چینی سے پوچھا تھا

نہیں حیدر بھائی وہ میرے ساتھ نہیں ہے "فاخر نے اتنا ہی بولا تھا کہ " حیدر نے کال کاٹ دیں تھی۔ فاخر نے برابر میں بیٹھے کہف کو دیکھا پھر تسلی سے کہا

انہیں پتا چل گیا، وہ سارا گھر سر پر اٹھالیں گے وہ سکون سے نہیں " بیٹھیں گے ہابیل بھائی "فاخر نے پریشانی سے کہا۔



میں چاہتا ہوں وہ سکون سے نہ بیٹھے، تم فکر نہ کرو اب تو اس کے رونے " کے دن ہیں " ہانہیل نے کہتے سامنے نظر اٹھائی جہاں جہانزیب ملک بہت قابل رحم حالت میں اپنا جرم قبول کر رہے تھے کہ انہوں نے فیروز خان پر جان لیوا حملہ کیا، ان کی حالت کی وجہ سب کو یہ بتائی گئی تھی کہ انہوں نے سی کلاس کے قیدیوں سے لڑائی کی جس کے نتیجے میں ان لوگوں نے جہانزیب ملک کو زخمی کر دیا۔ اور رانا پہلے ہی گواہی دے چکا تھا کہ وہ وہاں موجود تھا اور اس نے خود سب دیکھا تھا۔ مگر اب تک وہاں ایف کا کوئی ذکر نہیں ہوا تھا حیدر وہاں نہیں پہنچا تھا اور نہ اس نے پہنچنا تھا، وہ اپنی پرنس ڈھونڈ رہا ہو گا ساری دنیا بھلائے۔ انکا وکیل بری طرح پریشان ہو گیا تھا، کیونکہ جہانزیب ملک جرم قبول کر چکے تھے اور رانا گواہی دے چکا تھا۔ اور جج کو آج ہی فیصلہ سنانا تھا سب غلط ہو رہا تھا۔

وہ لوگ یقیناً ہارنے والے تھے۔ اور سہی کہتے ہیں جیت ہمیشہ سچائی کی ہوتی ہے، بس ہمیں محنت کرنی ہوتی ہے، اور تھوڑا سا صبر، "بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

ہادی کی بہت کوششوں، اور ہانیل خانزادہ کی محنت کے بعد یہ فیصلہ ہوا تھا کہ رانا کو عمر قید ہوئی تھی اور جہانزیب ملک کو پھانسی، اور انہوں نے ایسا کیوں کیا یہ پولیس ان سے اگلوانے والی تھی۔ اور جب راز سے پردہ اٹھتا تو ایلفا اور ایلفا کا محل دونوں برباد ہوتے۔ ہادی فاخر اور ہانیل خوشی خوشی وہاں سے نکلے تھے۔

کہف کو حکم تھا کہ وہ سیاہ محل آئے وہ وہیں چلا گیا تھا، ایلفا اپنی ہوڈی پہنے ہوئے تھا وہ سخت پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے لوگ اور گارڈز اس کے ساتھ کھڑے تھے۔

ہیلو ایس پی، ڈیڈ کو پھانسی نہیں ہونی چاہیے انہیں جیل سے بھگادو اور"  
دوسرے ملک بھیجنے کا انتظام کرو اور رانا مجھے چاہیے اسے میرے  
حوالے کرو" وہ بولا نہیں وہ دھاڑا تھا۔ اور وہ جو کہہ دے وہ ہونا ہوتا  
ہے۔

مگر سر ایسا ممکن نہیں سخت سکیورٹی ہے، میں آپ کی بات مان جاتا"  
مگر جہاں زیب ملک کو بھگانا بہت مشکل ہو جائیگا، ہاں مگر رانا کو میں آپکے  
حوالے کر سکتا ہوں" حیدر کے بعد آنے والا ایس پی اس کا غلام تھا  
کیونکہ ایلفا اسے پیسے دیتا تھا۔ اور ایلفا کی ماننا پولیس ڈیپارٹمنٹ میں  
فرض تھا۔

ٹھیک ہے رانا میرے حوالے کرو" وہ کہتے ہی کال کاٹ گیا تھا۔ وہ جتنا اپنے ڈیڈ کو بچانے کی کوشش کر چکا تھا بہت تھا وہ اب نہیں بچ سکتے تھے سو وہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ چکا تھا۔ اب بس اسے افراح خانزادہ چاہیے تھی۔ جس کا پتار انا بتا سکتا تھا۔ اب اسے فرق نہیں پڑتا تھا کون مر اور کون جیا اسے بس پر نس چاہیے تھی۔ وہ اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہو سکتا تھا۔

کہف پر نس کو ڈھونڈو وہ مجھے چاہیے، سارا شہر بند کر دو ہر جگہ چیک کر و رانا کے گھر حملہ کرو مجھے افراح خانزادہ چاہیے، جاؤ سب ڈھونڈو اسے" وہ چیخ کر کہتا کوئی سائیکو معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے کہتے ہی سب گارڈز اور بندے کہف سمیت باہر نکل چکے تھے۔ کچھ گھنٹے بعد رانا اس کے محل کے ٹارچر سیل میں موجود تھا۔ حیدر ملک اسے دو سو چالیس

واٹ کے جھٹکے دے رہا تھا۔ رانا کر سیوں سے بندھا ٹرپ رہا تھا۔ وہ ممکن تھا کچھ گھنٹے بعد اپنی سانسیں ہار جاتا۔ ایلفا کو اس پر کوئی ترس نہیں آیا تھا۔ وہ اسے پوری طرح زخمی کر چکا تھا۔ "میں آخری بار پوچھوں گا میری پرنسس کہاں ہے؟" ایلفا بولا نہیں وہ دھاڑا تھا۔ رانا کے منہ سے کف اور خون بہہ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ اور پیر پر گولی ماری تھی ایلفا نے، وہ اسے ہر طرح سے معذور کر چکا تھا۔

میں نے اسے ان فائٹرز کے حوالے کیا تھا میں نہیں جانتا وہ اسے کہاں "لے گئی" رانا نے موت کے خوف سے سچ بولا تھا۔ ایلفا ابھی کچھ کرتا اس سے پہلے ایلین ٹارچر سیل میں داخل ہوا۔



سر وہ جو فائٹرز تھی بہت بری حالت میں ان کی لاش ملی ہے، اور سننے " میں آیا ہے ان کی یہ حالت آرمی والوں نے کی ہے، میم کو ڈھونڈنے کی کوشش جاری ہے، ابھی تک کچھ پتا نہیں چلا " ایلین کی بات پر ایلفانے ضبط سے سنہری آنکھوں کو بند کیا۔ وہ شدید تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ وہ افراح خانزادہ کو خود کے آس پاس دیکھنے کا عادی تھا۔ اور جب وہ نہیں تھی تو حیدر ملک کو سانس نہیں آ رہا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور پیٹرول رانا کے اوپر ڈالنا شروع کر دیا۔ اب وہ اسے زندہ جلا رہا تھا۔ اسے کسی کا خوف نہیں تھا۔ رانا نے اسکی پرسنس اس سے دور کی تھی تو وہ سزا کا حقدار تھا۔ حیدر ملک کے اندر جو دل تھا وہ صرف افراح خانزادہ کے لئے نرم تھا۔ باقی ساری دنیا کے لئے وہ پتھر تھا۔ اسے رحم نہیں آتا تھا۔ وہ باہر آیا تو شبلی اس کے انتظار میں کھڑا تھا وہ کافی گھبراہوا تھا۔

سر وہ آپکے ڈیڈ کو جیل منتقل کیا جا رہا تھا مگر وہ پولیس موبائل سے " بھاگ گئے اور اب وہ لاپتہ ہے پولیس انہیں ڈھونڈ رہی ہے۔ اگر وہ غلطی سے بھی سیکریٹ لہجینٹ کے ہاتھ لگ گئے تو سب برباد ہو جائیگا " شبلی نے ساری تفصیل بتائی۔ حیدر ملک ہر طرف سے پھنس چکا تھا اسکی پرسنس غائب تھی۔ جہاں زیب ملک بھاگ چکے تھے اگر وہ ایلفا کی انفارمیشن آرمی تک پہنچاتے تو ایلفا کبھی نہیں بچ سکتا تھا۔ اسکا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ وہ کسی سے کچھ بھی کہے بغیر باہر نکل گیا تھا وہ اکیلے ہنا چاہتا تھا۔ وہ اسکی تھی تو اس سے کیوں چھپ گئی تھی کیوں غیروں میں چلی گئی تھی وہ تو صرف حیدر ملک کی پرسنس تھی۔ انیس سال وہ اس کے ساتھ سائے کی طرح رہا تھا، اور اب وہ اس کے پاس نہیں تھی۔ حیدر ملک مر رہا تھا۔

\* اور یہ جو غیروں میں بانٹی جا رہی ہے \*

\* اسے بتاؤ کوئی میرے حصے کی محبت ہے شاید \*

وہ سیاہ آنکھوں والی شہزادی جب صبح جاگی تو ہابیل خانزادہ کہیں نہیں تھا  
وہ ایک بار پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ وہ اس سے اب کبھی بات نہیں  
کرے گی اور ناراض رہے گی وہ سوچ چکی تھی۔ وہ ہمیشہ ایسا کرتا تھا اب  
وہ اس سچ میں ناراض ہونے کا ارادہ رکھتی تھی۔ وہ آہستگی سے اٹھی فجر  
کی نماز ادا کی اسے کمر میں بہت درد تھا مگر وہ نماز نہیں چھوڑتی تھی۔ کوئی  
درد، کوئی تکلیف، کوئی غم اسے اللہ سے دور نہیں کر سکتا تھا۔  
ہابیل اس کے لئے ناشتہ بنا کر گیا تھا وہ ہابیل کی ہوڈی پہنے ہوئے تھی اور  
اب ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔ اس کا سارا دن گھر دیکھنے اور ہابیل کی

چیزوں کو دیکھنے میں گزر گئیاں رات ہو چکی تھی مگر وہ واپس نہیں آیا۔ اسکا دل چاہ رہا تھا وہ روئے مگر وہ ضبط کئے بیٹھی تھی۔

اس سے دور بھوری آنکھیں زار و قطار رو رہی تھی۔ وہ امریش حیدر ملک تھی جس کی قسمت میں رونا لکھ دیا گیا تھا کیونکہ اس کی قسمت میں حیدر ملک تھا۔ حیدر کے کمرے میں آنے پر اسنے فوراً اپنے آنسو صاف کئے۔ وہ اسے رونے نہیں دیتا تھا۔ حیدر ملک کا حکم تھا کہ وہ اسکی غیر موجودگی میں رو سکتی ہے مگر اس کے سامنے نہیں، اور امریش پر جیسے فرض ہو گیا تھا حیدر ملک کا حکم ماننا۔ حیدر نے آتے اپنی ہوڈی اتار کر پھینکی اسکے انداز دیکھ کر امریش سہم گئی تھی۔ وہ اسکے قریب بیٹھ کر اسکے گود میں سر رکھے لیٹ گیا تھا۔ امریش حیران ہوئی تھی یہ پہلی بار تھا جب وہ اس پر غصہ کئے بغیر اس کے پاس تھا۔ وہ اسکی گود میں منہ چھپائے رو رہا تھا۔ امریش ہل بھی نہیں سکی تھی وہ شخص تو رلانے کے

لئے پیدا ہوا تھا پھر اب کیوں رو رہا تھا۔ وہ بے ہوش ہونے کو تھی یہ شخص کیا تھا اسے بھلا کیسا غم جو وہ رو رہا تھا، وہ پہلی بار اسے روتے دیکھ رہی تھی۔ "امریش مجھے پرس چاہیے، تم تو نمازیں پڑھتی ہو پلیز دعا کرو مجھے وہ مل جائے، مجھے وہ چاہیے میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا، میری آج تک ساری ضد پوری ہوئی ہے، میں نے جو چاہا مجھے ملا پھر وہ کیوں نہیں مل رہی، وہ تو میرے لئے بنی ہے پھر کیوں میرے پاس نہیں ہے، اسے میرے پاس آنا ہے وہ میری ہے" اس کی بات پر امریش کی دنیا رک گئی تھی۔ وہ کیا مانگ رہا تھا، اسی کے سامنے اس کی بہن چاہ رہا تھا، امریش کی آنکھوں سے انمول موتی گر کر حیدر کے بالوں میں جذب ہوئے۔ وہ کیا تھا اپنی خوشی کے لئے اسے برباد کر رہا تھا۔ "کاش وہ آپ کو کبھی نہ ملے" وہ اتنا آہستگی سے بولی تھی کہ حیدر سن نہ سکا، حیدر ملک اسے دعا کا کہہ رہا تھا اور وہ اسے بددعا دے رہی تھی، ہاں حیدر ملک کے



لئے یہ بددعا ہی تھی۔ کافی دیر بعد وہ اس سے الگ ہو کر بغیر اسے دیکھے گیا تھا۔ اور ساتھ امریش کا سارا سکون بھی لے گیا تھا۔ باہر چلا

ہیزل آنکھیں والوں لڑکا اپنے سامنے بے حال سے بیٹھے جہانزیب ملک کو دیکھ رہا تھا، وہ انہیں اغواء کر چکا تھا۔ ایلفا کے راز وہ ان سے لے چکا تھا، تھوڑے بہت راز وہ خود بھی جانتا تھا، جہانزیب ملک نے اپنی جان بچانے کے لئے ایلفا کے ہر راز سے پردہ اٹھایا تھا، انہیں بیٹے سے کوئی محبت نہیں تھی انہیں اپنی جان پیاری تھی، لالچی لوگوں کو خود کے علاوہ کسی سے محبت نہیں ہوتی، مگر پھر بھی انہیں مرنا تھا اور ہیزل آنکھوں کے اشارے کرنے پر دو اور لمبچینٹ اندر آئے تھے اور انہوں نے ایک اور ظالم کا بوجھ دنیا سے ہلکا کر دیا تھا۔ اب بس وہ کسی بھی طرح ایلفا کو پکڑ کر اس سے اعتراف جرم کروانا چاہتا تھا، پھر ہابیل خانزادہ کا مشن

کمپلیٹ ہو جاتا، وہ آگے کا سارا پلان ترتیب دے چکا تھا، اس لئے وہ افراح خانزادہ کو پہلے ہی اپنے گھر محفوظ کر چکا تھا۔ آج دوسرا دن تھا اور اب سے ملنے نہیں جاسکا تھا۔ وہ ایک ہی بار سب کام ختم تک وہ اپنی راپنزل کر کے اس سے ملنے جانا چاہتا تھا۔

آج صنم کا سوئم تھا فاخر تین دن لگاتار وہاں آیا تھا۔ اسے تھوڑا بہت افسوس تھا وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس طرح مر جائے، وہ تھوڑا اثر مندہ بھی تھا۔ تبھی اس نے آکر صنم کی فیملی کا بہت خیال رکھا تھا۔ صنم کے گھر والوں نے اسے بہت دعائیں دی تھیں، آج بھی وہ سب سمجھا رہا تھا۔ لیلہ نے ان تین دنوں میں صرف نفرت کی نگاہ سے اسے دیکھا تھا۔ وہ کسی غلط فہمی کا شکار تھی تبھی آج فاخر اس سے بات کرنے کا ارادہ

رکھتا تھا۔ وہ سیاہ حجاب اور سیاہ سوٹ پہنے ہوئے تھی سرمئی آنکھیں  
 سو جی ہوئی سی تھی۔ وہ آکر ایک تخت پر اس سے زرا فاصلے پر بیٹھا۔  
 کیسی ہو "فاخر نے اسکی سرمئی آنکھوں میں سیاہ آنکھیں ڈالے پوچھا۔"

ایک کو برباد کر کے آپکو سکون نہیں ملا جواب میرے ساتھ بھی وہی "  
 کرنا چاہ رہے ہیں "وہ نفرت سے پھنکاری تھی۔ فاخر کو اسکی آنکھوں  
 میں دیکھنا محال لگا، اس آنکھوں میں نفرت دیکھنا بہت مشکل ہوتا ہے  
 جسے بے انتہا چاہا ہو،

تم کیا کہہ رہی ہو، میں کیوں تمہیں برباد کرنا چاہوں گایار، میری سمجھ "  
 نہیں آرہا تم کیا کہہ رہی ہو "وہ ابھی بھی نرمی سے بولا تھا۔

کیا آپ نے انہیں رات کے وقت ملنے نہیں بلایا تھا اور پھر انہیں چھوڑا؟  
دیا اور پھر میری بہن گاڑی کے نیچے آکر مر گئی۔ صرف آپ کی وجہ سے وہ  
مر گئی ہے اور آپ پھر بھی بے شرمیوں کی طرح میرے سامنے بیٹھے  
ہیں، آپ کے اندر کوئی غیرت نہیں ہیں" وہ نم آنکھوں سے اب بھی  
نفرت سے بولی تھی۔

میں نے اسے نہیں بلایا، میں کیوں کسی کو رات میں اپنے گھر بلاؤں گا،  
تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میں نے اسے آنے سے منع کیا تھا، میں تو بہت  
پہلے دوستی ختم کر چکا تھا، میرا تمہاری بہن سے کوئی تعلق نہیں تھا" اور  
مجھ میں غیرت ہے تبھی میں یہاں موجود ہوں" وہ اب سختی سے بولا تھا

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی، آپ نے جو کیا وہ گھٹیا لوگ " کرتے ہیں، پہلے دوستی کرنا اور پھر استعمال کر کے چھوڑ دینا، اگر میری بہن غلط تھی تو گھٹیا آپ بھی ہیں " لیلہ چیخی تھی۔ فاخر نے اس کے چیخنے پر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا اور بازوؤں پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔ "اپنی حد میں رہو، میں گھٹیا نہیں ہوں اور نہ میں نے تمہاری بہن کو استعمال کیا ہے، اگر وہ مری ہے تو اپنی وجہ سے مری ہے، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا، اس کے مرنے کا مجھے بھی افسوس ہے " فاخر نے اسے ایک جھٹکے سے پیچھے دھکیلا تھا، سرمئی آنکھیں بھیگ گئی تھی۔

آپ ایک گھٹیا انسان ہے اور رہے گے یہ آپ کی حقیقت ہے جو کبھی " نہیں بدلے گی " وہ اب پھنکاری تھی غصے سے ناک سرخ ہوئی تھی۔



تم نے ایک اور بار میرے لئے یہ لفظ استعمال کیا تو میں تمہیں گھٹیا " بن کر دکھاؤ گا " وہ اسے گھورتے ہوئے بولا تھا۔ ابھی لیلہ کوئی جواب دیتی اس سے پہلے ہی رومیوں بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا تھا۔ اور اس کی گود میں بمشکل چڑھ کر بیٹھا تھا۔ لیلہ نے فوراً اپنے آنسو صاف کئے تھے " آپ رو کیوں رہی ہو لیلہ، کسی نے آپ کو مارا ہے " وہ بچہ تھا اور اسے یہی لگتا تھا جب کوئی ہاتھ سے مارتا ہے تبھی انسان روتا ہے، کاش وہ جانتا لفظوں کی مار پر بھی رو یا جاتا ہے۔ اور لفظوں کی مار پر تو حد سے زیادہ " رو یا جاتا ہے۔ " مجھے بتاؤ آپ کو کس نے مارا ہے لیلہ نے فاخر کی طرف دیکھا تھا۔ رومیوں نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور پھرتی سے فاخر پر حملہ آور ہوا وہ اپنے چھوٹے ہاتھ اور پیروں سے فاخر سے لڑ رہا تھا۔ وہ لیلہ کا ہیر و تھا اس لئے بدلہ لے رہا تھا، فاخر حیرانگی سے اسے قابو کیسے ہوئے تھا اور لیلہ کو غصے سے گھورا۔ پھر اس

چھوٹے سے بھالو کو اٹھا کر لیلہ کے گود میں رکھا اور خود وہاں سے نکلتا چلا گیا

-----

دسمبر کے سرد دن تھے، فجر کی آذان اس چھوٹے سے مسجد میں گونج رہی تھی۔ اندھیرا اب بھی قائم تھا، مسجد سے تھوڑی دور ایک پلر کے پیچھے ایک شخص کھڑا تھا، جس کی ہیزل آنکھیں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں، وہ آج ایلفا کو ٹریپ کرنے والے تھے، اس گینگسٹر کو پکڑ کر وہ اپنا چھ مہینے کا میشن کمپلیٹ کرنا چاہتا تھا، اس کے پاس بہت سارے ثبوت آچکے تھے اب بس وہ ایلفا کو پکڑ کر اس اعتراف جرم کروانا چاہتا تھا۔ افراح خانزادہ کو وہ پہلے ہی اپنے گھر محفوظ کر چکا تھا آج ایک ہفتہ گزر چکا تھا مگر وہ اپنی راپنزل سے نہیں ملا تھا، فاخر اور ہادی اس سے ملنے جاتے تھے۔ اس میجر سے فاصلے پر جگہ جگہ اس کے اور بھی ساتھی پلر

کے ساتھ چھپ کر کھڑے تھے۔ اور پھر کچھ وقت اور انتظار کے بعد ایلفا کے آدمی اس گلی میں آتے نظر آئے۔ ان سب نے بلیک کپڑے پہن رکھے تھے اور ساتھ بلیک ماسک، اب دونوں طرف سے فائرنگ ہو رہی تھی، دھواں اور شور کی آوازیں، ان لوگوں میں ایلفا موجود تھا وہ آج بھی اپنی وہی ہوڈی پہنے ہوئے تھا، اسے دیکھتے ہی ہیزل آنکھوں والے میجر نے اس کے پیچھے قدم بڑھائے، آج کسی بھی حال میں وہ اسے پکڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ایلفا اور وہ اب ایک گلی میں موجود تھے، ایلفا نے اچانک اپنے قدم روک لئے تھے۔ "اپنے آپ کو میرے حوالے کر وحیدر ملک، تم پھنس چکے ہو" ہابیل نے اس کی کنیٹی پر پستول رکھتے بلکل اس کے پیچھے کھڑے ہوتے کہا۔ وہ زرا بھی ہلتا تو ہابیل اسے شوٹ کر دیتا۔ ایلفا نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کواٹھائے پھر پلٹا اور ہوڈی سر سے نیچے گرائی اب وہ ہابیل کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ سنہری آنکھوں

میں کوئی خوف نہیں تھا۔ ہیزل آنکھیں ابھی کچھ سمجھتی اس سے پہلے وہ جھکا تھا اور ہانبل کے ہاتھ سے پستول چھین کر دور پھینکی تھی۔ "اب برابری کا مقابلہ کرتے ہیں اگر میں ہار گیا تو تمہارے ساتھ چلوں گا" وہ قہقہہ لگاتے اس کے چہرے پر بندھا رومال ہٹا چکا تھا۔

ہانبل نے اپنے پاؤں اس کے ٹانگوں میں پھنسا کر اسے نیچے گرایا تھا پھر اسے گردن سے جکڑتے وہ اسے مارنے لگا تھا۔ ایلفا کی ناک سے خون بہہ رہا تھا، مگر وہ پھر بھی ہنس رہا تھا پتا نہیں ایسی کون سے بات تھی جو اسے خوش کئے ہوئے تھی۔

"تم میرے دشمن ہو مگر آج تم مجھے برے نہیں لگ رہے آج مجھے کوئی برا نہیں لگ سکتا کیونکہ مجھے میری پرسنس مل گئی ہے" حیدر کی بات پر ہانبل حیران ہوا تھا اس کا ہاتھ رک چکا تھا، اور یہی وہ غلطی کر گیا تھا ایلفا نے برق رفتاری سے پستول اٹھائی تھی اور اس کے بازوؤں پر فائر کیا تھا،

اس گولی سے ہیزل آنکھوں کو اتنی تکلیف نہیں ہوئی تھی جتنی اس بات سے ہوئی تھی کہ اسکی بیوی کسی اور کے پاس ہے، ابھی وہ حیدر پر دوبارہ حملہ کرتا مگر پیچھے سے کسی نے بہت شدت سے کوئی بھاری چیز اس کے سر پر ماری تھی۔ شبلی نے آگے بڑھ کر فوراً اس کے ہاتھ پیر باندھے تھے۔ اور اس کا رومال اٹھا کر اس کے منہ پر باندھا تھا۔ اس کے ہاتھ پر گولی لگی تھی پھر بھی ظالموں نے اسے اتنی سختی سے باندھا تھا کہ خون بھل بھل کر زمین پر گر رہا تھا۔ "اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالو اور نکلویہاں سے، مجھے یہ زندہ چاہیے" ایلفانے اپنی ناک سے خون صاف کرتے کہا۔ وہ میجر چاہتا تو ان سب سے لڑ سکتا تھا مگر اب وہ خود اس کے ساتھ جانا چاہتا تھا وہ اپنی رابنزل کو وہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ پھر ایلفا اور اس کے ساتھ اس گلی سے نکلے اور اپنی رولز رائس پر بیٹھے اور گاڑی اس کے بیٹھتے ہی آگے بڑھی، اس کی گاڑی کے پیچھے تین گاڑیاں اور تھیں جن



میں سے ایک میں وہ ہیزل آنکھوں والا میجر غنودگی میں جا رہا تھا۔ بہت زیادہ ڈھونڈنے کے بعد کل رات حیدر ملک کو اپنی پرسنس کا پتا چلا تھا، وہ کسی گھر میں تھی، اور وہ گھر ہانیل خانزادہ کے نام تھا، اور ایلین کے ایک جاسوس کے زیرِ پتہ چلا تھا کہ ہیزل آنکھوں والے میجر کا نام ہانیل خانزادہ ہے، اسکی پرسنس کو غائب کرنے والا وہ میجر تھا، اس کا سب سے بڑا دشمن جسے وہ مارنا چاہتا تھا مگر صرف اپنی پرسنس کا بدلہ لینے کے لیے وہ اسے زندہ ساتھ لے کر جا رہا تھا۔ وہ ہیزل آنکھوں والا میجر صرف اور صرف اس سیاہ آنکھوں والی لڑکی کے لئے ہار جاتا تھا وہ آج بھی ہار گیا تھا۔ وہ لڑکی اس کی کمزوری تھی۔ وہ اسکی بیوی تھی۔ ان سب سے دور وہ سیاہ آنکھوں والی لڑکی فجر کی نماز پڑھ رہی تھی وہ بہت خوش تھی اس کی کمر ٹھیک ہو گئی تھی، وہ صرف ہانیل سے ناراض تھی جو ہمیشہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا تھا، وہ اس سے کبھی بات نہیں کرنے کا پکا

ارادہ کر چکی تھی۔ وہ اب تک اس گھر سے باہر نہیں نکلی تھی، ابھی وہ دعا مانگ رہی تھی کہ باہر سے کچھ قدموں کی آواز آئی وہ گھبرا کر اٹھی اپنا نقاب لگایا اور الماری کھول کر ہابیل کی پسٹل باہر نکال کر تھاما اور آہستگی سے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ وہ باہر نکلی تو بالکل سامنے اس کے پانچ لڑکیاں بلیک کپڑوں میں کھڑی تھیں

"کون ہو تم لوگ میرے گھر میں کیسے آئی ہو"

وہ ان پر پستول رکھتے دھاڑی تھی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اب وہ کوئی تکلیف سہنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی وہ تھک چکی تھی۔

میم ہمیں حیدر ملک نے بھیجا ہے آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا" وہ "بے حد مؤدبانہ انداز میں بولی تھی۔ وہ پانچ لڑکیاں اندر تھیں اور باقی ایلفا کے گارڈز باہر کھڑے تھے، جنہوں نے ہابیل کے افسر (جو حفاظت کے لئے موجود تھے) کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔ "حیدر ملک اپنی پرنس

کے پردے کا احترام کرتا تھا" اس نے کسی مرد کو اسے چھونا تو دور دیکھنے سے بھی منع کر کے بھیجا تھا۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی، یہاں سے چلے جاؤ سب، میں کیسے یقین " کر لوں کہ تم لوگ مجھے ہرٹ نہیں کرو گے " وہ چیخی تھی۔ اس کے جواب پر ایک لڑکی نے فوراً حیدر کو کال ملا دی تھی۔ اور پھر وہ فون افراح کی جانب بڑھا دیا تھا۔ "پرنسس اگر تم چاہتی ہو ہانیل خانزادہ کو نہ مارو تو میرے پاس آ جاؤ، تم مجھ سے چھپ کر جس کے گھر رہی ہو " وہ میرے پاس ہے

حیدر کی آواز میں غصہ تھا مگر پھر بھی وہ بہت کنٹرول میں بولا تھا۔۔۔۔۔

میں آرہی ہوں " وہ بہت آہستگی سے کہتے اندر چلی گئی تھی، اور پھر کچھ " گھنٹے کے سفر کے بعد آج وہ پھر وہیں اس سیاہ خوبصورت محل میں

موجود تھی جہاں اس نے تکلیفیں سہی تھیں۔ وہ حیران تھی، سیاہ عبایا میں اسکی آنکھیں خوفزدہ سی تھیں۔ وہ اندر آئی تو جہاں رانا کو بیٹھا دیکھا تھا اس نے آج وہیں حیدر ملک بیٹھا تھا اور وہ سیاہ ہوڈی پہنے ہوئے تھا۔ اطراف میں اس کے گارڈز اور پہلوان نما آدمی موجود تھے۔ وہ پہلے بھی یہاں آئی تھی مگر آج جتنی وحشت اس دن نہیں تھی۔ وہیل میں خوفزدہ ہوئی تھی۔ حیدر ملک اس کا سیف زون ہوا کرتا تھا پھر کیوں اب ڈینجر زون بن چکا تھا۔

ویلم پرنس، بیٹھو "حیدر نے اپنے برابر میں بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ" چلتے ہوئے اس کے بالکل سامنے آکر بیٹھی تھی۔ اور کسی کا حکم مان لے

افراح خانزادہ ممکن ہی نہیں، ایلفا اس کے ضد پر گہرا مسکرایا تھا۔

اطراف میں موجود لوگ حیران تھے، وہ اپنی بات نہ ماننے والے کو اب تک مار چکا ہوتا۔ ان کا حیران ہونا بنتا تھا۔

آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے، اور یہ سب کیا ہے، آخر آپ اصل میں "ہیں کون، اور ڈیل کے مطابق تو اب تک آپ کو دور چلے جانا تھا، میری بہن کو آزاد کریں اور ہمارا پیچھا چھوڑ دیں، کیونکہ آپ کیس ہار چکے ہیں "وہ سختی سے بولی تھی۔

تم میری ہو اس لیے تمہیں اپنے پاس بلالیا، اور میں اصل میں ایک گینگسٹر ہوں تم میرے ساتھ عیش کرو گی، یہ تمہارا محل ہے اور تم یہاں کی پرنسس ہو، اور رہی بات ڈیل کی تو وہ میں نے جھوٹ بولا تھا، میں کیس جیت جاتا اگر تم یوں غائب نہیں ہوتی، تم مجھ سے دور ہوئی میں اسی لئے کیس ہار اہوں۔ اب سب ختم ہو چکا ہے ڈیل نے جو کیا وہ سزا انہیں مل گئی، اب سب بھول جاؤ پرنسس، ہم شادی کے لیتے ہیں ہم ساتھ خوش رہیں گے سب دوبارہ سے ٹھیک ہو جائیگا پرنسس، ہم جیسے پہلے خوش رہتے تھے سب بالکل ویسا ہو جائیگا"



وہ بہت محبت سے بولا تھا۔ افراح نے بغیر کچھ کہے غصے پر بمشکل کنٹرول کیا تھا۔ "پہلی بات میں آپ سے کبھی شادی نہیں کروں گی، دوسری بات ہم کبھی پہلے جیسے نہیں ہو سکتے، تیسری بات میں چھپی نہیں تھی اور میری مرضی میں جہاں چاہے رہوں آپ ہوتے کون ہیں مجھے قید کرنے والے، اگر امریش آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہیں تو انہیں اپنے ساتھ رکھے اور میری زندگی سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں، میں اپنی بات دوبارہ نہیں دہراؤں گی" وہ کہتے ہی جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

کیا تم میری پرنس کو جانتے ہو، میجر ہانیل خانزادہ "وہ اتنی زور" سے دھاڑا تھا کہ افراح سہم گئی تھی پھر گردن موڑ کر حیدر کی سنہری آنکھوں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔ وہ اسکا ہمسفر تھا جو بہت زیادہ زخمی حالت میں کھڑا تھا، اس کے بازوؤں میں گولی اب بھی موجود تھی، ہاتھ

اب بھی بندھے ہوئے تھے اور دو گارڈز نے اسے سختی سے جکڑا ہوا تھا۔  
 ہونٹ سے خون نکل رہا تھا، یقیناً ان لوگوں نے اسے یہاں لانے کے  
 بعد بہت بری طرح مار چر کیا تھا۔ وہ ایک سیکریٹ لہجہ نہ ہوتا تو اپنے  
 پیروں پر کھڑا بھی نہ ہو پاتا۔ افراح نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے چیخ کا گلہ  
 گھونٹا تھا۔ وہ بے اختیار اسکی طرف بڑھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

میں اس لڑکی کو نہیں جانتا ایلفا "وہ بہت سرد لہجے میں بولا تھا۔ وہی "  
 آواز جو ہابیل کی نہیں تھی، افراح نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا،  
 ہیزل آنکھوں میں صرف اجنبیت تھی جیسے وہ اسے جانتا بھی نہ ہو،  
 افراح خانزادہ کے آنسو سے نقاب تر ہو چکا تھا۔ وہ ہمیشہ چھوڑ جاتا تھا مگر  
 آج وہ اسے پہچاننے سے انکار کر چکا تھا۔ وہ اتنا ظالم کیوں تھا، وہ ہمیشہ  
 اسے تنہا کر جاتا تھا، وہ ہمیشہ چھوڑ جاتا تھا، افراح نے اپنے آنسو گرے،  
 گہری سانس لی اور حیدر کی طرف متوجہ ہوئی۔ "پرنس کیا تم اسے

جانتی ہو "حیدر کے پوچھنے پر وہ تکلیف سے مسکرائی۔ کاش وہ کہہ پاتی کہ اس انسان کے سوا وہ کسی کو نہیں جانتی، وہ کسی کو نہیں چاہتی اس کے علاوہ، وہ کسی کو نہیں پہچانتی اس ظالم کے علاوہ۔

میں بھی نہیں جانتی اس ہیزل آنکھوں والے بے کو "وہ چلا کر بولی" تھی۔ اس کی بات سنتے ہیزل آنکھوں والا لڑکا اتنا زخمی ہونے کے باوجود زخمی سا مسکرایا تھا۔ اور حیدر نے ہائیل خانزادہ کو تہہ خانے میں بند کرنے کا حکم دیا تھا۔ "سمانتھا پرسنس کو میرے روم میں لے جاؤ اور خیال رکھو" وہ سمانتھا سے کہتے باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ افراح نے اسکی بات پر حیرانگی سے دیکھا پھر خود کو سمانتھا کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا۔ "چھوڑو مجھے، اگر مجھے ہاتھ لگایا تو جان سے مار دوں گی تم سب کو، مجھے اس کے پاس لے کر چلو، مجھے اس لڑکے سے بات کرنی ہے، پھر میں تمہاری بات مانوں گی" افراح نے حیدر کے جانے کے بعد سمانتھا سے

کہا، "میم آپ کو اجازت نہیں ایلفا کے روم کے علاوہ کہیں اور جانے کی  
 "وہ نرمی سے بولی تھی۔ پھر وہ اسے زبردستی روم میں لاک کر کے  
 جا چکی تھی۔ افراح خانزادہ غم و غصے کی حالت میں سارے روم کا نقشہ  
 بدل کر رکھ دیا تھا وہ بہت خوبصورت اور بڑا کمرہ تھا جس میں رہنے کا  
 کوئی عام بندہ خواب دیکھے مگر وہ ان چیزوں سے متاثر نہیں ہوتی تھی وہ  
 بے جان چیزوں سے کبھی متاثر نہیں ہوتی تھی وہ نیچرل تھی اور اسے  
 نیچرل چیزیں اٹریکٹ کرتی تھیں۔ کمرے میں مہنگے پرفیومز کی خوشبو  
 پھیل چکی تھی جسے تھوڑے دیر پہلے اس نے اٹھا کر توڑے تھے۔ اپنا سارا  
 غصہ نکالنے کے بعد اب وہ دیوار سے ایک جگہ ٹیک لگائے رو رہی تھی۔  
 حیدر نے ہانپیل کر گولی ماری تھی۔ یہ سوچ ہی اس کی جان لے رہی تھی  
 ۔ جو تھوڑی بہت حیدر کے لئے اس کے دل میں عزت تھی آج وہ بھی  
 ختم ہو گئی تھی۔



اللہ میری مدد کریں، تیری گناہ گار بندی تجھ سے الٹا کرتی ہے، مجھے " اس آزمائش سے نکال دے، میں تو پھولوں میں پلی تھی، ان ظالموں نے مجھے کانٹوں پر گھسیٹ لیا " وہ سرگوشی میں کہتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ اس سیاہ محل میں شام ہو چکی تھی جب ایلفا تہہ خانے میں داخل ہوا، ہابیل کا وہ ٹریٹمنٹ کروا چکا تھا کیونکہ وہ اتنی آسانی سے اسے مارنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ بالکل اسکے سامنے گٹھنے کے بل بیٹھا تھا۔ سیاہ ہوڈی پہنے، ہاتھ میں اپنا خنجر لئے وہ مسکرا کر اس پر افسوس کر رہا تھا۔ ہابیل خانزادہ براؤن پینٹ اور لائٹ براؤن شرٹ پہنے ہوئے تھا جس پر جگہ جگہ خون کے دھبے لگے تھے۔ اس کے گردن تک آتے بال پیچھے سے بندھے ہوئے تھے، سرڈنہ زیادہ بڑی تھی اور نہ چھوٹی، ہیزل آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ وہ بہت ضبط سے بیٹھا ہوا تھا۔ آنکھیں نہ بال اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ عرش ہے، نہ



اور نہ کپڑوں سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ وہی انسان ہے۔ اس کی آواز تک بدلی ہوئی تھی۔ گال سو جے ہوئے تھے اور ڈمپل کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ ہوتا بھی کیوں وہ مسکرایا نہیں تھا۔ وہ صرف اپنے سامنے بیٹھے ایلفا کو گھور رہا تھا۔ (کھف کو تین دن پہلے ایلفا ٹلی بھیج چکا تھا ایک دشمن کو ٹھکانے لگانے)۔۔۔۔۔

پرنس تمہارے گھر کیوں تھی؟" ایلفا نے بہت نرمی اور سکون سے "پوچھا تھا۔

تمہیں کیا لگتا ہے کیوں تھی وہ میرے گھر "ہیزل آنکھیں سامنے" والے کی بے بسی پر مسکرائی تھیں۔ مگر چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے۔ اس کے ہاتھ آزاد تھے۔

وہ بہت باکردار ہے، اگر تم مجھے اس سے بدظن کرنے کی کوشش کر "رہے ہو تو کوئی فائدہ نہیں ہونے والا، تم جانتے تھے وہ میری ہے پھر بھی

تم نے اسے اپنے گھر رکھا تمھاری ہمت کی داد دینی ہو گی " ایلفانے کہتے ہی اپنا خنجر ہاتیل کے بازوؤں میں مارا، ایک گہرا کٹ لگتے ہی وہ پیچھے ہو کر قہقہہ لگانے لگا۔ ہاتیل نے تکلیف پر ہونٹوں کو دانت میں دبایا تھا۔

تم سے کس نے کہا وہ تمھاری ہے، تم اس دنیا کے سب سے بے وقوف " انسان ہو، اسے کبھی حاصل نہیں کر سکو گے، تم مرکز زندہ بھی ہو جاؤ تب بھی نہیں، وہ ان لڑکیوں میں سے نہیں جنہیں اپنے باپ کے قاتل سے محبت ہو جاتی ہے

وہ سرد سا بولتا ایلفا کے قہقہے کو روک گیا تھا۔

ایلفانے آگے بڑھ کر اس کے گردن پر گرفت سخت کی "تم سب جانتے ہونا، سب کچھ، تو پھر اب یہ بھی جان لو کہ میں اسے حاصل کروں گا وہ میرے لئے اس دنیا میں آئی ہے وہ ہمیشہ میرے پاس رہی ہے، اسے ساری حقیقت میں خود بتا دوں گا، پھر میں اس سے شادی کروں گا اور

مشرقی لڑکیوں کو اپنے شوہر سے محبت ہو جاتی ہے "ایلفا نے اسکی ہیزل آنکھوں میں دیکھ کر کہا، وہ دونوں آنکھیں ایک جیسی وحشت لئے ہوئے تھی ایک جیسی آگ، ایک جیسے انسان کی محبت کا عکس، ایک ہی لڑکی کی سیاہ آنکھوں کا اسیر، رقابت کا احساس، ایلفا سے برداشت نہیں ہوا تھا اس لئے وہ اسے باور کروا رہا تھا کہ وہ اسکی ہے۔

پاک عورتیں بغیر مانگے نہیں ملتی، تمہیں بھی نہیں ملے گی "ہیزل" آنکھیں سرخ ہوئی تھی

مجھے سب کچھ بغیر مانگے ملا ہے وہ بھی مل جائیگی، تم صرف دیکھتے رہ جاؤ " گے، میں کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگتا مجھے جو چاہیے ہوتا ہے وہ میں خود حاصل کرتا ہوں " وہ کہتے ہی اٹھا تھا۔ ہابیل کو وہ ابھی نہیں مارنے والا تھا۔ وہ اسے تڑپا کر مارنے کا ارادہ رکھتا تھا "تمہارا یہ غرور تمہیں لے ڈوبے گا حیدر ملک، تم زلیل و خوار ہو گے، برباد ہو گے اب بھی وقت

ہے سمجھل جاؤ، اپنا گناہ قبول کرو میں تمہاری جان بچانے کی اور سزا کم کرنے کی اپیل کروں گا، امریش کے بارے میں سوچو اسے کس چیز کی سزا دی ہے تم نے، اللہ سے معافی مانگو، اب بھی وقت ہے، اپنا خاندان برباد مت کرو "ہیزل آنکھیں نم ہو رہی تھیں وہ انسان صرف دشمن نہیں اسکا کزن تھا اسکے خاندن کا حصہ تھا، فیملی تھا، امریش کی محبت تھا۔ ایلفا کے قدم جکڑ گئے تھے۔ مگر پھر وہ بغیر ر کے باہر نکلتا چلا گیا۔ وہ شور کی آواز پر اپنے روم کی طرف بڑھا تھا۔ اسنے روم کا دروازہ کھولا اور ایک کشن آکر اسکے منہ پر لگا تھا مگر وہ بغیر غصہ کئے اسکی طرف بڑھا، اسنے اندر سے روم لاک کیا، افراح نے سہم کر اسے دیکھا تھا۔ آج وہ روم میں دستک دیئے بغیر آگیا تھا۔ صد شکر وہ نقاب کئے ہوئے تھی وہ اب بھی ویسی ہی حالت میں تھی جیسے یہاں آئی تھی۔

پرنس کالم ڈاؤن میری بات سنو "وہ اسکے ہاتھ تھامتے بہت محبت"  
 سے بولا تھا۔ افراح نے جھٹکے سے ہاتھ آزاد کروائے اور حیدر کو دور  
 دھکیلا تھا۔

مجھے ہاتھ مت لگائیں، اور آپ نے روم لاک کیوں کیا ہے، مجھے آپ  
 کے ساتھ نہیں رہنا آپ کو اتنی سی بات سمجھ کیوں نہیں آرہی "وہ چیخی  
 تھی وہ رورہی تھی، وہ انسان جو کبھی اسے رونے نہیں دیتا تھا آج اس  
 کے رونے کی وجہ بن گیا تھا۔ اس کے بچوں کی طرح رونے پر ایلفانے  
 دروازہ ان لاک کیا تھا پھر چلتے ہوئے اس کے پاس رکا تھا۔ وہ دیوار سے  
 ٹیک لگائے کھڑی رورہی تھی، حیدر نے اپنے ہاتھ دیوار میں اس طرح  
 رکھے تھے کہ اب اسکی پرنس اس کے حصار میں تھی وہ بغیر اسے ہاتھ  
 لگائے اپنی قید میں لئے ہوئے تھا۔ "دنیا کا سارا حسن ایک طرف، اور  
 نقاب میں لپٹی تیری سیاہ آنکھیں ایک طرف" وہ دلکش سی آواز میں سر



گوشی کر رہا تھا۔ "پرنس آئی لو یو، میں تمہارے بغیر مر جاؤں گا پلینز مجھ سے شادی کر لو، میں تمہیں بہت محبت سے رکھوں گا کبھی کوئی تم تکلیف نہیں ہونے دوں گا، وعدہ کرتا ہوں، ایسے مت رو، پرنس جانتی ہو میں تمہیں روتا نہیں دیکھ سکتا، میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں، تھوڑا سا ترس کھاؤ مجھ پر "سنہری آنکھوں میں صرف سچائی اور محبت تھی۔" اگر واقعی آپ کو مجھ سے محبت ہے تو مجھے چھوڑ دیں، مجھ سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں۔ آپ ایک قاتل ہیں آپ نے اپنی ہی دوست کو قتل کیا اور پتا نہیں کیا کچھ کرتے پھرتے ہیں میں ایک قاتل اور گینگسٹر سے شادی کروں گی سیر یسلی، مجھے آپ سے صرف نفرت ہے "وہ بے پناہ نفرت لئے چیخی تھی۔

تمہیں کس نے بتایا کہ جیا کو میں نے مارا ہے "غصے سے اسکی رگیں تن گئی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا پرنس اسکی ڈارک سائیڈ دیکھے۔

رانا نکل نے انہوں نے سب بتایا، آپ انسان نہیں ہیں، ایک جانور " ہے جو کبھی بھی کسی کو بھی مار سکتا ہے۔ آپ ان سب چیزوں میں ملوث تھے آپ کو معلوم تھا شروع سے کہ جہانزیب ملک نے بابا کو مارا اور پھر بھی اپنے جھوٹ بولا ہے، آپ غلط کاموں میں ملوث ہیں اور دنیا کے سامنے اچھے بننے کا ڈرامہ کرتے ہیں۔ آپ بہت برے ہیں، آپ مر کیوں نہیں جاتے آپ نے سب برباد کیا میری بہن کو بھی اور اب مجھے " بھی کرنا چاہتے ہیں، آپ اپنے نفس کے غلام ہیں۔

ہاں ہوں میں برا، بلکہ میں بہت برا ہوں، مگر تمہارا ہوں پر نس، " جیانے ہمارا نکاح اسپونل کیا، تمہیں مارنا چاہا اور جو ایسا کرے گا وہ مرے گا جو تمہیں تکلیف دے گا وہ مرے گا، رانا نے تمہیں ہرٹ کیا، تمہیں مجھ سے دور کرنا چاہا، میں نے اسے بھی جلا کر مار دیا۔ ڈیڈ نے

تمہیں ہرٹ کیا تو وہ بھی اب تک مرچکے ہوں گے، اور تمہارے لئے  
پرنس صرف تمہارے لئے میں نے اپنے ڈیڈ کو بچانے کی کوششیں  
نہیں کی۔ عرش نے تمہیں مجھ سے چھیننے کی کوشش کی میں نے اسے  
بھی جلا کر مار دیا۔

جو بھی تمہیں مجھ سے دور کرے گا میں اسے قتل کر دوں گا اور میں یہ  
ساری زندگی کروں گا

مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا "وہ اس سے دور ہوتا اپنے ایک ایک برے  
عمال بتانے لگا اور فخر سے بتا رہا تھا۔ اسے کوئی شرمندگی نہیں تھی۔ وہ  
آگے بھی یہی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

افراح نے نفرت سے اسے دیکھا، سیاہ آنکھوں میں صرف نفرت تھی،  
اور دل اس کے انکشاف پر کانپ رہا تھا۔ مطلب وہ نہیں جانتا تھا کہ

عرش ہی ہابیل ہے اوہ اللہ اگر اسے پتا چلا تو وہ ہابیل کو بھی مار دے گا۔  
اسے اب بھی لگتا ہے کہ عرش مر چکا ہے۔

آپ کو اللہ کا خوف نہیں ہے، آپ ہوتے کون ہیں انسانوں کی جان "  
لینے والے آپ کو کس نے حق دیا کسی کا قتل کرنے کا، آپ کو اللہ  
عذاب دے گا آپ نے لوگوں کے گھر برباد کئے اور ماؤں سے ان کی  
اولاد چھینی آپ نے معصوموں کو قتل کیا، آئی ہیٹ یو" وہ کہتے ہی اپنے  
عبایا کے پاکٹ سے پسٹل نکال چکی تھی اور حیدر کے اوپر تان کر کھڑی  
ہوئی تھی۔ حیدر نے اتنی معصومیت اور بہادری پر آئبر واچکائی۔ وہ اپنی  
پرنس کی ہر ادا پر فدا تھا۔ وہ دیوانہ تھا۔

مار دو پر انس، ویسے بھی اگر تم میرے پاس نہیں ہوگی تو میں مر ہی "  
جاؤں گا اس سے بہتر ہے تمہارے ہاتھوں سے مروں، شوٹ می "وہ  
بلکل سامنے سنہری آنکھوں سے مسکراتے ہوئے نرمی سے بولا تھا۔

افراح کا چھوٹا سانا زک ہاتھ کانپ گیا تھا وہ کسی کا قتل نہیں کر سکتی تھی، اور اپنے اس کزن کا بلکل نہیں جس نے بچپن سے اسکا ساتھ دیا ہو محبت اور عزت دی ہو، اس کے آنسو نقاب میں جذب ہو رہے تھے۔

جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے پسٹل چھوٹ کر نیچے گری تھی پھر وہ خود بھی نیچے بیٹھتی چلی گئی، حیدر اس کے سامنے ہی نیچے بیٹھ گیا تھا۔ کہاں کا غرور اور کہاں کی انا، وہ اپنی پر نس کے لئے گندی زمین پر بھی بیٹھ جائے وہ اپنی پر نس کے لئے فقیر بھی بن جائے، وہ برانڈڈ سوٹس اور لاکھوں، کروڑوں کی چیزیں استعمال کرنے والا اس نازک سی لڑکی کے آگے جھک جاتا تھا، ہر چیز فراموش کر جاتا تھا، یہ محبت ہی تھی جو اس کی عزت نفس مار دیتی تھی۔ یہ محبت تھی جو اسے ہر چیز بھلا دیتی تھی خود کی ذات بھی۔۔۔۔۔" میں جانتا تھا پر نس تم مجھے نہیں مار سکتی تم مجھ سے محبت کرتی ہو، تم مجھے چاہتی ہو، تم مجھے کبھی نہیں مار سکتی، میں نے سب



بتا دیا بس ایک بات نہیں بتائی میں وہ بھی بتانا چاہتا ہوں تاکہ تم سب جان جاؤ اور پھر ہم سب بھول کر اپنی نئی زندگی شروع کریں گے " وہ بولتا جا رہا تھا اور افراح خانزادہ کی نظریں اس کی ہوڈی میں موجود خنجر پر تھیں، خنجر پر نہیں خنجر پر بنی سیاہ آنکھوں پر، وہ آنکھیں اس کی تھیں ہو بہو اس جیسی آنکھیں اتنی خوبصورت کہ کوئی دیکھے تو نظریں نہ ہٹائے وہ خود بھی دیکھتی چلی گئی، مگر وہ حیدر کو بھی سن رہی تھی " ڈیڈ نے ماموں کو مارا کیونکہ وہ ہماری حقیقت سے واقف ہو گئے تھے۔ میں انہیں بچانا چاہتا تھا صرف تمہارے لئے، مگر وہ کومہ میں چلے گئے سب ٹھیک ہو گیا ہماری شادی ہونے والی تھی مگر جب میں واپس آیا تو تم کسی اور کی ہو گئی، تم نے کیسے مجھے دھوکہ دیا پر نس جب تم گئی تھیں میں تو کسی اور کا نہیں ہوا پھر تم نے کیسے عرش سے نکاح کیا اور یہ سب ماموں نے کروایا انہوں نے تمہیں مجھ سے دور کیا میں نے انہیں زہر دے دیا،

انہیں نے میری پرنس کسی اور کودے کر غلط کیا اس لئے میں نے انہیں مار دیا انہوں نے تمہیں مجھ سے دور کیا پرنس۔ "وہ خاموش ہوا تو سیاہ آنکھوں نے کرب بھری نظروں سے اسے دیکھا آنسو غائب ہو گئے تھے۔

انہوں نے تمہیں مجھ سے چھیننا چاہا انہوں نے غلط کیا میرے ساتھ، "جو تمہیں مجھ سے دور کرے گا میں اسے مار دوں گا اس لئے میں نے انہیں مار دیا، وہ اسی لائق تھے "وہ کہہ کر خاموش ہوا تھا اور سیاہ آنکھیں ویران، پھر ان آنکھوں میں سرخی پھیلی پھر وہ سیاہ آنکھیں بالکل بدل گئی جیسے کوئی اور ہو، اس کا چہرہ اسفیر ہو چکا تھا۔ اس کی نازک ہاتھوں نے وہ خنجر کھینچ کر نکالا اور بغیر انجام سوچے، بغیر کسی کی پرواہ کئے حیدر ملک کے سینے میں اتار دیا، اس نے یہ اتنی جلدی میں کیا تھا کہ حیدر خود کو بچا بھی نہیں سکا تھا وہ اس حملے کے لئے تیار نہیں تھا۔ وہ اسے مارنے کے

بعد رکى نهى تهى وهاں سه نكل گئى تهى۔ حيدر كى آنكهى بے يقين تهى، اس سياه آنكهوں والى لڑكى كادل اور آنكهى خون كے آنسور ورهے تھے۔ اب وه صرف ايك بٹى تهى جس نے اپنا بدلہ ليا تھا، وه چلتے هوئے كى طرف آگئى تهى۔ باهر سه گوليوں كى چلنے كى محل كے بىك سائيڈ آوازيں، پوليس اور آرمى كے لوگ محل ميں داخل هور هے تھے۔ سب ختم هونے جارها تھا، وه اطراف ميں هونے والے هنگامے سه بے خبر بھاگ رهى تهى، سب سه دور اس دنيا سه دور، رات كے سائے پھيل چكے تھے وه كچھ نهى ديكھ پار هى تهى وه بس بھاگ رهى تهى۔ وه اس دنيا سه تھك چكى تهى اسے اپنوں نے توڑ ديا تھا۔ اس محل كا بادشاه اب بهى اپنے روم ميں ليٹا بے يقين تھا، خنجر اب بهى اس كے سينے ميں موجود تھا، وه اس دل كو مار گئى تهى جس دل ميں وه خود آبا تهى، كوئى اپنے رهنے كى جگه كو بهى برباد كرتا هے بھلا، هاں افراح خانزاده كرتى هے، مگر نهى اس

تکلیف کے بعد بھی محبت باقی تھی۔ وہ شدید تکلیف میں ہونے کے باوجود اپنی پرسکون کو یاد کر رہا تھا وہ اب بھی اسکی محبت تھی۔ وہ اسے یاد کرتے مسکرایا اور آنکھیں موند لیں، شاید ہمیشہ کے لئے، اپنے محبوب کے ہاتھوں مرنا کسی کو نصیب نہیں ہوتا مگر اسے نصیب ہو گیا تھا۔

.....

آج اس نفس کی جنگ اور راہ ہدایت سے گزرتے افراح خانزادہ کے دو سال گزر گئے تھے۔ وہ ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی۔ بلیک کلر کا پٹھانی لباس پہنے سیاہ بالوں کو پونی میں قید کئے، چہرے پر نور تھا مگر سیاہ آنکھیں غمگین نظر آتی تھیں۔ اور پچھلے ایک سال سے وہ آنکھیں نہیں مسکرائی تھی، صرف ہونٹ مسکراتے تھے۔ وہ خان حویلی کی اکلوتی بہو تھی۔ امریش کی مورے کاچھ مہینے پہلے انتقال ہوا تھا۔ اب ساری حویلی



کا نظام وہ خود چلاتی تھی۔ آس پاس کے لوگ اس سے خوش اور مطمئن تھے وہ ان کے لئے بہت ہمدرد اور رحم دل ثابت ہوئی تھی۔ ہابیل خانزادہ وہاں آتا تھا مگر وہ ایک سال سے اس سے ناراض تھی نہ ملتی تھی نہ بات کرتی تھی اور نہ دیکھا تھا۔ وہ اس ہیزل آنکھوں والے لڑکے کو سزا دے رہی تھی۔ وہ ہیزل آنکھیں اسے یاد آتی تھیں مگر وہ ضدی تھی اور یہ بات وہ ثابت کر گئی تھی۔ وہ کافی مہینوں بعد آتا اسے منانے کی کوشش کرتا مگر وہ ظالم تھی، وہ نہیں مانتی تھی، اور پھر میجر ہابیل خانزادہ دوبارہ اپنے کسی مشن پر نکل جاتا، وہ دونوں اپنی جگہ رک چکے تھے آگے نہیں بڑھے تھے۔ اسکا شوہر اس ایک سال میں روز اسے اسکے فیورٹ پھولوں کا بکے بھیجتا تھا۔ روز صبح اس کے سرہانے وہ پھول موجود ہوتے تھے جنہیں وہ بغیر دیکھے کسی بچے کو پکڑا دیتی تھی۔ اس شہزادی سے امریش اور باقی سب ملنے آتے تھے اسے سمجھاتے تھے مگر وہ ٹھہری



ضدی، اسنے نہیں ماننا تھا اور وہ نہیں مانی تھی۔ وہ نیچے آئی تو نوری نے اسے رسیور پکڑا کر کہا تھا "افراح آپ کی بھائی کی کال ہے" ہم افراح نے کہتے ہی فون کان سے لگایا اور سلام کیا۔ دوسری طرف فاخر غصے سے تلملارہا تھا۔ "تمہارے بھائی کی کل شادی ہے اور تم اب تک میرے پاس نہیں پہنچی ہو کیا ایسی ہوتی ہیں بہنیں، زرا مجھے بتانا پسند کرو گی کہ تم آرہی ہو یا نہیں تاکہ میں انتظار نہ کروں" افراح نے اسکی بات پر گہری سانس لی

اگر وہ نہیں آرہا ہے تو میں آؤ گی "فاخر نے اسکی بات کا مطلب سمجھتے" غصے سے فون کو گھورا جیسے وہ افراح ہو "ہابیل بھائی نہیں آرہے ان کی چھٹی نہیں ہے اب تم آرہی ہو یا اب بھی کوئی بہانا کرنا ہے" افراح نے اسکی بات سنتے شکر کا سانس لیا، "ٹھیک ہے میں شام تک آؤ گی، میرا روم ریڈی کروادینا" وہ کہتے ہی کال ڈسکنیکٹ کر گئی تھی۔ وہ سب سے

الگ ہو کر رہ گئی تھی۔ کیونکہ سب نے اس سے جھوٹ بولا تھا دھوکا دیا تھا۔ اور سب زیادہ قصور وار ہابیل خان زادہ تھا۔ وہ اسے نہیں دیکھنا چاہتی تھی اگر دیکھ لیتی تو ضد پر قائم کیسے رہتی۔

انا وفا سے زیادہ ہے اس میں روٹھ کے دیکھ  
~ کسی کا ہاتھ پکڑ لے گا تیرے پیر نہیں

فاخر نے اپنے سامنے بیٹھے امریش اور ہادی سے نظریں چرائی۔ "میں چاہتا ہوں وہ دونوں مل لیں اور اسکے لئے مجھے جھوٹ بولنا پڑے تو میں بولوں گا آپ، وہ غلط کر رہی ہے خود کے ساتھ بھی اور بھائی کے ساتھ بھی اور میں ایسا نہیں ہونے دوں گا اب بس ہو گئی ہے میری،" فاخر نے کہتے ہی امریش کی گود سے حنان ملک کو لیا، اور اپنے روم کی طرف بڑھ

گیا، وہ ان کے گھر کا لاڈلہ بچہ تھا سنہری آنکھوں والا خوبصورت حنان ملک، وہ انتہائی عصبیہ اور موڈی تھا۔ فاخر نے اسے اپنے بیڈ پر کشن کے ساتھ ٹیک لگاتے بٹھایا اور ایک اچھی سی فلم لگائی اب وہ دونوں فلم دیکھنے میں محو تھے۔ وہ بچہ ضرور تھا مگر وہ کارٹون نہیں دیکھتا تھا وہ بہت موڈی تھا، کل فاخر خان کی شادی تھی، اس عرصے میں بہت کچھ بدلہ تھا فاخر اور لیلہ کا رشتہ بھی بدلہ تھا وہ اس ایک سال میں اسے ہر حقیقت سے گیا تھا کہ اسے صنم سے دوستی بھی لیلہ کی آگاہ کر گیا تھا وہ اسے یقین دلا وجہ سے کی تھی وہ زیادہ باتیں بھی لیلہ کی کرتا تھا وہ اسے شروع سے پسند کرتا تھا۔ وہ صنم کو صرف دوست سمجھتا تھا اور لیلہ نے اس کی ایک سال کی محنت کے بعد اسے ہاں کی تھی لیلہ کے گھر والے تو بہت پہلے سے راضی تھے۔ اب ان کا کل بارات کا فنکشن تھا، نکاح ان کا پہلے ہو

چکا تھا۔ فاریہ خان بستر سے لگ چکی تھیں اتنے غم اور صدمے نے انہیں کسی حال میں نہیں چھوڑا تھا۔

امریش کو حیدر نے ڈائیسورس نہیں دی تھی اور نہ اس نے کھلا لینے کی کوشش کی تھی۔ حیدر ملک جیل میں تھا اسے بہت جلد پھانسی ہونے والی تھی، وہ سخت سیکیورٹی میں کال کو ٹھہری میں بند تھا۔ میجر ہابیل خان زادہ نے اسے گٹھنے پر گولی ماری تھی وہ معزور ہو چکا تھا وہ اب بھاگ نہیں سکتا تھا، اسے حد سے مار چر کرنے کے بعد بھی اسے امریش کو طلاق نہیں دی تھی۔ اسکے سارے ساتھ پکڑے جا چکے تھے سوائے شبلی کے، کیونکہ وہ بے گناہ تھا اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملا تھا وہ صرف سیکریٹری تھا۔ اب اسکی ذمہ داری صرف حنان ملک تھا۔ مسز جہانزیب کو دورے پڑتے تھے وہ یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکی تھی۔ وہ اپنا اکلوتا بیٹا اور شوہر کھو چکی تھیں۔ انہیں اگر اب کسی سے محبت تھی

تو وہ حنان ملک تھا۔ وہ امریش کو کچھ نہیں کہتی تھی مگر افراح خانزادہ اور بد دعائیں باقی کسی کو بھی دیکھ کر انہیں دورے پڑتے تھے۔ وہ چیخ چیخ کر اور گالیاں دیتی تھی۔ اس لئے افراح نے وہاں آنا چھوڑ دیا تھا۔

آپ کھلا کیوں نہیں لیتی اس سے؟ "ہادی کی آواز پر امریش نے چلتے" چلتے رکتے ہوئے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔ "آپ روز ایک ہی سوال کیوں کرتے ہیں ہم سے؟ امریش نے بے تاثر لہجے سے پوچھا یہ سوال وہ ایک سال میں سو بار اس سے پوچھ چکا تھا۔

آپ جواب کیوں نہیں دیتی؟ "ہادی اب اس کے سامنے کھڑا تھا اپنے" کرلی بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے وہ جواب کے انتظار میں تھا۔ آپ جو چاہتے ہیں وہ نہیں ہو سکتا، ہم اگر ان سے علیحدہ ہو جائیں تب" بھی ہم کسی سے شادی نہیں کریں گے "وہ کہتے ہی آگے بڑھ گئی تھی وہ



جانتی تھی وہ مخلص انسان اسے چاہنے لگا ہے مگر وہ ہادی شاہ کے لئے کچھ نہیں کر سکتی تھی، وہ بس ایک زندہ لاش تھی وہ خود کو ہادی کے لائق نہیں سمجھتی تھی۔ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ خوش تھی اب اسے کسی کی ضرورت نہیں تھی۔

کسی معصوم کا دل توڑنے سے گناہ ملتا ہے "ہادی شاہ کے کہنے پر بھی وہ" کچھ نہیں بولی اور آگے جانے لگی تو ہادی شاہ نے اونچی آواز میں کہا "میں اگر شادی کروں گا تو صرف آپ سے کروں گا ورنہ کنوارا امر جاؤ گا" امریش سن کر بھی انجان بنتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

-----

ان اندھیر سلاخوں میں ایک وجود ملگجے سے حلیے میں خاموش بیٹھا تھا۔  
 ان جیل کی دیواروں نے اس کے دھاڑیں مار کر رونے کی آوازیں بھی  
 سنی تھی اور اب اس کی خاموشی بھی سنتے تھے۔ بھورے رنگ کے  
 شلوار قمیض میں لمبے بال اور ہلکوں زدہ سنہری آنکھیں لئے دیوار سے سر  
 ٹکائے وہ ایک غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔ وہ جب سے یہاں آیا تھا،  
 تب سے اس نے صرف ہابیل سے بات کی تھی اس نے اپنے سارے  
 انڈر ورلڈ کے راز بھی اسے بتا دیئے تھے۔ وہ نہ بھی قبول کرتا تب بھی وہ  
 افراح خانزادہ کے سامنے اپنا جرم بہت پہلے قبول کر چکا تھا، اس لاکٹ  
 کے زیرِ یے ہابیل نے سارا ریکارڈ آر می ہیڈ کوارٹر میں جمع کروایا تھا۔ کچھ  
 مہینے بعد اسے پھانسی ہونی تھی۔ اس نے یہاں آکر صرف ایک درخواست  
 کی تھی کہ اسے پرنس سے ملنا ہے مگر کسی نے اسکی نہیں سنی تھی۔ وہ  
 اپنے پیروں سے معزور ہو چکا تھا وہ اب کبھی ٹھیک طرح چل نہیں سکتا

تھا۔ ہابیل کے علاوہ کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ محلوں میں رہنے والا غرور اور تکبر کی مثال آج بے بس اور بے یار و مددگار تھا۔ وہ اپنے ناخنوں سے زمین پر کچھ لکھ رہا تھا تبھی ہیزل آنکھوں والا میجر سلاخ کے اندر داخل ہوا اور اس کے بالکل سامنے آ بیٹھا۔ وہ اپنے اصل حلیے میں تھا۔ ہیزل آنکھیں، گالوں پر ڈمپل، گردن تک آتے خوبصورت بال، ہلکی برڈ، آرمی یونیفارم میں وہ ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ مگر آنکھیں کچھ اداس سی تھیں۔ وجہ اسکی ضدی بیوی تھی۔۔۔۔

تمھاری کاربن کاپی اس دنیا میں آگئی ہے میں نے سوچا تمھاری پھانسی " سے پہلے تمھیں اس سے ملا دوں " حیدر ملک ہابیل خانزادہ کی حقیقت جان گیا تھا اس عرصے میں۔۔۔۔ حیدر نے کوئی جواب نہیں دیا وہ بس اپنے کام میں مصروف تھا اسنے نظریں تک نہیں اٹھائی تھی۔

تمھاری کوئی آخری خواہش ہے تو بتاؤ، میں پوری کرنے کی کوشش کروں گا آخر تم میرے کزن بھی ہو "ہائیل نے اب کی بار اسے متوجہ کرنا چاہا۔

مجھے پرنس سے ملنا ہے، کیا پوری کر سکتے ہو یہ خواہش "حیدر نے اپنے کام میں مصروف ہوتے کہا تھا۔

میری بیوی کے بارے میں کوئی بکواس نہیں حیدر ورنہ تمھاری پھانسی "آج ہی کروادوں گا، اگر امریش سے ملنا ہے تو میں ملا سکتا ہوں۔ ہیزل آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں۔

جب میں نے تمھیں جلا دیا تھا تو تم زندہ کیسے ہوئے، تم نیویارک تھے "پھر تم کیسے پرنس سے نکاح کرنے پہنچے، آخر تم کہف کیسے بنے، تم نے اسے مجھ سے چھینا "وہ چیخ نہیں رہا تھا وہ بس پوچھ رہا تھا۔

میں تمھاری یہ خواہش پوری کر سکتا ہوں کیونکہ میرا یہ مشن ختم ہو " چکا ہے، مگر میری بیوی کے لئے اب ایک لفظ بھی بولو گے تو تمھارا دوسرا پیر بھی توڑ دوں گا۔ " ہابیل خانزادہ نے اس کے زمین پر چلتے ہاتھ روکے تھے۔ وہ اپنا ناخن توڑ چکا تھا۔ "میں نیویارک تھا اپنے میشن کے سلسلے میں تب مجھے کال آئی تھی کرنل کی طرف سے کہ میرا کزن اور میری فیملی کے کچھ لوگ انڈر ورلڈ سے ہیں، اور وہ مشن کسی اور آفسر کو دے دیا گیا تھا۔ مگر میری ضد پر انہوں نے میرے نیویارک کا مشن کسی اور کو دیا اور ایلفا کا مشن مجھے ملا، میں نہیں چاہتا تھا اس مشن کے دوران میری فیملی کو نقصان ہو میں کسی بھی طرح افراح خانزادہ کو محفوظ کرنا چاہتا تھا وہ میری کزن تھی اور تم ایلفا میں ہر گز اسے تمھارے حوالے نہیں کر سکتا تھا۔ میں پاکستان آگیا۔ میں نے قیدی بن کر تمھارے تھا جاننے کی کوشش کی، سرنگ میں دو مہینے گزارے، جتنا جان سکتا



اور اس دوران تم منگنی کر رہے تھے۔ میں منگنی روکنا بھی نہیں چاہتا تھا کیونکہ پھر تمہیں شک ہو جاتا۔ سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا مگر تمہارے ڈیڈ نے سب خراب کیا۔

افراح سے تم نے زبردستی شادی کرنی چاہی پھر وہ تمہیں چھوڑ کر سوات جا رہی تھی مگر تمہاری دوست نے اسے کڈنیپ کروایا اور جہاں ہم قید تھے وہیں اسے بھی قید کر دیا تھا۔ میں حیران تھا اس وقت میرا دل چاہا تھا سب برباد کر دوں تمہیں مار دوں، مجھے اس لڑکی پر بھی بہت غصہ تھا۔ مگر میں نے حفاظت سے اسے حویلی پہنچا دیا۔ پھر سب ٹھیک ہو گیا۔ ماموں سب بھول چکے تھے مگر وہ بول سکتے تھے۔ میں نے انہیں خاموش رہنے کا کہا تھا۔ اور انہوں نے ایسا کیا۔ پھر تم نے دوبارہ اس سے شادی کرنی چاہی مجھے کسی بھی حال میں شادی روکنی تھی۔ میں تمہیں مار نہیں سکتا تھا میرا مشن خراب ہو جاتا اس لئے میں نے ایلین کو بتا دیا

کہ افراح خانزادہ کو جیانے کڈنیپ کیا تھا، پلان کے مطابق تم اسے مارنے پہنچے جیارانا تمہیں چاہتی تھی اس نے تمہیں واپس نہیں آنے دیا پر مجھے نکاح کرنا پڑا۔ میں بس شادی روکنا چاہتا تھا مگر ماموں کے اصرار میں رخصتی کے لئے بھی تیار نہیں تھا مگر پھر ماموں کی وجہ سے میں اسے ساتھ لے گیا۔ میری لئے چہرے بدلنا آواز بدلنا کچھ بھی مشکل نہیں وہ مجھے نہیں جان سکی نہ تم جان سکے۔ میں بھول گیا تھا تمہاری فطرت میں ہے بدلہ لینا، میں نے اپنی ایک کزن کو بچایا تو تم نے دوسری کو برباد کر دیا، وہ میری منگیتر نہیں تھی ہماری صرف بات پکی ہوئی تھی پھر بھی تم نے امریش کو تکلیف دی، جب تم نے مجھے ملنے بلایا میں نے جان بوجھ کر تمہیں غصہ دلایا تاکہ تم چلے جاؤ پھر تمہاری آدمیوں کو ٹھکانے لگانا میرے لیے مشکل نہیں تھا، میں نے خود اپنی بائیک جلائی اور ایک آدمی کو بھی، پھر اسی کے موبائل سے ویڈیو بنا کر تمہیں سینڈ کی

تاکہ تم میری طرف سے بے فکر ہو جاؤ اور تم ہو بھی گئے، تمہاری وجہ سے مجھے اپنی بانیک جلائی پڑی، میری کزن کو تم نے زبردستی ساتھ رکھا تم سے بدلہ لیا تمہارے سارے ملین کے مال جلا۔ پھر میں نے بھی دیئے، سب قیدیوں کو آزاد کر دیا، تمہارا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ افراح اپنے گھر محفوظ تھی میں تب تک اتنا جان چکا تھا کہ تم ساری دنیا کو تکلیف دے سکتے ہو مار سکتے ہو مگر اسے نہیں، اس لئے میں نے اسے وہاں چھوڑ دیا، میں افراح خانزادہ کے حوالے سے بے فکر ہو گیا۔

امریش کو تمہاری قید سے بھگانے کی کوشش کی مگر وہ ایسا نہیں چاہتی تھی، تم نے سہی کہا تھا مشرقی لڑکیوں کو شوہر سے محبت ہو جاتی ہے، اسے بھی تم جیسے ظالم سے ہو گئی۔ مجھے کسی بھی طرح تمہارے محل تک پہنچنا تھا اس لئے میں کہف بن گیا میرے ایک لمبھینٹ نے کہف کو سعودی عرب میں پکڑ لیا تھا، میں بالکل تیاری اور اس کی طرح کا بن کر

تمہارے پاس آیا تم سب نے یقین کیا مگر تم شک کر گئے تھے مجھ پر، تم نے مجھے ٹارچر کیا میں نے برداشت کیا۔ کیونکہ مجھے اپنا مشن کمپلیٹ کرنا تھا۔ اور پھر رانا نے اپنی بیٹی کا بدلہ میری بیوی سے لیا۔ اس گھٹیا آدمی نے ان وحشی عورتوں میں اسے پھینک دیا۔ میں تب تمہارے ساتھ تھا، مگر میں نے سب چھوڑا اور اسے بچانے آیا اس مشن سے زیادہ ضروری تھا اسے بچانا وہ میری ذمہ داری تھی، وہ میری زندگی تھی اس دنیا میں میرا واحد قیمتی رشتہ۔ مگر میں دیر سے پہنچا تھا تب میں نے فیصلہ کر لیا تھا میں اسے اپنے پاس رکھوں گا، تم پاگل ہو گئے اور تب مجھے مزا آیا تھا تم بے بس تھے تم تڑپ رہے تھے تم نے رانا کو مار دیا۔ اپنے باپ کی خبر نہیں لی۔ تم ہر چیز سے بے گانہ ہو کر اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈنے لگے۔ تم انڈر ورلڈ کے بادشاہ تھے تم نے واقعہ ڈھونڈ لیا۔ میں اس دن تمہیں پکڑ کر اپنے ساتھ لاتا مگر جب تم نے کہا وہ تمہارے پاس ہے



تب میں نے اپنا پلان چیلنج کر دیا مجھے بھی تمہارے ساتھ جانا تھا میں اپنی مجھے نہیں جان سکے بیوی تمہارے پاس نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ تم تب بھی تھے۔ تمہیں لگا میں صرف سیکریٹ لیجینٹ ہوں تم نہیں سمجھے کہ وہ اپنے شوہر کے گھر تھی۔ تمہیں لگا سب ٹھیک ہو گیا مگر وہ تمہیں توڑ گئی وہ تمہیں مار چکی تھی، وہ امریش نہیں تھی جس نے تمہیں قاتل جانتے ہوئے بھی قبول کیا اور محبت کی، وہ مسز ہانیل تھی اسنے اپنے باپ کے قاتل سے بدلہ لیا۔ میں ساری تیاری کر چکا تھا آرمی اور پولیس تمہارے محل کے باہر تھی۔ تمہارے محل کے اندر کے آدھے لوگ میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے مجھے نکال دیا میں اپنی راپنزل کو لے کر وہاں سے چلا گیا اور تم یہاں آ گئے۔ اور آج تم اس قید میں موجود ہو "ہانیل کہہ کر خاموش ہو چکا تھا۔



وہ تمہیں کیوں ملی، میں اس کے لئے سب کو مار سکتا تھا تم اس کے لئے " کیا کر سکتے تھے " حیدر ملک کے ہونٹ کپکپا رہے تھے۔

تم اس کے لئے سب کو مار سکتے ہو، ہابیل خان زادہ اس کے لئے مر سکتا " ہے، میں اس کے لئے مرا ہوں، کیا تم مر سکتے ہو، تم نہیں مر سکتے تم بزدل ہو " ہابیل کہہ کراٹھ کھڑا ہوا، شبلی اور حنان باہر اسکا انتظار کر رہے تھے۔ وہ چلا گیا تو حیدر کی سنہری آنکھوں سے ایک آنسو ٹپکا۔ ہابیل کے اندر آنے پر اسے ایک بچے کی آواز آنا شروع ہوئی، حیدر نے سر نہیں اٹھایا۔ وہ حنان ملک تھا جو ہابیل کی گود میں ہاتھ پیر چلا رہا تھا وہ چاہ رہا تھا اسے نیچے اتار دیا جائے، اس بچے کو پسند نہیں تھا کوئی اسے گود میں اٹھائے رکھے وہ تو امریش کی گود میں بھی نہیں رہتا تھا زیادہ دیر، اسے اپنے بل بوتے پر چلنا پسند تھا۔ وہ ابھی اتنا چھوٹا تھا مگر پھر بھی سیلف رسپیکٹ اسکی

بہت اونچی تھی۔ وہ کبھی آنسو سے نہیں روتا تھا۔ وہ بغیر آنسو کے چیخ چیخ کر روتا تھا۔ اور ملک پیلس اس کی چیخوں سے گونج اٹھتا تھا۔ ہابیل نے حیدر ملک کی ڈھیٹ اولاد کو نیچے زمین پر بلکل حیدر کے سامنے بٹھایا۔ اور خود وہیں ایک دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔ اس کی ہیزل آنکھوں میں حیدر کے لئے نہیں حنان ملک کے لئے افسوس تھا، ہمدردی تھی، محبت تھی۔ وہ حنان ملک تھا جسے ہابیل خانزادہ بہت چاہتا تھا۔ حیدر نے نظریں اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھے اپنی کاربن کاپی کو دیکھا وہ دکھنے میں بلکل اس جیسا تھا، بس وہ اندر سے اس جیسا نہ ہو۔ حیدر نے ہاتھ بڑھا کر اس چھوٹے سے وجود کو سینے سے لگایا تھا۔ وہ بغیر آواز کے رورہا تھا، یہ وہ اولاد تھی جسے اسے بروکن فیملی دی تھی۔ آج وہ بچہ صرف اسکی وجہ سے بغیر باپ کے پل رہا تھا، حیدر نے اسکا ہر نقش شدت سے چوما تھا۔ اب حیدر ملک اسے دیکھ رہا تھا۔ سنہری آنکھیں جن سے وہ ٹکر ٹکر اپنے

سامنے بیٹھے انسان کو دیکھ رہا تھا۔ سرخ ہونٹ اور مغرور ناک، پھولے اور ماتھے پر بل، حیدر اسے دیکھتے آج سال بعد مسکرایا تھا ہوئے رخسار۔ "اسے غصہ بہت آتا ہے جیسے کہیں کانواب ہو اور ہم سب اس کے غلام" ہابیل نے حنان کی شان میں قصیدہ پڑھتے حنان کو دوبارا گود میں اٹھالیا تھا، رات ہو گئی تھی اسے گھر جانا تھا ویسے بھی امریش کی بہت کالز آچکی تھیں۔ حنان نے دوبارا خود کو گود میں دیکھتے ہاتھ پیر ہلانے شروع کر دیئے تھے۔ "اس سے کہنا مجھے معاف کر دے، اور چاہے تو مجھے چھوڑ سکتی ہے، میری طرف سے وہ اپنے فیصلے میں آزاد ہے۔ میں اسے طلاق نہیں دے سکتا یہ میرے بس میں نہیں، مگر وہ چاہے تو الگ ہو جائے۔ اور میرے بیٹے کو مجھ جیسا مت بننے دینا میں تم سے التجا کرتا ہوں اسے دوسرا حیدر ملک مت بننے دینا عرش۔" ہابیل نے اسکی ساری بات سنتے باہر قدم بڑھا دیئے تھے۔ اپنے پیچھے اسے حیدر کی سسکیاں سنائی دے

میں ہی تھی۔ رہی تھیں۔ وہ جب ملک پیلس پہنچا تو امریش اس کے انتظار امریش نے فوراً حنان کو لے کر پیار کیا تھا "اس نے تنگ تو نہیں کیا آپ کو" امریش نے پوچھا وہ جانتی تھی اس کا بچہ شریف ہر گز نہیں "بلکل بھی نہیں بہت ہی سعادت مند بچہ ہے، اسے سلا دو بہت محنت کی ہے آج حنان ملک نے "ہائیل نے منہ بسور کر کہا تھا وہی جانتا تھا سارا دن حنان نے کتنا تنگ کیا تھا۔ ہائیل وہاں سے نکل کر خان پیلس آ گیا تھا۔ وہ جب بھی کراچی آتا تھا، تو افراح کے گھر میں اپنی بیوی کے روم میں رہتا تھا آج بھی اس کا یہی ارادہ تھا، ویسے بھی کل شادی تھی تو اسے فلحال کچھ دن یہی رکنا تھا، پھر ایک ہفتے بعد اس کی انگلینڈ کی فلائٹ تھی۔ اس نے لاونچ میں قدم بڑھائے، جہاں ہادی اور فاخر بیٹھے میچ دیکھ رہے تھے۔ ہائیل نے ہادی کے ساتھ بیٹھتے ریموٹ پکڑ کر ایل ای ڈی بند کیا۔ "یہ تم دونوں اتنی دیر تک جاگ کیوں رہے ہو" ہائیل نے حیرانگی سے پوچھا



، اس وقت تک فاخر اور ہادی اپنے روم میں ہوتے تھے۔ "ہمارا جاگنا سمجھ میں آتا ہے ہم دونوں کنوارے ہیں، تم کس خوشی میں اب تک جاگ رہے ہو" ہادی نے منہ پر بے عزتی کی تھی بے چارے کی۔ اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔ "میں سونے جا رہے ہوں،" ہابیل نے گہری سانس لیتے اپنے روم (افراح کے روم) کی طرف قدم بڑھائے۔

خانزادہ تمھارے لئے ایک سرپرائز ہے، مگر وہ سرپرائز ہو سکتا ہے "تمھیں ایکسیپٹ نہ کرے، اور ہو سکتا ہے آج تمھیں لاونچ میں سونا پڑے، اور ہو سکتا ہے تم زخمی حالت میں کمرے سے نکالے جاؤ" ہادی نے ہنستے ہوئے ہابیل کو حیران کیا تھا۔ ہابیل نے اسکی بات پر اپنے قدم واپس موڑے اور فاخر تک آیا۔ "کیا سچ میں وہ آئی ہے" ہابیل کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ "ہاں مگر اسے پتا نہیں ہے کہ آپ بھی آنے والے ہیں اسے میں نے یہ ہی بولا ہے کہ آپ شادی میں نہیں آرہے"



فاخر نے ہابیل کو حقیقت سے آگاہ کیا۔ ہابیل نے بغیر ان دونوں کو کوئی جواب دیئے چہرے پر انوکھی چمک لئے اپنے روم کی طرف بڑھا، "آج ایک میجر اپنے کمرے سے بے دخل ہوگا" ہادی نے پیچھے سے قہقہہ لگاتے کہا۔ افراح خانزادہ عصر کے وقت خان پیلس آئی تھی، وہ سب مہمانوں سے ملنے اور کھانا کھا کر اپنے روم میں چلی گئی تھی۔ وہ مطمئن اسکا شوہر شادی میں نہیں آرہا۔ تھی کہ میجر ہابیل نے روم میں قدم رکھا تو ہر طرف گھپ اندھیرا تھا، روم کی کھڑکیاں تک بند تھیں، اسکی راپنزل کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔ مگر ڈریسنگ روم کی لائٹس آن تھیں۔ یقیناً وہ چینج کر رہی تھی۔ ہابیل لائٹس آن کئے بغیر بیڈ پر لیٹ گیا۔ اب وہ اسکا انتظار کر رہا تھا۔ اسے یقین تھا اسکی بیوی اسے دیکھتے ہی کوئی چیز اٹھا کر مارے گی مگر وہ آج اس سب کے لئے تیار تھا وہ اسے آج منا کر ہی جائے گا وہ سوچ چکا تھا۔

تھوڑے دیر بعد ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا اور اسکی راپنزل بغیر کسی کی موجودگی محسوس کئے آگے بڑھی۔ افراح نے اپنے آپ میں مگن بالوں کا جوڑا بناتے اندھیرے میں ہی بیڈ کی طرف قدم بڑھائے۔ وہ وائٹ ٹراؤزر اور ہائیل کی ریڈ ٹی شرٹ (کمفر ٹیبل نائٹ سوٹ) پہنے ہوئے تھی۔ وہ ابھی بیڈ پر لیٹنے لگی تھی کہ خود پر کسی کی گہری نظریں محسوس ہوئیں۔ پھر بستر پر کسی کا سایہ سا نظر آیا، اسنے آگے بڑھتے سائٹ ٹیبل سے فوراً شیشے کا گلاس اٹھایا اور لائٹس آن کی۔ وہ مارنے لگی تھی مگر سامنے والے کو دیکھتے ہاتھ ہوا میں رک گیا۔ ہائیل اسے دلچسپ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس سے ناراض ہو کر اسی کے کپڑے پہنتی تھی، افراح نے بے یقینی سے اسے دیکھا پھر گلاس دوبار ٹیبل پر رکھا اب وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو بغیر پلک جھپکتے دیکھتے رہے کئی لمحے گزرے۔ "آپ میرے روم میں کیسے آئے

میرے کمرے سے نکلیں آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ "افراح نے حواس میں آتے اس سے سخت لہجے میں کہا۔ وہ واپس اپنے خول میں بند ہو چکی تھی۔ اسے روم لاک کیا تھا پھر وہ اندر کیسے آسکتا تھا۔ ہابیل اسے مسکراتے ہوئے دیکھا پھر اس کے قریب آکر رکا۔

یہ میری بیوی کا روم ہے، جب چاہے آسکتا ہوں اور میں یہاں سونے " آیا ہوں " وہ اسکی طرف قدم بڑھاتے اپنی یونیفارم کے بٹن کھول رہا تھا۔ افراح نے قدم پیچھے لئے۔ وہ دیوار سے لگ چکی تھی "میرے دو بھائی نیچے موجود ہیں، یہاں سے جائیں ورنہ "افراح نے ہیزل آنکھوں سے نظریں چراتے دھمکی آمیز لہجے میں کہا " ورنہ کیا مسز ہابیل خانزادہ، ورنہ کیا کریں گی آپ " وہ دیوار پر ایک ہاتھ رکھتے اور دوسرے ہاتھ سے اسے کمرے سے تھامے ہوئے تھا۔ "کہیں اور جا کر سوئیں، یہ میرا کمرہ ہے

آپ یہاں نہیں سو سکتے، میرے روم سے چلے جائیں اور ویسے بھی یہی  
 "کہا تھا نہ آپ نے کہ آپ مجھے نہیں جانتے  
 وہ غصے سے بولی تھی وہ کچھ بھولی نہیں تھی۔" گھر کے سارے کمرے  
 میں مہمان ہیں، اور پھر لوگ کیا کہیں گے افراح خانزادہ نے شوہر کو  
 کمرے سے نکال دیا، کیا عزت رہ جائیگی آپ کی،  
 میں سچ میں صرف سونے آیا ہوں "وہ اسکے سیاہ بالوں میں منہ چھپائے  
 بولا تھا۔" ٹھیک ہے آپ یہاں سو جائیں میں چلی جاتی ہوں، کیونکہ  
 جیسے آپ مجھے نہیں جانتے میں بھی آپ کو نہیں جانتی "وہ سرخ ناک  
 کے ساتھ بولی اور پھر ہابیل کو دھکا دیا مگر وہ زرا سا بھی ٹس سے مس  
 نہیں ہوا تھا۔ اس کے دور نہ ہونے پر افراح نے سسکی لی تھی وہ رورہی  
 تھی۔ ہابیل ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا، پھر اسکے آنسو نرمی سے صاف کئے  
 ۔"ٹھیک ہے چلا جاتا ہوں مگر پھر یاد رکھنا کبھی بھی واپس نہیں آؤگا،



کبھی مجھے نہیں دیکھ سکو گی اور ہو سکتا ہے اگلی بار میری مشن پر شہید ہو جانے کی خبر پہنچے اور پھر رونا نہیں، بولو چلا جاؤ "ہیزل آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی تھیں جواب اور تیزی سے بچوں کی طرح رونا شروع ہو گئی تھی۔ وہ کچھ نہیں بولی تھی وہ بس رورہی تھی۔ ہابیل نے گہری سانس لی اسکے بال سہلا کر چپ کر وارہا تھا پھر آگے بڑھتے اسے سینے سے لگایا، وہ -افراح نے خود کو الگ کرنا چاہا مگر وہ زبردستی اسے ساتھ لگائے ہوئے تھا۔ "بھاڑ میں جاؤ ہیزل آنکھوں والے بلے، دور ہو جاؤ چلے جاؤ تم ہمیشہ جانے کے لئے ہی واپس آتے ہو، تھوڑی سی دیر کے لئے مت آیا کرو، تم نہیں چاہیے ہو مجھے،" وہ روتے ہوئے اس سے الگ ہوئی تھی اور اب بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔ ہابیل نے بھی پاس آکر اسکا ماتھا چوما۔ "زہرہ سرہ مینہ کوم جانان (آئی لویو جانان)" افراح نے اسکی بات پر نا سمجھی سے نظریں اٹھائی۔ پھر اسکے جھوٹ اور دھوکہ یاد کرتے غصے سے بولی



"دوزخ تہ لاڑشہ (دوزخ میں جاؤ)" یہ الفاظ اسنے حویلی میں رہ کر خاص اپنے شوہر کے لئے سیکھے تھے۔ "تمہیں کیا لگتا ہے تم مجھے پشتوں میں کچھ بھی بولو گے اور میں جواب نہیں دے سکوں گی"۔ ہانہیل نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا۔ "میں اب کبھی نہیں جاؤں گا اگر کہیں جاؤں گا بیوی کو بتا کر جاؤں گا" ہانہیل نے اسکے پھولے سرخ رخسار تو اپنی سہلائے۔ وہ اسے اب اور رونے نہیں دے سکتا تھا۔ اسکی سیاہ خوبصورت آنکھوں کے آنسو ہانہیل کو کمزور کرتے تھے۔ "تم مجھے جانتے تھے پھر بھی تم نے اجنبی بننے کا دکھاوا کیا۔ تم نے پیٹر سے مجھے بچایا اور حویلی تک خود چھوڑنے نہیں گئے، تم نے مجھ سے جھوٹ بولا" وہ روتے ہوئے اس کے ہاتھ جھٹک گئی تھی۔ "وہ میرا کام تھا میں ایک سیکریٹ لیجینٹ ہوں میرے راز کوئی نہیں جانتا، میں نے جھوٹ نہیں بولا میں نے بس اپنی ڈیوٹی کی اور وہ مجھ پر فرض ہے میں اپنے کام کے

راز اپنی فیملی کو بھی نہیں بتا سکتا۔ "ہائیل نے اسکے سیاہ بال کو پونی سے آزاد کیا اب وہ انہیں اپنی انگلیوں سے سنوار رہا تھا۔ "تم جانتے تھے کہ حیدر ایلفا ہے پھر بھی تم نے میرے بابا کو نہیں بچایا ہمیں سب سچ نہیں بتایا، تم جانتے تھے کہ بابا پر حملہ جہانزیب ملک نے کیا تم نے وہ بھی نہیں بتایا تم نے ان کا ساتھ دیا اور مجھ سے جھوٹ بولا "اب وہ چیخنی تھی۔ آج اسکا سارا غصہ باہر آ رہا تھا آج وہ سب کچھ کہہ رہی تھی جو اس نے ایک سال میں نہیں بولے تھے۔

وہ تھک گئی تھی سب اپنے اندر رکھتے۔ "تم سب جان جاتی تو تم کیا کرتی، تم کچھ نہیں کر سکتی تھی راپنزل، جہانزیب ملک تمہیں مار دیتا، حیدر تم سے زبردستی شادی کرتا اور تمہیں قید کر دیتا، تم کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اور میں کبھی ان کے ساتھ نہیں تھا، میں اپنے ملک کے ساتھ ہوں میں ایک محافظ ہوں میں کبھی دشمن کے ساتھ نہیں تھا "وہ اسکے ہر سوال کا

جواب دے رہا تھا۔ "تم نے جان کر سب کیا تم نے جان بوجھ کر مجھ سے شادی کی، تمہیں پتا تھا وہ لوگ میرے بابا کو مار دیں گے پھر بھی تم نے رخصتی کروائی، تم محافظ تھے نہ تو پھر کیوں بابا کو نہیں بچا سکے۔" وہ کہہ کر خاموشی سے ہیزل آنکھوں کو دیکھنے لگی۔ پھر اس سے دور ہو کر اپنا دوپٹہ بیڈ سے اٹھایا اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ یہ اسکا انداز تھا کہ وہ ناراض تھی اور کبھی نہیں مانے گی وہ افراح خانزادہ تھی وہ جلدی نہیں مانتی تھی۔

ہاں نکاح میں نے روکا، حیدر کو نکاح سے غائب کرنا تھا اور خود تم سے "زبردستی نکاح کیا، جب تمہیں کسی سے نکاح کرنا ہی تھا تو وہ میں کیوں نہیں، میں نہیں کرتا تو ماموں کسی اور سے کرواتے وہ تمہیں دشمنوں کے بیچ نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ رخصتی میں نے نہیں چاہی تھی۔ میں جانتا تھا تمہاری غیر موجودگی حیدر کو حیوان بنائی گی مگر ماموں نے

زبردستی رخصتی کروائی تھی۔ میری نظر جہاں زیب ملک پر تھی، کیونکہ حیدر تو وہاں تھا ہی نہیں وہ کوئی نقصان کیسے پہنچاتا مگر وہ وہاں سے جلدی آگیا، میں اس وقت تمہیں کالم ڈاؤن کر رہا تھا تم گھر جانے کی ضد کر رہی تھی۔ اور پھر جب تم سوئی تو مجھے خبر پہنچی تھی کہ ایلفا کو ہاسپٹل کے پاس دیکھا گیا ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا تمہیں گھر چھوڑ دوں گا تاکہ حیدر نارمل رہے۔ مگر سب خراب ہو گیا وہ امریش کو لے گیا ماموں کو زہر دے دیا سنے، میں تمہیں ساتھ نہ لاتا وہ تب بھی ماموں کو مار دیتا کیونکہ انہوں نے تمہارا نکاح کر دیا تھا۔ ان کی موت ایسے ہی لکھی تھی راپنزل میں انہیں بچا نہیں سکتا تھا۔ میں جنازے میں نہیں آ سکا کیونکہ میں زخمی تھا مگر میں رات کو آیا تھا تمہیں لگا میں خواب ہوں مگر میں سچ میں آیا تھا۔ اور تم نے کہا تمہیں چھوڑ جاتا ہوں، میں چھوڑ کر نہیں جاتا میں تمہیں تحفظ دینے کے لئے تم سے دور ہوتا ہوں میرا تمہارے پاس



رہنا حیدر ملک کو جانور بنانا اور پھر میں کبھی اسے پکڑ نہیں پاتا۔ وہ ملک میں فساد پھیلاتا۔ مجھے صرف اپنا یا تمہارا نہیں مجھے اپنے ملک کا بھی سوچنا تھا۔ "وہ اب اسکے پاس نہیں گیا تھا وہ بیڈ پر ہی بیٹھا تھا۔ اگر وہ ضدی تھی تو انا پرست وہ بھی کم نہیں تھا۔" جب تم میرے ساتھ رہ نہیں سکتے تھے مجھے چھوڑ کر جانا ہوتا تھا تو شادی کیوں کی تھی۔ محبت کا دکھاوا کیوں کیا۔ کیوں اپنی آنکھوں سے مجھ پر جادو کیا تم نے، کیوں بچانے آتے تھے کرتے تھے۔

کیوں تم رات کو میرے سونے پر مجھے دیکھنے آتے تھے۔ جب تم پیار ہی نہیں کرتے تو کیوں پرواہ کرتے ہو، "وہ غصے سے اٹھتے ہوئے اسکے پاس آئی تھی اور اپنے چھوٹے نازک ہاتھوں سے اسکا گریبان جکڑا تھا۔" آخر میں کیا ہوں تمہارے لئے؟ "وہ اب بھی سوں سوں کر رہی تھی۔ ہاتیل نے اپنا رومال نکالتے اسکے آنسو اور ناک صاف کی (روتے ہوئے



اسکی آنکھ اور ناک دونوں سے پانی نکلنے لگا تھا۔ وہ روتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔ اس کی حرکت پر دل دھڑک کر رک چکا تھا بلکل ساکت۔۔ "تم اللہ کی طرف سے مال غنیمت ہو، جو اس جنگ کے بعد مجھے نصیب ہوا ہے۔ میں نہیں جانتا محبت کیا ہوتی ہے مگر اس دنیا میں تم واحد ہو جس کا رونام مجھے برداشت نہیں، تم وہ واحد عورت ہو جو میرا گریبان پکڑ سکتی ہے، تم وہ واحد ہو جس کا سراپنی گود میں رکھ کر سلایا ہے، تم وہ واحد ہو جس کی ناک بھی میں صاف کر سکتا ہوں، تم وہ واحد جسے ساری زندگی دیکھنا چاہوں گا اور مجھے زرا تھکن نہیں ہوگی، تم وہ ہو واحد ہو جس کی سیاہ آنکھوں کا بچپن سے اسیر ہوں اور پھر تم کہتی ہو مجھے تم سے محبت نہیں، میں دکھاوا کرتا ہوں، میں خود دور نہیں ہوتا، خود تمہیں چھوڑ کر نہیں جاتا یہ دنیا مجھے مجبور کرتی ہے ایسا کرنے پر، کون کافر اپنا مال غنیمت چھوڑے گا۔" ہابیل نے اسکی سیاہ لٹ کان کے پیچھے

کرتے کہا۔ افراح نے کچھ شرمندگی اور شرم سے نظریں جھکائیں، "تم نے کہا تم مجھے نہیں جانتے، تم اپنی بیوی کو پہچاننے سے انکار کیسے کر سکتے ہو، تم جانتے ہو مجھے کتنی تکلیف ہوئی۔" اب یہ آخری سوال تھا۔ "اگر میں کہتا تم میری بیوی ہو تو پہلی فرست میں حیدر مجھے گولی مارتا یا پھر تمہیں چھوڑنے کا کہتا۔ یا ہو سکتا تھا وہ تمہیں مار دیتا، کیونکہ جو اسکی نہیں ہو سکتی اسے وہ میرا کبھی نہیں ہونے دیتا وہ بچپن سے میرا دشمن ہے وہ تمہیں مجھ سے چھین لیتا اور میں اپنی واحد خوشی کھو نہیں سکتا تھا۔ مگر مجھے نہیں پتا تھا تم اتنی ضدی ہو کہ اتنی سی بات پر مجھے اتنا لمبا ہجر دو گی۔ کوئی لڑکی اپنے پہلی نظر کی محبت کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔" ہابیل نے اسے ساتھ بٹھاتے اسکے گرد بازوؤں حائل کئے۔ اسکی بیوی اسکے سینے پر سر رکھ گئی تھی وہ تھوڑا تھوڑا راضی ہو گئی تھی۔ ہیزل آنکھیں مسکرائی تھی اسکے قریب ہونے پر۔۔۔۔۔

تم سے کس نے کہا مجھے تم سے محبت ہے؟ "افراح نے مسکراتے " ہوئے پوچھا۔ وہ اسے چاہتی تھی وہ اب اور دور نہیں رہ سکتی تھی۔ وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔

کیا یہ سچ نہیں کہ شادی سے پہلے سے تم مجھ سے محبت کرتی تھی۔ " ہیزل آنکھوں کو یقین تھا۔

مجھے تم صرف اچھے لگتے تھے محبت و محبت نہیں تھی مجھے۔ "افراح" نے سچائی سے کام لیا



مطلب یہی ہوا نہ کہ تم مجھ سے محبت کرتی تھی اور کسی سے نہیں۔ مجھ " سے محبت تھی اور پھر بھی تم نے ہابیل کو شوہر مان لیا۔ اگر وہ میں نہ ہوتا تو کیا کرتی " ہابیل کے سوالات کا وقت شروع ہوا جاتا ہے۔

تو پھر میں اپنے شوہر سے وفا کرتی، محبت گئی بھاڑ میں، وہ اچھا تھا تم سے " تو اچھا ہی تھا، مجھ سے محبت کرتا تھا کھانے بھی بناتا تھا اور تمھاری طرح کھڑوس نہیں تھا اور سب سے بڑی بات وہ مجھے اپنے فیورٹ کپڑے بھی پہننے دیتا ہے۔ " افراح نے شان بے نیازی سے جواب دیا۔ وہ واقعہ ایسا کرتی وہ ہابیل کو قبول کر چکی تھی۔ کونسا خان اور کہاں کا ہیزل آنکھوں والا بلا۔۔۔ ہابیل نے دل سے شکر کیا کہ وہ اسکی بیوی تھی وہ



مشرقی لڑکی تھی اور مشرقی لڑکیاں اپنے محرم سے وفا کرتی ہیں۔ وہ خوش نصیب تھا۔

راپنزل تم جانتی ہو تمہیں دیکھ کر مجھے کونسی آیت یاد آتی ہے؟ " "ہابیل کے پوچھنے پر افراح نے سراٹھا کر اسکی ہیزل آنکھوں میں دیکھا جیسے واقعہ جاننا چاہ رہی ہو یہ اسکا فیورٹ ٹاپک اسٹارٹ ہوا تھا۔

فبای آلا ربکما تکذبان " (اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو " جھٹلاؤ گے) ہابیل نے کہتے اسکی پیشانی چومی۔ افراح کے اندر سکون سا اتر گیا تھا۔

اب میں بتاؤں "افراح نے بچوں کی طرح اپنی باری کا پوچھا۔ ہانہیل"  
اسکی ادا پر فدا ہوا تھا پھر اثبات میں سر ہلایا۔

اور تمہارا پروردگار تمہیں عنقریب اتنا کچھ عطا فرمائے گا، کہ تم خوش  
"ہو جاؤ گے۔"

اور آج واقع مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں خوش ہوں، ہانہیل آپ ہیں"  
تو میں خوش ہوں، اب مجھے چھوڑ کر مت جانا "افراح نے ہیزل  
آنکھوں میں دیکھتے کہا

"زہتہ سرہ مینہ کوم مسزہانہیل۔"

کیا مطلب، "افراح نے اب اس کے الفاظ کا مطلب پوچھ ہی لیا تھا۔"  
جواسکے سر سے گزر گیا تھا۔

جواب دو مسز ہابیل، آخر تم پٹھان ہو۔ "ہابیل نے اپنے ہونٹ"  
دانتوں میں دبائے تھے۔

افراح نے تھوڑی دیر سوچا، یہ الفاظ اس نے کبھی سنے نہیں تھے۔ "سیم ٹو  
یوہیزل آنکھوں والے بلے" وہ شرارتی انداز میں مسکرائی۔ اس نے بہت  
سوچ کر جواب دیا تھا کہ اگر اچھا جملہ تھا تو ٹھیک اور اگر برا تھا تو بھی کوئی  
مسئلہ نہیں ہونا تھا۔ ہابیل نے اس کے جواب پر جاندار قہقہہ لگایا تھا وہ کتنی  
شرارتی تھی۔ آہ اس کے بچے کیسے ہو گے وہ سوچ کر رہ گیا۔ اب وہ  
دونوں بیڈ پر نیم دراز تھے۔

راپنزل مجھے ایک پیاری سی بیٹی چاہیے جس کے بال بالکل تمھارے " جیسے ہو، مجھے بہت شوق ہے کہ میری ایک چھوٹی سی جان ہو میں اسے بہت سمجھال کر پیار سے رکھوں گا۔ میں نماز میں دعا بھی کرتا ہوں اللہ " مجھے بیٹی دے دے

وہ اپنی خواہش بتا رہا تھا، افراح نے بے یقینی سے اسے دیکھا لوگ بیٹے مانگتے ہیں اسکا شوہر بیٹی مانگ رہا تھا وہ واقعہ اللہ کی لاڈلی تھی اتنا پیارا، مسافر نصیب والوں کو ملتا ہے۔ وہ مسکراتے ہوئے سکون سے آنکھیں موند گئی تھی۔

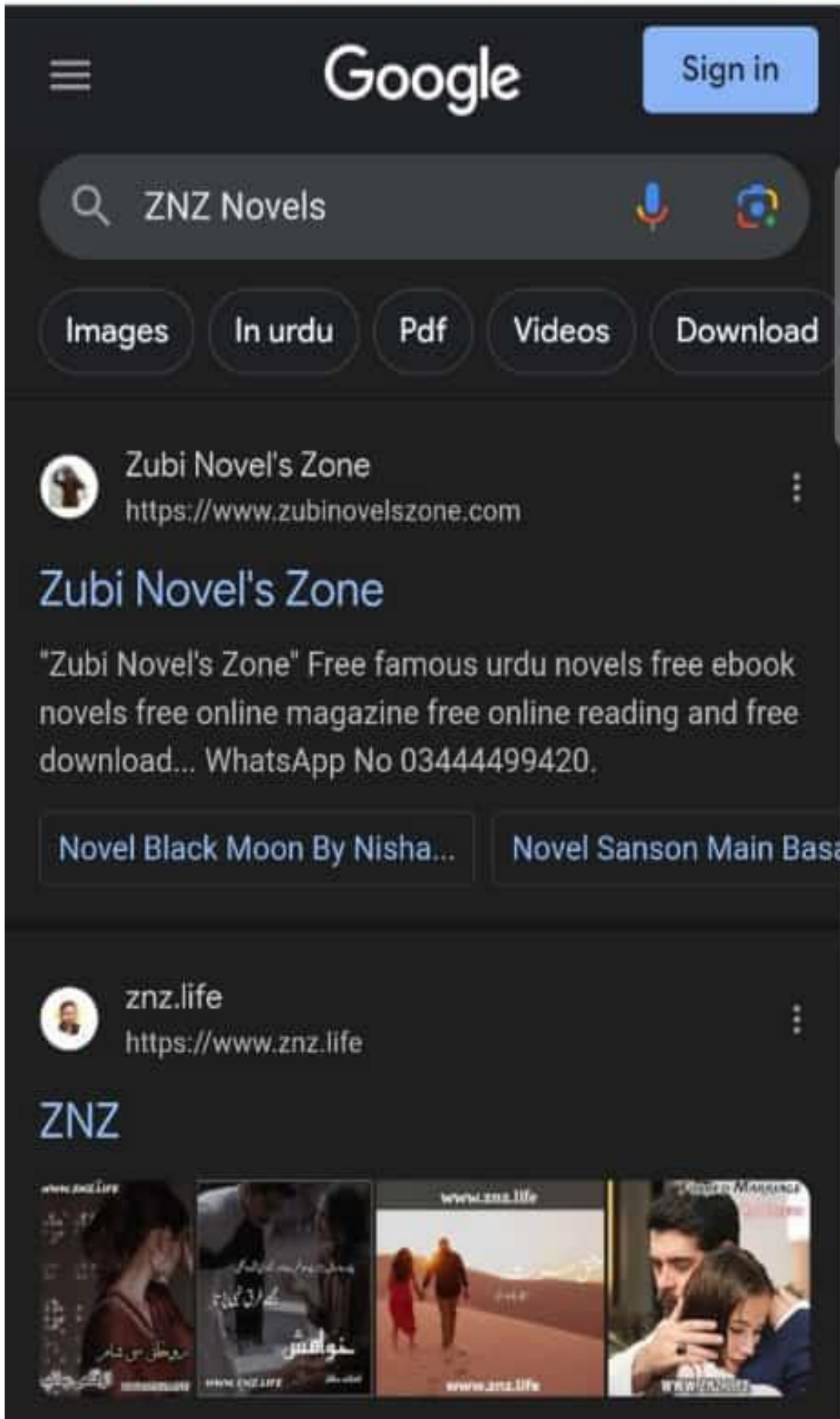
ختم شد





اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

**ZUBINOVELSZONE.COM**  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر  
جائے اور ٹائپ کریں

**ZNZ NOVELS**

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے  
گے جسکی سکرین شاٹ آپ  
سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی  
ایک سائٹ وزٹ کریں اور  
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے  
باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں  
مزید کے لئے رابطہ کریں

**0344 4499420**

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

For Free Ebook Novels Link

[https://heylink.me/ZUBI\\_NOVELS\\_ZONE](https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE)

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا  
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.znzlibrary.com/>

<https://www.znz.today>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM](mailto:ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں  
وہاں پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>